عروس صنائع سخن مکین مکان فضل و حذاقت زمین و زمان

گلدستۂ ازہار فصاحت و دستنبوی ریاحین بلاغت معدن انواع مضامین فضل و ہنر

یعنی

کلیات واسطی

نیاز حسین

از طبع زاد منشی سید فضل رسول خان صاحب بہادر متخلص بہ واسطی رئیس سندیلہ تعلقدار جلال پور خیر خواہ سرکار انگلشیہ

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں طبع ہوا

اطلاع - اس مطبع مین ہر علم وفن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقین اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے ٹائٹل پیج کے تینون صفحہ جو سادے ہین اُنمین بعض کتب کلیات و دواوین اُردو کی درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانونکو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
کتب کلیات و دواوین اُردو		کلیات امیر اللہ تسلیم شاگرد حضرت نسیم دہلوی	۱۲/
کلیات ظفر - از حضرت سراج الدین ظفر بادشاہ ہر چہار جلد کامل دو جلد مین	عہ/	کلیات میر تقی - اُستاد مسلم الثبوت سخنوری -	عہ/
انتخاب کلیات ظفر -	۶/	کلیات سودا استاد مسلم معروف	عہ/
کلیات مومن - از استاد سخن مومن خان دہلوی -	۹/	کلیات - انشاء اللہ خان شاعر نامی -	عہ/
دیوان ناسخ - استاد شیخ امام بخش ناسخ لکھنوی -	۱۲/	کلیات صنعت - عجیب صنعت	۹/
کلیات آتش - اُستاد خواجہ حیدر علی آتش لکھنوی -	۸/	دیوان مہر - مصنفہ مرزا حاتم علی بیگ صاحب مہر مطبوعہ غیر -	عہ/
کلیات نعتیہ مجید مصنفہ مولوی عبد المجید خان -	عہ/	دیوان شاہ تراب - کلام مشہور عارف باللہ کاکوری	۱۱/

قطعات تاریخ وفات حضرت مولانا سید فضل رسول صاحب قلندر تعلقدار و آنریری اسسٹنٹ کمشنر و مجسٹریٹ متخلص بہ واسطی مصنف کلیات ہذا

(۱)

از تدبیر الدولہ مدبر الملک منشی سید مظفر علیخان صاحب اسیر استاد مصنف

جہانی را غم فضل رسول است — عجب دانا رئیس نامور رفت
بہ نظم و نثر دخلی داشت کامل — ز دنیا صاحب علم و ہنر رفت
سبک تر بعد سیر این گلستان — بباغ خلد چون باد سحر رفت
بدریا کار غواصی اجل کرد — لب ساحل صدف ماند و گہر رفت
ہمہ احباب او گشتند نالان — بہر کشور کہ این موحش خبر رفت
اسیر از مرگ او افسردہ گشتم — ز غم قوت ز دل ہوشم ز سر رفت
خرد تاریخ ہجر جان و تن گفت — کہ رنگ از لالہ بو از گل بدر رفت
۱۲۹۶ھ

(۲)

منشی فضل رسول ذی رتبہ رئیس — راہی طرف ملک بقا شد ز جہان
تاریخ بہ سال عیسوی گفت اسیر — از فضل رسول یافت ایوان جنان
۱۸۷۹ع

(۳)

از جناب منشی سید فضل حسین خان صاحب متخلص بہ شاعر خلف مصنف کلیات ہذا

ہاے نیکو صفات فضل رسول — سخی و باذل و سر دوران
۱۸۷۹ع — ۱۹۰۲ سمبت

گشتہ شاعر ز لوح دل تاریخ ۱۲۹۶ھ ۔۔۔ کو ز صد احتشام شد بجنان ۱۲۹۶ف

(۴)

از منشی ظہور الحسن صاحب ظہور لکھنوی شاگرد رشید حضرت اسیر

آن وحید زمانہ سید پاک ۔۔۔ عاشق صادق رسول ہدا
از وفاتش دو سال گفت ظہور ۔۔۔ نیک فضل رسول خاص خدا
۱۲۹۶ف ۔۔۔ ۱۲۹۶ھ

(۵)

وائے فضل رسول سید پاک ۔۔۔ غم ترحیل او جہان آرا
روی ہر مصرعہ بہر سال اتم ۔۔۔ صف لصف برنشاند در ماتم
۱۲۹۶ھ

قطعات تواریخ تولد و وفات حضرت میر فضل رسول صاحب مرحوم و اعلیٰ و تاریخ مقبرہ

از کمال الدین سنجر زندایہ الی

(۶)

چو فضلہ ورسولہ شنیدم از ہاتف ۱۲۱۳ھ ۔۔۔ بجو لیش گفتہ ام این نکتہ ست سر بستہ
خبر ز مولد فضل رسول داده مرا ۔۔۔ کہ در بباغ جہان بود ہمچو گلدستہ
ہزار حیف کہ از مرگ آن خجستہ خصال ۔۔۔ دل مبارک فضل حسین شد خستہ
بنا بقبر شریفش نمود مقبرۂ ۔۔۔ چو مقبرہ کہ بفردوس ہست وابستہ
نوشتہ خامۂ سنجر دو سال او وفات ۔۔۔ بیک مصرع رنگین ولیک برجستہ
بصد فسوس بتاریخ سال فوتش گفت ۔۔۔ بر ست او ز خود و بر خدا اے پیوستہ
۱۲۹۶ھ ۔۔۔ ۱۲۹۶ھ

له سال ولادت ... ۱۲۱۳ھ

بوجد از پے تاریخ بقعہ گفتم باز — زہی ازین پسر نیکنام شایستہ
۱۲۹۹ھ

ولہ (۷)

این مقبرہ را ہر آنکسی دید — بنظارۂ روضۂ جنان گفت
تاریخ بنائے بقعہ سنجر — از رشک بہشت جاودان گفت
۱۲۹۹ھ

ولہ (۸)

جہان فضل از دنیا بدار الملک عقبا شد — بہشت جاودان از مقدم پاکش مصفا شد
ہمین فضل رسول آن میر عالیقدر والا گہر — ز دنیای دنی بگذشت بر فردوس اعلا شد
بجد خویشتن شد ملحق اندر روضۂ جنت — روان اطہرش را جای در آغوش زہرا شد
دل فضل حسین فرزند دلبندش ازین ماتم — پر از اندوہ و حزن و رنج و درد و شور و غوغا شد
پے تاریخ سنجر از زبان واسطی گفتم — حباب ہستی من زاب موج چین دریا شد
۱۲۹۶ھ

ولہ (۹)

واسطی رفت ز دار دنیا — رفت از دشت جہان وحشت
چشم بد دور کہ با حور العین — در جنان می کند ایک صحبت
سنجر از سال وفاتش پرسید — ہاتفی گفت کہ رحمت رحمت
۱۲۹۶ھ

ولہ (۱۰)

حضرت فضل حسین بر قبر پاک باپ خویش — ساخت نیکو بقعۂ کس میتوان گلدستہ گفت
طبع سنجر از پے تاریخ فوت واسطی — از خود وارستہ گفت و بر خدا پیوستہ گفت
۱۲۹۶ھ — ۱۲۹۶ھ
بہر تاریخ بنای این ہمایون مقبرہ — کلک من به مرحبا بابانی شایستہ گفت
۱۲۹۹ھ

(۱۱)

از منشی ظہور الحسن صاحب ظہور لکھنوی شاگرد حضرت اسیر

رہی فضل رسول با اجلال — سالک مصرع میں ہے وفات کا سال

قاضی ذی شرف مسیح زمان ⁂ تھا الہٹی میں خاص انکا مکان
اور مہینہ جمادی اول کا ⁂ نوزدہ کو یہ وان ہوئے پیدا (۱۹)
سر تاریخ سے بفکر تمام ⁂ ذوالفقار علی انکا لا نام (۱۲۲۸ھ)
سنگ پہ ہو ظہور یون کندہ ⁂ بسکہ اڑسٹھ برس رہے زندہ

(۱۲)

از منشی محمد حسن صاحب نامی

دو از ده صد و هم بست و هشت هجری بود ⁂ بفیض فضل رسول آمد از عدم بوجود
به نیکنامی بسر برد شصت و هشت اینجا ⁂ ده و دو صد نود و شش باصل خود بنمود (۱۲۹۶ھ)

ولہ (۱۳)

ده و دو صد نود و هفت سال هجری بود (۱۲۹۷ھ) ⁂ بنای روضهٔ اقدس نهاد فضل حسین
دو از ده صد و بالاے آن نود نه بود (۱۲۹۹ھ) ⁂ که این حظیره مرتب شده بزینت و زین
چو شاد گشت دل والدش ز حسن عمل ⁂ ندا ز مقبره شد مرحبا به نور العین
گر از حساب جمل سال تکمله جوئی ⁂ شمار کن عدد صاد و طا و را و عین

(۱۴)

از چودھری محمد عبد الباقی صاحب باقی رئیس سنڈیلہ

سال میلاد زہے فضل رسول (۱۲۲۸ھ) ⁂ سیدی فضل رسول آه نال (۱۲۹۶ھ)
ساخت چون مقبره اش فضل حسین ⁂ شد بس این روضهٔ اقدس بی سال (۱۲۹۹ھ)

(۱۵)

از ارشد بلگرامی

رئیس نامور و ذی کمال فضل رسول ⁂ دیار نیک صفاتی او ندارد حد

بلند حوصله عالی همم سخی فیاض	ذهین و صاحب فهم و ذکا و اهل خرد
جهان سیه نشود چون بدیدهٔ مردم	که روز رحلت او را نمود بخت بد
سین او بدعا بر زبان آرشد رفت	خدای پاک بحق رسول آمرزد

ولہ (۱۶)

چون عمدهٔ اولاد رسول مقبول	منشی فضل رسول پاکیزه اصول
رفته ز جهان سال وفات آرشد گفت	او باد میان خلد همراه رسول ھ۱۲۹۶

ولہ (۱۷)

رئیس عاقل و دانای دهر فضل رسول	که شد ز رخصت او خاطر زمانه ملول
نوشت آرشد محزون لسال فصلی او	شود امیر ارم واسطی بمین رسول ھ۱۲۸۶

ولہ (۱۸)

فضل رسول سید ذیجاه و ذی شرف	شد این خرابه جانب ملک بقا روان
آرشد رقم نمود بتاریخ عیسوی	فضل رسول بود ازان یافت او جنان

نقل تقریظ منقول از مطبوعۂ اول

نتیجۂ طبع وقاد سخنور بیمثال شاعر نازک خیال مرحمت الدولہ بہادر مولوی سید غضنفر علیخان متخلص بہ حکیم ابن تدبیر الدولہ مدبر الملک منشی سید مظفر علیخان بہادر متخلص بہ اسیر

ترانہ سنجی عندلیب خامہ اس نخلبند گلستان ایجاد کی حمد مین زیبا ہی کہ گلہاے رنگا رنگ صور مختلفہ چار باغ عناصر مین پیدا کیے اور نغمہ سرائی بلبل نامہ اس چمن آراے بوستان عالم کی مدح مین سزا ہی کہ اثمار بوقلمون اشکال متفرقہ اشجار ریاحین اجسام سے ہویدا فرمائی طرح مضامین تازہ دل شاعر نازک خیال مین ڈالنا کام اسکا ہی اور نقش خطوط نو بنو رانہاے صفحۂ عالم تکوین مین بھرنا حسن انتظام اسکا ہی جلوہ اسکا مصباح مشکات آفرینش ہی نور جمال اسکا چراغ دودۂ بینش ہی آفتاب جو صفحۂ سادۂ صبح پہ قلم شعاعی سے

خط روشن لکھتا ہی وقلم لعل نگار اُسکا ہی یا شہاب جو تختہ سیاہ شب پر پرکار ہالہ سے جو دائرہ مدور کھینچتا ہی نقش طراز انوار اُسکا ہی ابیات ابروان مہرویان ہین فراق ہین السطور چھوڑا ہی یکتا کو دوتا کیا ہی کیا توصیف کیجیے جو کچھ کہیے تھوڑا ہی جل جلالہ وعم نوالہ نظم

خلاق زمین و آسمان ہی　　صناع نقوش دوجہان ہی
گردون پہ ستارہ ہاے رخشان　　دنیا مین بناے جن و انسان
آنکھون پہ نہین وہ گو کہ ظاہر　　پر دیدۂ دل ہی اُس سے ماہر
کی سیر جہانکو دیکھا بھالا　　قدرت کا ہی کھیل سب نرالا
یکتا ہی وہ بادشاہ عالم　　خلاق جہان پناہ عالم

نعت سرور کائنات محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

دل بیدل اُس خسار پر نور رشک شمع طور پر پروانہ ہی کہ جسکے نور جمال سے چراغ کونین روشن ہی یعنی محمد مصطفی خدا کے رسول جان بجان اُس سرو چمنستان رسالت پر فاختہ ہی کہ جسکی بارش سحاب رحمت سے باغ دارین سرسبز اور شاداب ہی یعنے خاتم الانبیا اللہ کے مقبول دریاے بے کنار مدح مین ماہی طبع موصوف مثل ماہی بے آب طپان ہی کچھ نہین ہو سکتا صحراے وسیع الفضاے وصف مین غزال خیال معرف مانند آہوے لنگ افتان وخیزان روان ہی ٹھاک نہین بن آتا اگر نسخہ وجود کامل اُسکا اثر شفا نہ دکھلاتا مزاج مختل عالم کبھی درستی قبول نہ کرتا اور اگر وہ اپنی حکمت کاملہ سے ترکیب آل و قرآن سے معجون مرکب نہ بناتا مرض کفر کسیطرح ابدان اہل زمانہ سے زایل نہوتا شادابی گلستان ایمان اُسکی آبیاری ابر عنایت سے ہی تازگی بوستان دین اسلام اُسکی قطرہ افشانی شبنم شفقت سے ہی رسول خدا شافع روز جزا

باعث عدل و داد شیرازۂ دفتر اتحاد چار اضداد **نظم**

محمد باعث ایجاد امکان
محمد رحمت حق لطف یزدان

اگر ہوتی نہ ذات اسکی جہانمین
خلل آتا زمین و آسمان مین

بنائے سقف چرخ نیلگون ہی
جو منکر اسکا ہی اسکو جنون ہی

بعد اسکے وصی اسکا علی ابن ابی طالب رضی اسد اللہ الغالب یعسوب دین امیر المومنین کف ہمت عجب نیسان مکرمت ہی کہ جسکے فیض سے مشت خالی حباب گوہر مقصود درگرہ بستہ ہی دست عطا عجب ابر سخاوت ہی کہ جسکی آبیاری سے دامن شاخ عریان موج شگوفہ ہاے رنگین سے پیوستہ ہی آتش افسردہ یاقوت اسی کی گرمی بازار عطا سے روشن و منور ہی سبزۂ خشک زمرد اسی کی ہوائے باغ سخا سے تازہ و خرم ہی خدا کے ولی ہین محمد صلعم کے وصی ہین شب معراج بجاے دست خدا دعوت رسول مین شریک ہوے نزدیک سے نزدیک ہوے ہم پیالہ و ہم نوالہ وحدہٗ لاشریک ہوے جب سے اسکے بحر عطا نے کف عطا کھولی ہی دریا نے صدف سے پشت دست زمین پر رکھی ہی **نظم**

علی حاجت رواے دو جہان ہی
علی مشکل کشاے انس و جان ہی

شعر

آن شیر دلاورے کہ براے طمع نفس
در خوان جہان پنجہ نیالود علی رض بود

امابعد سرگشتۂ کوے ناکامی زاویہ نشین عالم گمنامی امیدوار رحمت رب کریم مرحمت اللہ و سید غضنفر علی متخلص بہ حکیم عرض کرتا ہی اور نقاب خفا چہرۂ یوسف مدعا سے اٹھاتا ہی کہ والد ماجد میرے نامور عالم کعبہ سخنوری کے رکن اعظم تدبیر الدولہ مدبر الملک منشی سید مظفر علی خان صاحب بہادر بہادر جنگ المتخلص بہ اسیر سلمہ اللہ القدیر

ہین ایسا نقارۂ سخنوری شش جہت آفاق مین بجایا کہ سارا سواد اعظم شاعری
تحیر کدۂ قدرت مین آیا طبیعت ایک دریا ہی کہ دُرِ مضامین سے بھرا ہی
جو لفظ صدف دہان معجز بیان سے نکلا ایک بیش بہا دُر ہی ہزارون
گلچین گلستان سخن ہوے فیض ارشاد عالی سے سیکھ کے اُستاد
فن ہوے چنانچہ مصنف دیوان ہذا کہ زمرۂ شاگردان جناب والا سے
ہین فن سخن مین انکا اُستادی پر دلیل ہی حقا کہ سخنور بے عدیل ہی
چند فقرات اگر تعریف مین لکھون بجا ہی کہ فی الحقیقت قابل ثنا ہی
افضل متاخرین اشرف متقدمین بسم اللہ دیوان فصاحت طغرئ فرمان
بلاغت فخر سخنوران جہان رشک شاعران زمان مہر سماء نکتہ سنجی و
نکتہ دانی آفتاب آسمان علم بیان و معانی کلیم وہ سلیم عصر خضر طریق طرز سخنوری
مسیح چرخ علو ہمتی و عالی گوہری گل گلزار ریاست بلبل گلستان امارت
نکتہ دان صحیفۂ دانش دقیقہ رس کتاب بینش ناخدائے کشتی کل علوم
دُرِ یکتائے بحر جفر و رمل و نجوم پدر بزرگوار بندۂ خاکسار سراپا قصور مولوی
سید فضل رسول خان صاحب بہادر متخلص بہ واسطی رئیس سندیلہ تعلقہ دار
جلال پور خیر خواہ سرکار انگلشیہ مدظلہ العالی ہر علم و ہنر مستجمع ہین کہانتک
تعریف کرون بیان سے باہر ہی ہر چند شغل شعر و شاعری بہت رہا مگر
کلام بلاغت نظام ایام غدر مین پریشان ہو گیا اب فی الحال جو کوکب شوق
قدیم نے آسمان طبع وقاد پر جلوہ کیا مدت دو سال مین باوصف اشتغال دیگر
امور یہ دیوان نادر الوجود پردۂ خفا سے منصۂ ظہور مین آیا فی الحقیقت سرمایۂ
فصاحت ہی سر دفتر بلاغت ہی ہر بیت اُسکی مانند بیت اللہ
سیاہ پوش ہی مگر مطلوب نامہ سفیدان بلاغت گوش ہی اور ہر غزل

اسکی مانند غزال حرم شوخ طبینت ہی رام صفا طلبان پاک طبیعت ہی کوتاہ بینون کو زیارت غزل نے بلند نگاہ کیا اور ہوسناکون کو استماع قطعہ نے رشتۂ قطع تعلق سے آگاہ کیا کچھ اٹھا ہی جو کچھ کہیئے بجا ہی اب کچھ حال حسب و نسب مصنف بیان ہوتا ہی سب پر عیان ہوتا ہی کہ نسب سادات واسطی کا سید ابو الفرح واسطی سے بلکہ زید شہید بن حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے ملتا ہی سادات بارہہ کی شجاعت و مردانگی و علو ہمتی کا حال تمام کتب تواریخ مین درج ہی حاجت اعلان نہین ضرورت بیان نہین اور جد اعلی مصنف کے مخدوم سید علاؤالدین واسطی جاجنیری ہین عہد سلطان علاؤالدین خلجی مین حسب ایمائے حضرت سید نصیر الدین محمود اودہی مع اعوان و انصار ملک اودہ مین آئے اور سندیلہ کو قوم آرکھ سے لیکر فتح مین لائے اور بعد شہادت سید نصیرالدین انکے پسر کلان کے کاکوری مین اور سید خواجہ احمد پسر اوسط کے شہر لکھنو مین سندیلہ جب تسلط مین آیا گوہر مقصود دامن مراد مین پایا تا عہد سلطنت مالک سندیلہ مع دیہات مفتوحات رہی صاحب مقبوضات رہی بندگی سید حسن صاحب کے وقت مین سلطنت مغلیہ ہوئی اور ریاست منتزع ہوگئی براے معاش ریاست دیہات معافی عطا ہوئی مرض تکالیف کو شفا ہوئی عہد نواب فلک رکاب کیوان بارگاہ انجم سپاہ اختر برج حیح نیابت قمر فلک سعادت جناب نواب سعادت علی خان بہادر مغفور مالک ممالک ملک اودہ مین ہمراہ اور معافی داران کے تمام دیہات ضبط ہوگئے مقدمات و کارخانجات قدیم ضبط ہوگئے اس زمانے مین سند تعلقہ داری مصنف کو دیہات زمینداری باقی ماندہ

کی ملی ہی باعث ناموری ہوئی ہی اور مصنف مدظلہ العالی قصبۂ امیٹھی
مین کہ اُنکا ننہال بخاندان ملاجیون مرحوم ہی قاضی مسیح الزمان
صاحب کے مکان مین ۱۹ جمادی الاولی ۱۲۲۸ھ مین جلوہ افروز
عالم امکان ہوے مہمان اہل جہان ہوے نام تاریخی ذوالفقار علی
ہی ذات بابرکات ذوالفقار علی ہی ابتداے عمر مین کتب
درسیۂ فارسیہ امیٹھی مین پڑھی مدارج استعداد بڑھی
کتب عربی اپنے عم نامدار سید اعز الدین احمد خان اور مولوی محمد بخش
صاحب اور مولوی سراج الدین صاحب اور مولوی تراب علی صاحب
اور مولوی سلامت اللہ صاحب سے پڑھی مدارس علم مین رتبے
بڑھے علم نجوم ورمل وتکسیر سید علی شیرازی سے دیکھے اور نکات
علم طب اپنے والد بزرگوار حکیم سید عبد الشکور صاحب اور عم نامدار
سید محمد بقا خان صاحب بہادر سے پڑھے جب عمر شریف
بیس برس کی آئی نوکری پہ عہدۂ رسیدنٹی گوالیار اور بعہدۂ
منشی گری اجنٹی جودھپور پائی بعد ازان بہ ترقی عہدہ میر منشی گری
راجپوتانہ پہ مقرر ہوے منشیان عالی شان کے سر دفتر ہوے
بعد پچیس برس کے استعفا دیکر وطن مین رہے بلبل نغمہ سنج ہوکر
چمن مین رہے اتفاق زمانۂ ناہنجار سے ایام غدر عذر آور ان
مین تمام مال ومنال لٹ گیا شیشۂ اسباب جمعیت ٹوٹ گیا مگر
سرکار انگلشیہ نے ازراہ عنایت بصلۂ خیر خواہی وجانفشانی
کے ۲۹ مواضع انعام مین عطا فرمائے غنچۂ دل اعدا
مرجھائے الحمدللہ الحمدللہ سبحان اللہ سبحان اللہ استعمال فنون

سپاہ گری بہ کمال از دیاد شوق عہد جوانی مین کرتے رہے رشک و حسد سے دشمن مرتے رہے طبیعت عالی اُسکی طرف آمادہ ہے شوق زیادہ ہے علوم کا بھی چرچا رہا کیا تصنیف کا ڈھنگ ہوا کیا ایک کتاب مسمی بہ تسہیل العلوم بہ کمال مشقت تصنیف فرمائی تھی اُسمین طبیعت کی قوت آزمائی تھی جامع علوم تھے وہ اور کتابون مین کالشمس بین النجوم تھے مگر ہزار افسوس کہ ایام غدر مین رائگان نذر جاہلان ہوئی بیان تکمیل کمالات بے انتہا ہے بیان خموشی اولی ہے فقط اشعار

جس امر کی انتہا نہین ہے	کہنا اُسکا بجا نہین ہے
دیوان ہے عجیب لطف آمیز	سب چیزین ہین اسمین کیا نہین ہے
ذی عقل حکیم داد دینگے	نافہم سے کچھ گلا نہین ہے

تمت

بعون صانع مکین و مکان فضل حق جل و علا زمین و زمان

گلدستۂ ازہار فصاحت و دستنبوی ریاحین بلاغت معدن انواع مضامین فضل و ہنری

کلیات واسطی

رقم نیاز حسین

حصۂ اول

از طبع زاد منشی سید فضل رسول خان صاحب بہادر متخلص بہ واسطی رئیس بلیہ تعلقدار جلال پور خیرخواہ سرکار انگلشیہ

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں بہ طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا ہی مین نے بسم اللہ سے آغاز دیوان کا
یہی ظفر اسبب ہو جائیگا اجرائے فرمان کا

جو وہ چاہے گدا کو ہفت کشور کا کرے سلطان
جو وہ چاہے تو بخشے مور کو رتبہ سلیمان کا

نشان لطف ہی آتش کا ابراہیم پر بجھنا
دلیل قہر تھا نوح کی امت پہ طوفان کا

میان چاہ یوسف کی کبھی اُسنے حفاظت کی
مصیبت مین ہوا مونس کبھی وہ پیر کنعان کا

نہ دکھلاتا اگر وہ کافرونکو شان قہاری
عصاے دست موسیٰ سے نہوتا کام ثعبان کا

ذرا کی سرکشی جسنے جہنم مین ہوا داخل
ذرا کی بندگی جسنے ملا باغ اُسکو رضوان کا

اُسی کا کام ہی یہ کب کسی سے اور ممکن ہی
ملانا چار عنصر کا بنانا جسم انسان کا

جو جہل احکام سے ہوتا ہدایت کسطرح ہوتی
دلیل رحمت رب ہی نزول آیات قرآن کا

نسیم لطف اُسکی ہے نشاط افزا گلستان مین
نہین بیوجہ ہنستا ہر سحر گلہاے خندان کا

نہ چمکے برق اگر اُسکو چمکنے کا نہ ہو ایما
نہ برسے ابر اگر اُسکا اشارہ ہو نہ باران کا

ہوا جب دن عیان نکلا خورشید کا گل اُسکے فرمانسے
ہوئی شب قمقمہ روشن کیا مہتاب تابان کا

عجب صنعت عیان ہین عقل کو حیران کرتا ہی
نظارہ چشم و گوش و خط و خال و زلف پیچان کا

نہین لازم سیہ بختی مین بھی قطع اُمید اس سے
ملا ہے خضر کو ظلمت مین چشمہ آب حیوان کا

نفس کی آمد و شد مین ہون جب دو نعمتین حاصل
زبان کھولے ادائے شکر مین کیا مُنھ ہی انسان کا

جو کانٹا ہی بیابان مین زبان شکر منعم ہی
دہان حمدِ خالق ہی ہر اک غنچہ گلستان کا

اُسی کے شوق مین آنکھین کھلی ہین واسطی کیون
نگاہ غور سے دیکھا تماشا نرگستان کا

۳

جہان مین کون ہی جسپہ نہین احسان احمدؐ کا
سر املاک و ملک پر تاج ہے میم محمدؐ کا

زمانہ ہی غلام اُس واقفِ اسرارِ سرمد کا
کہ گوش دو جہان مین حلقہ ہے میم محمدؐ کا

سلیمانؑ ہون کہ یوسفؑ ہون مسیحاؑ ہون کہ موسیٰؑ ہو
دبا سکتا ہی پائین کون گوشہ اُسکی مسند کا

مبارکباد باہم حاملانِ عرش دیتے تھے
شبِ معراج مژدہ سنکے اُسکی آمد آمد کا

نہ کیون یاجوج ماجوج ضلال و کفر پسپا ہون
کہ حد شرع مین عالم ہی ذوالقرنین کے سد کا

بہت روتے اگر بے مقتدی اہل عدم ہوتے
عدم مین رہگیا اسواسطے سایہ محمدؐ کا

بچا ہین ساکن ارض و سما محفوظ آفت سے
کہ حرز دو جہان تعویذ ہی حضرت کے مرقد کا

خمیر خاک آدمؑ کا بہت دشوار تھا اُٹھنا
شریک اُسمین اگر ہوتا نہ پرتو نور احمدؐ کا

بلند ہی آسمان سے پہنچین کو سے مولا کو
پڑے جو نقش پا بنجائے افسر فرق فرقد کا

وجوب و امکان کا مجمع ہو گیا ہی ذات اقدس مین
اشارہ ہی یہ نام پاک مین میم مشدد کا

نہ بنتا علم مولا وقت کشف راز اگر سوہان
نہ ہوتا تیز دندانہ کلید قفل ابجد کا

بیان واضح مولا کا چھو کا چلگیا ایسا
کہ پردہ اُٹھ گیا دروازۂ اسرار سرمد کا

عجب انگشتری ہی دست اقدس مین جو ہونگی
نگینہ ہے یہ چرخ نیلگون جسمین زبرجد کا

تمناے جراتِ شہ اپنی طبع تیز سے ہوگی
کھلے گا معرکہ مین جوہر اس تیغ مہند کا

جدا الِ احمدؐ و حیدرؓ مین کوئی کر نہین سکتا
عروض آیا ہی کسکو ہاتھ اس بیت معقد کا

اگر انصاف سے دیکھو سوے مہدیؑ ہادی
محافظ کون ہی اس کشور ہستی کی سرحد کا

۳

دعا ہے واسطی ہے روز و شب اپنی کہ محشر میں
خداوندا معاصی عفو ہوں صدقہ محمدؐ کا

سب پہ ظاہر ہی حال حیدرؓ کا
نقد ایمان ہے مال حیدرؓ کا

نجم ہی خال خال حیدرؓ کا
نور ہے بال بال حیدرؓ کا

ہی اگر طالب تجلی طور
دیکھ نور جمال حیدرؓ کا

ہوں وہ ذرہ ہے آفتاب مرا
چہرۂ بے مثال حیدرؓ کا

صاف ہی جنگ بدر سے روشن
کب ہی پنہاں کمال حیدرؓ کا

نطق عیسےٰؑ کہیں تو زیبا ہی
معجزہ ہی مقال حیدرؓ کا

کیوں نہ ہو خواب مرگ بھی شیرین
ہو جو دل میں خیال حیدرؓ کا

بخش دیتا مرے محبوں کو
تھا یہ حق سے سوال حیدرؓ کا

ہے یہ ادنیٰ شرف کہ مولد ہی
خانۂ ذوالجلال حیدرؓ کا

پھر شہادت ہوئی تو مسجد میں
دیکھ حسن مآل حیدرؓ کا

ابن ملجم عجب حرامی تھا
خون سمجھا حلال حیدرؓ کا

بجھ گیا خانۂ خدا کا چراغ
جب ہوا انتقال حیدرؓ کا

۴

واسطی فیض سارے عالم پر
ہی علی الاتصال حیدرؓ کا

وصل سے اس مہروش کے رتبہ اعلا ہوگیا
منزل خورشید آغوش تمنا ہوگیا

وحشت دل سے میں نادانوں میں رسوا ہوگیا
حال دیوانے کا لڑکوں کو تماشا ہوگیا

کون گل آیا کہ صحن باغ صحرا ہوگیا
صورت طاؤس رقصاں ہر بگولا ہوگیا

مجھکو مرنے کا نہیں کچھ غم مگر اتنا ہے غم
رہ گیا خالی بیابان خضرؑ تنہا ہوگیا

ہوں وہ پیاسا میں جو بہر آب ساحل پر گیا
خشک شکل قلزم تصویر دریا ہوگیا

پھرتے پھرتے دشت مین آیا تو میخانہ کی سمت
بادیہ پیما تھا اب مین بادہ پیما ہو گیا

یہ گھٹا غم سے نظر آتا نہین صیاد کو
ہون وہ طائر دام مین پھنستے ہی عنقا ہو گیا

خشک آنسو ہو گئے آیا جو وہ چہرہ نظر
نجم پنہان ہو گئے خورشید پیدا ہو گیا

گردش گردون سے اب امید راحت ہے عبث
پی گئے بادہ کش خالی یہ مینا ہو گیا

صور محشر بن گیا آوازۂ خلخال پا
جب چلے وہ دو قدم اک حشر برپا ہو گیا

سر جدا ہوتے ہی پائی رنج ہستی سے نجات
عقدۂ دل ناخن شمشیر سے وا ہو گیا

سختیان جھیلین جو ہمنے دولت دنیا ملی
سنگ سے یہ جوہر پوشیدہ پیدا ہو گیا

شوخی رفتار جانان کے اثر سے راہ مین
دیدۂ آہو ہر اک نقش کف پا ہو گیا

آگئی جان اپنے تن مین گفتگوے یار سے
ظاہر اسکے لب سے اعجاز مسیحا ہو گیا

بعد مرنیکے وہی باقی ہے وحشت کا اثر
جو اُگا سبزہ مری تربت پہ کانٹا ہو گیا

واسطی مشتاق اک عالم ہی میرے یار کا
شہر مین نکلا جو وہ رستے مین میلا ہو گیا

۵

ایک عالم کو بہار آتے ہی سودا ہو گیا
شہر ویران ہو گیا آباد صحرا ہو گیا

ڈوبتے تھے تیغ قاتل کا سہارا ہو گیا
بحر ہستی سے ہمارا پار بیڑا ہو گیا

کسکے لبہاے مسی آلودہ سے دعوی کیا
غنچہ تیرا گلشن مین اے سوسن جو کالا ہو گیا

چرخ پہ بھی ہی طلاطم اشک طوفان خیز کا
ہالۂ مہتاب تک گرداب دریا ہو گیا

کیا دہان یار کے مضمون نے دکھلایا اثر
جسنے کبوتر کو دیا نامہ وہ عنقا ہو گیا

کسطرح ہمکو نہ اپنی تیرہ بختی پر ہو ناز
خال رخ اس ماہ کا اپنا ستارا ہو گیا

جب سے منظور نظر اک آفتاب حسن ہے
صاف تار آنکھ کا گرد دل کا تارا ہو گیا

مر کے کھٹکون گا ہماکی آنکھ مین مین ناتوان
سوکھ کر استخوان جسم کا کانٹا ہو گیا

دل مرا اٹھا جو دیکھا شعلۂ رخسار یار
اے ہوس آگ پہ پا کم یہ پارا ہو گیا

اے جنون میرے گریبان کا تو ہے مذکور کیا
چاک تیرے ہاتھ سے دامان صحرا ہوگیا

خواب مین تھے ہم بغل اُس سے جو جاگے کچھ نہ تھا
واہ اے گردون ابھی کیا تھا ابھی کیا ہو گیا

دل ہے ایسی اپنی صورت آگئی اسکو پسند
آئنہ کو دیکھکر محوِ تماشا ہو گیا

ایک دم مین زندۂ جاوید کشتون کو کیا
خنجر قاتل سے اعجاز مسیحا ہوگیا

ایک آنسو سے ہمارے آگیا طوفان نوح
ایک نالے سے ہمارے حشر برپا ہوگیا

سوزِ عشق قدِ جانان نے کیا کسکو نہ خشک
سوکھ کر گلزار مین ہر سرو کانٹا ہوگیا

۱۶ کی جو میخواری فراق یار مین اے واسطی
آتشِ مے سے کباب اپنا کلیجا ہوگیا

حائل ہے زیست وصل ہو اُس جانجان سے کیا
پردہ بغیر مرگ اُٹھے درمیان سے کیا

آزاد مثل سرو ہین باغ جہان مین ہم
نفع و ضرر ہے ہمکو بہار و خزان سے کیا

مجمع ہے وہ پسند جہان ہو کوئی حسین
یوسف نہ جسمین ہو غرض اُس کاروان سے کیا

ممکن نہین کہ یار کرے وعدۂ وصال
دل مین نہ ہو جو بات وہ نکلے زبان سے کیا

رندون کا ہے یہ واعظ منبر نشین سے قول
ناقص ہے جنس فائدہ اونچی دکان سے کیا

رونے نے میرے بند کیا کاروبار دھر
ساون کی ہے جھڑی کوئی نکلے مکان سے کیا

پچھتا رہا ہون کرکے کبوتر کو نامہ بر
نامہ تو بھیجا ہے کہیگا زبان سے کیا

منھ ڈالتے نہین کبھی آکر سگ و ہما
ڈرتے ہین میری جلتی ہوئی استخوان سے کیا

پرواز مرغ دل کی نقاہت سے اُڑ سکے
ورنہ زمین کا فاصلہ ہے آسمان سے کیا

تیغ زبان خلق کی پروا نہین رہی
ہاتھ آ لی ہے سپر مجھے گوش گران سے کیا

ہم مست مے ہین ہمکو دبائیگا کیا فلک
کشتی لڑے جو پیر تو جیتے جوان سے کیا

اعلیٰ جو ہین وہ مائل پستی نہین کبھی
آترین زمین پہ حور و ملک آسمان سے کیا

غم کے لیے ہے خون جگر ہو کہ لخت دل
نعمت کوئی عزیز کرون میہمان سے کیا

۷

ہم اس چمن مین طائر نکہت ہین واسطی
ہمکو نشیمن و قفس و آشیان سے کیا

شناور جانتا ہے بحر معنی آشنائی کا
حباب و موج مین پردہ ہی صورتکی جدائیکا

عناصر زیر تربت جا کے آپسمین جدا ہونگے
بھروسا کیا جہانمین چار دنکی آشنائی کا

کہا یہ عالمون سے جب پہنچے منصور سولی پر
حجاب علم مین جلوہ کہان نور خدائی کا

درست اسسے نہ کیونکر ہو شکست بال پروانہ
اثر ہے شبہہ کو موم شمع مین ہے مومیائی کا

حسینون کا محلہ بھی دیار کوفہ ہے شاید
پسند طبع ہے سبکو طریقہ بیوفائی کا

ڈبوئے دیتی ہے ناؤ تفونکو موج موج اسکی
شناور ہو تو دریا پیر جائے آشنائی کا

ہماری آہ کو نادان ہین جو برباد سمجھے ہین
نشانہ طائر سدرہ ہے اس تیر ہوائی کا

شہادت ایکدن ہوگی پھریگی تیغ گردنپر
سمجھتا ہون اشارہ اسکی انگشت حنائی کا

اگر ہے شوق دل تا منزل مقصود پہونچیگا
نہین محتاج مین ای خضر تیری رہنمائی کا

ادا حق بندگی کا بھی کسی سے ہو نہین سکتا
بڑے نافہم ہین کرتے ہین جو دعوی خدائی کا

مرے پہلو سے اٹھنے کا اگر وہ قصد کرتے ہین
ارادہ روح بھی رکھتی ہی قالب سے جدائی کا

حسین جو ہی ترے رخ سے ہی نقد حسن کا سائل
چمن مین گل ہی دست شاخ پر کاسہ گدائی کا

جھوٹی مین ہی جانبازی مناسب راست بازونکو
انا الحق گو مرے نزدیک جھوٹا ہی خدائی کا

بھلا دون آستین کو کسطرح فانوس سے نسبت
کہان ہی شمع مین جلوہ تری گوری کلائی کا

جلادین کہکے قم کشتے کو تیرے آئین مقبل ہین
جو دعوی حضرت عیسیٰ کو ہی معجز نمائی کا

گریبان پھاڑ سکتا ہون نہ جا سکتا ہون صحرا کو
کرون شکوہ نہ کیونکر ای جنون بیدست و پائی کا

ہوا ثابت ہی ایما میری خونریزی کا ای قاصد
لفافہ خط جانان پہ ہی قرطاس حنائی کا

کہون کیا اپنی حالت محو ہون ایسا سراپا ہین
نہ اب ہی وصل کی شادی نہ اب غم ہی جدائیکا

ہین چھٹکر کاروان اہل دنیا سے وہان پہونچا
پتا ملتا نہین جس جا جرس کی رہنمائی کا

۸
یہ بیداری کی حالت ہے مجھے یا خواب غفلت ہے
جو بھولا واسطی دل سے پرے نقشہ خدائی کا

حضور یار ہمارا وقار تک نہ رہا
وقار کیا کہ ذرا اعتبار تک نہ رہا

یہ ہوش جاتے کہ سر کوئے یار تک نہ رہا
مراجعت میں ہمیں اختیار تک نہ رہا

غم فراق نے صدہ بہنا دیا ایسا
قرار کیا کہ یہاں اضطرار تک نہ رہا

مٹا دیا مجھے سوز جگر نے صورت شمع
گھلا یہ میں کہ مرا جسم زار تک نہ رہا

اڑا لے ہیں ترے بیرکپڑوں کے دشت جنون نے
کہ آستین و گریبان میں تار تک نہ رہا

فلک شکوہ بنائے تھے یہاں جو قصر بلند
یہ مٹ گئے کہ نشان مزار تک نہ رہا

کیا تھا عہد پیمیں گے نہ اب شراب کبھی
قیام پر اسے فصل بہار تک نہ رہا

غم فراق نے ہمکو تو بے اجل مارا
اسے تو موت کا اب انتظار تک نہ رہا

تمھارا غم تو ہے ہمراہ بیکسی کیا پروا
جو بیکسی میں کوئی غمگسار تک نہ رہا

غرور حسن کہاں کا جو رخ پہ خط نکلا
ہوئی یہ صاف کہ دل میں غبار تک نہ رہا

ترے خدنگ نگہ نے کیے یہ خالی دشت
کہ منزلوں کہیں باقی شکار تک نہ رہا

۹
یہ روز وصل ہوا واسطی میں عیش سے مست
کہ یاد رنج شب انتظار تک نہ رہا

یہ اہل کبر مٹے یادگار تک نہ رہا
مکان کیسے کسی کا مزار تک نہ رہا

ہوائے تند نے کیسا غضب کیا پھر گیا
کہ اس گلی میں ہمارا غبار تک نہ رہا

جنون کے ہاتھ سے کیونکر نہ تنگ ہوں مر کر
کفن کا زیر لحد ایک تار تک نہ رہا

تمھاری آنکھ کی الفت نے یہ کیا بیخود
خیال گردش لیل و نہار تک نہ رہا

وہ باغ دہر میں ہوں بلبل خزان دیدہ
کہ آشیان میں پھر کوئی خار تک نہ رہا

سراغ قافلہ رفتہ اب ملے ہمیں کیا
کہیں نشان قدم کیا غبار تک نہ رہا

خزان نے آکے کیا کیا بہار کو بے برگ
کہ باغ مین شجر سایہ دار تک نہ رہا

کیا ہی جسم کو بے حس ضعف پیری نے
کہ دست و پا پہ ہمین اختیار تک نہ رہا

لیے یہ وصل مین رخسار یار کے بوسے
کہ یاد اُسکو بھی اُنکا شمار تک نہ رہا

لحد پہ ہمسے غریبون کا شامیانہ کہان
کہ سایہ کرنے کو نخل مزار تک نہ رہا

پھری جو اُسکی طبیعت تو پھر گیا عالم
کوئی رفیق کوئی غمگسار تک نہ رہا

جنون کے جوش مین دستار کا تو ذکر ہی کیا
بدن کے کپڑون مین جب ایک تار تک نہ رہا

10 شراب پی کے ہوا نشہ اسقدر غالب
کہ واسطی ہمین خوف خمار تک نہ رہا

تیرا عاشق ہون سلیمان ہی مقابل میرا
اری پری حق ہی یہ دعوی نہین باطل میرا

کھینچ لائیگا تجھے جذبۂ کامل میرا
رگ مجذوب کی رکھتا ہی کشش دل میرا

ناتوانی کے سبب قتل سے محروم رہا
نملا جسم نحی کا ڈھونڈھ کے قاتل میرا

بے سبب شوخ نہین رنگ تری مہندی کا
کچھ نہ کچھ یار لہو اس مین ہی شامل میرا

ہو مری طرح اگر تو بھی کسی پر عاشق
کیا تعجب ہی کہ اللہ ہی عادل میرا

کٹ گئی راہ سفر چشم زدن مین ہرچند
شہر ہستی سے وطن تھا کئی منزل میرا

ناخن خنجر قاتل ہی اگر عقدہ کشا
حل ہی اک روز ہر اک عقدۂ مشکل میرا

ناخدا ہون وہ تہی بخت کہ مانند حباب
ٹوٹ جاتا ہی سفینہ لب ساحل میرا

تنگدستی مین نہین جان عزیز و لنے عزیز
ہاتھ ہی تنگ مگر تنگ نہین دل میرا

شمع سوزان جو زبان رکھتی ہی شعلے سے بلند
کہہ رہی ہی یہ فسانہ سر محفل میرا

خود وہ کہتے ہین کہ اس بزم مین یکتا ہو مین
عکس آئینہ ہی البتہ مقابل میرا

مہربان سب پہ ہی رکھتا ہی عداوت مجھسے
جو زمانے کا ہی عیسی وہی قاتل میرا

دل محبوب کو قابو مین مین لاؤن کیونکر
واسطی خود مرے قابو مین نہین دل میرا

کیون نہ سامان کرون بے سروسامانی کا
جمع اسباب ہی باعث ہی پریشانی کا

حُسنِ رُخ دیکھ کے اُس یوسفِ لاثانی کا
چاک ہی مثلِ کتان دل مہ کنعانی کا

نہ ہٹے گا نہ مٹے گا یہ ہی پتھر کی لکیر
وہی پیش آئے گا لکھا ہی جو پیشانی کا

آسمان سے یہ کہو دیدۂ انجم سے ذرا
حال دیکھے مرے داغون کی فراوانی کا

موت سب کی ہی محافظ جو یہ ہی قول صحیح
کیون مین بیفائدہ خواہان ہون نگہبانی کا

حال آئندہ جو کرتے ہین بیان کاذب ہین
پڑھنے والا نہین کوئی خطِ پیشانی کا

مجھ موا اسکے سبب سے ہوئے سب جرم معاف
ماننا چاہیے احسان پشیمانی کا

پوچھتے کیا ہو مرا حال کہ آئینہ سے ہے
عاشقِ زلف ہون عالم ہی پریشانی کا

کسکو پروا ہی جو موذی ہون نہ مانین تباہ
غم ہو کیا خانۂ زنبور کی ویرانی کا

شوقِ دیدارِ رُخِ یار مین کیا آنکھ ہو بند
صورتِ آئنہ پتلا ہون مین حیرانی کا

روتے روتے کبھی ہو جائیگی دلکو تسکین
ناخدا خود ہی خدا کشتیِ طوفانی کا

ہی جو بینا وہ سمجھتا ہی کہ انجام ہی خاک
ترجمہ نقشِ قدم ہی خطِ پیشانی کا

ہی جو ہمدرد وہ ہمدرد کا ہوتا ہی شریک
درد ہی دل مین مرے قیس بیابانی کا

واعظو کیا ہی گنہ بندۂ بُت ہو جانا
جبکہ ملک سجدہ کرین پیکرِ انسانی کا

صدمۂ کوہِ الم سے نہین کچھ رنج مجھے
ظرف عالی ہی بہت میری گران جانی کا

جسنے دیکھا مجھے اے یار ہوا وہ حیران
آئنہ حال ہی سب پر مری حیرانی کا

سُرمگین چشم کا عاشق مین ہوا ہون جب سے
ناطقہ بند ہوا میری سخندانی کا

واسطی کیون نہو روشن مرا کاشانۂ دل
دھیان رہتا ہی کسی چہرۂ نورانی کا

۱۱

دل دام زلف مین جو پھنسا تھا پھنسا رہا
عاشق تمام عمر اسیرِ بلا رہا

دل پہ شبِ وصال بھی صدمہ پڑا رہا
صبح سیاہ بخت کا کھٹکا لگا رہا

کب رازِ دل جو ہا نہین کسی سے چھپا رہا
روزِ ازل سے عشق مرا بر ملا رہا

حیران ہو کے یار کی صورت دمِ وصال
مین صاف آئنہ کی طرح دیکھتا رہا

شکرِ خدا کہ کھائین سگِ کوے یار نے
محروم ہڈیون سے ہماری ہما رہا

کاٹی شبِ فراق بڑے اضطراب مین
تم رات بھر نہ آئے مرا دل لگا رہا

بیداد سے نہ ہاتھ اُٹھایا کسی طرح
مجھسے تمام عمر وہ ظالم خفا رہا

کیا جانیے ہاے کسکی لگی بددعا مجھے
مین عمر بھر کہین نہ کہین مبتلا رہا

اک بوسۂ لعلِ لب کا دیت مین دیا نہ ہاے
دعوے ہمارے خون کا اک بیوفا رہا

جبتک رہا جہان مین رہی رزق کی تلاش
گردش مین رات دن صفتِ آسیا رہا

نکلا خطاب حساب ہی عشاق کا عبث
جانے دو جو گیا وہ گیا جو رہا رہا

زندہ ہون لاغری کے سبب مین ناتوان
پھر پھر گئی ہے موت بھی آ آ کے بارہا

بیٹھے ہمیشہ یار کی دیوار کے تلے
سر پہ ہمارے سایۂ بالِ ہما رہا

دم بھر کا ہے قیام یہان صورتِ حباب
بحرِ جہان مین کوئی رہا بھی تو کیا رہا

قاتل کی کھنچ گئی سرِ میدان جو تیغِ ناز
ثابت قدم نہ کوئی ہمارے سوا رہا

اندھا ہے جو کہے کہ نہین جلوہ گر حبیب
مین روز ہر مکان مین اُسے دیکھتا رہا

آزادگی کی شکل نہ دیکھی تمام عمر
میرا تو دل کسی نہ کسی سے پھنسا رہا

کیا واسطی کو مشکل لاحل سے واسطہ
وہ تو غلام حضرتِ مشکل کشا رہا

۱۲

دل عکسِ رُخِ یار کی جا ہو نہین سکتا
یہ آئنہ خورشید نما ہو نہین سکتا

ہر چند جو قیدی ہے رہا ہوتا ہے اک روز
قیدی ترے گیسو کا رہا ہو نہین سکتا

کیا آ گئی دل مین کہ تم آئے مرے گھر مین
حق بندہ نوازی کا ادا ہو نہین سکتا

پوچھے گا کسی روز کوئی تیغ زنون سے
ضائع کبھی خونِ شہدا ہو نہین سکتا

البخت ہی کیا ضعف کہ ناخن ہے شب وصل
وا اسکا کوئی بند قبا ہو نہین سکتا

موئے قشرۂ یار سے کس طرح ہٹے دل
ناخن سے کبھی گوشت جدا ہو نہین سکتا

ہے حسن خداداد پہ مغرور نہ اتنا
بندہ جو خدا کا ہی خدا ہو نہین سکتا

غیبت ہی مین رہتا ہی بہت قدر شکایت
جب سامنے جاتا ہون گلا ہو نہین سکتا

گر خط کے پہونچنے مین ہی دشواری بہت اے دل
قاصد تو کسی طور ہوا ہو نہین سکتا

پلوائے تو ساقی مجھے ماہ رمضان مین
روزہ کوئی کیا مجھسے قضا ہو نہین سکتا

جیسے کہ مرے خون سے سرخ اسکے ہین تلوے
ایسا تو کبھی رنگ حنا ہو نہین سکتا

اٹھ جائین اگر سامنے سے جو ہین بیچ کے پردے
ہمکو وہ یقین ہی کہ سوا ہو نہین سکتا

وحشت مین خوشی ہی مجھے عریانی بدن کی
جامہ ہی یہ ایسا کہ قبا ہو نہین سکتا

پہونچا دے مرے ہاتھ کو اس زلف رسا تک
اتنا بھی تو اے بخت رسا ہو نہین سکتا

فارغ ہین دوئی سے جو ہین یکجان و قالب
جو حرف مشدد ہی جدا ہو نہین سکتا

وہ چست ترا مطلع ابرو ہی کہ جسمین
استاد سے بھی دخل بجا ہو نہین سکتا

تقلید نہ کر پیر خرابات کی واعظ
گمراہ کبھی راہ نما ہو نہین سکتا

سمجھاتا ہی کیا واسطی نادان کو اتنا
ای [illegible] صنم [illegible] ہو نہین سکتا

۱۳

قات غم سے دل مشتاق غم کو غم ہوا
کی شکایت چرخ سے جس روز صدمہ کم ہوا

مر گیا غم سے جو مین سارے جہان کو غم ہوا
ایک غم اپنا تھا مجکو اب غم عالم ہوا

وہ پری انسان مین کسطرح ہو امید وصل
حرف ہمجانسی کے باعث حرف سے توام ہوا

ہو گئی آنکھونکو روشن [illegible] وصل کی
جو حباب آیا نظر انکو وہ جام جم ہوا

شام کر دی صبح الٹ کر اپنے رخ سے نقاب
ماہ تابان پر گمان نیر اعظم ہوا

بوسہ دو تم بھی مجھے جا ہیئے گدا اپنی نمود
کیا سخاوت سے جہان مین شہرۂ حاتم ہوا

کشتے جو ہوتے ہین اب وہ زندۂ جاوید ہین
میرے دم سے خنجر جلاد سے عیسیٰ دم ہوا

واجب التعظیم تو وہ ہی جو آیا باغ مین
سایۂ مثل سرو استادہ قد آدم ہوا

کھل گیا ہی رنج عاشق سے خوشی معشوق کو
خندۂ گل کا سبب جب گریۂ شبنم ہوا

نور کا عالم نظر آیا جو تل بیٹھا وہ مہر
پلۂ میزان بھی برج نیر اعظم ہوا

کی تواضع ہمنے ارباب تواضع کے حضور
دیکھکر محراب سجدے مین سر اپنا خم ہوا

اشکباری نے کیا افزون گرفتہ اپنا دل
ہو کے تر پانی مین عقدہ اور بھی محکم ہوا

نان نعمت مین کہان جو نان جو مین ہی مزا
مین قناعت پیشہ کب منت کش حاتم ہوا

بوسۂ لب سے ملی صحت دل مجروح کو
واہ کیا حلوا ہمارے زخم کو مرہم ہوا

مل گئی جس روز اسکی آنکھ میری آنکھ سے
دل نے یہ چھیتی کہی بادام اب توام ہوا

مجھسا دنیا مین نہوگا کوئی محروم وصال
رشک آیا حرف سے بھی حرف اگر توام ہوا

باغ مین شاید کہ صرصر آہ بلبل کی چلی
دفتر اوراق گل جو درہم و برہم ہوا

بن گیا میخانہ غم خانہ فراق یار مین
دور ساغر پہ گمان حلقۂ ماتم ہوا

سیر گلشن کو گیا جب واسطی بے یار مین
سبزۂ نوخیز کا نظارہ مجھکو سم ہوا

۱۴

عمر بھر مجھکو جو شغل مے سے سر جوش رہا
قبر ہے مجمع رندان قدح نوش رہا

یاد آئی جو تری نرگس میگون ساقی
مین تو کیا ہون نہ فرشتو نکو بھی ہوش رہا

ایک اپنی نہ کہی مین نے زمانے کی سنی
مثل گل باغ جہان مین ہمہ تن گوش رہا

عمر بھر آنکھ نہ غفلت سے کھلی وائے نصیب
وعدۂ روز ازل مجھکو فراموش رہا

ہجر کی شب یہ اٹھا درد جگر صبح تلک
گھر ہمارا صفت کعبہ سیہ پوش رہا

گھر کے کس دن نہ مری آنکھ کا بادل برسا
مدتون اشک کی طوفانی کا اک جوش رہا

مر گیا کون یہ بلبل چمن ہستی مین
گل ہے سوسن کی روش غم سے سیہ پوش رہا

تم جو وعدہ پہ نہ آئے تو ہمارا دل زار
شب کو معشوق تصور سے ہم آغوش رہا

شب فرقت کی مصیبت کا نہ پوچھو کچھ حال
کبھی رویا کبھی تڑپا کبھی بیہوش رہا

خم کے خم ہمنے چڑھائے شب وصل اے ساقی
بیکشی مین نہ کسی بات کا کچھ ہوش رہا

آبدیدہ مجھے دیکھا تو گیا یار کا خشم
صفت آتش خاموش وہ خاموش رہا

اگر آیا ترے کشتہ کے جلانے کو مسیح
لفظ قم منہ سے نہ نکلا کبھی خاموش رہا

مشرق نور بجا ہی ہو کہے اسکو فلک
دل مین کسدن نہ سر صبح بنا گوش رہا

کبھی وہ رخ نظر آیا نہ کبھی بات سنی
ہمہ تن چشم رہا مین ہمہ تن گوش رہا

۲۵
واسطی سنکے ترے نالۂ موزون شب وصل
بلبل نغمہ سرا باغ مین خاموش رہا

بوسہ دیا نہ عارض روشن دکھا دیا
دل لے کے تمنے عاشق شیدا کو کیا دیا

مجھ مردہ دل کو آکے کب اُسنے جلا دیا
کس روز بوسۂ لب معجز نما دیا

آنکھون کا کچھ قصور نہ دلکی ہی کچھ خطا
قسمت نے دام عشق مین ہمکو پھنسا دیا

ہمراہ یار غیر جو آیا مزار پر
دلکی تڑپ نے خواب سے مجکو جگا دیا

سودائے عشق سے کبھی آیا جو ہوش مین
بک بک کے ناصحون نے مرا سر پھرا دیا

مدت سے خط کا یار نے لکھا نہین جواب
کیا جانے کیا رقیب نے اُسکو پڑھا دیا

عزلت نشین ہون مردمک چشم کیطرح
آنکھون کے عشق نے مجھے انسان بنا دیا

کیا سو رہے تھے چین سے کنج لحد مین ہم
خواب عدم سے کس نے آہی جگا دیا

فرہاد بیستون کو گیا قیس نجد کو
ہمنے گلی مین یار کی بستر لگا دیا

آہون سے میرے کانپ گئے ہفت آسمان
نالون نے میرے عرش برین کو ہلا دیا

فریادیون کی لینے لگے وہ جو عرضیان
قاصد نے میرے خط کو بھی آئین ملا دیا

خود اپنی شکل دیکھ کے وہ محو ہو گیا
آئینہ کس نے یار کو لا کر دکھا دیا

سو نعمتون سے اُسکو سمجھتا ہون مین عزیز ۔ ایسا تمھارے ہجر مین غم نے مزا دیا

۱۶ اک دل رہا تھا وہ بھی ہوا دلربا کے ساتھ
افسوس واسطی نہین جو کچھ دیا دیا

لکھتا ہون وصفِ چشمِ بتِ بےمثال کا ۔ عالم مرے قلم مین ہی شاخِ غزال کا
سائل ہی حسن کا ترے عارض سے کیا چمن ۔ ہر گل ہی دستِ شاخ پہ کاسہ سوال کا
وہ بادہ خوار ہون کہ جو اک قطرہ پی شراب ۔ دریا بہا دیا عرقِ انفعال کا
شاید ہی تیرے ابروی پرخم کا اُسمین صف ۔ ہی اسقدر بلند جو مصرع ہلال کا
چمکی تھی نخل طور کے اوپر جو برقِ نور ۔ پرتو تھا ایک آپکے نور جمال کا
لاغر ہی تن مرا کمر یار کی طرح ۔ دیکھا تو اس مین فرق نہین ایک بال کا
لازم طلب ہی اُسکی دم زیب بزم مین ۔ مشتاق آئنہ ہی تمھارے جمال کا
نفرت غذا سے ہی ہمین اُسکے فراق مین ۔ پینے کا ہی نہ ہوش نہ مطلق خیال کا
وہ صبح تک نہ آئے تو جان اپنی جائیگی ۔ فرقت کی رات دن ہی ہمارے وصال کا
اورونکو صاف ہمکو عنایت ہو دُردمی ۔ ساقی ہی کیا سبب تری گرد ملال کا
ہین بڑھکے ماہ نو سے طلبگار بدر ہم ۔ ہمسا بھی قدردان نہین اہل کمال کا
گردون پہ خال چہرۂ خورشید بن گیا ۔ ذرہ اگر اُڑا مرے گردِ ملال کا
دی ہمکو شکل خالقِ عالم نے نور کی ۔ پتلا بنا دیا ہمین گردِ ملال کا
دریافت کر تدرو سے بلبل سے پوچھ لے ۔ قائل نہین ہی کون تری بول چال کا

۱۷ نادان ہین وہ جو طالب لذت ہین شیرین
ای واسطی ہی داغ ثمر اس نہال کا

شاید کہ شاد ہوکے وہ دے بوسہ خال کا ۔ تحفہ مین اُسکو بھیجیے نافہ غزال کا
کشتہ کیا ہی بخت نے اُس خردسال کا ۔ دیکھے جو منتسب مین نہ پایا انفعال کا

گذرا شباب قصد عبادت کا کیجیے
پڑھیے نماز وقت اب آیا زوال کا

کیا انقلاب ہے کہ جو تھے صاحب کلاہ
پھرتے ہیں در بدر لیے کاسہ سوال کا

زینت سے کام کیا انھیں جو ہیں بلند قد
وسمے سے آشنا نہیں ابرو ہلال کا

اس رخ پہ جو خط ہیں اگر جمع تو ہوں
ممکن نہیں جگہ سے ہلے دانہ خال کا

کرتا ہوں دن کو رات میں سر پر اڑا کے خاک
اندھیر کر رہا ہے جنون ابکی سال کا

درکار شامیانہ ہے کیا مجھکو بعد مرگ
مرقد پہ سایہ ہے کرم ذوالجلال کا

وحشی ہوں چشم یار کا زندان ہے مجھکو دشت
گردن کو طوق حلقہ ہے چشم غزال کا

مذکور میرے عشق کا کس شہر میں نہیں
شاید کہ یہ بھی شہرہ ہے اہل کمال کا

روشن دلوں کے کام نہ آئے سیاہ بخت
روغن جلا چراغ میں کس روز ڈھال کا

وحشی ہوں چشم یار کا درکار کیا مکان
کافی ہے بیٹھ رہنے کو کنس غزال کا

ہدہد کا کام ہے نہ کبوتر کا کام ہے
واں نامہ لے کے جائیگا قاصد خیال کا

لکھی ہے کلک نے جو صفت چشم مست کی
ہر دائرہ ہے جام تہ پر زگال کا

لیتے ہو لعل لب سے لڑائی کی بات کم
کیا لال سے پسند لڑانا ہے لال کا

تیرے صریر کلک کو سن سن کے واسطی
ہے نطق بند طوطی شیرین مقال کا

۱۸

غیر کے پاس جو تو جا کے ذرا بیٹھ گیا
دل مرا اے بت بے مہر و وفا بیٹھ گیا

نظر مہر جو کی یار کمان ابرو کی
کیا نشانے پہ مرا تیر دعا بیٹھ گیا

لاکھ ادھر سے ہوں جفائیں یہ کبھی مٹتا ہے
لوح دل پہ ہے یہاں نقش وفا بیٹھ گیا

بزم جانان میں کبھی میں نے تکلف نہ کیا
بیٹھ جانے کی جہاں مل گئی جا بیٹھ گیا

خاکساری سے پے تعظیم بگولے کی طرح
جس جگہ تھک کے ترا آبلہ پا بیٹھ گیا

سچ عالم میں نہ دیکھا کسی انسان کو ثبات
بلبلا تھا جو یہ پانی کا اٹھا بیٹھ گیا

زلف اُس چہرے پہ چھوٹی تو ہوا مجکو گمان
کہ حلب مین عمل شاہ خطا بیٹھ گیا

دل سے اپنے جو نکلتا نہین ارمان ابتک
حسرت و یاس کا پہرہ کوئی کیا بیٹھ گیا

توڑنے پھول گلستان مین جو گلچین آیا
شور بلبل نے کیا یہ کہ گلا بیٹھ گیا

وصل کی رات نہ پہنچی تھی اذان چلا کر
کیون مؤذن ترا آخر نہ گلا بیٹھ گیا

محتسب بزم مین آیا کہ مصیبت آئی
شور قلقل سے صراحی کا گلا بیٹھ گیا

صورت گرد اُٹھا بھی جو مین اُس کوچے سے
ضعف سے صورت نقش کف پا بیٹھ گیا

بحر الفت مین شناکو جو شناور اُترا
غوطے پہ کھائے کہ سر تک نہ اُٹھا بیٹھ گیا

واسطی اشک کی بارش مین ٹھہرتا کیونکر
تھا پرانا جو بہت قصر سما بیٹھ گیا

۱۹

عبث نہین ہی بہت بیقرار دل میرا
کسی پہ آ گیا بے اختیار دل میرا

نہ تجھسے ہوگا جدا زینہار دل میرا
ترے خیال سے ہے ہمکنار دل میرا

بشکل آئنہ ہون صاف دوست دشمن سے
کسی سے بھی نہین رکھتا غبار دل میرا

جو ایکبار نہین چاہتا مری صحبت
اُسیکو چاہتا ہے بار بار دل میرا

تم اپنی چوٹی کو سو باف سرخ سے گوندھو
کہ دیکھے شام و شفق کی بہار دل میرا

صبا کی چال مین بھی اُسکے پاؤنکی آہٹ
ہوئی جو صبح ہوا بیقرار دل میرا

وہ فاتحے کو جو آئے رقیب کے ہمراہ
تڑپ تڑپ گیا زیر مزار دل میرا

وہ بدگمان ہی نہ چھوڑیگا اے پری تجھکو
پھریگا ساتھ ترے سایہ وار دل میرا

اگر وہ نزع مین آیا نہ میرے بالین پر
کریگا حشر تلک انتظار دل میرا

نہ دوست دینگے مرا ساتھ قبر مین نہ عزیز
رہیگا ساتھ مرے یار غار دل میرا

مرے نصیب گئے جب وہ سیر گلشن کو
برنگ لالہ ہوا داغدار دل میرا

ہزار آئے خزان خندہ زن ہے صورت گل
عجب طرح کا ہے باغ و بہار دل میرا

اڑیگی خاک لحد کیا کہ شرم عصیاں سے
عرق عرق ہی بہت شرمسار دل میرا

۲۰
نہیں ہی پاس کوئی واسطی تو کیا پروا
شب فراق میں ہی غمگسار دل میرا

رحم ہم پہ بعد مردن بھی نہ کھایا جائیگا
فاتحے کے واسطے کب اُسنے آیا جائیگا

عشق میں کیا کیا نہ تیرے دل ستایا جائیگا
ہاتھ سے اِن شعلہ رویوں کے جلایا جائیگا

عشق میں اُس شعلہ رو کے دل جلایا جائیگا
ایکدن سرو چراغاں یہ بنایا جائیگا

نزع کے عالم میں ہو گر دیکھنا تو دیکھ جا
یہ سفر وہ ہی جہاں سے پھر نہ آیا جائیگا

کر دیا ہی اسقدر آزار فرقت نے نحیف
قبر تک مجھ ناتوان سے مر کے جایا جائیگا

سب ستم منظور ہیں ہر روز آیا کیجیے
کس سے صدمہ بیٹھ رہنے کا اٹھایا جائیگا

قاصدو وہ شمع وار اسکا ہی آتش مزاج
مثل پروانہ مرا نامہ جلایا جائیگا

تیری بالی کی چمک نے دل میں بھڑکائی ہی آگ
شعلہ جوالہ ہی کیونکر بجھایا جائیگا

شاید اُسکو رحم آجائے دل پر داغ ہے
چاک کر کے سینۂ سوزاں دکھایا جائیگا

گو کہ اقلیم عدم ہی منزل ہستی سے دور
گرتے پڑتے جائینگے جسطرح جایا جائیگا

دل میں رکھینگے تصور اُسکے روئے صاف کا
آئینہ کی گھر میں آئینہ لگایا جائیگا

گو میں جا سکتا نہیں خلوت سرائے یار تک
دل مرا ساتھ اُس پری کے بنکے سایا جائیگا

لوگ دنیا سے چلے جاتے ہیں حیرت ہی مجھے
عالم بالا پہ کیا میلا لگایا جائیگا

خط جو بھیجوں گا مقرر وہ کرینگے چاک چاک
ہی جو قسمت کا لکھا کیونکر مٹایا جائیگا

اسلیے لکھتا نہیں خط اُس بت عیار کو
قاصدوں کو بھی وہاں رستا بتایا جائیگا

۲۱
شاعرانہ خوب لکھا واسطی مضمون شوق
کچھ اثر ہوگا جو خط اسکو سنایا جائیگا

نشتر حسرت رگ جاں میں کھٹکتا جائیگا
ہوں شہید عشق خون میرا ٹپکتا جائیگا

ٹھوکرین کھائیگا عالم کی بھٹکتا جائیگا
جو ترے در سے پھرے گا سر پٹکتا جائیگا

نرگس مینگون سے دیکھے گا جسے تو اک نگاہ
بزم سے تیری وہ ای ساقی بہکتا جائیگا

تیغ مین گر حسرت دیدار مژگان ہی یہی
دم بھی نکلے گا تو آنکھون مین اٹکتا جائیگا

فرقت ساقی مین پانی بھی اگر ہوگا نصیب
حلق مین میرے ہر اک قطرہ اٹکتا جائیگا

صحبت اغیار اور وہ شوخ وارستہ مزاج
ہمنشین بہکائینگے جون جون بہکتا جائیگا

ابر سے بڑھ جائیگی رونے مین میری چشم تر
برق سے آگے مرا نالہ چمکتا جائیگا

جب بنا کر بال وہ گھر جائینگے اغیار کے
طائر دل دام گیسو مین پھڑکتا جائیگا

آئیگا وہ شہسوار ناز کب بہر شکار
سر مرا فتراک مین کس دن لٹکتا جائیگا

خوف کیا تاریکی راہ عدم کا عشق مین
میرے آگے آہ کا شعلہ چمکتا جائیگا

چادر گل کی جنازے پر ہمین کچھ احتیاج
ہر گل داغ جگر اپنا مہکتا جائیگا

واسطی [illegible] آنکھین کرین ہوتا ہی کیا
حشر تک شعلہ مرے دل کا بھڑکتا جائیگا

۳۲	جبہہ سائی آستان یار پر مشکل ہین واسطی عاشق یہان سے سر پٹکتا جائیگا

وصف لکھا ہی جو اسکے پھول سے رخسار کا
جو ورق دیوان کا ہی اک تختہ ہی گلزار کا

ماہ اک نقش قدم ہی خاک کوے یار کا
مہر اک ذرہ ہی اسکے روزن دیوار کا

احتیاج تاج شاہی کیا فقیری مین مجھے
سایۂ بال ہما سایہ ہی اس دیوار کا

نقش مانی نے ترا کھینچا تو مین بسمل ہوا
کھینچنا تصویر کا تھا کھینچنا تلوار کا

ہوگیا اس سیمتن کے عشق مین ایسا نزار
جسم لاغر مین ہی عالم جنتری کے تار کا

ایکدن ڈھادے گی قصر تن کو اشکونکی جھڑی
کیا ہی بارش مین بھروسا اس گلی دیوار کا

لن ترانی کیون سناتے ہو نہ مانونگا کبھی
شکل موسے شوق غالب ہی مجھے دیدار کا

حق نے بخشا ہی تجھے وہ حسن ای یوسف جمال
ہی ترے کوچے مین عالم مصر کی بازار کا

اسقدر ہی دل مرا غم دوست ای ناوک فگن
ناپسند طبع ہی ہنسنا لب سوفار کا

روز رو رو کر بہاتا ہون مین دریا سیکڑون
دیدۂ تر مین ہی عالم ابر دریا بار کا

ماہ نو دیکھا جو وقت شام یہ شبہہ ہوا
نیمچہ چمکا کسی کے ابروے خمدار کا

ہین ابھی کمسن بہت وہ غنچہ نکلا نہین
کیون نہ رخسارون مین عالم ہو گل بیخار کا

قبل ازین اسمین کہان تھی خوشخرامی اسقدر
کبک نے انداز سیکھا ہی تری رفتار کا

حلقۂ گیسو کی الفت مین ہوا ہیجان جو مین
جسم لاغر بن گیا لقمہ دہان مار کا

۳۳

آرہی ہی واسطی کی جان ہونٹھون پر مگر
اب تلک بھرتا ہی دم قاتل تری تلوار کا

باعث وحشت ہوا نظارہ قصر یار کا
جن بنا سر پہ اگر سایہ پڑا دیوار کا

سوکھ کر گلشن مین آخر کو گذر ہی خار کا
دیکھ لو انجام دونون ہی غریب آزار کا

کیون ہوا عاشق دل پر داغ زلف یار کا
جانتے ہین سب کہ ہی طاؤس دشمن مار کا

روے جانان پر جو خط دیکھا ہمین آیا خیال
آئنہ کی آب سے سبزہ اگا زنگار کا

اک بت شمشاد قد کا جب سے دیوانہ ہون مین
مثل قمری طوق گردن حلقہ ہی زنار کا

بچ رہیگا کون عالم مین کہ مثل کہکشان
شرق سے تا غرب قبضہ ہی تری تلوار کا

نبضین چھوٹین ہوگئے گم ہوش کیا کیجے علاج
رہ گئے منھ دیکھ کر عیسے ترے بیمار کا

چاہتے ہو یہ کہ گردش مین رہے عاشق کا بخت
کھل گیا مضمون تمھاری بندش دستار کا

کیا سیہ خانے کو اپنے روشنی کی احتیاج
ہی چراغ اسمین ہمارے دیدۂ بیدار کا

ترک ایذا کرتے ہین سرکش بھی ہو کر سربلند
راہرو شاکی نہین خار سر دیوار کا

قتل ہوتا ہی ترے مشتاق کو دشوار کیا
ٹھوکر چلنے مین عالم ہی ترے رفتار کا

کیجیے کس منھ سے تعریف اس دہان تنگ کی
ہان سخن کی ہی جگہ موقع نہین گفتار کا

جو کوئی آتا ہی آئینہ دکھاتا ہی اسے
ابتو یہ عالم ہی تیرے عاشق رخسار کا

دے اگر دو چار دن ہم بھی خدا کی راہ میں
مرتبہ زردار پائے یا ایک دینار کا

کوئے جاناں سے جواب خط کبوتر لائے جلد
یا خدا اے پاک صدقہ جعفر طیار کا

۳۴

واسطی تجھسا نہیں بیہوش کوئی بادہ خوار
پوچھتا ہوں اہل محشر سے میں گھر خمار کا

لب شیریں کی محبت میں سفر کر ہی گیا
زہر میٹھا تھا مگر مجھکو اثر کر ہی گیا

دھنس گیا خنجر کو نہ چھیڑا صف مژگاں نے ذرا
دل مرا نور تھا آخر کو جگر کر ہی گیا

میں تو قائل ہوں ترے ٹوٹکا اپنا و کر آہ
ہفت افلاک کے جوشن سے گذر کر ہی گیا

سر محفل کبھی چمکا جو ترا خنجر ناز
صاف میدان وغا اور ادھر کر ہی گیا

تا دم مرگ کبھی وصل رہا گاہ فراق
رنج و راحت میں یہ اوقات بسر کر ہی گیا

داغ سینے کا سپر تھا نہ کچھ کام آیا
دل میں سوراخ ترا تیر نظر کر ہی گیا

عشق مژگاں سے نہیں کوئی رگ خالی
نشتر تیز تھا رگ رگ میں گذر کر ہی گیا

ملک دل میں کبھی آیا تو مسافر کی طرح
لاکھ روکا نہ رکا صبر سفر کر ہی گیا

شب مہتاب میں ہر چند چمک کر آیا
رخ ترے عارض روشن سے قمر کر ہی گیا

لاکھ تعویذ شفا بازوے دل پر باندھے
غمزۂ یار وہ جادو تھا اثر کر ہی گیا

۳۵

صبح سے شام تلک ایک بھی آواز نہ دیا
واسطی پاس مرا مرغ سحر کر ہی گیا

بہار آئی ہوا پھر زمانہ بلبل کا
چمن ہے ملک زر گل خزانہ بلبل کا

ہوائے تند نے چلکر یہ مہربانی کی
گلو نے پاٹ دیا آشیانہ بلبل کا

چمن میں آئے وہ مطرب پسر تو کیا آئے
کہاں ہے سننے کے قابل ترانہ بلبل کا

کہوں جو درد دل اپنا وہ ہنس کے کہتا ہے
کہ گوش گل نہیں سنتے فسانہ بلبل کا

سر شک تو ہیں اگر مہرباں نہیں صیاد
قفس میں بند ہو گیا آب و دانہ بلبل کا

خدا سے ڈر نہ لگا ہاتھ گل کو اے گلچین ۔ عدم کو دم ہی اسی دم روانہ بلبل کا
سنے جو شور نے کی صورت سمجھ گیا صیاد ۔ چلا نہ پھر رہائی بہانہ بلبل کا
کہاں ہے موج صبا ہی تو شاخ گل ہی خدنگ ۔ چمن میں بھی نہ بچے گا نشانہ بلبل کا
فسانہ آپ کا ہی قصہ نزاکت گل ۔ ہمارا قصۂ غم ہی فسانہ بلبل کا
بہار آتے ہی دیکھا قفس جو اے صیاد ۔ ترا قصور ہی کیا آب و دانہ بلبل کا
خزان نے آکے کیا چمن کو ویرانہ ۔ مقام جغد ہوا آشیانہ بلبل کا
قفس کو دور نہ کر خواب گاہ سے صیاد ۔ لگا کے کان ذرا سن فسانہ بلبل کا
بھڑک کے آتش گل نے غضب کیا گلچین ۔ کہ پہلے پھونک دیا آشیانہ بلبل کا

۳۶	جو وصف اُس گل عارض کا واسطی لکھون صریر کلک ہو رنگین ترانہ بلبل کا

بدل گیا ترے آتے ہی ڈھنگ پھولون کا ۔ چمن میں اور سے ہی اور رنگ پھولون کا
کھلا میں نہ تجھے ائی گلفروش دیکھا وہ گل ۔ بنا کے سامنے لاتو پلنگ پھولون کا
ثنا شناس کے مرے شعر وصف عارض میں ۔ کیا ہی قافیہ بلبل نے تنگ پھولون کا
چمن میں شہرت عاشق ہے گل تو کیا پروا ۔ کہ ڈھیر داغون سے ہی زیر سنگ پھولون کا
ہوا ہے قوس قزح سے اک آرہی ہی نظر ۔ اڑا ہی یہ تری خجلت سے رنگ پھولون کا
بنا کے زیور گل اسکو بھیج کیونکر ۔ کہ ذکر بھی وہ سمجھتا ہی ننگ پھولون کا
سپاہ رنگ خزان سے کہو قرار کرے ۔ کہ نشکر آتا ہی اب پھر جنگ پھولون کا
ہوئی کے دوش پہ آئین سوار جب جانا ۔ سُنے نہ مرغ قفس نغمہ رنگ پھولون کا

۳۷	دکھا رہا ہی عجب واسطی نزاکت طبع چمک گیا نئے مضمون سے رنگ پھولون کا

گلے کے گرد ان پہ پڑے قتل جو خنجر رکھا ۔ ہمنے بھی پاؤن پہ سر جھک کے برابر رکھا

سلسلہ گیسوئے محبوب سے یکسر رکھا
کب قدم خانۂ زنجیر سے باہر رکھا

آگیا لبسکہ دم زیب تعلی پہ مزاج
آئینہ دار کا نام آئینے سکندر رکھا

شکر صد شکر کہ افشا نہوے اپنے گناہ
رحمت خاص نے پردہ دم محشر رکھا

رخ پرنور تمھارا ہی وہ ماشاء اللہ
جسنے شیشے کی طرح مہر کو ششدر رکھا

ہجر کی رات نہ تھی موت وگرنہ ہمنے
تنگ ہو ہو کے نہ کب حلق پہ خنجر رکھا

ضعف نے حلقہ کیا گو کہ تن لاغر کو
سنکے خلخال ترے پاؤن پہ تو سر رکھا

تم وہ یوسف ہو کہ بازار سے آگاہ نہین
پاؤن پردے سے کبھی اور نہ باہر رکھا

دست بردار ہوے غیر سے کیونکر یقین
ہاتھ تجھ لوٹون ہی نے تم نے کبھی سر پر رکھا

ہم فقیرون کو رہی شان امیری حاصل
عمر بھر فقر کی دولت نے تونگر رکھا

ضعف پر رحم عزیزونکو نہ آیا پس مرگ
دفن کرتے ہی مرے سینہ پہ پتھر رکھا

سارے احباب و اقارب تھے بھلے کے ساتھی
دم نکلتے ہی مجھے قبر کے اندر رکھا

جو فرشتونکے اٹھائے نہ اٹھا روز ازل
بار الفت وہ خدا نے مرے سر پر رکھا

دست ساقی سے کب اس بزم مین آرام ملا
روز گردش مین مجھے صورت ساغر رکھا

واسطی نجد مین وہ اور بھرے شہر مین ہم
ہمکو اور قیس کو وحشت نے برابر رکھا

۳۸

جوانی کا جوبن جو ڈھل جائیگا
حسینون کا نقشہ بدل جائیگا

زبان روکیے بد نہ کہیے مجھے
مرے منھ سے بھی کچھ نکل جائیگا

مریض آپکا رو بصحت تو ہی
سنبھلتے سنبھلتے سنبھل جائیگا

نہ چھیڑو زیادہ کہ پرخون ہی دل
یہ لبریز شیشہ ابل جائیگا

لگا لائینگے ہم اسے گھر تلک
کوئی اپنا فقرہ جو چل جائیگا

عبث اسکے گیسو سے ڈرتا ہی دل
نہین اژدہا جو نگل جائیگا

فلک تک جو پہونچے مری آہ کو
ابھی خرمن ماہ جل جائیگا

جو مضطر ہی ایسا تو سینے سے دل
اگر آج ٹھہرا تو کل جائیگا

نہ ہوگا کبھی نقل سے کار وصل
تری چال کیا کبک چل جائیگا

فقط ضبط گریہ کا ہی یہ سبب
کہ غم میرے دل سے نکل جائیگا

نہ گھبرا تمہیں ہجر سے واسطی
پڑا ہے اگر وقت ٹل جائیگا

۲۹

غل ہوا گھر سے جو باہر وہ طرحدار آیا
یوسف مصر دوبارہ سر بازار آیا

قد کشی پہ جو کسی دن وہ طرحدار آیا
سرو آزاد گلستان سے گرفتار آیا

کچھ نہ رحمت کے سوا کام قیامت سے بنی
سامنے حشر میں جس دن میں گنہگار آیا

سمجھے ہم صبح شب وصل جو نکلا خورشید
سر پہ گویا اجل کھینچ کے تلوار آیا

میں بھی مسجد سے چلا توبہ بھی ٹوٹ گئی
ابر کہسار سے جب جانب گلزار آیا

سوے صحرا جو وہ خوش چشم گیا بہر شکار
چھپ کے تیر نگہ آہووں کو مار آیا

سالہا سال کیا اسکا طبیبوں نے علاج
تنگ جینے سے ترے عشق کا بیمار آیا

نہ گئی زہد میں رندی کہ پھر انگشت بدہن
ہو کے مسجد سے سوے خانۂ خمار آیا

شیشہ گر بند دکان کرتے ہیں اطفال ہیں ہیچ
تیرا دیوانہ مگر جانب بازار آیا

بوسہ زن کیوں نہ لب زخم سے بسمل ہوتے
منہ تری تیغ کا دیکھا تو بہت پیار آیا

کھیلنے میں جو گیا خانۂ الفت میں قمار
ایک ہی داؤں میں نقد دل و دین ہار آیا

اڑ گئی مشک کی بو خاک نہ سنبل کی چلی
بل پہ جب وہ ترا طرۂ طرار آیا

سوز دل سے مرے ایسا اثر جاتا ہی
بن گیا دھوپ جو سایہ پس دیوار آیا

کام کیا آئے جنوں میں مری آشفتہ قدمی
جل گیا پاؤں کے نیچے جو کوئی خار آیا

شوق دیدار نے بخشا ہے تجھے نور بصر
لاکھ پردوں میں نظر یار کا رخسار آیا

۳۰

واسطی قبر مین سوتے ہو پڑے کیا غافل
صبح محشر ہی اٹھو وعدۂ دیدار آیا

دل مرا کشمکش غم سے نڈر تھا کہ نہ تھا
پھنس گیا دام محبت مین شرر تھا کہ نہ تھا

کوسے قاتل مین سبکبار مین جاتا کیونکر
تن مین جان تھی کہ نہ تھی دوش پہ سر تھا کہ نہ تھا

سنگدل جور ترے مین نے اٹھائے کیا کیا
کیون مرے سینے مین پتھر کا جگر تھا کہ نہ تھا

کیا تعجب ہی جو گم ہو گیا قاصد اپنا
درج مکتوب مین مضمون کمر تھا کہ نہ تھا

دیکھ لیتے وہ نہ کیون ترچھی نظر سے مجھکو
قتل عاشق انھین منظور نظر تھا کہ نہ تھا

ان بتون کا جو مرے دل مین تصور ہی تو ہو
واعظو کعبہ بتون کا کبھی گھر تھا کہ نہ تھا

ڈر نہ رسوائی کا ہوتا تو بہاتا دریا
غیرت ابر مرا دیدۂ تر تھا کہ نہ تھا

جب سے بیٹھے ہین ترے کوچے مین ہم خانہ خراب
کچھ نہین یاد ہمارا کبھی گھر تھا کہ نہ تھا

بے طلب گھر مین مرے آپ چلے آئے تم
تمھین کہدو مرے نالو مین اثر تھا کہ نہ تھا

واہ کیا ہاتھ صفائی کا لگایا قاتل
نہین ثابت مرے تن پہ کبھی سر تھا کہ نہ تھا

تھی صدا میری ہی پردے سے جو آئی تھی صدا
کچھ نہ معلوم ہوا کوئی ادھر تھا کہ نہ تھا

بات اکھڑی ہوئی مین نے جو کہی ہو نہ خفا
درد دل درد گلو درد جگر تھا کہ نہ تھا

۳۱

خود بخود آج مرے گھر وہ آئے کیونکر
واسطی جذب محبت مین اثر تھا کہ نہ تھا

پڑتا ہی دل پہ تیر سا نالہ ہزار کا
شاید قریب آیا ہی موسم بہار کا

کیا کہیے ماجرا مژۂ اشکبار کا
یہ بھی جواب ہی رگ ابر بہار کا

تربت مین بھی نہ آئیگا آرام ایکدن
عالم اگر یہی ہی دل بیقرار کا

روز فراق یار تو مر مر کے کٹ گیا
صدمہ نہ اب اٹھے گا شب انتظار کا

کہتا ہی جسکو مہر جہانتاب سب جہان
پروانہ ہی ہمارے چراغ مزار کا

کی ہی رقم جو خطِ رخِ یار کی ثنا — نامہ ہمارا قطعہ ہی خطِ غبار کا
دلکو ہمارے صدمۂ فرقت کا ہی مزہ — آنکھونکو اپنی ذائقہ ہی انتظار کا
چمکے ہین بعد مرگ ترے مست کے نصیب — ہر قد پہ شامیانہ ہی ابرِ بہار کا
نخوت کرین نہ کوکب اقبال پر امیر — اپنی نظر مین جلوہ ہی برق و شرار کا
جھوٹا ہی وعدہ وصل کا عاشق سے کیجیے — دل تو نہ توڑیے کسی امیدوار کا
لیجاؤن مرغِ دل ہدفِ تیر کے لیے — سنتا ہون انکو شوق ہوا ہی شکار کا
کیا غم کرے جو دست جنون چاک پیرہن — لینگے حساب حشر مین ہم تار تار کا
سرگشتہ کسطرح نہ بیابان مین رہون — مجنون ہون ایک لیلیٔ محمل سوار کا
مین جانتا ہون ضعف سے مجھپر گرا پہاڑ — پڑتا ہی تن پہ اڑکے جو ذرہ غبار کا

٣٢

جوہر شناس چاہیے ہر کو واسطی
دستِ علی سے شہرہ ہوا ذوالفقار کا

پہلو لحد ہی مردہ ہی دل تیرے زار کا — عالم ہی داغ سینے مین شمعِ مزار کا
ہی بسکہ رنج ہجر کسی گلعذار کا — داغون سے سینہ تختہ ہو الالہ زار کا
اشکو سنے ہی یہ حال مرے جسم زار کا — گویا کہ رشتہ ہی گہر آبدار کا
نرگس کی آنکھین ہمکو ملین باغ دہر مین — دیکھا کبھی نہ ہمنے تماشا بہار کا
روشن ہے ہمیشہ الٰہی رخ قمر — راتونکو ہی چراغ ہمارے مزار کا
دیکھینگے اسکو خاک مکدر ہین جنکے دل — آنکھون پر انکے رہتا ہی پردہ غبار کا
اہل جہان کرین جو ترش روئیان تو کیا — گھٹتا ہی کوئی رنگ گل اعتبار کا
آیا ادھر سے دم مین ادھر سے گذر گیا — جھونکا تھا کیا شراب نسیم بہار کا
ساقی روان ہی یون ہی اگر کشتی شراب — بیڑا ہی پار آج ہر اک بادہ خوار کا
تجھسے ہر آتش حسد سے جو محفوظ ہو — جلتا نہین چراغ کبھی اپنے مزار کا

نازک بہت ہو بال سے باریک ہی کمر
اُٹھے گا بوجھ تمسے نہ پھولونکے ہار کا

غش آیا دیکھکر تری کاکل اب آئے ہوش
ہو تخلخہ جو نکہتِ مشکِ تتار کا

قربان ہی نثار ہی اُس شہسوار پر
اُٹھتا ہی گرد باد جو اپنے غبار کا

واعظ نہ طعنہ زن ہو جو دیکھون بتونکو مین
جلوہ ہی انمین قدرتِ پروردگار کا

کانٹے کیطرح خشک ہوئی تھی جو گلبدن
رنگ اور ہو گیا چمن روزگار کا

دشتِ جنون مین کیون نہ پھرین ہم برہنہ پا
چھالونکو ہی مزہ خلشِ نوکِ خار کا

۴۴

مرحب سرشت غیر جو ہی واسطیؔ تو ہو
جوہر ہمارے خامہ مین ہی ذوالفقار کا

نہ آئے وہ ہمین ملیتہ نگار ہی رکھا
شہیدِ تیغِ غمِ انتظار ہی رکھا

تہ مزار بھی پایا نہ غم کے ہاتھ سے چین
طپش نے دلکی ہمین بیقرار ہی رکھا

کمر پہ زلف جو چھوٹی تو ہنسکے کہنے لگے
تری ادا نے تو اے شوخ مار ہی رکھا

کئے جو غیر کو بوسے عطا تو ہمکو کیا
ہمین تو آپنے امیدوار ہی رکھا

خیال دزدِ اجل کیا کہ ہین فنا فی اللہ
بدنسے جامۂ ہستی کو تار ہی رکھا

برا ہو حسن پرستی کا جسنے ساری عمر
ہمین کسی نہ کسی پہ نثار ہی رکھا

خیال زلفِ سیہ کی کرون شکایت کیا
کہ روز ایک بلا سے دوچار ہی رکھا

ہمیشہ تمنے دکھا کے نئے نئے غمزے
دلِ غریب کو بے اختیار ہی رکھا

وہ مثلِ برق ہنسے کیون نہ دیکھکر مجھکو
بہ رنگِ ابر مجھے اشکبار ہی رکھا

دکھا کے چہرۂ گلرنگ اسنے روز بہار
گلون کو دیدۂ بلبل مین خار ہی رکھا

کبھی نہ ہوش مین آنے دیا دکھا کے جمال
پری نے جن مرے سر پہ سوار ہی رکھا

غمِ خزان نے نہ دی فصلِ گل مین بھی فرصت
جگر کو لالہ صفت داغدار ہی رکھا

جو لوگ خاک تھے اے واسطیؔ بنے اکسیر
ہمین زمانے نے مشتِ غبار ہی رکھا

جامہ زیبی پہ ترے دل نہیں قربان کسکا — چاک ہوتا نہیں دامن پہ گریبان کسکا
کون اس سرو چراغان کا نہیں ہی مشتاق — جسم داغوں سے نہیں سرو چراغان کسکا
مثل گل ہین جو شگفتہ دل مرغان چمن — قصد ہی آج پے سیر گلستان کس کا
نظر آتا ہی قمر میں جو کلف کا دھبا — دل پہ رکھتا ہی یہ داغ غم ہجران کسکا
بلبلیں کرتی ہیں نالے نہیں چپ لونکو خبر — کون اس گلشن عالم میں ہی پیمان کسکا
اپنی بک بک سے رہا کام فقط واعظ کو — یہ نہ سمجھا کہ ہوا مغز پریشان کس کا
ہوا وہ لاغر مرے گھر آکے یہ غم کھاتا ہی — کون اس خانۂ خالی میں ہو مہمان کسکا
خود گلا کاٹ کے مر جاتے ہیں عشاق ترے — کسکی گردن پہ یہاں ہوتا ہی احسان کسکا
اسم اعظم جو کیے کندہ نگیں دل پہ — خوب سمجھے کہ ہی پھر ملک سلیمان کسکا
کوئی خورشید نہیں ہی جو ضیا بخش جہان — ذرہ ذرہ سے ہی یہ جلوہ نمایان کسکا
رام کہتے ہیں کسے اپنی زبان سے ہندو — کلمہ پڑھتے ہیں یہ ہر وقت مسلمان کسکا
صبح سے آج طبیعت کو خوشی ہی جو کمال — اٹھکے دیکھا تھا الٰہی رخ خندان کسکا
دور سے مصحف رخسار دکھادے کیا دخل — پاس کرتا ہی وہ غارتگر ایمان کس کا

۳۴ واسطی قبر ہی طیار تو موجود کفن — قصد ہی آج سوے گور غریبان کسکا

جبتک جیا دنا ہی کا کھٹکا لگا رہا — شام و سحر اجل کا تقاضا لگا رہا
اے مہوش کہاں تھے کہ آئے نہ رات بھر — دل تا طلوع صبح ہمارا لگا رہا
اے چشم اشکبار نہ کچھ تجھسے ہو سکا — دامان دل میں داغ کا دھبا لگا رہا
بچکر چلا تھا اسکی نگہ سے غزال دشت — وہ تیغ پڑ گئی کہ نہ نشانا لگا رہا
گلزار دہر میں صفت نخل بارور — تا زیست ہمکو موت کا کھٹکا لگا رہا
روز ازل سے جمع احباب کے سبب — ہر روز میری قبر پہ میلا لگا رہا

دعویٰ کبھی نہ اُس رُخِ روشن سے چل سکا　　مہتاب کو کلنک کا ٹیکا لگا رہا ہنوز
آشوبِ چشمِ یار کا شاید خیال تھا　　نادیدہ کو نرگس میں کھٹکا لگا رہا

۳۵　مہمان وہ میرے گھر رہے شب بھر تو واسطی
در پہ مگر سواری کا اکا لگا رہا ہنوز

وحی ساں حاصل جوابِ خط اگر ہو جائیگا　　پر لگا کر مرغِ سدرہ نامہ بر ہو جائے گا
چشمِ تر میں روئے جاناں جلوہ گر ہو جائیگا　　مہر کا اس برجِ آبی میں گذر ہو جائیگا
خط تو اُس گل کو لکھا قاصد نہیں ہے تو نہ ہو　　طائرِ رنگِ پریدہ نامہ بر ہو جائے گا
دل جو روشن ہے تو کر لے نیک و بد میں خود نظر　　ظاہر اُس شیشہ میں سب عیب و ہنر ہو جائیگا
نخل کے سائے میں بیٹھوں گا جو میں تفتہ جگر　　ہر گل اخگر ہر اک غنچہ شرر ہو جائے گا
رنگِ رنجش کھو لیگا آئینۂ دل سے ترے　　خاکساری میں ہماری یہ اثر ہو جائیگا
وہ جو اپنے چہرۂ روشن سے اُلٹیگا نقاب　　ابر میں شرما کے پوشیدہ قمر ہو جائیگا
منزلِ ہستی میں غافل ہوشیاری شرط ہے　　دفعتہً اک روز اس جا سے سفر ہو جائیگا
خواب میں بوسہ ترے سیبِ زنخداں کا ملا　　کیا خبر تھی نخلِ حرماں بارور ہو جائیگا
طفلیِ جاناں کریگی جلوہ گر حسنِ شباب　　بڑھتے بڑھتے ماہِ نو آخر قمر ہو جائے گا
مار رکھے گی ہمیں یادِ لبِ شیرینِ یار　　قند میں زہرِ ہلاہل کا اثر ہو جائے گا
لائیگی مجھ تک جو اُس گیسوئے مشکیں کی شمیم　　کیا ترا نقصان لے بادِ سحر ہو جائیگا
جمع مال و زر سے کیا اے منعمو تم پاؤ گے　　مثلِ قارون ایکدن یہ بارِ سر ہو جائیگا
خط میں ہم لکھتے نہ اُس دستِ حنائی کی صفت　　گر خبر ہوتی کہ خونِ نامہ بر ہو جائیگا
داغِ دل چمکے گا اُسکا روئے تاباں دیکھکر　　یہ تو خورشید سے روشن قمر ہو جائیگا

۳۶　ہو نہ سرگرداں تلاشِ رزق میں اے واسطی
ورنہ مثلِ آسیا دورانِ سر ہو جائے گا

روتے روتے آخر آنکھون کا ضرر ہو جائیگا
اڑکے عنقا طائر نور نظر ہو جائے گا

ہی یقین راہ مین گم نامہ بر ہو جائیگا
درج نامے مین جو مضمون کمر ہو جائیگا

آگیا گر جوش بیانی پر وہ غنچہ سا دہن
مثل گل صد چاک بلبل کا جگر ہو جائیگا

یا الٰہی مجھ تلک آئے نہ واعظ کا قدم
اسکی بک بک سے تو مجھکو درد سر ہو جائیگا

یہ یقین ہوتا ہی مجھکو اپنی اشک و آہ سے
برق یہ بنجائیگی وہ ابر تر ہو جائے گا

ہی ترقی پر جو یون ہی حسن روزافزون یار
روے روشن غیرت شمس و قمر ہو جائیگا

الفت رنگ طلائی مین جو مر جاؤنگا مین
گنبد مدفن یقین ہی کوہ زر ہو جائے گا

بام پر جب سیر کو آئیگا وہ رشک قمر
ماہ کا مثل کتان ٹکڑے جگر ہو جائیگا

نیک و بد سب حال کھل جائیگا آخر یار پر
کاتب اعمال اپنا نامہ بر ہو جائے گا

تیغ باندھی ہی اگر قاتل کمر بل کھائے گی
دوش نازک پر گران بار سپر ہو جائیگا

یاد رخ مین زخم دل پر ہم جو چھڑکینگے نمک
مرہم کافور کا اسمین اثر ہو جائیگا

اسکے کوچے مین چلینگے جب تری کی راہ سے
قافلہ موجون کا اپنا ہم سفر ہو جائیگا

کسقدر نام خدا وہ ترک ہی شیرین ادا
ہاتھ مین نیزہ جو لے گا نیشکر ہو جائے گا

غیر ممکن ہی کہ ہو فرقت مین اپنے ایسے نجات
درد دل ٹھہرا اگر درد جگر ہو جائے گا

آرزوے دل مطول سے نہو گی مختصر
زیست کا قصہ بھی اکدن مختصر ہو جائیگا

ہین سبکرو واسطی راہ عدم کا خوف کیا
اول منزل یہان آخر سفر ہو جائے گا

۳۷

کوئی تدبیر مین قصور نہ تھا
وصل قسمت مین ای حضور نہ تھا

چشم اہل جہان مین نور نہ تھا
ورنہ اسکا کہان ظہور نہ تھا

آدمی آدمی سے ملتا ہی
پاس آتے تو تم سے دور نہ تھا

ماہ کو آفتاب کو دیکھا
تیرے چہرے کا کہین نور نہ تھا

اپنے ہاتھوں سے ہم بلا مین پڑے
جھانکنا تاکنا ضرور نہ تھا

جوشِ مستی مین اپنے ہاتھوں سے
کون خم تھا جو چور چور نہ تھا

ملتی کیا جرمِ میکشی کی سزا
ورد کس دن ہوالغفور نہ تھا

حورِ طلعت کو کیون پری کہتے
عقل مین اپنی کچھ فتور نہ تھا

مے پلاتا جو ہمکو پیرِ مغان
کچھ مروت سے اُسکی دور نہ تھا

فہمِ ناقص سے ہم غلط سمجھے
ناز تھا یار کا غرور نہ تھا

باغِ ہستی کو غور سے دیکھا
کون گل یان چراغِ طور نہ تھا

گور پر فاتحہ کو تو آتے
کچھ ہمارا مکان دور نہ تھا

خم مین بیٹھا مجھ سے افلاطون
واسطی کیا وہ ذی شعور نہ تھا

۳۸

جنبش چاہِ زنخدان کو لگانے نہین دیتا
وہ دل لگی مجھکو بجھانے نہین دیتا

دربان سے جو اُس در پہ مجھے ملتی ہے رخصت
کمبخت ادب پانون بڑھانے نہین دیتا

کیا آنکھ اُٹھا کر مین لبِ بام اُسے دیکھون
سر ضعف اگر پانون سے اُٹھانے نہین دیتا

صیاد اسیرانِ قفس سے ہے یہ غافل
آکر کبھی دو چار بھی دانے نہین دیتا

کیون ضعف مرے دل کا نہ مجھکو ہو غنیمت
نالے کو کبھی لب تلک آنے نہین دیتا

کیا عید کے دن اُس سے گلے ملنے کی اُمید
دامن کو بھی جو ہاتھ لگانے نہین دیتا

معلوم نہین اُسکو کہان کی ہے عداوت
دربان مجھے اُس بزم مین جانے نہین دیتا

کوڑی نہین دیتا ہے جو ہوتا ہے نہ دینا
دیتا ہے تو کسکو وہ خزانے نہین دیتا

گردونکو یہ ہے فکر مری گرسنگی کی
دل داغ بھی کھاتا ہے تو کھانے نہین دیتا

کیا درد دل اپنا کہے معشوق سے عاشق
بیمار کو غش ہوش مین آنے نہین دیتا

اُس گل کو عداوت ہے یہ مجھ سے کہ صبا کو
دو پھول بھی تربت پہ چڑھانے نہین دیتا

اے پیر مغان ہوگی نہ اک جام سے سیری
خم کیون مجھے تو منھ سے لگانے نہین دیتا

برباد حباب لب جو سبزہ ہی پامال
سر ایک کو بھی چرخ اُٹھانے نہین دیتا

۳۹
منظور نظر واسطی اُنکو تو ہی پر بس
یان درد کو حال سُنانے نہین دیتا

مین حور کا طالب ہون نہ خواہان ہون پری کا
مشتاق اگر ہون تو تری جلوہ گری کا

کیا ذکر ترے خال کی ہو جلوہ گری کا
صورت تو ہی زنگی کی مگر حسن پری کا

صیاد کے دربار مین اب ہوگی رسائی
ہاتھ آیا وسیلہ مجھے بے بال و پری کا

ہر مرتبہ لاتی ہی شمیم اُس گل تر کے
کیا شکر ہو احسان نسیم سحری کا

یا جنبش مژگان نے اُٹھا کے تجھے طوفان
یا نام نہین ہی مری آنکھون مین تری کا

کیا کوئی نکل جائے ترے کوچے مین آکر
جب پاؤن پکڑتی ہو زمین رہگذری کا

نقش کف پا کا جو بچھاتا ہی نیا جال
منظور شکار اُسکو ہی کیا کبک دری کا

طول شب فرقت سے عبادت بھی ہی [illegible]
آتا ہی نہین وقت نماز سحری کا

ناحق ترے بیمار کے ہین گرد مسیحا
کیا ساتھ کوئی دیگا عدم کے سفری کا

ابرو کے تصور سے مرے دلکو ہی طاقت
جسطرح قوی تیغ سے بازو ہو جری کا

اورون کو مبارک رہے اپنی یہ تبسم
ہمکو تو مزہ ہی تری بیدادگری کا

بیمار ہون اُلفت مین جو اک رشک پری کا
سب کہتے ہین مجھکو اسے سایہ ہی پری کا

تشبیہ رگ گل سے جو دونون مین تو بجا ہی
مضمون ہی نازک تری نازک کمری کا

۴۰
اے واسطی دنیا کا نہ اب دین کا ہی ہوش
اُلفت نے دیا جام مئے بے خبری کا

سائل ہی جو دریا مری آنکھون سے تری کا
گرداب نہین کاسہ ہی دریوزہ گری کا

اتنا بھی نہ کر حسن جوانی پہ تکبر
اے یار یہ جھونکا ہی نسیم سحری کا

پتھر سے نہ آسیب جنون لنے شہ اذیت
کیا سرو نے پایا ہی ثمر بے ثمری کا

بھیجا رہے قاصد کہ دیا وصل کا مژدہ
مشتاق تھا مین دیر سے اس خوشخبری کا

ہی جلوہ نما کاہکشان پردۂ شب سے
سو بات نہین ہی تری چوٹی مین زری کا

مدحت ترے توسن کی بیان ہو نہین سکتی
طاؤس کا جلوہ ہی چلن کبک دری کا

پھوٹی ہی نہین صبح کبھی شام جدائی
الٹا ہی اثر میری دعاے سحری کا

ہی مثل نگین شرط جگر کاوی محنت
عالم مین ارادہ ہی اگر ناموری کا

پھولے وہ سماتے نہین جامے مین خوشی سے
بازو پہ جو اکا ہی عقیق شجری کا

گر لال پری اسکے لب لعل کا ہی نام
ہی حسن خط سبز مین بھی سبز پری کا

بدتر ہین کہین بے ہنر ونسے بھی ہنرور
اس عہد مین کچھ عیب نہین بے ہنری کا

دم گھٹتا ہی اپنا قفس تنگ مین یارب
جھونکا کوئی آجاے نسیم سحری کا

کس کام کے ہین گوش گل و دیدۂ نرگس
کوری کا اسے ہی آزار کری کا

خط لکھ کے جو قاصد نہ ملا ہمکو کئی دن
عاجز ہوے خود قصد کیا نامہ بری کا

۱۴

کیا ترک ہوا اے واسطی اس ترک کی الفت
عشق کوئی دم تیغ سے مرتا ہی جبری کا

ملک استغنا ملا جنگل کو مین راہی ہوا
داغ سودا سر پہ میرے افسر شاہی ہوا

عرش سے گذرا یہ اپنا بحر طوفان خیز اشک
ہالۂ مہتاب گردون پر پہ ماہی ہوا

تو وہ شاہ حسن ہی فیض تصور سے ترے
داغ جو سینہ پہ کھایا سکۂ شاہی ہوا

گنج جو پایا اڑایا دم مین اسکو اے صنم
کارخانہ تیرے درویشون کا للّٰہی ہوا

زرد کیون کر دے نہ انسانکو تری فرقت کا عشق
اشک چنکر رنگ روے کہربا کا ہی ہوا

نام چاہے عشق مین تو نقش ہستی کو مٹا
کوہ کن مشہور عالم کہکے جانکاہی ہوا

واسطی سب پہ ہی ظاہر قوت ایمان مری
بہرہ یاب بیعت دست یداللہی ہوا

خامشی میں بھی اُسکا نام لیا
ہمنے دل سے زبان کا کام لیا

راتدن پی شراب عشق مگر
کبھی شیشہ لیا نہ جام لیا

وعظ واعظ کی ہمنے کب سُنی
مول یہ درد سر مدام لیا

دھیان میں رُخ کے شاہ روم ہوئی
یاد کی زلف ملک شام لیا

ایک ہم کیا وہ نام جسنے سُنا
دونون ہاتھون اسنے دلکو تھام لیا

کیا خزان نے کیا گلونکو تباہ
خون بلبل کا انتقام لیا

کیون نہ دو کین رخ رقیب کو داغ
بوسہ رو سے لالہ فام لیا

یاد ابرو مین اپنی موت آئی
دم نہ لینے تہ حسام لیا

ہاتھ ابرو پہ رکھدیا اُسنے
تیغ کی باڑھ پر سلام لیا

واسطی واہ کیا علی کا ہی نام
جسنے گرتے ہوؤن کو تھام لیا

۴۲

ہر ایک سے گھر آپکا جانا نہین اچھا
پچتاؤ گے دنیا مین یہ زمانا نہین اچھا

چلمن سے ترا آنکھ لڑانا نہین اچھا
در پردہ غریبونکو ستانا نہین اچھا

آئے ہو جو مرقد پہ تو دو پھول چڑھاؤ
تیوری تو خفا ہوکے چڑھانا نہین اچھا

اے دیدۂ تر روک لے اشکونکو کبھی تو
ہر روز یہ طوفان اُٹھانا نہین اچھا

تا وقت سحر دیکھ کہ جلجائے لگی تو بھی
پروانون کو اے شمع جلانا نہین اچھا

کاندھا مری تابوت کو دیتے ہو عبث تم
نازک ہو بہت بوجھ اُٹھانا نہین اچھا

ڈرتا ہون نہ گھٹ جائے کہین قدر تمہاری
بازاریون سے ربط بڑھانا نہین اچھا

دل نذر کرون نرگس جانانکو مین کیونکر
بیمار کو آئینہ دکھانا نہین اچھا

ہوجاوے کہین فاش محبت کا نہ پردہ
اے دیدہ ترا اشک بہانا نہین اچھا

[illegible] شب وصل اُنکی [illegible]
بے وقت گجر کا یہ بجانا نہین اچھا

جلنے سے ہین ہم تنگ شب ہجر مین اے موت
آتی ہی تو جلد آ یہ بہانا نہین اچھا

دل دیکھنے والونکے ہوے جاتے ہین پامال
اٹکھیلیونکی چال سے آنا نہین اچھا

۴۳
اے واسطی الفت ہی غضب مین بتونکے
کعبہ کو صنم خانہ بنانا نہین اچھا

پانون پہ قاتل کے جب سر رکھدیا
اُسنے بھی گردن پہ خنجر رکھدیا

کیا عزیزون کو خلش تھی بعد مرگ
کیون مرے سینہ پہ پتھر رکھدیا

در تلک آنے نہین دیتا مجھے
کس لئے دربان اُسکو نوکر رکھدیا

ہاتھ سینے پر مرے رکھا نہین
اُسنے پہلا داغ دل پر رکھدیا

ہین ابھی باقی ہزارون کشتنی
ہاتھ سے کیون تمنے خنجر رکھدیا

آنکھ سے پیدا ہوا جب طفل اشک
نام اُسکا ہمنے گوہر رکھدیا

اختلاط غیر سے انکار پر
ہاتھ اُسنے میرے سر پر رکھدیا

مجھ تلک پہونچا جو دورہ بزم مین
ہاتھ سے ساقی نے ساغر رکھدیا

خوف عصیان کیا کہ یارون نے مرے
قبر مین صرہ برابر رکھدیا

جب فرشتون سے نہ اُٹھا بار عشق
آدم خاکی کے سر پر رکھدیا

قتل کو قاتل نے جب تکلیف کی
ہمنے بھی سر زیر خنجر رکھدیا

۴۴
واسطی دیکھے جو عصیان بیحساب
حاکم محشر نے دفتر رکھدیا

سوز دل سے یہ ترے ہجر مین بیتاب ہوا
کہ مرا طائر دل طائر سیماب ہوا

ذرہ افشان کا اُس ابرو کے تلے جب چمکا
نور قندیل نمایان تہ محراب ہوا

دوستون ہی مین ہوئی عمر بسر آجتلک
ہم وہان پہونچے جہان مجمع احباب ہوا

نظر مہر ہی اُس خاک نشین پر اُسکی
ذرہ ہم مرتبہ مہر جہانتاب ہوا

کردیا گرمی وحشت نے جو پانی پانی
طوق گردن میں مرے حلقۂ گرداب ہوا

بیگنا ہونکے گلے کاٹتے ہیں ہر دم اے ترک
کوچہ تیرا نہوا مسلخ قصاب ہوا

اہل دولت سے نرکھو فیض کی امید کبھی
آب گوہر سے نہ پیاسا کوئی سیراب ہوا

فرط ظلمت سے شب ہجر رہا نام کو نور
اسقدر ماہ گھٹا کرمک شب تاب ہوا

اپنے نظارے سے محروم ہی وہ بھی مری طرح
آئنہ گرمی عارض کے سبب آب ہوا

گومتی میں ہوے شامل جو مرے چار آنسو
لکھنو فیض قدم سے مرے پنجاب ہوا

تیری فرقت میں کسے چین ہوا ای قلزم حسن
جو ہوا تجھسے جدا ماہی بے آب ہوا

ساقیا مجھکو کہاں گردش قسمت سے نجات
جام آیا جو مرے ہاتھ میں گرداب ہوا

کسکے دانتون کا دم گریہ تصور آیا
جو گرا آنکھ سے آنسو در نایاب ہوا

اسطرف حج کے لیے ہند سے راہی ہوے ہم
واسطی کعبہ نشینون کو ادھر خواب ہوا

۴۵

اس بت کی دوستی میں نیا رنگ ہوگیا
کھینچیں یہ سختیان کہ جگر سنگ ہوگیا

ہوتے ہی نوجوان نیا رنگ ہوگیا
جسکی نگاہ اسپہ پڑی دنگ ہوگیا

قاتل خدا کیواسطے کس تیغ میان میں
عالم تو دو ہی ہاتھون میں چورنگ ہوگیا

تولا جو تیرے حسن کو میزان عقل میں
جلوہ نہال طور کا پاسنگ ہوگیا

دنیا کی راہ سخت عجب سنگلاخ ہے
تیمور دوڑ کر جو چلا لنگ ہوگیا

ساقی کے خط سبز کا اسمین پڑا جو عکس
ساغر شراب کا قدح بنگ ہوگیا

پہلو میں دل کا اب مجھے ملتا نہیں پتا
نزدیک کعبہ تھا کئی فرسنگ ہوگیا

وہ بت ہی تو ارادہ کیا جب نہان کا
میلا سا ایک جمع لب گنگ ہوگیا

تا صبح ہمسے وصل کی شب وہ لڑا کیے
گھر اپنے حق میں معرکۂ جنگ ہوگیا

فصل بہار آئی بنا میکدہ چمن
ہر پھول ساغر مے گلرنگ ہوگیا

خالی نہین جہان مین کوئی مکر و زور سے ۔ عالم تمام عالم نیرنگ ہوگیا
ایسا رقیب تیرہ درون ہے کہ وقت سیر ۔ سرخہ سوار ہوتے ہی شبرنگ ہوگیا
مضمون رنگ رنگ کے باندھے جو طبع نے ۔ طیار کارخانۂ ارژنگ ہوگیا
خورشید روے یار اسے آتا نہین نظر ۔ مرغ نگاہ مرغ شب آہنگ ہوگیا

۴۶
یوسف لقا سے اپنے جدا ہوکے واسطی
پیراہن حیات سے مین تنگ ہوگیا

گلا کیون ہجر مین اُسکا نہ کرتا ۔ مثل سچ ہے کہ مرتا کیا نہ کرتا
اگر وہ وعدۂ فردا نہ کرتا ۔ کبھی یون حشر مین برپا نہ کرتا
زمین ناپتا ملکون مین پھرتا ۔ نہ ملتے تم تو مین کیا کیا نہ کرتا
تمنائین ہزارون عمر تھوڑی ۔ جہان مین کیا مین کرتا کیا نکرتا
اٹھاتا بار الفت کون سر پر ۔ اگر مجھکو خدا پیدا نہ کرتا
جو پاتا قابل دیدار آنکھین ۔ کبھی عاشق سے وہ پردا نکرتا
کیے ہین دوست نے وہ ظلم مجھپر ۔ کوئی دشمن کبھی ایسا نہ کرتا
کہا اچھا مجھے دشمن ہوے غیر ۔ برا کہتا جو وہ اچھا نہ کرتا
مجھے تو ہر طرح تھا عذر لازم ۔ جرائم عفو وہ کرتا نہ کرتا
نہ پھنستا چاہ مین دنیا کے مکار ۔ جو زاہد کو خدا اندھا نہ کرتا
جو کرتا قتل وہ تیغ ادا سے ۔ کبھی مین خون کا دعوی نکرتا
نہ کرتے تم اگر غیرون سے شکوا ۔ کبھی مین آپکا شکوا نہ کرتا

۴۷
نہوتا واسطی گر عشق پنہان
تو یون سینے مین دل دھڑکا نکرتا

ہمسے کیونکر وہ ہم سخن ہوتا ۔ بات کرتا اگر دہن ہوتا

کام آئی جنون مین عریانی
خار اُلجھتے جو پیرہن ہوتا

صدمۂ ہجر اور ہم اے چرخ
باغ ہوتا وہ گلبدن ہوتا

بو جو تیری صبا اُڑا لاتی
دل شگفتہ چمن چمن ہوتا

ٹھنڈی ملکر اگر وہ گل آتا
اور ہی رنگ انجمن ہوتا

دور ہوتی دوئی جو وحدت سے
شیخ ہوتا نہ برہمن ہوتا

تاب رفتار کسکو ضعف سے تھی
بیٹھ جاتے جہان وطن ہوتا

اُسنے ملبوس جو اُتارا تھا
کاش میرا وہی کفن ہوتا

۴۸
واسطی کیون کنوئین مین گرتے ہم
گر نہ عشق چہ ذقن ہوتا

بلا سے کیا ڈرے دل تیرے شیدا اے بلاکش کا
نہین ہی ماہی بے آب کو کچھ خوف آتش کا

نگین جبسے ہوا آئین تصور اک پریوش کا
دل پُر داغ پر عالم ہی ایوان منقش کا

بجا ہے جو عطا کی ہی فلک سیر آج ساقی نے
وہ داغ آسمان پر کیون نہو زندان مہوش کا

نفس کی آمد و شد سے ہی ہجر یار مین ایذا
گمان ہو کسطرح دلکو نہ آرے کی کشاکش کا

تجلی رخ محبوب کوئی دیکھ سکتا ہی
کلیم اللہ پہ یہان حال طاری ہوگیا غش کا

سلیمان ناز برداری کا جسکے فخر کرتے ہین
بحمد اللہ دیوانہ ہو نہین ایسی پریوش کا

ملک مرتے ہین حورین غش ہین یہان جان پہ بنی
عجب فتنہ ہی پتلا خاک و باد و آب و آتش کا

۴۹
مقولہ عشق مین لے واسطی ہی معتبر اپنا
سند جسطرح علم نحو مین ہی قول اخفش کا

وحشت نے مجھکو چرخ کا ہمسر بنا دیا
سینے مین داغ پاؤن مین چکر بنا دیا

آہ جگر نے اثر کیا لیکن نہ اُسپہ کسی طرح
اس بُت کا دل خدا نے وہ پتھر بنا دیا

احسان کاسہ گر نے کیا مجھپہ بعد مرگ
ساقی کو میری خاک سے ساغر بنا دیا

صورت دکھائے خاک وہ آئینہ رو مجھے
پردہ حیا کا سدِّ سکندر بنا دیا

ہمنے علوِ فکر سے مستی مین ساقیا
خم آسمان کو مہر کو ساغر بنا دیا

سینے مین اشرفی سے ہر اک داغ کم نہین
اے سوزِ عشق تونے تونگر بنا دیا

رہتی ہین روز آئنہ رویون سے صحبتین
میرے فدا اسنے مجکو سکندر بنا دیا

موتی پروئے مین نے جو رویا فراق مین
موئے مژہ کو رشتۂ گوہر بنا دیا

آخر جلا جلا کے تپِ خارِ عشق نے
شعلہ جگر کو سینہ کو مجمر بنا دیا

رکھا جو سلکِ نظم مین ترصیع کا خیال
ہمنے عروسِ فکر کو زیور بنا دیا

رکھکر ہمیشہ ہمنے قدِ یار کا خیال
میدانِ دل کو عرصۂ محشر بنا دیا

مانند گرد باد ہون آوارہ دشت مین
کیسا جنون نے پاؤن مین چکر بنا دیا

اک حور وش کی یاد مین روئے ہم اسقدر
آنکھون کو اپنی چشمۂ کوثر بنا دیا

کیا کیا عذاب ہین دلِ عشاق کے لیے
عقرب مژہ کو زلف کو اژدر بنا دیا

۵۰
دیکھا جو اسکو شوقِ کتابت تو واسطی
ہمنے رگون کے تار سے مسطر بنا دیا

جاگ آنکھین کھولدے سوتا ہی کیا
زندگی کے دن عبث کھوتا ہی کیا

عشق کا آغاز ہی اے دل ابھی
دیکھ تو انجام مین ہوتا ہی کیا

چشم کے چشمے سے دریا بہ گئے
یہ سمندر کا کوئی سوتا ہی کیا

آگئی پیری جوانی ہو چکی
چونک اے غافل پڑا سوتا ہی کیا

عشق مین ظاہر ہی حال کوہکن
لاکھ محنت سے بھی ہوتا ہی کیا

دار گیسو کی نہ کر الفت دلا
دیکھ اپنے حق مین بوتا ہی کیا

قافلہ راہی ہی صبح کوچ ہے
جاگ غافل بے خبر سوتا ہی کیا

شیشۂ مے سے کہو آیا وہ مست
ہچکیان لے لیکے تو روتا ہی کیا

۵۱

کھا چکے ہیں وہ نہ آنے کی قسم
واسطوں سے واسطی ہوتا ہے کیا

کون آئینۂ رخسار کا حیران نہ ہوا	حال کس کا غمِ گیسو میں پریشان نہ ہوا
جب ہمیں شوقِ تماشائے گلستان نہ ہوا	فائدہ کیا جو درِ باغ پہ دربان نہوا
شکرِ صد شکر گلا تیغِ گریبان سے کٹا	سر پہ اے خنجرِ قاتل ترا احسان نہ ہوا
آرزو دل کی رہی دل میں ہمارے ساقی	مے میسر ہوئی جس روز کہ باران نہ ہوا
شبِ تاریک سے بدتر نظر آئی شبِ ماہ	میری آغوش میں جب وہ مہِ تابان نہ ہوا
ہوں وہ غمگین کہ رہی مجھکو خوشی سے نفرت	زعفران زار کو بھی دیکھ کے خندان نہ ہوا
شدت سے دل میں رہا ولولۂ جوشِ جنون	کبھی ہاتھوں سے مرے چاک گریبان نہ ہوا
پردۂ ابر میں خورشید کوئی چھپتا ہے	داغ سینہ کا کسی طرح سے پنہان نہ ہوا
داغ کھا کھا کے ترے رشک سے اے سروِ سہی	کونسا سروِ چمن سرو چراغان نہ ہوا
کفِ پا عاشق کے وہ طالب ہیں جو ہیں پا بدل	کبھی محتاجِ حنا پنجۂ مرجان نہ ہوا
دیتے ہیں مصحفِ عارض کا جو بوسہ وہ مجھے	گبر کہتا ہے میں افسوس مسلمان نہ ہوا
کب ہوئی شام کہ چمکے نہ مرے داغِ جگر	کب ہوئی صبح کہ میں چاک گریبان نہ ہوا
کہیں کس منہ سے کہ اُس ترک کے بسمل ہیں ہم	زخمِ تیغِ نگہِ ناز نمایان نہ ہوا ++
ہو گئے پیر مگر ہمنے نہ دیکھا وہ رُخ	صبح پیدا ہوئی پہ مہرِ درخشان نہوا
موت ہی آئی نہ یار آیا شبِ فرقت میں	بیکسی میں کوئی احوال کا پرسان نہوا

۵۲

واسطی واہ رے جمعیتِ خاطر پسِ مرگ
خاک ہونے پہ غبار اپنا پریشان نہوا

دکھلا کے شکل خواب میں بیدار کر دیا	غافل تھا مجھکو آپنے ہشیار کر دیا
غازے نے رُخ کو غیرتِ گلزار کر دیا	مسی نے لعلِ لب کو دھوان دھار کر دیا

بت پوجنے کا آنکھ کو ایسا مزا پڑا | تارِ نظر کو رشتۂ زنار کردیا
دیکھا شگاف در سے جو آئینہ سادہ رُخ | حیرت نے مجھکو پشت بہ دیوار کردیا
رونیسے اور یار کے دلمین پڑی گرہ | اشکون نے اُسکو عقدۂ دشوار کردیا
اُلفت مین تاک جھانک کا لپکا یہ پڑگیا | آنکھون کو نذرِ روزنِ دیوار کردیا
کچھ بڑھ چلا تھا اُس رخِ پرنور سے فروغ | داغی کلف نے ماہ کا رخسار کردیا
شانہ ہلا کے عاشقِ نالان کا قبر مین | فتنے کو تمنے خواب سے بیدار کردیا
دل کا مکان کلفت تھا سو تیرِ آہ نے | در توڑ کر عجیب ہوادار کردیا
کہتا ہی یار اس تنِ لاغر کو دیکھ کر | کیا الفتِ کمر نے اسے زار کردیا
اُس قد سے بڑھ چلا تھا صنوبر سو چرخ نے | بے برگ کردیا اسے بے بار کردیا
کیا کہیے حالِ دل کہ حسینونکے دھیان نے | ایسے مکان کو توڑ کے بازار کردیا
کہتے ہین دیکھکر وہ رُخِ زرد ہجر کا | اچھا مسیح نے اسے بیمار کردیا
صانع نے حسن و عشق کو عالم مین کرکے خلق | مجبور ہمکو آپکو مختار کردیا
اِک برہمن بچی کی محبت نے زاہدا | زنار کو گلے مین مرے ہار کردیا

۵۳ دل مین خیال کرکے اُن آنکھونکا واسطی
کعبہ کو ہمنے خانۂ خمار کردیا

توڑ ہی اُس ترک کے موئے مژہ مین تیر کا | کاٹ ہی اُس ابروئے خمدار مین شمشیر کا
دھیان ہی راتون کو گیسوئے بتِ بے پیر کا | پیچ جاتا ہی نہین ہرگز مری تقدیر کا
بام پر اپنے بلا لیتا ہی وہ رشکِ قمر | اوج پہ ہی آجکل اختر مری تقدیر کا
ابرِ رحمت بے مے و ساقی ہی زحمت جانکو | کاٹ ہی موجِ نسیمِ صبح مین شمشیر کا
گردنِ مینا و موجِ مے کا اُلٹی ہے یہ وصف | تیغ وہ جوہر جوان ہے یہ عصا ہی پیر کا
کیا مٹائے داغِ عشقِ زلف دل سے تیرہ بخت | یہ تو دھبا ہی مدادِ خامۂ تقدیر کا

آمد آمد تیرے دیوانے کی صحرا سے جو ہے
در کھلا رہتا ہے ہر دم خانۂ زنجیر کا

لوٹتا ہوں خاک کوے یار میں میں خاکسار
گنج خاکی میں ستارہ ہے مری تقدیر کا

جب سے خط سبز نکلا اس رخ گلرنگ پر
سبزۂ بیگانہ سبزہ ہو گیا کشمیر کا

زخمی ہوتا ہوں شب وصل ای موذن ہو خموش
کم نہیں تلوار سے نعرہ تری تکبیر کا

خاک پاے یار مجکو کیمیا سے کم نہیں
پھاڑ کر پھینکوں اگر نسخہ ملے اکسیر کا

ہوں وہ دیوانہ کہ کرتا ہوں پری شیشہ میں بند
چاہ بابل سے یہ سیکھا ہے عمل تسخیر کا

چین ابرو نے کیا سارے زمانے کو شہید
صاف جوہر کھل گیا قاتل تری شمشیر کا

ہے گریبان میں ترے یاقوت کا تکمہ نہیں
جانتا ہوں قطرۂ خون ہے کسی دلگیر کا

یاد ہے ہر وقت خط مصحف رخسار یار
میں تو حافظ ہو گیا قرآن کی تفسیر کا

حسن سے جھک کر ملتے ہیں کہتے ہیں اسکو آپ قتل
قامت پر خم میں عالم ہے خم شمشیر کا

چھپکے دزدیدہ نگہ سے زخمی کرتا ہے وہ ترک
بے نشان ہے تیر پر دل ہے نشانہ تیر کا

اے پری رو تیرا دیوانہ ہے کیا آتش قدم
قید میں پھر یاں ہر اک دانہ ہوا زنجیر کا

اس گل رخسار کا بلبل ہوں ای بہزاد میں
رنگ گل چاہیے کھینچنا مری تصویر کا

۵۴

ہے تصور دل میں اس چہرہ کا جب سے واسطی
جلوہ گہ سینہ ہوا خورشید کی تنویر کا

نور سے بے سایہ جسکا جسم عالی ہو گیا
آپ وہ اپنا گواہ بے مثالی ہو گیا

ہوں وہ میکش نکہت گل سے ہوا مست شراب
گل مجھے جام شراب پرتگالی ہو گیا

آ گیا ابروے جانان کا جو لکھنے میں خیال
آفتابی دائرہ جو تھا ہلالی ہو گیا

ہوں وہ گریان آنسوؤں کا مینہ کبھی تھمتا نہیں
آنکھ کا پردہ سحاب برشکالی ہو گیا

خون کے چھینٹوں سے کیا نقصان قاتل کا ہوا
سادہ تھا شمشیر کا رومال شالی ہو گیا

پھاڑ کھایا گھر نے میرے مجکو ہجر یار میں
صورت شہر نیستان شیر قالی ہو گیا

توڑ بعد مرگ دکھلایا یہ تیر آہ نے
سنگِ تربت ہر جگہ چھد چھد کے جالی ہو گیا

چھولیان بھر بھر کے لاتا ہی زر گل باغ سے
فصل گل آتے ہی مالا مال مالی ہو گیا

ہون وہ دیوانہ کہ اپنی مرگ کا کچھ غم نہین
ہان یہ غم ہی خانۂ زنجیر خالی ہو گیا

معرکہ مین عشق کے ٹھہرا نہ غیرونکا قدم
اک ہمین ہم رہ گئے میدان خالی ہو گیا

شعر مین موزون کیا جبسے لب شیرین کا وصف
شاعرون مین شہرۂ شیرین مقالی ہو گیا

فرقت محبوب مین بستر سے ہل سکتا نہین
جسم بحس مثل تصویر نہالی ہو گیا

ہی جو یہ زیب کمر بار کمر ہو جاے گا
جسگھڑی اُسکا تپنچہ ہم پہ خالی ہو گیا

رانڈ ان لب پر نہین اُسکے بجز ذکر شراب
کیا بلا واعظ بھی رند لاابالی ہو گیا

نقش ہی از بسکہ دل مین حسن کاملکی شکل
مجھکو بھی اب دعوے صاحب کمالی ہو گیا

واسطی جبقدر ہی رنگ طلائی کے حضور
طشت زرین فلک پیتل کی تھالی ہو گیا

۵۵

خالی از رنج نہین روح کا تن سے جانا
سخت مشکل ہی مسافر کا وطن سے جانا

چار دن پھول ہی مہمان غنیمت ہی وصال
کہو بلبل سے کہ باہر نہ چمن سے جانا

ناف دیکھی جو پتا اُسکی کمر کا سمجھے
دہن یار کو جانا تو سخن سے جانا

چاہ کنعان نہین یوسف نکل آئے جس سے
دل نہ نکلے گا ترے چاہ ذقن سے جانا

ہم فقیرونکو کبھی خلعت شاہی جو ملا
بدتر اُسکو کہین مردے کے کفن سے جانا

تنگ آیا ہون مین دنیا کے حوادث سے بہت
جلد ٹھہرے کہین اس دار محن سے جانا

ٹھہر لے روح ذرا تو ابھی جلدی ہی کیا ہے
یار آلے تو مرے خانۂ تن سے جانا

بند ہو بیٹھون کے تصور ترے گیسو کا بندھا
کشور چین مین ہوا راہ مین سے جانا

ہین جو خوش چشم نہین ایک جگہ انکو قرار
گردش چشم غزالان ختن سے جانا

صلۂ شعر امیرون سے گوارا نہ ہوا
زر کو بہتر نہ کبھی نقد سخن سے جانا

۵۶

واسطی باعث آوازہ ہوئی میری زبان
ساری دنیا نے مجھے میرے سخن سے جانا

جان بلب ہون سرِ بالین وہ اگر آئے گا
دیکھکر جان نکلتی ہوئی گھبرائے گا

نامہ بر کوچۂ جانان سے نہ پھر آئے گا
چھا گئی دلکو یقین ہے یہ وہین چھائیگا

دشتِ غربت مین اگر کوئی نہین ہے ہمدم
دستِ ہر خار تو تلوے مرے سہلائیگا

جو نسویا شبِ فرقت مین کبھی جیتے جی
لیٹ کر قبر مین بھی پانون نہ پھیلائیگا

قتل بیجرم کا اپنے نہین کچھ خوف تجھے
ہان یہ ڈر ہے کہ وہ سمجھے گا تو شرمائیگا

آشنا بحرِ سخن سے نہین وہ طفل ابھی
تہ کو پہونچے گا تو بالا مجھے بتلائے گا

وعدہ ساقی نے کیا ہے تو پلائے گا شراب
وہ مرے خون کی جھوٹے نہ قسم کھائیگا

لن ترانی سے یہ ثابت ہے کہ وہ برقِ جمال
ایکدن طور کا جلوہ مجھے دکھلائے گا

ناصح آتا ہے اگر پاس مرے آنے دو
خود سمجھتا نہین وہ کیا مجھے سمجھائیگا

حشر تک راہ پہ آئیگا نہ وہ شاہ سوار
گھوڑے کاغذ کے کہان تک کوئی دوڑائیگا

جبدا ہی پیر و جوان چاہیے تمکو دے رزق
طفل بھی شیر نہ بے روئے ہوئے پائیگا

ہون وہ پیاسا نہ ملیگا مجھے پانی لبِ نہر
ہر حبابِ لبِ جو آنکھ چرا جائے گا

دلکو رہتی ہے حسینون ہی کی ہر وقت تلاش
جانتا ہون یہ کوئی تازہ بلا لائے گا

کفِ افسوس نہ ملیے مرے ماتم مین بہت
طائرِ رنگِ حنا ہاتھ سے اُڑ جائیگا

۵۷

واسطی یار سے پوچھو دمِ رخصت اتنا
ہم تو جاتے ہین کہو دل تو نہ گھبرائیگا

تیرے پھندے سے نکلنا نہین ممکن میرا
شب مری زلف تری چہرہ ترا دن میرا

روز کہتے ہو کہ مین قصدِ سفر رکھتا ہون
کوچ ہو جائے گا دنیا سے کسیدن میرا

روح و قالب کیطرح ساتھ ہے میرا تیرا
سب سفر سے ترا گذارا ہی نہ تجھ بن میرا

اپنے دشمن سے بھی رکھتا نہیں میں قلبی غبار — کسقدر صاف ہی آئینۂ باطن میرا
تخت شاہی جو ملے اُسپہ لگاؤں ٹھوکر — مسند فقر پہ دل ہی متمکن میرا
خط رخسار دکھا کر وہ پری کہتا ہی — کلمہ پڑھتے ہیں انس ملک و جن میرا
نطق رکھتا تو یہ کہتا ترا گیسوے دراز — کیا تعجب ہی اگر خضر ہو ہم سن میرا
رنگ لالی کا نہ بھاتا ہی نہ پھولونکی شمیم — باغ میں جی نہیں لگتا کبھی تجھ بن میرا
شکل آئینہ سمجھتا ہوں بد و نیک کو ایک — دل میں کچھ ریب نہیں صاف ہی باطن میرا
بیقراری کے جو مضمون لکھے ہیں میں نے — متحرک ہی وہ جو حرف ہی ساکن میرا
قرض ملجاے کوئی بوسہ مجھے اُس بت سے — برہمن ہو جو صنم خانے میں ضامن میرا
ای صنم کاش وہ خورشید لقا آئے ادھر — برج خورشید ہو کاشانہ کسی دن میرا

ربط میں اُس بت گلشن سے بڑھاتا لیکن
واسطی وای دریغا وہ نہیں سن میرا

۵۸

گفتگو میں جو خیال رخ جانان ہوتا — ہر سخن ترجمۂ آیت قرآن ہوتا
ڈوب مرتا غم ہجران نہ اٹھاتا ہا گر — تجھ میں پانی اگر اے چاہ زنخدان ہوتا
رخ روشن پہ نہوتا جو وہ گیسوے دراز — برطرف قصۂ ہندو و مسلمان ہوتا
ای پری پر نہ ترے بام تلک جا سکتا — عرش پرواز اگر مرغ سلیمان ہوتا
رخ پر نور کو خورشید سے کیا نسبت ہی — آنکھیں ملتا ترے تلووں سے جو انسان ہوتا
زلف جانان سے جو تشبیہ نہ دیتے شاعر — طرہ گلزار میں کیوں سنبل پیچان ہوتا
تولتا وہ فلک حسن جو رفعت اپنی — برج خورشید فلک پلۂ میزان ہوتا
ای طبیبو مرض غم سے شفا پاتا میں — میرے نسخے میں جو وہ سیب زنخدان ہوتا
یاد زنجیر دلاتے نہ اگر موج ہوا — کون ہم وحشیوں کا سلسلہ جنبان ہوتا
دل مرا الفت گیسو کو چھپاے کیونکر — مشک آہو سے نہیں ناف میں پنہان ہوتا

اپنے سایہ میں جو دیتا وہ پری مجکو جگہ
سایہ پڑتا میرا جسپر وہ سلیمان ہوتا

59
قامت یار کا مضمون جو کوئی بندھ جاتا
واسطی حشر کا دیوان مرا دیوان ہوتا

کام کوئی نہ شب وصل ہمارا نکلا
شام ادھر آئی ادھر صبح کا تارا نکلا

پانون پاپوش سے جسوقت تمہارا نکلا
برج جوزا سے میں سمجھا کہ ستارا نکلا

نام قاتل جو زمانے میں تمہارا نکلا
کشتہ ہونیکے لیے چاہنے سے پیارا نکلا

کسی منصف نے جو میزان نظر میں تولا
حسن یوسف سے بھی دہ چند تمہارا نکلا

قلزم حسن سے باہر نہ شناور نکلے
جسکو سمجھے تھے کنارہ وہی دھارا نکلا

آبروے ابروے جانانہ رہے یا نہ رہے
ماہ نو ابر سے کرتا یہ اشارا نکلا

امتحان خوب حسینوں نے کیا کس دیکھا
قلب ہرگز نہ زر داغ ہمارا نکلا

سمجھے سب اہل نظر رجعت خورشید ہوے
گھر میں جاکر جو وہ محبوب دوبارا نکلا

قیس دیوانہ بگولے کیطرح گرد پھرا
نجد سے ناقۂ لیلی جو قطارا نکلا

مل گیا یار کی مٹھی میں ہمیں دل کا پتا
چور مہندی کا جو تھا چور ہمارا نکلا

صاف سمجھے کہ یہ ہی شعلہ رخون کا کشتہ
سنگ تربت سے کسی کے جو شرارا نکلا

۶۰
واسطی دوست بھی سمجھے ہیں عداوت ہم
کسکو اپنا کہیں کوئی نہ ہمارا نکلا

تھی مصیبت قفس شب [illegible] میں ہشیار تھا
صبح تھی خواب عدم میں جب بھی میں بیدار تھا

نوبت سے دمبدم جبتک مطلع انوار تھا
صورت چشم تماشا حلقۂ در نادر تھا

سوزن جراح سینے سے جدا کیونکر آنکھ
دامن محشر ہمارا زخم دامن دار تھا

ناقہ آہو تھے چراغ لالہ جبتک تھی بہار
جوش نکہت سے گلستان خطۂ تاتار تھا

کسکے عارض سے تھی شب کو مکانمیں چاندنی
کوکب رخشان نظر میں رخنۂ دیوار تھا

حیف خط سبز سے وہ بال طوطی بن گیا	رونق آئینہ جو آئینۂ رخسار تھا

۶۱	وقت گریہ سیکڑوں طوفاں اٹھے ای واسطی صاف چشم تر کا پردہ ابر دریا بار تھا

دیکھا جو بحر کو تو دوئی کا اثر ملا	بادام کی طرح ہمیں توام گہر ملا
ہم مر گئے تو آہ رسا کو اثر ملا	بعد شکست رایت فتح و ظفر ملا
جھکے نصیب وصل بت سیمبر ملا	حسرت گئی امیر ہوئے گنج زر ملا
باریک بینیوں نے کیا ہی تمام کام	گم ہو گیا میں خود جو نشان کمر ملا
باقی بدن میں بسکہ حرارت تھی بعد مرگ	کافور کا نہ اسکے کفن میں اثر ملا
صیاد نے اسیر کیا طائر اس قدر	گلشن میں ڈھونڈھنے کو نہ بلبل کا پر ملا
محروم میری طرح رہی میری آہ بھی	سو مرتبہ گئی نہ اجابت کا در ملا
ہاتھ آیا کچھ نہ حسرت دیدار کے سوا	یہ ہمکو راہ عشق میں زاد سفر ملا
آغاز شام سے شب فرقت میں تا سحر	ڈھونڈھا چراغ لیکے نہ نور قمر ملا
حاصل ہوا وصال اٹھا کر خرابیاں	ویرانے طے کیے تو ہمیں گنج زر ملا
وصف دہان یار جو خط میں کیے رقم	عنقا کی طرح سے نہ کوئی نامہ بر ملا
ہوگا وہ آب آب و فور حجاب سے	اے سادہ رو نہ آئنہ سے تو نظر ملا
تو مدح خوان گل میں تنہا خوان یار ہوں	مجھسے زبان اپنی نہ مرغ سحر ملا
کھایا کیا میں فرقت جاناں میں داغ غم	اسکے سوا نہ اور کوئی ماحضر ملا
کیونکر شکست شیشۂ خاطر درست ہو	خود دل شکستہ ہو گیا جو شیشہ گر ملا
بحر جہاں میں غم ہی کسیکو کسی کو عیش	ماہی کو خار اور صدف کو گہر ملا

۶۲	دیکھی کتاب عشق بہت ہمنے واسطی قصے طویل تھے نہ کوئی مختصر ملا

ہاتھ دل سے نہ ترے غم میں فقط دھو بیٹھا
روتے روتے غرض آنکھوں کو بھی میں رو بیٹھا

گالیاں یار نے دیں بوسۂ دندان نہ دیا
آبرو آپ گہر تھی تو اُسے کھو بیٹھا

کیا زمیں پاؤں پکڑتی ہے ترے کوچے کی
صفتِ نقشِ قدم پھر نہ اُٹھا جو بیٹھا

خارِ صحرا نے جنوں ایسے چبھے تلووں میں
پاؤں سے ہاتھ ترا آبلہ پا دھو بیٹھا

نہ اُٹھونگا جو اُٹھیگا تو جنازا میرا
پھر چکا سارا جہان گوشے میں اب تو بیٹھا

چار چاند اور لگے دبدبۂ حشمت میں
چار زانو کبھی مسند پہ جو وہ ہو بیٹھا

۶۳
واسطی یہ تو طریقہ ہمیں آیا نہ پسند
کس لیے گھر میں پڑا اکتا ہی سب کو بیٹھا

دردِ فرقت سے تڑپ کر مر گیا اچھا ہوا
اب ترے بیمار نے پائی شفا اچھا ہوا

دوش سے بارِ گران اُترا سبکباری ہوئی
تیغِ قاتل سے ہمارا سر کٹا اچھا ہوا

رنگ لائیگا ہمارا جوشِ سودا کچھ نہ کچھ
گل کھلے گلشن میں اے بادِ صبا اچھا ہوا

بیگناہوں کے لہو کا سب کو ہوتا تھا گمان
اُسکے ہاتھوں سے چھٹا رنگِ حنا اچھا ہوا

غیر کی تعریف کرتے ہو ہمارے روبرو
خوب سمجھے آپ کا کہنا بُرا اچھا ہوا

ابکی وہ شدت مرض کی ہے کہ مشکل ہے بچا
یوں پڑا بیمار اکثر بارہا اچھا ہوا

اب نہیں جوشِ جنوں میں اپنے بیگانے کی فکر
ہو گئے دامِ تعلق سے رہا اچھا ہوا

درد میں خفت ہوئی کچھ مجھکو اتنا ہے خوشی
اے دلِ نادان یہ تیرے حق میں کیا اچھا ہوا

شکر ہے گزری شبِ فرقت ہوئی پیدا سحر
ٹل گئی سر سے مرے کالی بلا اچھا ہوا

مجھ سے ہمیشہ غیر کی تعریف کرتے ہو واہ
آشنا ٹھہرا بُرا نا آشنا اچھا ہوا

پائے صحت اب تو میں دفعِ مرض میں ہوں ضعیف
لوگ کہتے ہیں مجھے اچھا ہوا اچھا ہوا

ابرو وشک وجدن میں کہنے لگا جب یہ غزل
ایک سے پھر شعر میرا دوسرا اچھا ہوا

چھٹ گئے ہیں جو ترے ہاتھوں سے جو تیر میں خوشی ہو نہ خجل
ذبح کے دم اُسنے باندھے دست و پا اچھا ہوا

۶۴

واسطی کی لاش پہ آکر یہ فرمانے لگے
نیم بسمل تھا تڑپ کر مرگیا اچھا ہوا

غیرون کے آگے یار سے بوسہ طلب کیا
نادانی کیسی ہمسے ہوئی کیا غضب کیا

رندون نے فاش پردۂ بنت العنب کیا
پیر مغان کا بھی تو نہ پاس ادب کیا

ہرچند سنگِ راہ ہوئے تھے رقیب بہت
کعبے تلک پہونچکے ہم شکر رب کیا

غیرون کی یہ مجال تھی کرتے جو گفتگو
ہمنے تو ذاتِ حضور کا پاس ادب کیا

محبوبِ رشکِ ماہ و لبِ نہر و جام کی
پایا وہی جو ہمنے خدا سے طلب کیا

تحریر جسمین ابروے پرخم کا وصف تھا
اُسنے غزل مین شعر وہی منتخب کیا

چھوٹا ہی چاہتی ہے رخ صاف پردہ زلف
زنگی نے قصد سیرِ دیارِ حلب کیا

کشتہ ہوئے گلے پہ پھری تیغ مغربی
فرقت مین جب نظارۂ ماہ رجب کیا

چھپکے گئے ہم اُسکی گلی مین سو رات کو
بجلی سیاہ ابر مین چمکی غضب کیا

دینے وہ گالیان مجھے غیرونکے سامنے
اچھا ہوا کہ لب کا نہ بوسہ طلب کیا

دیکھا پری کو ہمنے تو شبہہ مین آپکے
پیدا ملال آپنے کیون بے سبب کیا

۶۵

اے واسطی وسیلۂ محشر ضرور تھا
نامِ علی رض کو شام و سحر وردِ لب کیا

درخت ہمنے جو بویا تھا آشنائی کا
مزہ تو یہ ہے کہ لایا وہ پھل جدائی کا

جو ابکی زندہ رہے سہکے غم جدائی کا
نہ لینگے بھول کے بھی نام آشنائی کا

قفس مین اور ابھی صیاد ہمکو رہنے دے
بہار جاچکی اب لطف کیا رہائی کا

ہزار غور کرے کون دیکھ سکتا ہے
اُدھر سے شرط ارادہ ہے خود نمائی کا

سمجھکے جائین ذرا سیرِ خانقاہ کو رند
لگے لباس مین دھبا نہ پارسائی کا

ہلال جائے وہی فرقِ آسمان پہ بنا
گرا جو ٹوٹ کے نعل اُسکی زیرپائی کا

سنا ہی آج وہ نکلین گے گھر سے کھینچ کے تیغ
قریب وقت ہی تقدیر آزمائی کا

کہان تھی یہ خلش خار راہ کی لذت
ہمارے سر پہ ہی احسان برہنہ پائی کا

یقین ہی تاج سر یار دشنہ اُٹھکے بنے
گرے جو کاسہ مرے ہاتھ سے گدائی کا

دیار کوفہ حسینون کا کیا محلہ ہی
رواج اُنھین جو رہتا ہی بیوفائی کا

غبار خط سے مکدر ہوا جو عارض صاف
پیام آپ وہ دینے لگے صفائی کا

ہمارا طالع خفتہ ہی نارسا کتنا
کہ خواب بھی یہ نہین دیکھتا رسائی کا

سنا ہی قصۂ یعقوب ہجر یوسف مین
خدا دکھائے نہ آنکھونکو دن جدائی کا

سمجھکے رقعۂ شمشادی وہ گل پڑھے شاید
لفافہ خط پہ کرون کاغذ حنائی کا

عجیب فتنۂ عالم ہی مشت خاک بشر
پیمبری کا ہی دعوی کبھی خدائی کا

شکست ہو پر پروانہ کی درست ابھی
جو موم شمع کرے کام مومیائی کا

۶۶

جواب خط جو لکھا آپنے واسطی ہمکو
ہوا وہ نسخہ مجرب شب جدائی کا

لطف شب آفتاب نکلتے ہوے نتھا
وقفہ جہان کو رنگ بدلتے ہوے نتھا

دار و مدار غیر ہی اب بزم یار مین
یہ اقتدار تو مرے چلتے ہوے نتھا

کوچے مین اُسکے جاکے ہوا قتل نامہ بر
اچھا شگون گھر سے نکلتے ہوے نتھا

بھولے نہ ہم عروج مین اُفتادگی کی یاد
گرنے کا کب خیال سنبھلتے ہوے نتھا

وابستہ چشم لطف سے تھی ہستی جہان
عالم تری نگاہ بدلتے ہوے نتھا

ملتا سبک روان عدم کا نشان کیا
شور جرس بھی قافلہ چلتے ہوے نتھا

تھا چار دن کا اپنے عناصر مین ارتباط
دیکھا تو کچھ بھی دم کے نکلتے ہوے نتھا

غافل تمال کار سے تھے اس چمن کے نخل
کھٹکا خزان کا پھولتے پھلتے ہوے نتھا

روشن ہمارے دلکو کیا داغ عشق نے
تاریک گھر چراغ کے جلتے ہوے نتھا

سوزِ غمِ فراق نے یہ حال دل کیا
اولے کیطرح کچھ بھی پگھلتے ہوے نہ تھا

رہتا غرور سر مین حسینون کے کسطرح
جوبن ذرا شباب کے ڈھلتے ہوے نہ تھا

٦٧
پیسا حنا کی طرح مرے دلکو واسطی
کچھ رحم اُنکو پانون کے ملتے ہوے نہ تھا

عرصہ ترے بیمار کو اب کھنچ نہین سکتا
گذری شبِ غم روزِ تعب کھنچ نہین سکتا

بند آنکھ مصور کی ہوئی جاتی ہی ہر دم
نقشہ ترا اے برقِ غضب کھنچ نہین سکتا

کیون قتل مجھے تیغ نگہ سے نہین کرتے
خنجر جو نزاکت کے سبب کھنچ نہین سکتا

دولت سے کنارہ کوئی کرتا ہی جہان مین
دامن سے ترے دستِ طلب کھنچ نہین سکتا

زلفِ سیہ یار کا بندھتا ہی تصور
صدمہ ترا ای ظلمتِ شب کھنچ نہین سکتا

رعشہ ہی غضب جسم مین اب بادہ کشی کا
خمیازۂ ایامِ طرب کھنچ نہین سکتا

نازک ہی دماغ اُنکا یہان حال یہ اپنا
نالہ کبھی بے شور و شغب کھنچ نہین سکتا

جاتی ہی مرے دل سے کوئی اُلفتِ مژگان
یہ تیر جگر سے کسی ڈھب کھنچ نہین سکتا

ابرو کی کمان یاد ہی بھولی ہی عبادت
چلہ بھی نقاہت کے سبب کھنچ نہین سکتا

ہو دینے مین ای پیرِ مغان بخل ہی ناحق
کیا شیرۂ انگور و رطب کھنچ نہین سکتا

کچھ دیر نہین اب کہ بدن سرد ہوا اپنا
آزار ترا گرمیِ تب کھنچ نہین سکتا

٦٨
اس واسطی زار کو روضہ پہ بلا لو
دوری کا غم ای شاہِ عرب کھنچ نہین سکتا

ہی شبِ وصل سرِ شام نہ جانی سونا
اپنے عاشق کی ذرا سُنکے کہانی سونا

پہنو کانون مین نہ تم ای مرے جانی سونا
منفعل ہوگا بناگوش سے کانی سونا

کھینچے تصویر تو اُس سیم بدن کی لکھنا
چھاپ پہلے ورقِ سادہ پہ پانی سونا

میرے نالونکی شکایت ہی جو مر جاؤن مین
چین سے راتکو تم ای مرے جانی سونا

رات آئی ہی کہان شعر ابھی پڑھنا ہی
سنکے ای ماہ مری سحر بیانی سونا

چشم عبرت سے زمانے کا تماشا کر لے
پھر ہی ای راہرو منزل فانی سونا

مضطرب رہتا ہی دل آنکھون مین شب کٹتی ہی
جان کیا جانے تمھارا خفقانی سونا

نیند اُڑ جاتی ہی فرقت مین جو یاد آتا ہی
سینہ سے لگ کے ترا یوسف ثانی سونا

زرد رنگت سے کھلا ہی یہ کسیکا نقشہ
سوز فرقت سے ہوا ہی یرقانی سونا

بند ہو جائنگی آنکھین مری آجائیگی موت
غیر کے ساتھ نہ ای ظلم کے بانی سونا

جاگنا ہوگا اگر موسم پیری آیا
چاہیے چین سے ہنگام جوانی سونا

سیمتن یار کی زرگر سے یہ فرمایش ہی
زیور گوش کو درکار ہی کانی سونا

کھینچنی میرے رخ زرد کی لازم ہی شبیہ
کہ چڑھے کاغذ تصویر پہ مانی سونا

گرمیِ عارض جانان سے پگھل جاتا ہی
جسطرح آنچ کڑی کھاکے ہو پانی سونا

واسطی دیکھ خبردار کہ آنکھین ہین بند
شب فرقت مین اجل کی ہی نشانی سونا

۶۹

کس شب انھین شغل مَی و مینا نہین ہوتا
کس روز کباب اپنا کلیجا نہین ہوتا

کب محو تصور دل شیدا نہین ہوتا
کس دم مین ہم آغوش تمنا نہین ہوتا

یون ہونیکو دنیا مین تو کیا کیا نہین ہوتا
پر دل سے کوئی دوست کسیکا نہین ہوتا

عریانی سے جامہ کوئی اچھا نہین ہوتا
میلا نہین ہوتا یہ پرانا نہین ہوتا

سایہ بھی تو ہمراہ لحد مین نہین جاتا
ساتھی کوئی مشکل مین کسیکا نہین ہوتا

کیون بھیڑ لگائی ہی مرے سر پہ دم نزع
کہدو کوئی مرتا ہی تماشا نہین ہوتا

دل دیکے لیا بوسۂ جانان تو عجب کیا
دنیا مین کہین مفت کا سودا نہین ہوتا

عاشق جو غم ہجر مین ہین موت کے خواہان
ایسونسے اجل کا بھی تقاضا نہین ہوتا

کیا الفت دندان مین تجھے تشنگی شوق
سیراب گہر سے کوئی پیاسا نہین ہوتا

بیفائدہ کرتے ہین دوا میری اطبا — بیمار محبت کبھی اچھا نہین ہوتا
باہر ہی کھڑا رکھا یہ کہکر مجھے شب بھر — نامحرمون کا گھر مین گذارا نہین ہوتا

۷۰	ای واسطی تم دل سے عزیزون پہ فدا ہو یہ کیا ہی کوئی دوست تمھارا نہین ہوتا	

برتر ہی آسمان سے مقام ابو تراب رض — لکھا ہی لوح عرش پہ نام ابو تراب رض
روشن قمر کیطرح ہی قنبر کا مرتبہ — آقائے دو جہان ہی غلام ابو تراب رض
چکھا ہی اسنے کوثر و تسنیم کا مزہ — جسنے پیا ہی بادۂ جام ابو تراب رض
گویا زبان پاک ہی اللہ کی زبان — قرآن کا ترجمہ ہی کلام ابو تراب رض
مسکین مسیح کا ہی سر آسمان اگر — دوش رسول پہ ہی مقام ابو تراب رض
گرتے ہوے نظر سے سنبھلتے ہین آجتک — کیا دستگیر خلق ہی نام ابو تراب رض
اعدا کا کیون نہ خرمن ہستی ہو جلکے خاک — چمکے جو مثل برق حسام ابو تراب رض
وہ چشم ہی کرے جو تماشائے روے پاک — وہ گوش ہی سنے جو کلام ابو تراب رض
پیدائش آپکی ہی کہین بو البشر سے قبل — اسبات پر دلیل ہی نام ابو تراب رض
جسدن سے کربلا مین چھپا آفتاب دین — صبح ابوتراب رض ہی نہ شام ابو تراب رض
جبتک رہے جہان مین کہتے تھے جبرئیل — اللہ سے سلام و پیام ابو تراب رض
روشن جہان پہ ہی حسنین و حسن کی قدر — وہ مہر تھے یہ ماہ تمام ابو تراب رض
زیر قدم بچھاتے تھے آنکھین ملائکہ — اللہ رے وقار خرام ابو تراب رض

۷۱	کہتے ہین جسکو طائر توحید واسطی ہی پاے بند حلقۂ دام ابو تراب رض	

ہین جو کاتب واقف راز نہان عندلیب — لکھتے ہین اوراق گل پر داستان عندلیب
لائی طوفان اسقدر اشک روان عندلیب — نوح کی کشتی بنا ہی آشیان عندلیب

آشیان کیسا ہی تن مین نہ جانِ عندلیب
آتشِ گل نے جلایا دودمانِ عندلیب

وصف ہو سکتا نہین ہی اسکے روے سرخ کا
لال ہی مانندِ برگِ گل زبانِ عندلیب

در قفس کا کھول دے جب ہی نجائے سوے باغ
چاہیے جب صیاد کر لے امتحانِ عندلیب

کر دیا برباد دونونکو خزان نے اسقدر
ہی پتا گل کا نہ گلشن مین نشانِ عندلیب

باغبان زلفِ عروسِ باغ کی لازم ہی زیب
شانہ بنوا لیکے کوئی استخوانِ عندلیب

سوزِ الفت سے ہوا کیا اتحادِ حسن و عشق
آتشِ گل کا زبانہ ہی زبانِ عندلیب

رنگ لائی باغ مین صرصر ہماری آہ کی
گل چمن مین اُڑتے پھرتے ہین لسانِ عندلیب

جان تازہ آ گئی حسنِ یوسفِ گل دیکھکر
کم زلیخا سے نہین بختِ جوانِ عندلیب

شاخِ گلبن سے ابھی صیاد لٹکا تا قفس
صاحبِ تاثیر اگر ہوتی فغانِ عندلیب

چاہتا ہی باغبان یہ اتحادِ حسن و عشق
نکہتِ گل ہو جو نکلے تن سے جانِ عندلیب

خانۂ صیاد سے اب اُڑ کے جا سکتی نہین
تھا کبھی صحنِ چمن مین آشیانِ عندلیب

ہی اگر قصدِ سفر ہم عاشقونکو ساتھ لو
یوسفِ گل کو ہی لازم کاروانِ عندلیب

حال پر عاشق کے ہوتے مہربان معشوق گر
پونچھتا دامن سے گل اشکِ روانِ عندلیب

شاخِ گل پر آشیان رہنے بھی دے اے باغبان
کچھ نہو گا بارِ مشتِ استخوانِ عندلیب

گل نہین رکھتے جو گوشِ حق شنو پروا نہین
ساکنانِ عرش سنتے ہین فغانِ عندلیب

وصف لکھا ہی جو مین نے اُس گلِ رخسار کا
نغمہ پیرا ہی قلم مثلِ لسانِ عندلیب

۷۳

خرمنِ گل جل کے خاکستر ہوا اے واسطی
برق تھی یا نالۂ آتش فشانِ عندلیب

طاقت آ جائے جوان ہو جو پیے پیر شراب
ساقیا رکھتی ہی خاصیتِ اکسیر شراب

ہجرِ ساقی مین سفر ہی یہ میخواری سے
خون مرا ہو جو کھنچے صورتِ شمشیرِ شراب

پوچھیے زہد کا باعث تو تہیدستی ہے
کیا کرین ہم نہین ملتی کسی تدبیر شراب

ساقیا ہون وہ مرقع مین جہانکے میکش
دے خدا نطق تو مانگے مری تصویر شراب

نشہ مین یاد جو اُس مہرلقا کی آجائے
اور چمکائے مرا اختر تقدیر شراب

مست پیتے ہین تو مجروح جگر ہوتے ہین
ہجر ساقی مین ہے آب دم شمشیر شراب

کیا خجالت ہے کہ اُسکے لب میگون کے حضور
ہے سفیدا اپنی نظر مین صفت شیر شراب

آفتاب اسکو بجا سارا جہان کہتا ہے
ساقیا رکھتی ہے خورشید کی تنویر شراب

مے پیون ہجر مین ساقی تو ابھی مرجاؤن
صاف دکھلائے مجھے زہر کی تاثیر شراب

راز الفت کو مین افشا نکرون مستی مین
ڈر ہے مجکو نہ کرے صاحب تقصیر شراب

سلہ

واسطی سرخ ہین سب بادہ کشون کے چہرے
رنگ ہونے نہین دیتی کبھی تغییر شراب

ٹھہرون مجرم جو پیون مین کبھی بے یار شراب
چاہیے ساقی نکرے مجکو گنہگار شراب

کثرت گل ہے اُدھر غلبہ مستی ہے ادھر
فصل گل آئی ہے پھر پیتے ہین میخوار شراب

ہے یہی دور تری نرگس میگون کا اگر
رمضان مین بھی بکیگی سر بازار شراب

مے پیون فرقت ساقی مین تو ٹکڑے ہو جگر
کم نہین آب دم تیغ سے زنہار شراب

کسطرح اس سے مین حیران ہون کہ غم گھٹتا ہے
نہ تو دشنہ ہے نہ خنجر ہے نہ تلوار شراب

جس جگہ نرگس میگون ہے تری بادہ فروش
مول جی بیچ کے لیتے ہین خریدار شراب

فکر اسباب نہ گھر بار کا رہتا ہے خیال
ہر گرانبار کو کرتی ہے سبکبار شراب

منہ لگاتے ہی ہوئی سم نہ رہا دم باقی
تھی مگر فرقت ساقی مین کف مار شراب

ہے متاع خرد و ہوش نہ جنس دل و دین
لوٹ کر لیگئی بازار کا بازار شراب

ہون وہ میخوار کہ ساقی ہے مری نظرون مین
گل شاداب قدح شبنم گلزار شراب

پیک یون پان کی ہے اُسکے گلے سے ظاہر
جسطرح شیشۂ بلور مین گلنار شراب

مست ہون ساقی کوثر کی مے الفت سے
بہر مستی نہین ساقی مجھے درکار شراب

کشتیِ مے کو نہ کسطرح کہون کشتی نوح … بحر اندوہ سے کرتی ہی مجھے پار شراب

۷۴

واسطی موسم گل مین ہی دورنگی ظاہر
سب کو گل دیدۂ زہاد مین ہی خار شراب

انداز سخن خوب چلن خوب ادا خوب … جو بات تمھاری ہی وہ ہی نام خدا خوب
دل پیستے ہو زیر قدم مثلِ حنا خوب … پیدا کیے ہین طرفہ چلن آپنے کیا خوب
آئینہ بنا یا ہی مجھے بحر جہان مین … ہر شکل برابر ہی مجھے زشت ہو یا خوب
مجکو تو محبت ہی یہ بت جانین نجانین … آگاہ ہی احوال سے بندہ کے خدا خوب
یہ شہر حقیقت مین ہی اللہ کی قدرت … ہی ایک سے اک اسمین بت ماہ لقا خوب
آخر یہ دیا حکم کہ اللہ پہ چھوڑو … کی دردِ محبت کی طبیبون نے دوا خوب
گلشن مین تو آئے ہین مگر جی نہین لگتا … کچھ خانۂ صیاد کی تھی آب و ہوا خوب
دعوی ہی ترے ابروے خمدار سے اسکو … کسطرح مہ نو نہ ہوا انگشت نما خوب
منھ چاند سا دکھلا کے ہمین ہالہ بنایا … ای غیرتِ مہتاب یہ تمنے نہ کیا خوب
اس قافلہ مین کیا ہی کوئی یوسف گلرو … ہی نغمۂ بلبل سے بھی آوازِ درا خوب

۷۵

ای واسطی اُس ترک سا دیکھا نہین ظالم
مرنے پہ مری لاش کو تشہیر کیا خوب

صدمے اُٹھا اُٹھا کے ہوئین ناتوان بہت … تھوڑے بھی تیرے ظلم ہین ہمکو گران بہت
سر پر ہمارے کوہ الم ہی گران بہت … ہر چند مثلِ کاہ ہین ہم ناتوان بہت
یاران سرفروش مین ہوتے ہین ہم سبک … اک تیغ یار تجھسے تہو سر گران بہت
بیچ ہر بات بات مین دیتے ہو گالیان … بگڑی ہوئی ہی آپکی صاحب زبان بہت
زاہد کو اسقدر اگر انکار ہی تو ہو … ایسے مرید حضرتِ پیر مغان بہت
اب چند روز کنج قناعت مین بیٹھیے … حرص جہان مین عمر ہوئی رائگان بہت

اسوجہ سے کہ سر پہ چڑھایا ہی آپ نے
دل کر رہا ہی گیسوِ عنبر فشان بہت

پہونچونگا دم مین قید سے پاؤن تو نکلی
کنجِ قفس سے دور نہین آشیان بہت

ایسے پڑے ہین دور سنینگے نہ ہم صدا
چلا رہا ہی کیون جرسِ کاروان بہت

اسکو تمھارا مطلع ابرو نہین پسند
اچھا کلام چاہتے ہین قدردان بہت

درپیش ایکدن ہی خموشی کا مرحلہ
ہر بے زبان سے بڑھکے نہ بول اے زبان بہت

اے فتنہ گر نہ تیغ ابھی کر نیام مین
مقتل مین لوٹتے ہین ٹرپے نیمجان بہت

دیتے نہین ہو بوسہ ہمین ایک بھی کبھی
دل بھی تمھارا تنگ ہی مثلِ دہان بہت

کیا تجھ خمیدہ قد کا رسا تیر آہ ہو
کمزور کھنچتے کھنچتے ہوئی ہی کمان بہت

۷۶

پہونچے تو سر کے کوچۂ قاتل مین وا اعلی
درپیش ابھی ہین معرکۂ امتحان بہت

جس صبح اٹھون آئے نظر یار کی صورت
یارب نہ دکھانا مجھے اغیار کی صورت

چھپتی ہی نہین صاف سب آزار کی صورت
دو دن مین بدل جاتی ہی بیمار کی صورت

زنہار تواضع یہ بجا اہل جہان سے
جھکتے ہین یہ مکار تو تلوار کی صورت

مدت سے جو ہین خانۂ صیاد مین ہم قید
ہی گل کی ہمین یاد نہ گلزار کی صورت

یوسف ہی مرا یار مگر پردہ نشین ہی
ابتک تو نہین دیکھی ہی بازار کی صورت

مرغوب ہی نقطہ دہن یار کا ایسا
ہم گرد پھرا کرتے ہین پرکار کی صورت

بلبل کیطرح شیفتہ باغ نہین مین
گل مجھسے خلش کرتے ہین کیون خار کی صورت

ششدر ہون جدائی مین گھر دیکھکے خالی
بیحس ہی بدن صورتِ دیوار کی صورت

مجروح کرے ترکِ فلک کو تو عجب کیا
نالہ مرا بندوق ہوا دار کی صورت

ہی عفوِ خطا منتظر ہم سامنے تیرے
ڈرتے ہوے آئے ہین گنہگار کی صورت

کیا جام مین تھا عکسِ رخِ گیسوے ساقی
محو ہو گئے قاتل جو کھنچا یار کی صورت

غمگین ہو نہیں ایسا کہ مجھے نفرت ہی ہنسی سے — دیکھی نہ کبھی قہقہہ دیوار کی صورت
ثابت تھا جو گھر میں صفت کوکب ثابت — سیار ہی وہ کوکب سیار کی صورت
یہ دل میں کھٹکتی رہی حسرت کہ شب وصل — لپٹا نہ گلے سے ترے میں ہار کی صورت
اے واسطی اغیار بہت چڑھتے ہیں منھ پر — دم بھر میں بگڑ جائیگی دو چار کی صورت ۷۷

وہ دل کہاں کہ جسمیں ہے آرزوے دوست — اور وہ زباں کہاں کہ کرے گفتگوے دوست
کس طرح صحن باغ کو سمجھوں نہ کوے دوست — پھولوں کو سونگھتا ہوں تو آتی ہی بوے دوست
ہر گل میں دیکھتے ہیں بھری آرزوے دوست — سنتے ہیں ہر زباں سے ہم گفتگوے دوست
لطف و غضب کا اُسکے نمونہ ہی ہر چمن — پھولوں میں بوے دوست ہی کانٹوں میں خوے دوست
مرغان خوش نوا جو چہکتے ہیں باغ میں — ہم جانتے ہیں کرتے ہیں یہ گفتگوے دوست
بخت رسا دکھائے کبھی تو شب وصال — یارب ہمارے ہاتھ ہوں طوق گلوے دوست
رضوان دکھائے خلد تو دیکھیں نہ اک نظر — آنکھیں ہیں اپنی محو تماشائے روے دوست
راہیں ہیں دونوں چاہی جدھر چل ہی ایک راہ — کعبہ مقام یار ہی بتخانہ کوے دوست
غنچے چٹک رہے ہیں نسیم سے جو باغ میں — کانوں کو آرہی ہی صدائے گلوے دوست
رضوان کی بھی طلب سے نجاتا کسی طرح — گلزار خلد کو جو سمجھتا نہ کوے دوست
سیر چمن سے کیوں نہ شگفتہ ہوا اپنا دل — لالے میں رنگ یار ہی گل میں ہے بوے دوست
پیکان تیر یار کے سینے کو دل چلا — صادق وہ دوست ہی جو کرے آرزوے دوست
سارے جہاں سے نہیں کچھ کام واسطی — منھ ہو نہ جائیگا قبلہ نما اپنا سوے دوست ۷۸

ہیں نام ہم وہ سنتے نہیں ہیں کسیکی بات — کیونکر نہ دیکھیں دل کی ہے یہ جی میں جی کی بات
اللہ نے بتوں کو بنایا ہی سنگدل — دل لیکے کوئی کرتے نہیں دلبری کی بات

تشبیہ دے جو پھول سے تمکو خفا نہ ہو
انصاف شرط ہے کہ یہ ہی منصفی کی بات

ناخوش ہوے تو کہنے لگے دیکے گالیاں
میں جی میں خوش ہوا کہ یہ ہی میرے جی کی بات

بوسہ تو کچھ لیا نہیں عارض کو چھو لیا
آزردہ آپ کیوں ہیں یہ تھی دل لگی کی بات

گذری جو کچھ رقیب سیہ دل پہ کل وہاں
ہے یہ خلاف وضع کہیں کیا کسی کی بات

بلبل کے درد دل پہ عبث خندہ زن ہیں گل
رونے کا ہے مقام نہیں یہ ہنسی کی بات

قاتل کو دار و گیر قیامت کی دی خبر
دشمن سے اپنے کہنے لگی دوستی کی بات

۷۹ اچھا نہیں ہے صحبت بد میں یہ اختلاط
حق کہدیا ہے یاد رہے واسطی کی بات

کہیں کیا کسقدر ہے دل خدا دوست
وظیفہ رات دن ہے اسکا یا دوست

وہ عاشق دل ہے دشمن کا ہوا دوست
ثنا اسکی زبانسے بھی جو یا دوست

خدا کو دوست رکھے کیوں نہ بندہ
بہت بندہ کو رکھتا ہے خدا دوست

کہو تو غیر کے منہ پہ بھی کہدیں
نہیں ہمسا تمہارا دوسرا دوست

نہیں ہے کوئی زیر خاک اپنا
لحد تک ساتھ ہیں سب آشنا دوست

جو اسکا ہے عدو میرا عدو ہے
جو اسکا دوست ہے وہ میرا دوست

ہوے مفلس ہوا دشمن زمانہ
ہوے منعم زمانہ ہو گیا دوست

کہیں ہر روز ہم دربار اسکا
کوئی سلطان جو ملجائے گدا دوست

طریق بندگی ہے عاشق نوازی
نہ رکھے کاہ کو کیوں کہربا دوست

قضا بھی الاماں کہکر ہو بے دم
جو آئے کھینچکر تیغ ادا دوست

بلند و پست عالم ہے مرے گھر
کہ دل بیٹھا جو جلسے سے اٹھا دوست

۸۰ ہیں آئی واسطی اعدا کی کیسی
نصیب دشمنان گر ہو خفا دوست

شمع اجل جلائیگی پروانۂ حیات
اک خواب ہی جو سنتے ہیں افسانۂ حیات

جب دور خاک عشق سے ہو دانۂ حیات
پھر کیا ہی ذکر سبزۂ بیگانۂ حیات

ساقی نے جبتلک کہ بھرا ساغر شراب
لبریز ہو گیا مرا پیمانۂ حیات

اچھا ہوا کہ سوز محبت سے دل جلا
محتاج تھا چراغ کا کاشانۂ حیات

ہی آسیا سے چرخ کی گردش اگر یہی
پیسیگی ایک روز مرا دانۂ حیات

آئے اگر ہوا سے اجل ہوگا چور چور
نازک حباب سے ہی یہ پیمانۂ حیات

الفت میں ان بتوں کے ہوئی صرف زندگی
بتخانہ بن گیا ہے مرا خانۂ حیات

کہتے ہیں بہشتی جسے ایسا وہ باغ ہی
ہی دور جس سے سبزۂ بیگانۂ حیات

دکھلائے جب چمک کے وہ خنجر مثال شمع
کیونکر نہ جلکے خاک ہو پروانۂ حیات

ہمکو بھی دیگا ساقی دوران شراب عیش
ہم بھی ہیں ایک میکش میخانۂ حیات

اس میکدے میں ہوگا لبالب جام عیش
لبریز ہو تو ہو کبھی پیمانۂ حیات

۸۱
دو دن کی زندگی پہ تکبر یہ واسطی
بھر دینگے آب مرگ سے پیمانۂ حیات

کچھ بہشت پر سے ہی گلشن ایباغبان عبث
ظالم اجاڑتا ہی مرا آشیان عبث

سو بار آزما چکے الفت میں ہمکو تم
پھر بار بار کرتے ہو کیون امتحان عبث

سر پہ فلک ہی چتر زمین فرش زیرپا
بستر کی جستجو طلب سائبان عبث

ہم دیکھتے ہیں اسکو یہان ہر مکان مین
کیون جستجو مین جایئے تا لامکان عبث

کافی ہی اک نگاہ مرے قتل کے لیے
کرتے ہو تیز خنجر و تیغ و سنان عبث

چکر مین ہون زمانے کی گردش سے آپ مین
کیون پھر رہا ہی سر پہ مرے آسمان عبث

ہر جام بادہ ساغر آب حیات ہی
رندو نہیں ہی خدمت پیر مغان عبث

ظاہر ہی چار سو پہ رخ خورشید کی ضیا
پردہ ہی ہمسے آپکا اے مہربان عبث

کیا کام آسکے قد خمیدہ بغیر آہ — ترکش مین تیر کی ہی جگہ بے کمان عبث
اندیشہ ہی خبر نہ کسی راہزن کو ہو — چلا رہا ہے کیون جرس کاروان عبث

۸۲
صبح و مسا وظیفہ نہین جسکو نام یار
ای واسطی ہی اُسکے دہن مین زبان عبث

دکھا چہرہ ہی بے پردہ جانی عبث — سناتا ہی کیون لن ترانی عبث
جہان مین کوئی سننے والا نہین — کہون کیا مین اپنی کہانی عبث
کسی روز پیری ہی اور عاجزی — جو اترا ہی کیسہ جوانی عبث
چھپا نکتہ دانون سے بھی وہ دہن — ہوا دعوی نکتہ دانی عبث
محبت ہی وہ جسمین باطن ہو صاف — یہ ظاہر کی ہی مہربانی عبث
کبھی کھینچ سکیگی نہ اُسکی شبیہ — تردد مین بیٹھا ہی مانی عبث
مجھے نشہ بادہ عشق ہے — پیون کیون مے ارغوانی عبث
خدا سے ڈرو پانون پڑتے ہین ہم — بتو ہم سے ہی سرگرانی عبث
کھنچے جاتے ہین آپ ہم سوے گور — نکر زور ای ناتوانی عبث

۸۳
فقط آمد و رفت ہی واسطی
دو روزہ ہی یہ زندگانی عبث

تنگ ہی عارض کو اُسکی نازکی ہین گل سے بحث — زلف الجھکر کہتی ہی کیا پیچ کے سنبل سے بحث
صاف ظاہر ہی خموشی ہی جواب جاہلان — کون کرنے جائے صحن باغ مین بلبل سے بحث
کیا ہی دربان کی حقیقت پاس سے گر بیٹھے ہین ہم — جزو کی پروا نہین مد نظر ہی کل سے بحث
بادہ عرفان کی کیفیت جو حاصل ہو تجھے — شیشہ مے سے کرے دل آنکھ جام مل سے بحث
غنچہ خاموشی نہین کچھ بے زبان ہین تو کیا — کر نہین سکتا ہی سر و شانہ اُس کاکل سے بحث
ہین وہ جادوگر تری آنکھین اُنکا ہی قول — بات اک بیکار ہی ہر ساحر بابل سے بحث

٨٤

طوطیِ خامہ ہی جو شکرفشان ای واسطی
آج ہی منظور اسکو بلبل آمل سے بحث

آیا ہی میرے گھر مین جو وہ گلعذار آج
کیسی بدلگئی ہی خزانسے بہار آج

جوبن دکھا رہی ہی نسیم بہار آج
دریا پہ کھیلئے بطِ مے کا شکار آج

کیا ہی میرے دیدۂ گریان سے سامنا
کھل جائیگی حقیقت ابرِ بہار آج

شاید کہ کوئی عاشق شیدا ک مرگیا
کوچے مین اُسکے تازہ بنا ہی مزار آج

وہ کام کر کہ جسمین ہو کل تیری مغفرت
ای بندۂ خدا ہی تجھے اختیار آج

کہتے ہین صید کرکے وہ عاشق کا مرغ دل
برسون کے بعد ہاتھ لگا ہی شکار آج

غازہ کسی کے خون کا تمنے ملا ہی کیا
کیسا چمک رہا ہی تمھارا عذار آج

تم بھی تو آؤ بام پہ ای رشک ماہ و مہر
خورشید و ماہ کا ہی فلک پہ مدار آج

٨٥

ہی نشہ اُسکو حسن جوانی کا واسطی
سنتا ہی کب کسی کی وہ غفلت شعار آج

جاتے ہین کوے یار مین ہم بار بار آج
کل سے بھی کچھ سوا ہی ہمین اضطرار آج

کل سے بھی ہی سیاہ شبِ انتظار آج
دیکھین کہ کیا گذرتی ہی پروردگار آج

آئیگا جسکی قبر پہ وہ گلعذار آج
گل کردے ای نسیم چراغ مزار آج

اک بھیڑ کوے یار سے ہی میرے گھر تلک
شاید ادھر بھی آئیگا وہ شہسوار آج

برباد تھی خراب تھی کل تک جو سرزمین
بن بن گئے ہین قصر وہان زرنگار آج

نالہ یہ کسکے دل سے الٰہی نکل گیا
ہر سمت پھنک رہے ہین جو شہر و دیار آج

ساری کدورتین مرے اشکون نے دھو دئین
ذرہ بھی اُسکے دلمین نہین ہی غبار آج

کیا انقلاب ہی کہ جو تھے صاحب نشان
باقی نہین ہی اُنکا نشان مزار آج

یارب یہ کسنے باغ مین کی آکے سرکشی
گردن گرا گئے ہین سرو لب جویبار آج

کل تک تو اپنی آنکھوں سے بہتی تھیں ندیاں | کیا ہی جو تر نہیں مژۂ اشکبار آج

۸۶
گھر میں ہمارے وہ صنم آیا ہی واسطی
ہم دیکھتے ہیں قدرت پروردگار آج

کیونکر طبیب سے ہو اس آزار کا علاج | عیسیٰ ہی نہ کر سکے ترے بیمار کا علاج
سیکھا ہی علم طب وہ ہوکے ہیں نئے طبیب | کرتے ہیں پانچ سات کا دو چار کا علاج
ممکن نہیں کہ کوئی دوا اثر کرے | آخر کو مرگ ہی ترے بیمار کا علاج
اے گل مریض ہیں تری آنکھوں کے لادوا | کرتا ہی کون نرگس بیمار کا علاج
پیری میں منگئیں وہ جوانی کی گرمیاں | کافور سرد تھا مرض حار کا علاج
آزردہ ہوکے آنکھیں نکلوائیں یار نے | یہ تھا ہماری حسرت دیدار کا علاج
دیں کیا کلام بے سروپا کا جواب ہم | ہی خامشی جہالت اغیار کا علاج
کب وہ طبیب پوچھتے ہیں مفلسوں کا حال | کرتے ہیں دل لگا کے جو زردار کا علاج

۸۷
مشکل ہی صحبت دل پرداغ واسطی
آسان ہی داغ لالۂ کہسار کا علاج

تیر ہی مژگان قاتل تیر کی کیا احتیاج | تیغ ابرو کم نہیں شمشیر کی کیا احتیاج
ہاتھ اٹھائیں جب دعا کو سیم و زر کے ڈھیر ہوں | خاکساروں کو ترے اکسیر کی کیا احتیاج
میرے چہرے سے ہی ظاہر صاف میرے دل کا درد | سامنے اس شوخ کے تقریر کی کیا احتیاج
یہ بھی کافی ہی مرے تسکین دل کیواسطے | سادہ کاغذ بھیجدو تحریر کی کیا احتیاج
ہی تصور یار کا ہر وقت میرے سامنے | اے مصور ہی تجھے تصویر کی کیا احتیاج
جی میں ہی آپ تک میں یہ مکتوب پہونچاؤں نامہ | مطلب آپ سے معلوم ہی تحریر کی کیا احتیاج
جمع اغیار میں کیوں مجلہ کرتے ہو طلب | اس رخ ہیں مری تصویر کی کیا احتیاج
آشنا کا راتوں نے مارا دفن کا اب حکم دے | ہو چکا [illegible] میں تشہیر کی کیا احتیاج

تخت تختۂ خاک کا داغ جنون ہی تاج سر
دشت کا مالک ہون مین جاگیر کی کیا احتیاج

جو پھنسا ہی زلف مین اسکو عبث کرتے ہو قید
آپکے دیوانون کو زنجیر کی کیا احتیاج

سر پہ روشن دل نہین لیتے کبھی احسان غیر
رکھتی ہی شمع قمر گلگیر کی کیا احتیاج

ہون مریض عشق مین ہان طبیبون سے کہو
چھوڑ دو تقدیر پر تدبیر کی کیا احتیاج

اک نگاہ تیز کافی ہی ہمارے قتل کو
ذبح ہو جائینگے ہم شمشیر کی کیا احتیاج

غفلت آخر ایکدن لیجائیگی سوے عدم
ہے ہمارے خواب کو تعبیر کی کیا احتیاج

کر سکے گا کیا کوئی تعریف حسن یار کی
مصحف رخسار کو تفسیر کی کیا احتیاج

صبح تک بیدار رہتا ہون مین ہر شب واسطی
میرے دروازے کو ہی زنجیر کی کیا احتیاج

۸۸

ہزار شکر جہان سے ہی اپنی رخصت آج
تعلقات جہان سے ملی فراغت آج

زبان یار پہ آئی مری شکایت آج
ہزار شکر کہ یون کھلگئی محبت آج

وہ یاد آتی ہی تا صبح تیری صحبت آج
نہ دیتے دل تو اٹھاتے یہ کیون مصیبت آج

دکھاکے چہرہ ذرا اشک سے بھرا دامن
ملی ہی ہمکو یہ دولت تری بدولت آج

پڑے مزے لیتے مری استخوان کو کھاتا ہی
ہما کو ہاتھ لگی ہی عجیب نعمت آج

مریض عشق کی اتنی نہین خبر تمکو
زیادہ کل سے بھی ہی غیر اسکی حالت آج

یہ خط سبز کو اس رخ پہ دیکھکے سمجھے
جناب خضر کی حاصل ہوئی زیارت آج

بہ رنگ شمع کھلے سر وہ بزم مین آئے
جلائے کیون مجھے پروانہ سان نہ غیرت آج

چلے جہان سے جھگڑا ہی مٹگیا سارا
کہو وہ نزع مین آجائین بہر رخصت آج

وہ دم پہ چڑھ گئے میرے تو سنکے کہنے لگے
جہان مین آپکی بھی ذات ہی غنیمت آج

گذر گئی شب وصلت وہ گھر کو جاتے ہین
وداع ہی جان سے کہ بچنے کی کون صورت آج

اُداس جا بجا زندان ہی جب نگہبان رہین
کہ لیلی ہی کہان سوے دشت وحشت آج

چراغ جام کو کر جلد ساقیا روشن
اٹھی ہے کالی گھٹا چھا گئی ہے ظلمت آج

جو ہمنے اُنکے بُلانے کو آدمی بھیجا
کہا نہ آئینگے کہنا نہیں ہے فرصت آج

اُٹھے ہیں دیکھکے مُنھ ایک خوبصورت کا
یقین ہے روز کٹیگا بعیش و عشرت آج

۸۹
نہ دیکھے ایک میں دو واسطی لئے لاکھوں
کھلی ہے کثرتِ تحقیق سے یہ وحدت آج

جب کوئی کہتا ہے ہمسے کو بنا ہے خوب گنج
ہم تو ہیں عاشق طبیعت کہتے ہیں محبوب گنج

آمد آمد ہے سے اُس غیرتِ یوسف کی ہے
کشورِ دل میں بسایا چاہیے یعقوب گنج

ای حریصو جمع مال و زر سے تو یہ چاہیے
صورتِ قارون نہ تمکو بھی کرے منسوب گنج

دیکھ لیتے ہیں تو اُسکو جانتے ہیں سر کا گنج
کسقدر رتبہ ہے فقیروں کو ہے نام خوب گنج

۹۰
سچ ہے نام نیک ہے اقبالمندی کی دلیل
واسطی تم بھی بتاؤ کوئی خوش اسلوب گنج

شام ہے پھر صبح آخر دہر میں ہے شام صبح
شام ہجران بھی کریگی گردشِ ایام صبح

فیض تو دیکھو ذرا انور کے پُر نور کا
ہاتھ میں لیتے ہی ہوتی ہے چھڑیکی شام صبح

رات دن ایامِ ہجران میں برابر ہیں سیاہ
شب گذرتی ہے تو ہوتی ہے برلے نام صبح

آفتاب بنکے آتا ہے فلک سے آفتاب
غسل کو جاتا ہے جب وہ جانب حمام صبح

صبح شام اچھا ہے دیکھو تو کرامت حسن کی
شام ہے وہ زلف مشکین وہ رخ گلفام صبح

پھوٹی آنکھیں جنکی ہیں اُنکو کب آتی ہے تمیز
شام سمجھا نہ سمجھا نہ دیدۂ بادام صبح

کر جوانی میں ذرا محنت کہ پیری میں ہو عیش
جاگتے ہیں شبکو جو کرتے ہیں وہ آرام صبح

ہیں وہ میکش دیکھکر خورشید کو سمجھے ہیں ہم
بادۂ گلگون سے ساقی نے بھرا ہے جام صبح

خانۂ صیاد میں اوقات کرتے ہیں بسر
شام ہوتی ہے قفس میں ہمکو زیرِ دام صبح

موسمِ پیری میں انسانکو تواضع چاہیئے
جھک کے پڑھتے ہیں نمازیں صاحبِ اسلام صبح

۹۱	جانتا ہون ہی جواب خط کا تجھکو انتظار واسطی قاصد خدا جانے تو آئے شام صبح

خزان کا خوف کہان ہی عجب بہار مین روح — بسی ہی جا کے کسی گلبدن کے ہار مین روح
رہی جو کشمکش غم سے انتشار مین روح — تو جا کے بیٹھ رہی خلد کوے یار مین روح
ہوا لے گیسو و رخ مین کہان کہان نہ پھری — حلب مین صبحکو تھی شام کو تتار مین روح
امید فاتحہ خوانی جو اُسکے تھی پس مرگ — قریب لاش کے بیٹھی رہی مزار مین روح
دکھا کے آنکھ یہ ساقی نے کر دیا بے لطف — کہ اب رہیگی قیامت تلک خمار مین روح
قضا کے ہاتھ سے بچنا محال ہی اسکا — ہزار جا کے چھپے آہنی حصار مین روح
ملیگا خاک مین تن ہو کے یہ ہوا اک دن — نہ اختیار مین تن ہی نہ اختیار مین روح
کسی کا ساتھ مصیبت مین کون دیتا ہی — بدن کے ساتھ ہوئی دفن کب مزار مین روح
یقین ہی خاک لحد مین اُگا کرے نرگس — نکل گئی ہی مری عین انتظار مین روح
گئی چمن مین بیابان مین کوہ و دریا مین — کہان کہان نہ پھری جستجوے یار مین روح
قفس کو لالے جو اکبار باغ مین صیاد — کبھی سمائے نہ پھولے تن ہزار مین روح

۹۲	کیا خیال بہت واسطی نے پہ نہ کھلا نکل کے جسم سے جاتی ہی کس دیار مین روح

بوسۂ رخ جو لیا زلف پریشان کیطرح — پھیر لی آنکھ مرے سایۂ مژگان کیطرح
ہون وہ برگشتہ مقدر کہ قدم سے میرے — چرخ کرتی ہی زمین گنبد گردان کیطرح
جوش وحشت مین جو مجھسے وہ پریرو ہو جدا — چاک ہو جاے جگر کیون نہ گریبان کیطرح
غرق دریاے فنا ہو ابھی سارا عالم — تیغ قاتل جو اٹھے نوح کے طوفان کیطرح
چٹکیون مین مجھے ہر دم یہ اُڑانا کیسا — اے پری بیٹھ مرے پاس تو انسان کیطرح
وصف مین کس چمن حسن کا کرتا ہون رقم — کہ چہکتا ہی قلم مرغ خوش الحان کیطرح

ای پری ہاتھ جو آئی ہی ترے انگشتر
میرا تابع بھی زمانہ ہی سلیمان کی طرح

ہجر جانان مین مجھے خاک خوش آئی گلگشت
تنگ ہی صحن چمن خانۂ زندان کیطرح

صورت موج جو چلتی ہی تری تیغ اوترک
سر پٹکتے ہین تن خلق سے باران کیطرح

کیا ادب ہی کہ کیا پہلے وضو اشکون سے
پھر چھوا ہاتھ نے رخسار کو قرآن کیطرح

تیغ قاتل کا ہی مشتاق گلا مدت سے
کاش آکر وہ لپٹ جائے گریبان کیطرح

ساتھ ہی اوج کے قسمت نے ہمین پست کیا
جب اٹھے بیٹھ گئے گرد بیابان کیطرح

کیا تجھے مہندی لگانیکی ہی حاجت ای گل
ہاتھ گلرنگ ہین خود پنجۂ مرجان کیطرح

بارہا موسم گل باغ جہان مین آیا
غنچۂ دل نہ کھلا غنچۂ پیکان کی طرح

۹۳
واسطی چین نہوتا ہی نہ جاتا ہی فراق
غم مرے دل سے نکلتا نہین ارمان کیطرح

کیا ہو پسند ہجرت سپہر مین صبح
تاریک مثل شام ہی اپنی نظر مین صبح

فرقت مین آفتاب کی کھیلی نہین کرن
نشتر چبھو رہی ہی ہمارے جگر مین صبح

دیکھی ہی ہمنے گردن محبوب کی بیاض
ای چرخ کیا چمکیگی ہماری نظر مین صبح

کس مہر سے جدا ہین کہ ظلمات کی طرح
ہنر شام تیرگی سے نہین اپنے گھر مین صبح

دیکھا ہی غیر ہجر وطن مین جو میرا حال
پیدا ہوئی ہی چاک گریبان سفر مین صبح

کس کام کا فروغ جو باقی نہو حیات
شکل اجل ہی دیدۂ شمع سحر مین صبح

ای مہر روز در پہ ترے جوہری کی طرح
یاقوت مہر لاتی ہی رکھکر کمر مین صبح

مدت ہوئی بلاتے بلاتے شب فراق
آتی نہین ہی جائے الٰہی سقر مین صبح

جس شام کو ارادہ کیا کوے یار کا
کچھ رات سے چلے کہ ہوئی رہگذر مین صبح

ہو خبر شب وصال ہی کھٹکا ہی موت کا
اپنی ہی ایک نالۂ مرغ سحر مین صبح

یہ خوفناک میرے سیہ خانے سے ہوئی
بیٹھی سمٹ کے جا کے یہ پیرون مین صبح

٩٤

جس شام کو کہ قصد زیارت ہو واسطی
یارب ہو ہمکو روضۂ خیر البشر مین صبح

کب مثلِ لعلِ یار ہے لعلِ مذاب سرخ
پرتو سے جسکے آب ہی مثلِ شراب سرخ

اٹھے مزہ پلائے جو ساقی شراب سرخ
آتش پہ پختہ ہوکے ہوئے ہین کباب سرخ

مہندی لگاکے دھوئے ہین دریا مین جسنے ہاتھ
یاقوت کا پیالہ ہی ہوکر حباب سرخ

گلگشت کو جو یادِ رخِ یار مین گئے
پھولون مین ہمنے پھول کیے انتخاب سرخ

حیران ہون چہرہ ہوتا ہی پیری مین کیون سفید
ہی وقتِ صبح رنگِ رخِ آفتاب سرخ

سمجھے شفق کو چرخ پہ مستی مین دیکھکر
مینائے نیلگون مین بھری ہی شراب سرخ

کشتہ ہون اُسکے دستِ نگارین کا ہی یقین
ہنگامِ حشر ہو مری فردِ حساب سرخ

تاثیر دیکھنا رخِ گلرنگِ یار کی
ہی برگِ گل کیطرح سے رنگِ نقاب سرخ

اُسکے گلے سے پان کی سرخی ہی یون عیان
ہو شیشۂ بلور مین جیسے شراب سرخ

حاضر ہو ہی زخمِ شہیدانِ عشق کا
مہندی سے ہاتھ پانون کرین کیون جناب سرخ

باقی رہی نشانِ شہادت تہِ زمین
کردو مرے کفن کو چھڑک کر شہاب سرخ

وہ گل کرے جو ترک نہانے کو چند روز
دریا مین روتے روتے ہو چشمِ حباب سرخ

خونِ جگر سے ہمنے لکھی ہی کتابِ عشق
ہی فصل فصل سرخ یہان باب باب سرخ

رنگِ پسر خلافِ پدر ہو تو کیا عجب
دیکھو کہ مثلِ گل نہین ہوتا گلاب سرخ

٩٥

کس گل کا وقتِ خواب تصور ہی واسطی
آنکھون کے پردے ہین مع رگہائے خواب سرخ

شہرہ آمین ہو وہ رخ برقِ تجلی ہی وہ رخ
قدرتِ خالقِ عالم کا تماشا ہی وہ رخ

مثلِ پروانہ یہان مرغِ نظر جلتے ہین
شمع کیطرح جہان انجمن آرا ہی وہ رخ

حسن کو اُسکے پہونچتا ہی کہان کوئی حسین
مہر سے ماہ سے رتبہ مین دوبالا ہی وہ رخ

منکرون سے یہ کہو چشم بصیرت کھولین
حسن اعجاز نما ہی ید بیضا ہی وہ رخ

منہ ہی آئینہ کا دعوی جو صفائی کا کرے
دل عارف سے کہین بڑھکے مصفا ہی وہ رخ

سحر عید ہی ارباب نظر کے حق مین
صبح نوروز لئے دیدۂ بینا ہی وہ رخ

مثل موسی ہو نہ کیون دیکھکے غش اکجہان
شعلۂ طور کا دیکھو تو تجلی ہی وہ رخ

ظلمت بخت کہان اب کہ ہوئی وصل کی شب
قمر ہالۂ آغوش تمنا ہی وہ رخ

پردۂ ابر مین چھپتا ہی کہین مہر کا نور
جلوہ گر صاف تہ زلف چلیپا ہی وہ رخ

جنر ترقی ہی کہان حسن جوانی کو زوال
خط نکلنے پہ فریبندۂ دلہا ہی وہ رخ

ہوکے بے پردہ کیا مردہ دلون کو زندہ
لب جان بخش کے مانند مسیحا ہی وہ رخ

ایک رنگ آتا ہی اک جاتا ہی میرے آگے
پیشتر زین گل تھا مگر اب گل رعنا ہی وہ رخ

کھیلتا ہی کبھی شطرنج تو اللہ رے کجی
مات فرزین کو بھی کرتا ہوا چلتا ہی وہ رخ

۹۶

واسطی خوف معلم سے جو مکتب مین ہی زرد
ہم یہ کہتے ہین کہ قرآن مطلا ہی وہ رخ

مہتابی اس مکان کی ہی کسقدر بلند
ایسا نہین ہی چرخ پہ برج قمر بلند

جیسا وہ سرو قامت موزون ہی سر بلند
ایسا نہین ہی باغ مین کوئی شجر بلند

نظارہ ہو تو یار کے قد بلند کا
انسان کو ہی ضرور کہ رکھے نظر بلند

معمار کشتہ عشق کرے گا کیا مجھے
دیوار مقبرے کی بھی ہو تا کمر بلند

کی ہی ازل سے گوشہ نشینی جو اختیار
عنقا کا نام خلق مین ہی کسقدر بلند

خنجر مرے گلے پہ شب وصل چل گیا
نعرہ ہوا اذان کا جو وقت سحر بلند

رفتار مور کی ہے کہ مجھ ناتوان کی چال
ہوتی نہین ہی راہ مین گرد سفر بلند

پائین ہم اسکا بوسۂ ابرو محال ہی
ہاتھ آئے کیا ثمر جو ہو شاخ شجر بلند

سمجھو ہوا ہے اسکو نہ ابر بہار تم
ہی دود آہ عاشق خستہ جگر بلند

ممکن نہین کہ دیکھ سکے کوئی جھانک کر
روزن ترے مکان کا ہی اے قمر بلند

کیسا سپہر عرش معلی بھی پست ہی
کرسی مکان یار کی ہے کس قدر بلند

ظالم شب وصال ہی ہمکو نہ یون ستا
بیدرد کر صدا کو نہ مرغ سحر بلند

پستی زمین گور کی منعم ہی سامنے
مثل فلک مکان نہ تعمیر کر بلند

حافظ ہی آشیانۂ بلبل کا اب خدا
ہی بوستان مین آتش گلہائے تر بلند

منعم خدا ہی دامن دولت قریب ہی
نادان دعا تو مانگ ذرا ہاتھ کر بلند

گل شاخ پر تو بلبل بے صبر نخل پر
مفلس سے کب ہی مرتبۂ اہل زر بلند

لکھتا ہون وصف قامت جانان جو واسطی
مضمون مرے کلام مین ہی بیشتر بلند

۹۷

خجلت سے تیرے آگے ہی رنگ چمن سفید
پھولون کے چہرے ہین صفت یاسمن سفید

زندونکو ہی کو پسند نہین پیرہن سفید
مُردونکو بھی مزار مین دیکھا کفن سفید

مرتے رہی میرے غیر سے ملنے لگے بس آپ
میلا نہین ہوا ہی ابھی تو کفن سفید

تشبیہ تیرے چہرۂ روشن سے خاک دین
ہم دیکھتے ہین شمع کا سارا بدن سفید

بیجا ہی تمکو حسن دو روزہ پہ ناز ہے
اک روز ہوگی زلف شکن در شکن سفید

ہیرا انھین سکھاتے ہین جو جوہر شناس حسن
موتی سے دانت ہین جو میان دہن سفید

یارب تری کا کسکو یہ در پیش ہی سفر
ہین روتے روتے دیدۂ اہل وطن سفید

پیری مین مجکو دی ہی یہ دولت سپہر نے
چاندی کے تار ہین مرے موے بدن سفید

بجلی کیطرح لاش تڑپتی ہی بعد مرگ
ابر سفید ہی کہ ہمارا کفن سفید

اُس گلبدن کے رنگ بدن کا بیان ہو کیا
ہو جائے سرخ پہنے اگر پیرہن سفید

پھبتی کہی یہ دیکھ کے بالونمین اُسکی مانگ
ظلمات مین روان ہی یہ نہر لبن سفید

نفرت ہو کیون نہ ہجر مین گلگشت باغ سے
داغ سفید ہی یہ نہین یاسمن سفید

آئے شکار کو جو نہ دو روز بھی وہ ترک
ہو روتے روتے چشمِ غزالِ ختن سفید

98 شرمندہ ہوکے اُس لبِ لعلین سے واسطی
ہوتی ہی مثلِ آبِ شرابِ کہن سفید

وصفِ گیسو و دہن ہی ای قمر طلعت پسند
موشگافونکی طبیعت بھی ہی کیا دقت پسند

مردِ بے پروا ہون مجکو ہی فقیری کا مزا
ہین جو طامع اُنکو دنیا کی رہی دولت پسند

صاف دل ہین اور پیرونکے نہین ہین ہم مرید
حضرتِ پیرِ مغان کی ہی ہمین خدمت پسند

دستِ فیض ایسا کہان ہی جس سے بیعت کیجیے
ساقیا دستِ سبو سے ہی ہمین بیعت پسند

چل کے کعبہ کو سوے بتخانہ پھر آتا ہی روز
ای پری رو تیرے دیوانے کی ہی رجعت پسند

کعبے مین آئے نظر سب ہمکو معنی آشنا
بتکدے کے لوگ پائے ہمنے سب صورت پسند

کوئی کیا جانے کہ سوزِ عشق مین ہی کیا مزا
عیش وصل اورونکو ہمکو ہی غمِ فرقت پسند

دیکھکر بتخانہ مین مین نے یہ زاہد سے کہا
کیا ہوئی پرہیزگاری تھی جو یا حضرت پسند

سایۂ شمشیرِ قاتل مین بھی دم لیتا نہین
تا نہ مجکو بھی کوئی نادان کہے راحت پسند

آدمی کچھ ہو تو زیبا ہی اُسے نام آوری
بے سبب ہمکو تو عنقا کی نہین شہرت پسند

دل سے باتین رفع سارا شور و شر قائم ہوا
سارے عالم سے ہی ہمکو گوشۂ عزلت پسند

لقمۂ غم ہی گوارا ترکِ دعوت کا طعام
فرطِ غیرت سے ہی ہمکو رزقِ بے منت پسند

99 مرتے مرتے خوب سوجھی دلکو اپنے واسطی
کوے جانان مین جگہ کی ہی پے تربت پسند

بیخود ہون حور کی ہی نہ مجکو پری کی یاد
بھولا ہون دو جہان کو رہی اک اُسیکی یاد

ایسا خیال یار نے بیہوش کر دیا کہ
کچھ اپنی یاد ہی نہ مجھے اب کسی کی یاد

دفتر علوم کے تو فراموش ہو گئے
ہمکو بس اک کتاب رہی عاشقی کی یاد

ٹھوکر لگائی آکے ہمارے مزار کو
بیداد گر کو چال رہی دشمنی کی یاد

بیخود ہون عشق مطلع ابرو مین اسقدر ۔۔۔ ہندی کی ہی نہ بیت کوئی فارسی کی یاد
مرغانِ خوشنوا کی صدائین جو ہین بلند ۔۔۔ کرتے ہین ہر سحر یہ چمن مین اُسی کی یاد
آتے نہین لحد پہ بھی وہ بہر فاتحہ ۔۔۔ کرتا ہی بعد مرگ کوئی کب کسی کی یاد
سرگشتہ شکل سایہ مین دیوانہ کیون نہون ۔۔۔ رہتی ہی ابتو دلکو مرے اُس پری کی یاد
کاٹی تمام عمر غم ہجر یار مین ۔۔۔ مرنے کے بعد خاک کرون زندگی کی یاد
رسوا کیا خراب کیا دربدر کیا ۔۔۔ یا دش بخیر کیا کرین دلکی بدی کی یاد

۱۰۰	ملتا کوئی جلیس جو اُنکا تو پوچھتے ہوتی ہی بزم عیش مین کچھ واسطی کی یاد	

ہم ہین یون محبس فکر زن و فرزند مین بند ۔۔۔ جیسے قیدی ہو کوئی قلعۂ دربند مین بند
ہمکو منظور کہ خط لکھکے کرین اُسکو تمام ۔۔۔ شوق کہتا ہی ابھی اور لگا بند مین بند
عقل دی ہی جسے اللہ نے ہی صاحب فیض ۔۔۔ کبھی رہتا نہین زرمشت خردمند مین بند
نطق شیرین سے بہت ناز ہی طوطی کو مگر ۔۔۔ وہ تو ہوتا ہی ترے ایک شکر خند مین بند
وصف مین اُس لب شیرین کے زبان کیا کھولین ۔۔۔ لب ہوے جاتے ہین جوش شرۂ قند مین بند
یہ صفائی یہ لطافت کہین دیکھی نہ سُنی ۔۔۔ ہی زبان وصفِ رخِ آئینہ مانند مین بند
عقل حیران ہی کہ یہ چاہ نہ زندان ہی کوئی ۔۔۔ کیون خوشی آکے ہوئی اُس ل خرسند مین بند

۱۰۱	واسطی دخترِ رز کا نہ ٹھکانا پوچھو جاے شیشہ یہ پری رہتی آوند مین بند	

بازوے یار پہ جو تھا تعویذ ۔۔۔ وہ مری قبر کا ہوا تعویذ
اُسنے ہمکو جواب نامہ لکھا ۔۔۔ یا تپ ہجر کا لکھا تعویذ
کوئی بیمار عشق بچتا ہی ۔۔۔ محض بے فائدہ دعا تعویذ
تجھسے بھی سوا چمکتا ہی ۔۔۔ تیری چوٹی کا مہ لقا تعویذ

۱۰۲	واسطی شاید آئے راہ پہ یار بھیجے روز ایک نیا تعویذ

داغ سودا یون عیان ہی میرے جسم زار پر — نصب آئینے ہون جیسے جا بجا دیوار پر

مست الفت دیکھکر گیسو ترے رخسار پر — کہتے ہین ابر سیہ چھایا ہی یہ گلزار پر

صبح تک اے رشک عیسی جان بچنے کی نہین — رات بھاری ہی جدائی کی ترے بیمار پر

داغ الفت نے دکھائین واہ کیا نیرنگیان — ماہ گردون بن گیا لالہ ہوا کہسار پر

قید خانے سے نکل آئے جو دیوانے ترے — بیڑیون نے غل کیا ڈاکہ پڑا بازار پر

کی ذرا بھی دیر قاتل نے تو شوق قتل مین — سرفروشون نے گلے رکھ رکھ دیے تلوار پر

خوف ہی پیر مغان کو وقت شب پھاندین نہ مست — بوتلون کے ٹکڑے ہین میخانے کی دیوار پر

زلف کی الفت سے مملو ہی ہمارا بال بال — ہاتھ اگر کیجیے تو رکھدین مصحف رخسار پر

ہٹ گیا پردہ جو اسکے روے آتش رنگ سے — گر پڑی بجلی چمک کر طالب دیدار پر

جسم خاکی پر ہین میرے داغ سودا جلوہ گر — یا چراغان ہین دوالی مین کسی دیوار پر

مے مین جو گرمی ہی اے ساقی وہ آتش مین نہین — ہی ہما کو تفوق مرغ آتش خوار پر

جب نہ استعداد ہو تعلیم ہی بیکار محض — باڑ ہو رکھواتا ہی کب کوئی گلی تلوار پر

جمع مسجد مین نمازی اسقدر ہوتے نہین — جسقدر مجمع ہی مستون کا در خمار پر

ناتوان ہون مین عبث درپے ہی میرے آسمان — آبلہ کہدو سمجھکر آنکھ ڈالے خار پر

۱۰۳	واسطی آفت سر انسان پہ لاتا ہی دروغ حق اگر کہتا تو کیون منصور کھنچتا دار پر

جان دیتا ہی دل پر داغ زلف یار پر — کیا تماشا ہی کہ ہی طاؤس عاشق مار پر

آسمان کیونکر نہ قربان ہو تری رفتار پر — طرہ ہی پاپوش زرین مہر کی دستار پر

چلتے ہین ہم راہ عشق کاکل و خنجر کا نہین ڈر — پاؤن رکھکر نیش عقرب پر زبان مار پر

نبض ساقط ہو چکی کیسی دوا کیسا علاج
اب اطبا ہاتھ ملتے ہین ترے بیمار پر

بازوے نازک کو اے قاتل نہ دے تکلیف قتل
سر فروش آکر گلے رکھدینگے خود تلوار پر

جانب ابرو رہا کرتا ہی اُن پلکون کا رُخ
ہی تماشا تیر عاشق ہو گئے تلوار پر

کیون نہ پس جائین دل اہل تماشا غمین
کبک و طاؤس اٹھو چلتے ہین تری رفتار پر

بزم جانان مین نہین پاتے ہین جب عشاق بار
نام لکھ لکھکر چلے جاتے ہین اُس دیوار پر

یار کے کوچے مین کیا بخوف رکھو نہین قدم
دیو کا مجھکو گمان ہی سایۂ دیوار پر

جانب گلشن اُڑا کر لیگئی اُنکو صبا
گر پڑے ہم چاک قفس سے جو مرے دو چار پر

وائقہ ہی کیا مضامین مین کہ صوفی کیطرح
سُننے والے وجد کرتے ہین مرے اشعار پر

اُس سہی قامت کی کاکل دیکھکر حیران ہین
آجتک دیکھا نہین سایہ سرِ اشجار پر

زلف سے بڑھکر ترا خطِ سیہ بنتا ہی حسن
کیا تماشا ہے کہ آئے مور غالب مار پر

ہی تعجب میزبان پامال مہمانون کا ہو
پانون ہر رہرو کا پڑتا ہی سر بازار پر

دیکھتا تھا دیدہ ہاے چاک سے رخسار یار
کتنے مرہم رکھدیا میرے دلِ افگار پر

۱۰۴

غیر کے گھر اُسکا جانا عقل مین آتا نہین
واسطی تہمت ہی بالکل افترا ہی یار پر

یون گیا تنہا مجھے وہ راحتِ جان چھوڑکر
جسم کو جاتی ہی جیسے روح انسان چھوڑکر

رنج ہو کیونکر نہ مجکو کوے جانان چھوڑکر
بلبل شیدا کہان جائے گلستان چھوڑکر

جاؤن کیا سیر چمن کو کوے جانان چھوڑکر
کب کوئی زندان کو جاتا ہی گلستان چھوڑکر

وادیِ وحشت نے کیا کانٹون مین کھینچا ہی مجھے
کیا کہون کیسا مین پچھتاتا ہون زندان چھوڑکر

[illegible] خوفناک اگر تلوار کھینچے میان سے
بھاگ جائین رستم و سہراب میدان چھوڑکر

[illegible] مین ہو خورشید خجالت سے نہان
آئین چہرے پہ جو وہ زلف پریشان چھوڑکر

وہ غنی ہون ہو گذر میرا جو قسمت گاہ مین
بوریاے فقر لون تختِ سلیمان چھوڑکر

کچھ بھی چالاکی اگر ہو تجھ مین اے دستِ جنون
اسکا دامن گیر ہو میرا گریبان چھوڑ کر

تیرے کوچے کے تماشے کا تھا ایسا اشتیاق
آ گئے اس عالم مین آدم باغِ رضوان چھوڑ کر

دولت و حشمت اگر چاہے تو کر ترکِ وطن
ہو گئے یوسف عزیزِ مصر کنعان چھوڑ کر

کیا کریگا غم کنارہ اس دلِ پر داغ سے
جائے پروانہ کہان سروِ چراغان چھوڑ کر

جوشِ وحشت مین اگر سن لے کبھی نعرہ مرا
شیر بھاگے صورتِ آہو نیستان چھوڑ کر

کیا ہی دولت کا بھروسا جائینگے سب بادشا
سوے تربت سلطنت کا ساز و سامان چھوڑ کر

دنکو چمکایا اٹھا کر عارضِ روشن سے زلف
رات کر دے رخ پہ گیسوے پریشان چھوڑ کر

بیکسی کو جاے آسایش ملی ہے بس یہین
اب نجائینگے کہین گورِ غریبان چھوڑ کر

۱۰۵ کب ہی راہِ شرع بے رہبر کہان دور ہما
واسطی احمد گئے ہین آل و قرآن چھوڑ کر

دنیا مین عیش و غم یہ ہی دار و مدارِ عمر
ہے ہجر و وصل یار خزان و بہارِ عمر

کیون رات دن روان نہ رہے شہسوارِ عمر
کرتا نہین قیام کہین راہوارِ عمر

ہستی سے کل ہین تا بعدم تین منزلین
اتنا ہے طفل و پیر و جوان کا شمارِ عمر

گھبرا گئے یہ پیر کہ باقی نہین حواس
اللہ ری درازی شبہاے تارِ عمر

دونون کا ایک تارِ نفس پہ مدار رہی
کیا اعتمادِ زیست ہے کیا اعتبارِ عمر

نازان نہ تخت و تاج علم پر ہون بادشاہ
مٹ جائینگے تمام یہ نقش و نگارِ عمر

مرنے کا ایکدن ہے ولادت کا ایکدن
کل پانچ دن زمانہ ناپائدارِ عمر

طولِ حیات ہے سببِ کثرتِ گناہ
عاقل وہ ہین جو چاہتے ہین اختصارِ عمر

اے چشمِ تر سرشک کا ٹوٹے نہ سلسلہ
تسبیح چاہیئے ہمین بہرِ شمارِ عمر

رخ کا کبھی رہا تو کبھی زلف کا خیال
دیکھا کیا ہین گردشِ لیل و نہارِ عمر

جا گرم کرنے پاۓ نہ ہستی مین واسطی
کیا جلد بجھ گیا ہے چمک کر شرارِ عمر

۱۰۶

دوست دیتے ہین اذیت مجھے دشمن ہوکر
راہبر لوٹتے ہین راہ مین رہزن ہوکر

قیدی الفتِ زلفِ بتِ پرفن ہوکر
شیخ بتخانے مین آیا ہی برہمن ہوکر

ہاتھ آتے نہین تم لاکھ کوئی سر مارے
دور رہتے ہو قریب رگ گردن ہوکر

روشنی کیسی شب ہجر کہ جگنو کی طرح
شمع ہر مرتبہ بجھ جاتی ہی روشن ہوکر

خوف جان کر جو موافق ہو زمانہ مجھسے
پھر ڈھائیگا یہ قصاب برہمن ہوکر

آتش دل یہ مین کیا اشک کا پانی چھڑکون
ہی یقین اور یہ بھڑکائیگا روغن ہوکر

کی مرے دل نے منیا بھر کی پیدا تو کیا
تیرے بازو سے نہ لپٹا کبھی جوشن ہوکر

چھا گیا صبح شب وصل یہ نالو نکا دھوان
رہ گیا پھر چراغ تہ دامن ہوکر

فرش گل پر نہ خرامان ہو کہ نازک ہی بہت
رگ گل پاؤن مین چبھ جائے نہ سوزن ہوکر

جسنے دیکھا تجھے حیرت سے وہ ای شاہسوار
جم رہا راہ مین نقش سم توسن ہوکر

دیکھین جو لعل مسی زیب تو تعریف کرین
وہ زبان غنچۂ گل صورت سوسن ہوکر

فرقت یار مین پنپا ہون جو مین ڈرتا ہون
آتش دل کو نہ بھڑکائے یہ روغن ہوکر

زار اسدرجہ مین گریا ہون کہ دیتا ہی شکست
خس گرداب مجھے سنگ فلاخن ہوکر

وہ حسین تو ہی فقط قیس نہین تجھپہ فقیر
لیلی آتی ہی ترے کوچے مین جوگن ہوکر

۱۰۷	واسطی ہمکو تو اس دوست سے ہی چشم امید نکتہ چینی جو کرے دیدۂ دشمن ہوکر

گذرون فرقت مین جو مین جانب گلشن ہوکر
پھونک دے رنگ چمن آتش گلخن ہوکر

حال کچھ کشت تمنا کا نہ پوچھو ہمسے
برق سیلاب کی مشتاق ہی خرمن ہوکر

دل سے جاتا ہی نہین داغ تری فرقت کا
یہ وہ مشعل ہی جو بجھتی نہین روشن ہوکر

ذکر کیا شیخ حرم کا کہ تری فرقت مین
نالہ کش بت بھی ہین ناقوس برہمن ہوکر

ہوگئی ہجر مین یہ نالہ کشی کی عادت
بات اب منھ سے نکلتی ہی تو شیون ہوکر

شیخ بنکر کبھی کعبہ مین مین کرتا ہون قیام
کبھی بتخانے مین جاتا ہون برہمن ہوکر

کبھی پامال ہوا صورت نقش کف پا
کبھی سرسبز ہوا سبزۂ گلشن ہوکر

کبھی دریا مین رہا ماہی دریا کی طرح
کبھی گلشن مین گیا بلبل گلشن ہوکر

کبھی دشمن کا ہوا دوست کہ پہونچے نہ ضرر
دوست کو عیب جتایا کبھی دشمن ہوکر

کبھی گلخن مین ہوا دانہ کی صورت بریان
بہ گیا مین کبھی سیلاب مین خرمن ہوکر

پیچ کھائے ہین ہزارون کبھی رشتے کی طرح
کبھی چلنے مین کنوین جھانکے ہین سوزن ہوکر

کبھی گردن مین پڑا طوق طلائی بن کر
کبھی بازو پہ بندھا ہیرے کا جوشن ہوکر

نالہ و اشک کو کیا ضبط کیا ہی مین نے
گہ لب بام گہے دیدۂ روزن ہوکر

١٠٨

واسطی مجکو بھی آتا ہی نظر جلوۂ طور
جب نکلتا ہون سوے وادی ایمن ہوکر

پوچھو نہ کچھ جو ہجر مین صدمے ہین جانپر
آ گئی ہی موت کی تلخی زبان پر

صدمے اٹھائے ہجر مین کیا کیا نہ جانپر
آیا کبھی نہ حرف شکایت زبان پر

اتنا تو زور شور دکھائی ہوا ے آہ
پھٹ پھٹ کے آسمان گرین آسمانپر

تم بھی ہمارے گھر مین جو آؤ تو کیا عجب
آتے ہین بادشاہ گدا کے مکان پر

چھپ چھپ وہ کھیلتے ہین اگر ساتھ غیر کے
اک روز کھیل جائینگے ہم اپنی جانپر

قبرین جہان ہین تیرے شہیدان ناز کی
اس سرزمین کا ہی دماغ آسمان پر

رندون پہ قحط مے نہین لازم ہی میفروش
ڈاکا کہین نہ ڈالین یہ تیری ڈکان پر

حاضر ہی سینہ اسمین ترازو کرے وہ تیر
قاتل تلا ہوا ہی اگر امتحان پر

لوہا ہی واہ کیا تری ابرو کی تیغ کا
چڑھنے کبھی گئی نہ یہ شمشیر سان پر

کچھ کم نہین یہ گور غریبان سے ہجر مین
چھائی ہوئی ہی کیسی اداسی مکانپر

صبح شب وصال مرے تیر آہ سے
غربال آفتاب ہوا آسمان پر

ایسا گیا ہی خشک غمِ ہجرِ یار سے
باقی رہا ہے پوست فقط استخوان پر

بھیجے اگر رقیب گلوری لگا کے
لکھا ہو نقشِ حب نہ کوئی اُسکے پان پر

تیرِ شہاب تیر پہ تنہا نہیں نثار
قربان کہکشان ہی تمھاری کمان پر

بلبل وہ ہوں اُڑوں جو قفس کو میں توڑ کر
صیاد ہاتھ مار کے رہ جائے ران پر

۱۰۹
باقی ہی عشق موسمِ پیری میں واسطی
جاتی ہی اب بھی جان کسی نوجوان پر

اُس پری نے جو منت کی بڑھائی زنجیر
جوشِ وحشت نے یہاں ہمکو پنھائی زنجیر

ہوں وہ دیوانہ کہ مانگی جو سعادت کی
نقرئی طوق ملا اور طلائی زنجیر

راہِ وحشت میں تھکا یہ کہ ذرا ہل نہ سکا
ہو گئی مجکو مری آبلہ پائی زنجیر

قید کرکے مجھے ہو کیوں نہ پشیمان ظالم
غل ہوا حشر کا برپا جو ہلائی زنجیر

آ گیا قید میں جب گیسوئے جانان کا خیال
اژدہا پاؤں کی مجکو نظر آئی زنجیر

دیکھ ظالم کہ ترے ہاتھ سے فریادی ہی
غل مچانے نہیں دیتی ہی دُہائی زنجیر

وہی ہشیار ہی جو غیر کا احسان نہ لے
وہی دیوانہ ہی پہنے جو پرائی زنجیر

وہ کندن سا چمکتا ہی عجب رنگِ بدن
نقرئی پہنو تو ہو جائے طلائی زنجیر

تنگ ہی زندان کہ نہیں پاؤں میں جنبش باقی
ناتوانی نے مری مجکو پنھائی زنجیر

قتل ہونگا یہ تھا جوشِ جنون میں مشتاق
خود بڑھے پاؤں اگر سامنے آئی زنجیر

یہاں وہ دیوانہ گیسو جو میں گلشن میں گیا
دوڑ کر موجِ لبِ جو نے پنھائی زنجیر

۱۱۰
واسطی سلسلہ جنبان ہوئی وحشت دلی
پاؤں سے اُٹھے اگر بعد رہائی زنجیر

آنکلا میں قید خانے سے دامن کو پھاڑ کر
زنجیر و طوق پھینک دیے توڑ تاڑ کر

آندھی چلی ہی باغ میں جب اپنی آہ کی
جڑ سے درخت پھینک دیے ہیں اُکھاڑ کر

شادی نصیب اہل جنون ہین جہان مین
گل ہنس رہے ہین باغ مین کپڑونکو پھاڑ کر

آیا خیال بیٹھ گئی ہو کہین نہ گرد
اُٹھے مری لحد سے وہ دامن کو جھاڑ کر

ثابت ہی نامہ بر اُسے منظور ہی لگاڑ
خط مین تمام حرف لکھے ہین بگاڑ کر

ساتھی تھے زندگی کے فقط خویش و اقربا
ٹھہرا کوئی لحد پہ نہ مردے کو گاڑ کر

وہ رند بادہ کش ہین کہ آنکھین نہین لے گئے
بنت العنب کو تاک کے تاڑیکو تاڑ کر

آنکھین ہین سبکی بند تجھے دیکھتا ہی کون
چلمن بنا نہ اوٹ نہ پردے کو آڑ کر

حاصل ہی کون بے ثمری کے سوا ثمر
جھنڈا چمن مین سرو پشیمان ہی گاڑ کر

جراح نے یہ داغ جنون کا کیا علاج
پھایا بنایا میرے گریبانکو پھاڑ کر

کیا پیر آسمان مین ہی قوت کہ پہلوان
زیر زمین کیے ہین ہزارون پچھاڑ کر

کاش آئے قید خانہ کی جانب بھی وہ پری
دیوانے دیکھ لین اُسے آنکھونکو پھاڑ کر

عاشق قد دراز کا چھوٹا جو قید سے
سیدھا گیا چمن مین صنوبر کو تاڑ کر

ہو منتظر جواب کا کیا خاک نامہ بر
نامہ ہمارا پھینک دیا اُسنے پھاڑ کر

جھنجھلا لیے میرے ہاتھ لگانے سے اسقدر
پھولون کے ہار پھینک دیے توڑ تاڑ کر

کیا پیر آسمان ہی کوئی طفل واسطی
کیا کیا بنا بنا کے گھروندے بگاڑ کر

۱۱۱

لگایا اُس قمر نے تیر دل پہ
چلے ابرو پڑی شمشیر دل پہ

تصور نے کیا کار مصور
کہ کھینچی یار کی تصویر دل پہ

صدا کسکی ہی یہ آواز بلبل
کہ فوراً کرتی ہی تاثیر دل پہ

کلام سخت سے برساتے ہو سنگ
یہ صدمہ میرے بے تقصیر دل پہ

سزاے عشق گیسو مل رہی ہی
نفس ہی درّۂ تعزیر دل پہ

طبیعت مین ہی اپنے خاکساری
لکھا ہی نسخۂ اکسیر دل پہ

کرے وہ بت جو ہر دم سخت باتین
گران گذرے نہ کیون تقریر دل پر

زبان یار سے نکلے گا جو حرف
یہان ہوجائیگا تحریر دل پر

نہ دیکھا سیر ہو کر روے قاتل
یہ صدمہ ہی تہ شمشیر دل پر

۱۱۲
اٹھاؤن واسطی کیا عشق سے ہاتھ
نہین قابو کسی تدبیر دل پر

تیرے کوچے مین ہم ای یار نہ آئین کیونکر
اضطراب دل مضطر کو مٹائین کیونکر

خوف غمازی ہمسایہ مٹائین کیونکر
اپنے گھر تجھکو مری جان بلائین کیونکر

جستجو مین ہو تقدیر موافق جبتک
اپنی تدبیر غلط سے تجھے پائین کیونکر

دلسے نکلے گی نہ حسرت کہ حیا مانع ہی
ساغر بادہ تجھین ہم نہ پلائین کیونکر

ہی یہ غیرت کا تقاضا آنکھین دیکھے نہ کوئی
مردم چشم سے ہم پردہ اٹھائین کیونکر

بدگمانی بھی کہتی ہی ہو غیر کا ذکر
قصۂ قیس سب تجھے کہکے سنائین کیونکر

مبتلا ہین ترے قیدی ہین گرفتار ہین ہم
تیری زلفون کی نہ لین جان بلائین کیونکر

دشمن جان ہین مگر ہین جفا پیشہ ہین
رحم کچھ ہو تو وہ عاشق کو ستائین کیونکر

کبھی وزدیدہ نظر سے نہین کرتے ہین نظر
شرم مانع ہی وہ آنکھین نہ چرائین کیونکر

بار کوہ غم فرقت سے دبے جاتے ہین
بوجھ جو اٹھ نہ سکے اسکو اٹھائین کیونکر

ہنسکے وزدیدہ نظر منھ کو چھپانا ہر دم
آگئین تمکو یہ طفلی مین ادائین کیونکر

موت بہتر ہی نہین سانپ کھلانا اچھا
الفت زلف مین ہم زہر نہ کھائین کیونکر

خوف آتا ہی کہ بچپن ہی نہ ڈرجاؤ کہین
ہم تماشا دل سوزان کا دکھائین کیونکر

۱۱۳
واسطہ غیر سے وہ رکھتے ہین دیکھو کیا ہو
واسطی آپ وہان جائین تو جائین کیونکر

کمر بندھی ہی ہماری عدم کے جانے پر
مگر یہ کوچ ہی موقوف اُنکے آنے پر

چمن میں ہوتے ہیں آمادہ جب وہ گانے پر
تو وجد کرتی ہے بلبل ہر اک ترانے پر

میں لاکھ بار گیا اُنکے آستانے پر
وہ ایکبار نہ آئے غریب خانے پر

یہ شوقِ زخم ہے جب یار نے کمان کھینچی
دل اپنا تیر سے پہلے گیا نشانے پر

جبیں سے کام ہے ہمکو نہ بتکدے سے غرض
سر اپنا ہے خم اُنکے آستانے پر

چمن میں خندۂ گل بیطرح ہے اے بلبل
گرے نہ برق کہیں تیرے آشیانے پر

پھری ہوئی ہے غضب مجھسے آسیا فلک
کہ دانت پیستی ہے مرے دانے دانے پر

وصال یار ہے ہمکو نصیب ان روزوں
زمانا اپنا ہے ظاہر ہے یہ زمانے پر

فراق میں میں بلاتا رہا نہ آئی کبھی
قضا نے روز بہانے کیے بہانے پر

کمال بار غم ہجر یار بھاری ہے
اُٹھاؤں سر پہ الٰہی اسے کہ شانے پر

ثبات موسم گل کا جو حال ظاہر ہے
سحاب روتا ہے غنچوں کے مسکرانے پر

ہوا سے اُڑ کے جو آئی ہے آنکھ پر وہ زلف
سیاہ ابر گھرا ہے شراب خانے پر

تمھارے کوچے میں اُڑتے پھریں جہاں چاہیں
ملائکہ کو دیے اسلیے خدا نے پر

جو ہمدمی مری فرقت میں کی تو شمع نے کی
کہ ساری رات یہ روئی مرے سرہانے پر

ابھی چکور کے مانند چاند اُڑ بھاگے
پڑے نگاہ جو میرے سیاہ خانے پر

ہوا سے اُس رخِ سیمیں پہ آرہی کاکل
غضب ہے سانپ کا قبضہ ہوا خزانے پر

۱۱۴ فلک نے نام کو دی واسطی ہمیں دولت
ملا جو قبضہ تو بندوق کے خزانے پر

روک لی تیغ اُسنے جب مجھ نیم جانکو دیکھکر
رہ گیا میں خستہ طالع آسمانکو دیکھکر

ناتوانی نے کیا یاروں سے شرمندہ مجھے
پھر گئے دروازے سے خالی مکانکو دیکھکر

حیرت اپنی لاغری پر تھی بہت مجھکو مگر
ہو گئی تسکین تری موے میانکو دیکھکر

دونوں رخسارے ترے یاد آگئے اے رشکِ گل
دل ہوا بلبل گلستان بوستانکو دیکھکر

مجھسا دنیا مین نہین غمگین کہ ہنسنے کی جگہ
اشک گرپڑتے ہین کشت زعفران کو دیکھکر

ای ہما جل جائیگی منقار گرمی سے تری
اک ذرا کھانا ہمارے استخوان کو دیکھکر

عاشق ابرو نہین ہی کون ای ناوک فگن
تیر پڑتے ہین جگر پر اس کمان کو دیکھکر

وصل کی شب کٹ گئی دم مین گیا گھر کو وہ مہ
واے قسمت رہ گیا مین آسمان کو دیکھکر

کیون جوانون کو نہو اسکی ہی الفت کا جوش
رال ٹپکی پیر کی جس نوجوان کو دیکھکر

کیون نہ گھبراتا جہان مین حضرت آدم کا دل
آ گئے تھے زندان مین گلزار جنان کو دیکھکر

پانون اٹھ سکتے نہین درماندگی سے راہ مین
ہاتھ ملتا ہون غبار کاروان کو دیکھکر

۱۱۵

واسطی میرے جو ہم صحبت ہین شاعر کیون نہون
بولتا ہی جانور بھی ہم زبان کو دیکھکر

کبھی ای مہ نظر لطف و عنایت مجھپر
روز رہتی ہی بلاے شب فرقت مجھپر

سخت دشوار ہی ترا غم فرقت مجھپر
کیا کہون مین جو گذرتی ہی قیامت مجھپر

شکر صد شکر کٹا تیغ گریبان سے گلا
نہوئی خنجر جلاد کی منت مجھپر

ابتلک آہ بھی لب پر نہین آئی دل سے
جھوٹھ افشاے محبت کی ہی تہمت مجھپر

ساکن گور غریبان جو سنین کانپ اٹھین
شب فرقت مین جو گذری ہی مصیبت مجھپر

ہفت افلاک سے جو اٹھ نسکا روز ازل
رکھدیا حق نے وہی بار محبت مجھپر

سیکڑون ساغر لبریز عطا ہوتے ہین
کسقدر پیر مغان کی ہی عنایت مجھپر

کارخانہ ترا الٹا ہی عجب واہ ای چرخ
غیر کو میری خوشی غیر کی آفت مجھپر

رنگ ہولی کا جو اس شوخ نے مجھپر پھینکا
مین یہ سمجھا کہ ہوئی بارش رحمت مجھپر

بہر تعظیم اٹھا پاس بٹھایا مجھکو
آج کی اسنے عنایت سی عنایت مجھپر

غیرت حسن ہوئی باعث رسوائی عشق
کاش موقوف نہوتی تری شہرت مجھپر

تیغ ابرو سے نہ ہی خنجر مژگان سے خطر
بلبے ثابت قدمی ختم ہی جرات مجھپر

دل کے مانند نہ پہلو سے جدا ہو بند — شاق ہے ایک گھڑی بھی تری فرقت مجھپر
بھولکر بھی نہ کبھی اُسنے لکھا نامۂ شوق — کبھی نازل نہ ہوا آیۂ رحمت مجھپر

116 جلوہ گر فوج یہ انجم کی ہوئی گردون پر
واسطی لائی ہے ڈاکا شبِ فرقت مجھپر

قضا ہنستی ہے تدبیر و دوا پر — طبیبو چھوڑ دو مجھکو خدا پر
گمان ہے سب کا اُسکے بادپا پر — روان تختِ سلیمان ہے ہوا پر
دل آیا جب سے اُس زلفِ دوتا پر — بلا ہر وقت نازل ہے بلا پر
ستون سے کب مکانِ تن ٹھہرے — غضب ہے پیر کو تکیہ عصا پر
مگس ران ہو اگر درکار اُسکو — چنور کے واسطے لاسئے ہُما پر
مہ و خورشید گر پائین اجازت — کرین سجدے تمھارے نقشِ پا پر
ہوا ہے گم مرے سینے سے جو دل — گمان چوری کا ہے دزدِ حنا پر
طبیبون کو گئین کیا تیرے بیمار — اثر معلوم ہوتے ہین دوا پر
ہزار وان ہوتے ہین اکدم مین بیجان — غضب کی باڑھ ہے تیغِ ادا پر
اُٹھا ئی یار نے گلزار سے گل — عجب گلزار پھولا ہے ہوا پر
الٰہی گردنِ مینا سلامت — ضعیفون کو ہے تکیہ اس عصا پر
جو وہ چاہے تو نکلے خلق سے کام — نظر بندیکو لازم ہے خدا پر
فدا لعلِ لب لعلین سے یاقوت — تصدق مشک زلفِ مشکسا پر
تصدق حسن کا ہے کشورِ حسن — عنایت کی نظر ہو مجھ گدا پر

117 اگر اے واسطی ہے عفو درکار
مناسب ہے پشیمانی خطا پر

دیکھ سکتا ہے کوئی کب تجھے اے رشکِ قمر — ہے کسے تاب نظر

نہ رہے حضرت موسی کیطرح غش مین خبر
عاشق زار کو ہے درد دل و درد جگر
چشم رحمت بکشا سوے من انداز نظر
اے ہما ہو جو ترا کوچۂ جانان مین گذر
تیرے عاشق کی تب غم سے ہے حالت ابتر
ہو گئی عمر بسر عہد جوانی گذرا
غافلو جاگو اٹھو باندھو کمر وقت سحر
ایسی سنسان شب ہجر ہے کیا مرگئے سب
بولتا ہے نہ مؤذن نہ کوئی مرغ سحر
دل مین ہے یاد تری سر مین ہے سودا تیرا
ترا ہی دیکھنا ہے آنکھ کو منظور نظر
آکے لاشے پہ مرے جان نہ تم منھ ڈھانکو
آنکھ مین مرنے کے رہتا ہے کہان نور نظر
خوب سمجھا ہون کہ ہے سب مین تجلی تیری
عرش سے فرش تلک چاہئے نظر جاے جدھر
نہ سمجھے جو ترا دل تو یہ ہے بات عجیب
سوز فرقت مین کرون نالۂ پر درد اگر
کون ہے جسکو تعشق ترا اے ماہ نہین
جستجو مین تری پھرتے ہین ادھر اور اُدھر
تیغ ابرو سے تری جان بچاتے ہین سب
یہ مرا دل ہے مرا حوصلہ میرا ہی جگر

چہرہ دکھلاؤ اگر
ہے بہت حال تبہ
اے شیرین دہن
کھو بادیدہ تر
کچھ بھی ہے تجکو خبر
کچھ بھی وقفہ نہ رہا
بج گیا کوس سفر
نہین کھاتا ہے سبب
اور نہ بجتا ہے گجر
جان ہے تجھپہ فدا
گوش مشتاق خبر
غمزہ بیجا نہ کرو
شوق سے دیکھو ادھر
کھل گئی آنکھ مری
تو ہی آتا ہے نظر
کیا کہون وای نصیب
کرے تجھ مین اثر
آسمان ہو کہ زمین
رات دن شمس و قمر
دہ تو ہے ہرتن غضب
کردیا سینہ سپر

چاہیے شام وسحر ولولۂ گریۂ شوق — اسکو دولت سے ہی فوق
ایکدم اشک بہانے سے نکر قطع نظر — ہو گا ہر قطرہ گہر

جسم کیا جان ہی کیا نطق ہی گیا عقل ہی گیا — نہ ملا اسکا پتا
واسطی تو ہی بتا دل ہو آیا ہی کدھر — تجھ ہی بی تجکو خبر

۱۸

شب وصل تمہیں کا لطف ہو جیسے بیان کیونکر — نہ ظاہر کریں سے اُس بت سے حال لامکان کیونکر
چھپینگے قید سے وابستۂ زلف بتان کیونکر — محبت تو قفل زندان زمین کی بیڑیان کیونکر
زمین کوے جانان سے اُٹھینگے ناتوان کیونکر — کریگا خاک کو برباد اُنکی آسمان کیونکر
نہ طاقت پا تو نہین باقی نہ پانیکی تاب ہی ہین — رہا ہے کیفیت جا بیٹھ ہم آستان کیونکر
بت منھ زور [illegible] نہین ہی [illegible] — رُکیگا روکنے سے توسن عمر روان کیونکر
پھرا گیا فلک میری طرح تیرے تجسس مین — جہان [illegible] ہو گا [illegible] کا جہان کیونکر
پتہ تاثیر نالے کو [illegible] ستم لازم ہی — نشانے تک رسائی تیری ہو بے کمان کیونکر
کبھی ممکن نہین ہی کاہ سے کوہ گران اٹھے — اُٹھاؤن بار درد ہجر کو مین ناتوان کیونکر
جگر ہو جان ہو دل ہو مری آنکھو کی پتلیان — گوارا پھر ہو تجسے مجھے یہ جان جان کیونکر
وفا گر وہ کرین تو ہم کہین پھر بیوفا اسکو — خلاف طرز معشوقانہ ہون وہ مہربان کیونکر
اثر ہی بعد مرنے کے بھی حاصل خاکساری کا — [illegible] دیکھون کریگی خاک میری رائگان کیونکر
ذرا دم لینے دے اے باغبان گلزار ہی یہ — [illegible] نکلکر ہم پھر [illegible] یہان کیونکر
نہین وہ ہون بے نشان غیر از [illegible] مکین ہین — الہی [illegible] آیا [illegible] آشیان کیونکر
نہین ممکن کہ الفت چھپ سکے آنسو [illegible] — [illegible] رشک کو کوئی نہان کیونکر
وہ وحشت ہی کہ وقتی بھی بیابان مین نہین پائے — مجھے [illegible] ڈالکر بیٹھا [illegible] کیونکر
کیا ہی قتل ہو جانیکا وعدہ اُس ستمگر سے — بھلا اے واعظو ہم کاٹ ڈالین اب زبان کیونکر
کسی دن تیلدار لاؤگے کہ خنجر آزماؤگے — ہمین فرماؤ عاشق کا کروگے امتحان کیونکر

119

زبان کو واسطی اخفائے رازِ عشق مانع ہی
نکالون مین زبان سے نالۂ آتش فشان کیونکر

سواری اُنکی دیکھین کیونہ رہرو شادمان ہوکر — سُمِ توسن دکھاتے ہین تماشا تپلیان ہوکر
جو نکلی آہ سوزانِ شب کو سوئے آسمان ہوکر — لگے جھڑنے ستارے چرخ سے برگِ خزان ہوکر
صفت ہوتی ہی کسسے اُس مسی آلودہ ہونٹھونکی — کہ ہی گلزار مین خاموش سوسن بی زبان ہوکر
یقین ہی ہمکو اے پیرِ مغان یہ باغ جنت ہی — جو آیا میکدے مین پیر بھی نکلا جوان ہوکر
ہما بھی ہی سگِ جانان بھی خواہان جسمِ لاغر کا — کرون کس کس کی دعوت ایک مشتِ استخوان ہوکر
عیان ہی دو جہان کا حال ہمکو نشہ ٔمی مین — ہوے کامل مریدِ حضرتِ پیرِ مغان ہوکر
تماشا ہے کہ چوپا ہا بنا ہی رقص کی محفل — ترے صدقے کے تپلے ناچتے ہین تپایان ہوکر
تلاشِ یار مرکر بھی نہ جائیگی نہ جائیگی — روان ہوگی ہماری خاک بھی ریگِ روان ہوکر
قبول حق نہ ہو کیونکر عبادت اہلِ رفعت کی — زمین پر سرنگون رہتے ہین کیسے آسمان ہوکر
نہ پوچھو عالمِ پیری مین کیفیت جوانی کی — ہوا جنگل سے بدتر باغ پامالِ خزان ہوکر
مٹادے نقشِ ہستی کو اگر شہرت کا طالب ہی — ہوا ہی نامورِ عالم مین عنقا بے نشان ہوکر
دلوکین رخنے ہین کیسے نگاہِ ناز قاتل کے — اُڑاتا ہی یہ ناوک کیا نشانے بے کمان ہوکر
مریضِ ناتوان مین ہی سکون نہ قرار بھی اپنی — رہی اپنی جگہ پر نبض کی صورت روان ہوکر
جہان مین سختیونسے ہمکو نرمی نے بچا رکھا — رہی محفوظ ہم بتیس دانتو مین زبان ہوکر
شبِ وصلت اگر وہ قصد گھر جانیکا کرتے ہین — پکڑ لیتے ہین دامن طفلِ اشک اپنے روان ہوکر

120

رخ اُسکا واسطی بعدِ خیالِ زلف یاد آیا
ہوے ہم داخلِ ملکِ حلب ہندوستان ہوکر

کہان اب وادیِ وحشت سے جاؤن ناتوان ہوکر — دبائے مجکو ظلِ کاہ جب کوہِ گران ہوکر
محبت مین نہ کیونکر شاد ہو مین ناتوان ہوکر — کہ ہون مطبوعِ عالم یار کا موے میان ہوکر

گھڑی شادی کی ہی آتا ہی میسر گھر مین وہ مہرو
چراغِ خانہ دیتا ہی یہ مژدہ گلفشان ہوکر

کسی نعمت کا کھانا ہجر مین کیونکر گوارا ہو
پھنسے جب حلق مین حلوائے مغز استخوان ہوکر

خیالِ یار سے کیونکر نہ آنکھین اپنی روشن ہون
نگین کو ڈانک چمکاتی ہی خاتم مین نہان ہوکر

ہمیشہ ہم رہینگے زندہ کیا غم جان جانے کا
غمِ الفت رہیگا تا قیامت دلمین جان ہوکر

وہ وحشی ہون کہ پرزے کر لیے تقسیم کا نٹون نے
تبرک بنگیا پیراہن تن دھجیان ہوکر

زہے غیرت تڑپ جاتی ہی روح اب تک زلیخا کی
نکلتا ہی جو سوے قبر یوسف کاروان ہوکر

ہنسا جسوقت جسنے اپنے جسم زار کو دیکھا
رہے ہم گلشن عالم مین شاخ زعفران ہوکر

ہوا مین اڑتے بال اسکے دم تحریر دیکھے ہین
یقین ہی حرف سب کاغذ سے اڑجائین ہوائی ہوکر

جھکا دی میں نے گردن سرکشو نکی خاکساری سے
وہ تو وہ ہون کہ مجھ تک تیر آتا ہی کمان ہوکر

نکل ای مرغِ جان تن سے کہان تک قید کی ایذا
قفس مین کیون پھنسا ہی طائر عرش آشیان ہوکر

فراقِ یار مین بہتا ہی کب جامِ میخواری
ہیون پانی تو آنکھون سے بہے اشکِ روان ہوکر

ٹھہر کر منزلِ ہستی کی دیکھے سیر کیا کوئی
کہ رکتا ہی نہین ہی عمر کا توسن روان ہوکر

۱۲۱	ہماری خاک سے ای واسطی گردش نجائیگی پھریگی شیشۂ ساعت مین یہ ریگ روان ہوکر

کہان جاؤن چمن سے باغبان مین ناتوان ہوکر
جو موج سبزہ پکڑے پاؤن زنجیر گران ہوکر

لپٹ جاؤن جو اسکے نیمچے سے نیمجان ہوکر
نیا مضمون نکالون صورتِ خط توامان ہوکر

یہ بھڑکی آگ دل مین مائل زلفِ بتان ہوکر
جو دم سینے مین جاتا ہی نکلتا ہی دھوان ہوکر

موئے پر بھی دل صدچاک نے تاثیر دکھلائی
لحد پر چادر مہتاب بچھی تو کتان ہوکر

پہونچ جاؤن خدا تک گو بھٹک کر دیر مین پہونچون
بتائے راہ کعبہ ہر صنم سنگِ نشان ہوکر

الٰہی کاروان سے چھٹ گیا ہی کون واماندہ
کہ سارا کاروان نالان ہی سنگ کاروان ہوکر

نہین کرتا وہ باتین ہمسے اسکے گم ہین ہوش اپنے
مٹایا ہی دہان یار نے ہمکو نہان ہوکر

جلایا نالۂ بلبل نے ایسا صحن گلشن کو
کہ ہر گل سے شمیم گل نکلتی ہے دھوان ہو کر

خیال ہے جو رہے مرکر بھی تیری خوش خرامی کا
بگولے خاک سے اٹھتے ہیں ہم اوس جہان ہو کر

جلایا بعد مردن بھی ترے کوچے کی حسرت نے
جہنم میں پڑے ہم داخل باغ جنان ہو کر

تو وہ گل ہے کہ آیا باغ استقبال کو تیرے
بنا سرو روان ہر سرو گلشن میں روان ہو کر

جو اس یوسف کو دیکھا راہ میں ایسا ہوا مضطر
کبھی اٹھا کبھی بیٹھا میں گرد کاروان ہو کر

کہے دیتا ہوں کیوں ماتم میں میرے ہاتھ ملتے ہو
اڑیگا شعلۂ رنگ حنا دم میں دھوان ہو کر

غزل پڑھکے جو کی ہے چاک تمنے ہی خیال اپنا
پھرینگے مرغ مضمون طائر بے آشیان ہو کر

ہوا جب پار تیر اسکا جگر سے صاف سمجھے ہم
کہ سر سے طائر اقبال گذرا پرفشان ہو کر

تب غم سے بسان شمع تن سب بہ گیا گھلکر
اٹھایا لطف یہ اس بزم میں آتش بجان ہو کر

شب فرقت گذر جاتی ہے جیسے رات ساونکی
رلاتا ہے خیال زلف آنکھونکو دھوان ہو کر

جو ہونگے میرے اعضا قیمہ قیمہ تیغ قاتل سے
کریگا شکر ہر موے بدن میرا زبان ہو کر

لڑکپن میں یہ عالم ہے کہ عالم تمپہ مرتا ہے
قیامت ڈھاؤگے آخر کو اکدن تم جوان ہو کر

شب ظلمت ہوئی خواہش اگر تمکو تماشے کی
نکل آئے ستارے آسمانپر پتلیان ہو کر

نہ ہوگا تنگ وہ قاتل ہماری سخت جانی سے
کرینگے تیز خنجر استخوان سنگ فسان ہو کر

گرا تھا نعل رستے میں جو تیرے پاے توسن سے
چمکتا ہے وہ ہر راہ اب ہلال آسمان ہو کر

گئے بے یار جب اے واسطی ہم سیر گلشن کو
رگیں پھولونکی آنکھوں میں لگیں چبھنے سنان ہو کر

۱۲۲

تعجب شاعرونکو کیا ہے میری خوش کلامی پر
تفوق ہے مرے استاد کو اہلی و جامی پر

ہرا کرنے گلوے خشک کو تر آب خنجر سے
ترحم آگیا قاتل کو میری تشنہ کامی پر

غنی درویش فیض آسمانسے سب برابر ہیں
تفوق اسلیے ہے چادر مہ کو تمامی پر

تری آنکھوں کی پلکوں پر گمان ہوتا ہے یہ سبکو
لکھا ہے حاشیہ گویا کسی نے شرح جامی پر

تری رفتار سے نسبت نہین کچھ چال کو اسکی
عبث طاؤس کو ہی ناز اپنی خوش خرامی پر

تری وصف دہن ہین بند لیا د طفل کے ہوے ہین
بحمد اللہ یہ میوہ کسقدر پختہ ہی خامی پر

کہون کیونکر یہ دلکو لیگیا دزد حنا اُس کا
کوئی دزدی کرے ہوتا ہی شبہہ دزد نامی پر

پڑھایا ہی سکندر نامہ اُس طفل دبستان کو
معلم نے بڑا احسان کیا روح نظامی پر

۱۲۳

گیا ای واسطی قیس حزین صحرائے وحشت سے
ہوا قائم ہین اُسکی مسند قایم مقامی پر

بلبل کا نطق بند ہی گفتار کے حضور
طاؤس گرد ہے تری رفتار کے حضور

گل آب آب ہی ترے رخسار کے حضور
گڑ گڑ گیا ہی سرو قد یار کے حضور

یوسف کو میری پردہ نشینی کا شوق ہی
آتا ہی کب وہ مردم بازار کے حضور

چاہے تو ایک آہ مین زندان کو پھونک دے
یہ بات کیا ہی تیرے گرفتار کے حضور

بوسے لیے ہزار نہ تعزیر دی کبھی
سچ ہی کہ قدردان ہین گنہگار کے حضور

آگاہ معرفت سے بخوبی کوئی ہو کیا
آتی نہین یہ جنس خریدار کے حضور

پردہ اُنھین تمام زمانے سے ہی مگر
بے پردہ ہین وہ طالب دیدار کے حضور

ظل ہما گدا کو جو کرتا ہی بادشاہ
ہی چند تیرے سایۂ دیوار کے حضور

ابرو سے بڑھ چلے ہین تو کیا مجال ہی
کیا قدر نیمچے کی ہی تلوار کے حضور

دیکھیگا کوئی آنکھ اُٹھا کر نہ ماہ کو
آئے تو تیرے چاند سے رخسار کے حضور

ہر چند ذکر یار مناسب ہی صبح و شام
پر خامشی ضرور ہی اغیار کے حضور

توڑے ہین محتسب نے خم و ساغر و سبو
کس منہ سے آئے حضرت خمار کے حضور

دیندار ہین تو مجمع کفار مین ہین ہم
کافر ہین ہم تو زمرۂ دیندار کے حضور

ہنگام قہر کیا ہی بد و نیک مین تمیز
ہستی ہی ایک برق شرربار کے حضور

بیجا تھا تجکو دعوی تقریر واسطی
نکلی زبان سے بات نہ کچھ یار کے حضور

۱۲۴ دشت خالی ہوے خونریز ہی وہ تیر ہنوز — ٹوٹتے جاتے ہین نخچیر پہ نخچیر ہنوز

گو کہ اک قطرۂ خون تن مین نہین ہی باقی — ہی مرے خون کی پیاسی تری شمشیر ہنوز

جادۂ دشت کو دیکھا تو جنون مین سمجھا — ہی مرے پانون سے لپٹی ہوئی زنجیر ہنوز

پھر گیا سر بھی شب ہجر مین ای نالہ و آہ — تمنے اپنی نہ دکھائی کوئی تاثیر ہنوز

قبر سلطان کی بنا موت نے آ کر ڈالی — قصر پورا نہوا تھا کوئی تعمیر ہنوز

جان بلب ہو نہین مجھکو زیست کی امید نہین — اور اطبا مین دوا اونکی ہی تدبیر ہنوز

لوگ جو خاک نشین تھے وہ ہوے صدر نشین — در بدر مجھکو لیے پھرتی ہی تقدیر ہنوز

آب کوثر بھی پیا داخل جنت بھی ہوے — لب پہ ہی لذت آب دم شمشیر ہنوز

عمر گذری ہی کہ زندان سے رہائی پائی — پر مرے شوق مین غل کرتی ہی زنجیر ہنوز

کیون تلون مر کے نہ نظرون مین کمان ابرو کی — سینہ و دل مین ترازو ہی ترا تیر ہنوز

کوئی نئے جرم پہ قاتل نے تہ تیغ کیا — کوئی ثابت نہین ہوتی مری تقصیر ہنوز

مجھ تہیدست کو دولت بھی ملی نہ کبھی کی — خاک ہی چھانتے ہین صاحب اکسیر ہنوز

جلوۂ عارض جانان نہ چھپا زیر نقاب — پردۂ ابر مین ہی مہر کی تنویر ہنوز

واسطی لوگ زیارت سے پھر آئے اکثر — تمنے دیکھا تو طرف روضۂ شبیر ہنوز

۱۲۵

خواب مین کیا مٹک کر لگا پانون ای قاتل دراز — جاگ اٹھا آنکھون کو ملتے دیکھ [illegible] ہی شمشیر دراز

قصۂ ہستی مرا کوتہ کیا اچھا کیا — نزع کی صورت ہوئی تھی تیغ ای قاتل دراز

نزع مین خویش و اقربا سے وصیت کیا کرون — وقت کوتہ ہی بیان آرزوے دل دراز

ہی درازی اسکی کاکل کی تو مشہور جہان — پر ہماری ہجر کی شب سے نہین اسکا دراز

سستی اعضا کا باعث ہی مقرر طول عمر — راہرو تھکتا ہی ہوتی ہی اگر منزل دراز

کیا ہمارے دیدۂ تر سے ہی خواہان تری — روز و شب بکتا ہی دریا دامن ساحل دراز

کس طرح سے سارے عالم پر نہو قبضہ ترا کہکشان سے بڑھکے ہی تلوار ای قاتل دراز
ہی اگر قصد عدم کر جمع زاد سفر ای مسافر دور ہی یہ راہ یہ منزل دراز

١٢٦
ہی دنی یہ چیخ اس سے واسطی ہانگو نہین کیا
ہاتھ کرتا ہی سخی کے سامنے سائل دراز

یوسف سے بھی سوا ہی مجھے میرا دل عزیز تجھسے نہین پرای صنم دل ربا عزیز
کوئی نہ دست مرگ سے ہمکو چھڑا سکا کام آئے یار دوست نہ کچھ اقربا عزیز
ہینے نثار اسپہ کیا دل تو کیا ہوا جان آشنا سے کرتے نہین آشنا عزیز
ہمکو پسند سایۂ دیوار یار ہے شاہون کو ہوگا سایۂ بال ہما عزیز
قیمت مین دے ہزار کوئی زر کبھی نہ لون تصویر تیری جان سے بھی ہی سوا عزیز
پہونچے قریب مرگ مرض طول ہو گیا چھوڑین فدا پہ کچھ نہ کرین اب دوا عزیز
وہ کون ہی کہ جسکو نہین ہی عزیز تو اس سے زیادہ یار ہی نام خدا عزیز
قربان جان اپنی فدا ہین دل و جگر تجھسے تو کچھ نہین مجھے ای دلربا عزیز
کیا چھوڑے مرا دل پر داغ تیری زلف ہوتا ہی گنج سانپ کو حد سے سوا عزیز
دولت کی آرزو نہین مجھ خاکسار کو اکسیر سے ہی بڑھکے تری خاک پا عزیز
غافل نہین ہون مین کسی یوسف کی یاد سے ہر وقت ہی زبان کو مری ورد یا عزیز
قیمت بغیر تو مجھے کیون دے گا ساقیا تیرا نہ مین عزیز نہ تو ہی مرا عزیز

١٢٧
کوئی نہین کسی کا زمانے مین واسطی
سب آشنا غرض کے ہین کیا دوست کیا عزیز

کبھی جاتا ہون جو اس بانی بیداد کے پاس آدمی اسکا روان ہوتا ہی جلاد کے پاس
ہون وہ بلبل کہ نہین خوف اسیری سے نجات آشیانہ ہی مرا خانۂ صیاد کے پاس
کون احسان طبیبون کا اٹھائے سر پر درد سر کا جو مداوا ہی تو فصاد کے پاس

کشتہ ہون اُس قد موزون کا وصیت ہی یہی
دفن ہو باغ مین مردہ مرا شمشاد کے پاس

صرف ہی سینہ خراشی مین عجب ناخن غم
تیز اسطرح کا تیشہ نہین فرہاد کے پاس

ہون وہ وحشی رگ جان تن سے نکلکر دوڑے
نیشتر ہو تری مژگان کا جو فصاد کے پاس

کرکے محبوس خبر تھا کہ قفس مین لے گا
کہ سوا دام کے دانہ نہین صیاد کے پاس

بوسہ اُنکے لب شیرین کا ہی کیسا شیرین
قند ایسا تو نہوگا کسی قناد کے پاس

زخم کھائینگے جو تن سپہ تو مزہ اُٹھیگا
ساتھ خنجر کے نمکدان بھی ہی جلاد کے پاس

بیٹھتا ہی مرے نزدیک تو مجنون اسطرح
جیسے شاگرد مؤدب کسی استاد کے پاس

ابکی سودا ہی بڑے جوش پہ لاؤ جاکر
کوئی بھاری سی جو زنجیر ہو حداد کے پاس

مرغ دل کیون نہ پھنسائین تری لفونکی لٹین
دام ہی دام نظر آتے ہین صیاد کے پاس

سایہ اُسپر جو ترے قد کا پڑا ہی او ترک
قمریان رعب سے آتی نہین شمشاد کے پاس

کون ہی سرو جو بندہ قد موزون کا نہین
خط غلامی کا تمہارے ہی ہر آزاد کے پاس

واسطی دور ہون اُس احسن [illegible]
کبھی آتا نہین [illegible] دل ناشاد کے پاس

۱۲۸

آرزو گل کی نہ ہی گلستان کی ہوس
ہی ہوس دل کو [illegible] سیر کوے جانان کی ہوس

اسطرح ہی مجکو سیر کوے جانان کی ہوس
جسطرح بلبل کو ہوتی ہی گلستان کی ہوس

ناتوان ہوکر کرون کیا کوے جانان کی ہوس
مور کو زیبا نہین ملک سلیمان کی ہوس

بوریا کافی ہی کچکول گدائی ہی بہت
مجھ گدا کو کب ہی تاج و تخت سلطان کی ہوس

اک جہان کو شوق ہی اُس جو کا دیکھے مکان
کون ہی جسکو نہین ہی باغ رضوان کی ہوس

کچھ اگر ہوتی تری چاہ زنخدان کی خبر
پھر سکندر کو نہ ہوتی آب حیوان کی ہوس

چاہتا ہی دل کہ کھائے زخم سر پوشیدہ زخم
تیغ ابرو کی ہوس ہی تیر مژگان کی ہوس

آرزو ہی خار صحرا کو پھٹے دامن مرا
پنجہ وحشت کو ہی میرے گریبان کی ہوس

سیب جنت بھی جو رضوان سامنے لا کے لے
یوسف دلکو ہی اُس سیب زنخدانکی ہوس

چشم طامع یا قناعت بھرتی ہی یا خاک گور
جیتے جی موقوف کب ہوتی ہی انسانکی ہوس

چاہتا ہی خیر چلا پائے تیرے ہاتھ سے
دیو کو ہی خاتم دست سلیمان کی ہوس

یار کا چہرہ دکھا یارب کہ ہی جوش شباب
فصل گل مین ہی تماشائے گلستانکی ہوس

اشکباری پر اگر آجائے اپنی چشم تر
خشکسالی مین کرین دہقان نہ بارانکی ہوس

۱۲۹
واسطی ہمجنس کو ہمجنس سے ہوتا ہی اُنس
ہون پریشان ہی مجھے زلف پریشانکی ہوس

فراق یار مین کرتا ہون بار بار افسوس
یہی ہی ورد کہ افسوس صد ہزار افسوس

شب فراق مین رہتا ہون بیقرار افسوس
نہ صبر دلکو نہ باقی ہی اختیار افسوس

نصیب یا ہمین چمن حسن یار مین گلچین
غم فراق ہی میرے گلے کا ہار افسوس

ہوا نہ مثل سکندر نصیب آب حیات
رہا مین بوسۂ لب کا امیدوار افسوس

چھپا یکبار بھی دیکھون نہ زلف عارض یار
تو کیون کرون نہ شب و روز لکھ بار افسوس

مین اُس پری سے کرون حال دل بیان کیونکر
جو ساتھ ساتھ رہین لوگ سایہ وار افسوس

ہمارے رونے سے کیا خاک فائدہ نکلا
کہ دل مین یار کے ہی ابتلک غبار افسوس

ہماری خاک کو برباد کردیا جب سے
نہ آیا فاتحہ کو بھی سر مزار افسوس

۱۳۰
بگڑتی جاتی ہی سرکار واسطی اُنکی
کچھ ایسے جمع ہوئے ہین صلاح کار افسوس

درہم کی ہی تلاش نہ دینار کی تلاش
آنکھونکو ہی تو دولت دیدار کی تلاش

کعبہ مین ہی گذر کبھی بتخانے مین گذر
گھر گھر پھرا رہی ہی ہمین یار کی تلاش

اُس گل کو ہی جو خط مجھے لکھوا کے بھیجنا
کرتا ہون کاتب خط گلزار کی تلاش

مطبوع کوئی شکل دکھائی نہ بخت نے
یوسف کی مدتون سر بازار کی تلاش

دیوانگی ہماری اذیت پسند ہی
ہر آبلے کو ہی خلش خار کی تلاش

جو لوگ بیگناہ ہین پوچھے گا اُنکو کون
عفوِ خدا کو ہوگی گنہگار کی تلاش

پایا کبھی نہ رزق مقدر سے بھی سوا
ثابت ہوا یہ ہمکو کہ بیکار کی تلاش

جاتا ہے سوے کعبہ کوئی کوئی سوے دیر
ساقی ہی ہمکو خانۂ خمار کی تلاش

سایہ ہی اُسکے بال ہما کا بھی ناپسند
جسکو ہی تیرے سایۂ دیوار کی تلاش

ہوتا نہین ہی خواب مین اک شب وہ سیمتن
رہتی ہی ہمکو دولتِ بیدار کی تلاش

دریا مین غرق ہوتے ہین لیکن غنی ہی دل
اس پار کی ہی فکر نہ اُس پار کی تلاش

اسلام و کفر سے الگ اپنا طریق ہی
تسبیح کی ہوس ہی نہ زنار کی تلاش

لڑنا ہی ہمکو چرخ سے ایدل کوئی تو آہ
ہنگام جنگ ہوتی ہی تلوار کی تلاش

زہد و ورع سے ہوتا ہی تعمیر ملک دل
مزدور کی ہی فکر نہ معمار کی تلاش

۱۳۱
ہستی سے کوچ ملک عدم کو ضرور ہی
ہی ہمکو واسطی کمر یار کی تلاش

شب وصل بتِ دلخواہ خاموش
مؤذن غل نہ کر للہ خاموش

مری دیوانگی مین ہین نئے رنگ
کہین ہون گاہ نالان گاہ خاموش

پکارو غیب کو تم جب سر بزم
رہے کیا بندۂ درگاہ خاموش

دکھایا جلکے داغ دل جو مین نے
رہا کھب کر وہ رشک ماہ خاموش

رقیب آگے مرے کرتا نہین بات
حضور شیر ہی روباہ خاموش

کبھی پوچھی جو راہ عشق ہم نے
رہا حیرت سے خضر راہ خاموش

کوئی پرسان نہین ہی صورتِ نَے
رہون مین خواہ نالان خواہ خاموش

۱۳۲
گدا ہی واسطی قسمت کا تا چند
یہ قصہ کر کہین کوتاہ خاموش

زلف اگر دیکھے کرے اپنا دل افسوس رقص
جسطرح گلشن مین کرتا ہی کوئی طاؤس رقص

چرخ کافر کو مرے نالون پہ کیا آوے گا رحم
برہمن کرتا ہی سنکر نالۂ ناقوس رقص

سعد و نحس سیارہ دیکھے چرخ پر سمجھا یہ مین
دیو کرتے ہین میان خانۂ منحوس رقص

تیری کرتی کی اگر چالاکی نظر آوے اسے
صورت صوفی کرے خوش ہوکے جالینوس رقص

بزم مین اس ترک کے پڑتی ہی جب تیغ نگاہ
ہوکے بسمل شمع کرتی ہی تہ فانوس رقص

شاد ہی اپنا دل پر داغ یاد زلف مین
جسطرح ابر بہاری مین کرے طاؤس رقص

شاد ہی دل گردش چشم بتان سے واسطی
دور ساغر کو سمجھتا ہی یہ کیکاؤس رقص

سنہ ۱۲۳

عالم حیرت ہی مجھکو انجمن سے کیا غرض
بلبل تصویر ہون صحن چمن سے کیا غرض

دور یار رفتنی پایان مرگ قسمت زلیخا
کام کیا تابوت سے مجھکو کفن سے کیا غرض

اسکی یاد اللہ لازم ہی تو اسکی راہ مین
اختلاف دین شیخ و برہمن سے کیا غرض

صحبت یاران ہمدم سے ہی لطف زندگی
حب وطن بیجا ہی جب جارے وطن سے کیا غرض

آستین دامن گریبان جوش وحشت مین ہین چاک
ہمسے عریانونکو پیراہن سے کیا غرض

مجھکو ہمدم اہل دنیا کے بیچ جا کر کیا کرون
حق ہی عزلت نشینون کو انجمن سے کیا غرض

یار سے آزردہ ہون دریا لنے کیا مطلب ہمین
پنہان کی جب جھوٹی سپارش ہی سخن سے کیا غرض

یا مریدونکو مبارک رخت زیبا ہی جنون
شوق عریانی ہی ہمکو پیرہن سے کیا غرض

صاف دل ہین ہم کدورت سے ہی ہمکو کام کیا
آئینہ ہی اپنی پیشانی شکن سے کیا غرض

کسکو دیتی ہی صبا مژدہ غیب گلگشت بہار
ہین داغ خونین دل ہمکو چمن سے کیا غرض

نکہت گیسو جانانسے معطر ہی دماغ
ہمکو ہی نافہ مشک ختن سے کیا غرض

بوسہ لب لیکے رخ پر دھرا ہی اسکے رخ
اب حلب مین ہوگئے وارد یمن سے کیا غرض

چھٹنگے جب یار یارو نسے تو پھر یاری کہان
روح کو ہی بعد مرنے کے بدن سے کیا غرض

سنگِ در اسکا پرستش گاہ ہی اپنے لیے | خانقاہِ شیخ و دیرِ برہمن سے کیا غرض
پھنس گیا ہی دل جو گیسو مین تو پھنسنے دیجیے | آپکو اس قیدیِ دامِ محن سے کیا غرض

۱۳۴ عقل و دانش ہی جو تجکو کر روش اپنی درست
واسطی سارے زمانے کے چلن سے کیا غرض

وصفِ عارض مین جو ہو تحریرِ خط | مہر کی پیدا کرے تنویرِ خط
لکھیے کیا یار کو تحریرِ خط | چاک کر ڈالیگا وہ بے پیر خط
یہ بھی گردش ہی مری تقدیر کی | پھر لایا قاصدِ دلگیر خط
آتے ہین بنکر ملائک نامہ بر | لکھ رہا ہی کاتبِ تقدیر خط
وصفِ عارض جب کیا مینے رقم | بنگیا قرآن کی تفسیر خط
ذبح جب ہوتے تھے ہم قاصد پھرا | یار کا آیا تہِ شمشیر خط
وصفِ خط و خال و زلف و رخ لکھے | بنگیا ہی صفحۂ تصویر خط
وصل کی امید سے دل ہی غنی | ہو گیا حق مین مرے اکسیر خط
سخت جانی سے ہی پتھر دل مرا | کیا پڑے لگا تجھسے ای شمشیر خط
ایک بھی لکھتا نہین ہی وہ جواب | کر چکے ہم سیکڑوں تحریر خط

۱۳۵ واسطی قاصد روان ہی سوے یار
چھوڑتا ہی کوئی کاغذگیر خط

رقم کیا ہی اسے ابتو اضطرار مین خط | بہانے کرکے آپ ہین یا وہ جلانے نار مین خط
اڑا لکین پر سے کہ پہونچائین کیسے یار مین خط | ہی ابتو نامہ رسانون کے اختیار مین خط
جو بعدِ مرگ پھرا کوے یار سے قاصد | تو دوستون نے مرے رکھدیا مزار مین خط
مجھے یہ ڈر ہی کہ قاصد کمال مضطر ہی | کہین کمر سے نہ گرجاے اضطرار مین خط
کدورتِ دلِ محبوب صاف ظاہر ہی | کبھی لکھا بھی تو لکھا خطِ غبار مین خط

کرین وہ قاصد اگر اعتراض گستاخی
تو کہیو اُسنے یہ لکھا ہی اضطرار مین خط

مکان یار جو معلوم نامہ بر کو نہ تھا
لیے پھرا وہ ہر اک شہر و ہر دیار مین خط

یقین ہوا کہ وہ گل یار سال سے ہی خفا
نہ اُس بہار مین لکھا نہ اس بہار مین خط

سنائین لوگ مجھے پڑھکے بدلے یسین کے
خدا کرے کہین آ جاے احتضار مین خط

چھپا کے یار کو لکھا تھا ہمنے عشق کا حال
گمان نہ تھا کہ پڑھیگا وہ گل ہزار مین خط

ہر ایک سطر ہو غیرت فزاے سنبل تر
لکھون جو مدحتِ گیسوے تابدار مین خط

تہی ہی دست و کمر نامہ بر کی کیا معلوم
کنوین مین پھینک کے آیا کہین غار مین خط

وہ سخت جان ہون نہ میرے بدن پہ ایک پڑے
ہزار ضربتِ شمشیر آبدار مین خط

۱۳۶
ضرور ہی کہ ہو پروانہ واسطی قاصد
کسیطرح تو پہونچ جاے بزم یار مین خط

ممکن نہین ہی خار سے دامان کی احتیاط
دستِ جنون سے کیا ہو گریبان کی احتیاط

رخسار یار کو نہ چھوؤنگا مین بے وضو
دیندار کو ضرور ہی قرآن کی احتیاط

ہی پنجۂ جنون کی درازی اگر یہی
کیا ہو سکیگی ہمسے گریبان کی احتیاط

چھینٹین مرے لہو کی نہ پڑ جائین وقتِ قتل
قاتل تجھے ضرور ہی دامان کی احتیاط

آنچل ہٹے نہ سر سے ڈوپٹے کا ایک دم
لازم ہی یار زلفِ پریشان کی احتیاط

اسلام و کفر اُس رخ و گیسو سے مل گئے
ہندو سے اب نہین وہ مسلمانکی احتیاط

حرص و ہواے دہر سے دلکی ضیا نہ کھو
صرصر سے ہی ضرور چراغان کی احتیاط

حرص و ہوا ہی سیل تو غیظ و غضب ہی برق
لازم ہی اپنے خرمنِ ایمان کی احتیاط

کہدو ملک نہ حشر مین تولین مرے عمل
منظور ہو جو پلۂ میزان کی احتیاط

۱۳۷
محنت سے مال جمع ہوا ہی یہ واسطی
دزد سخن سے چاہیے دیوانکی احتیاط

لفظ و معنی ہیں سب املا غلط انشا غلط
ہے کتاب ہستی موہوم سراپا غلط

مقصد منصور انا الحق سے یہ تھا حق پر ہوں میں
دار پر کھینچا اُسے جسنے وہی سمجھا غلط

ہے بجا مخمور عاجز ایک نشے سے جو ہو
ہو کے بندہ کیوں خدائی کا کرے دعویٰ غلط

بحسن و کاوا اک وہ ہے مصرع دیوان حسن
سرو گلشن سے ہے تشبیہ قد رعنا غلط

تم سوا مجکو کسی سے کام دنیا میں نہیں
غیر جو کہتے ہیں تمسے ہے یہ سرتاپا غلط

ایسے ہی ہوتے ہیں حسن عشق میں کیا زیبا
وحشت مجنون نہ لیلے سے دانائی لیلی غلط

دشت وحشت میں ہزاروں کی ہوئی ہی خاک
کچھ نہیں مضمون سطر جادۂ صحرا غلط

جب بیان کرتے ہیں وہ قصہ ہاے عشق کا
قصہ گو یوسف و مکتے ہیں یہ ہے قصہ غلط

لکھتے ہیں سب ایک نقطہ ہاے لب کے تلے
زیر لب ہرگز نہیں اُس خال کا نقطہ غلط

اسکے عنقاے دہن کا کب ہے ہستی میں وجود
کیوں اُڑاتے ہیں خبر یہ مردم دنیا غلط

۱۳۸
کچھ نہیں اس بات میں ای واسطی میرا قصور
میرے دیوان کو محرر نے اگر لکھا غلط

کھینا اپنی جان پہ ہے شرط
بازی عشق میں جگر ہے شرط

ہیں جہاں میں ہنر شناس بہت
آدمی کے لیے ہنر ہے شرط

بھولے بیٹھے ہیں کسلیے غافل
موت نزدیک ہے خبر ہے شرط

عشق میں نام سہل ہے لیکن
مثل فرہاد درد سر ہے شرط

راہ الفت میں چاہیے ہمت
لگے دینے کو کچھ جگر ہے شرط

ظلمت شام غم نے گھیرا ہے
مدد ای نالۂ سحر ہے شرط

قصہ ہجر طول ہے اُس سے
عرض احوال مختصر ہے شرط

دیدنی ہے وہ رخ حجاب میں بھی
اک ذرا تیزی نظر ہے شرط

ہے وسیلہ ظفر کا قصد سفر
گر ظفر چاہیے سفر ہی شرط

آپ آتا ہی دوڑکر معشوق
جذبۂ عشق مین اثر ہی شرط

١٣٩
سہل سمجھین بتون کا عشق نہین
واسطی اسمین صرف زر ہی شرط

کون کہتا ہی کہ اعجاز بیان ہی واعظ
اپنے نزدیک تو کچھ ہذیان ہی واعظ

وعظ اسن سنکے ترے دل ہوگئی ہین فگار
حق مین رندون کے چھری تیری زبان ہی واعظ

خوب دیکھا تو یہ سمجھے کہ ہی پھیکا پکوان
گرچہ اونچی تری ظاہر مین دکان ہی واعظ

کہائے جاتا ہی ہر اک شخص کا بک بک کے دماغ
مجھکو سودا ہی کہ تجھکو خفقان ہی واعظ

لوگ کہتے ہین جسے زخم سنان سے بڑھکر
حق تو یہ ہی وہ ترا زخم زبان ہی واعظ

عرش اعلی کی طرف کرتا ہی اشارا نادان
ہم جو کہتے ہین کہ اللہ کہان ہی واعظ

اس عمامے کے سوا اور نہین کوئی شرف
سر بزرگی تری رندون پہ عیان ہی واعظ

کیا ولا ولگا دم حشر مئے صاف طہور
شیشۂ مَی کیطرح پنبہ دہان ہی واعظ

تو برا انکو کہیگا تو کہینگے یہ بھی
شہہ مین رندون سے بھی آخر کو زبان ہی واعظ

مجلس وعظ مین یکون حسین آیا ہی
چشم رغبت سے جو اسکو نگران ہی واعظ

ہی یہین آئے تو فورا اسکی ملاقات کو چل
صاحب خلق بڑا پیر مغان ہی واعظ

دیکھو تو چل کے کہ رہتے ہین وہین سرو جوان
میکدہ ہی کہ کوئی باغ جنان ہی واعظ

تا شیانہ نہین میخوارونکی غیبت اچھی
کھا نہ مردار کہ ماہ رمضان ہی واعظ

تیرا کہنا تو سر آنکھون پہ مگر مہلت دے
کہ ابھی دختر انگور جوان ہی واعظ

١٤٠
آگئے دیوار بدیوار رہا سیچے لئے
واسطی اب نہین معلوم کہان ہی واعظ

تنگ آیا ہون مین سنکے بیان واعظ
کاٹ ڈالونگا کسی روز زبان واعظ

زخم پر زخم لگاتا ہی بیان واعظ
کاٹ تلوار کا رکھتی ہی زبان واعظ

مجلس وعظ سخن ہی جو ہو گوشِ شنوا
سرو منبر ہی تو قمری ہی بسانِ واعظ

دل مین آجاے تو ہوتے ہوے دم بھر چلو
بادہ خوار و ہی سرِ راہ مکان واعظ

باتین بڑھ بڑھ کے یہ رندونسے کیا کرتا ہی
بہی بڑھنا ہی تو گھٹ جائیگی شانِ واعظ

ہی بہت مرتبۂ پیرِ خرابات بلند
کب پہونچتا ہی وہان وہم وگمان واعظ

ماہ نو ابرو پہ خم کا دکھادے جو وہ مست
ابھی ہوجاتی ہی عیدِ رمضانِ واعظ

بھول کر منہ سے لگا نا نہ کبھی ای رند و
زہر ہی زہر ہی حلواے دکانِ واعظ

دخترِ رز کی لطافت کا اگر وصف کرے
موتیو نسے ابھی بھر دون مین دہانِ واعظ

بادہ خوارونکی ترقی ہی تنزل اُسکا
جانتے ہین یہ بہارا پنی خزانِ واعظ

دل لگی سمجھے نہ رندون کے بُرے کہنے کو
مفت برباد نجائے کبھی جان واعظ

لائق قطع و برید اسکو سمجھتا ہون مین
یہ جو مقراض سی چلتی ہی زبان واعظ

سنکے ذکر لحدِ تنگ شکنجے مین کھنچے
پھر نہ دکھلائے خدا مجکو مکان واعظ

شان مین اُسکی قصیدہ کوئی کہنا کیسا
مر بھی جائے تو نہون مرثیہ خوان واعظ

عرش سے بڑھکے ہی پرواز قدح نوشونکی
تا درِ خلد ہی حدِ طیران واعظ

۱۴۱ ا

واسطی دلکو کسی کے نہین ہوتا ہی اثر
روز کرتا ہی خطا تیرِ کمان واعظ

روشن ہی سب یہ گو نہ کہے کچھ زبان شمع
پوشیدہ ایک پر نہین سوزِ نہان شمع

دریا بہائے گر قطرۂ خون فشان شمع
ممکن نہین کہ کم ہو ذرا سوزِ جان شمع

آتش مزاج جو ہین نہین اُنسے چشم فیض
دیکھے کبھی نہ رزق ہما استخوان شمع

وہ شعلہ رو ہی تو کہ ترے سوزِ عشق سے
جلتی ہی صورتِ پر پروانہ جان شمع

کرتی صفت وہ عارض پر نور یار کی
گویا جو بزم دھر مین ہوتی زبان شمع

قرب حبیب مرگ ہی عاشق کیواسطے
پروانہ جل گیا جو ہوا میہمان شمع

جلنے سے گر کوئی پر پروانہ بچ گیا
تعویذ بن گیا وہ پئے حرز جان شمع

اس بزم مین ہی کون کسی کا شریک حال
کوئی بھی پوچھتا نہین اشک روان شمع

کیا وصف رخ مین تیرے کچھ اس سے کمی ہوئی
گلگیر نے جو بزم مین کاٹی زبان شمع

کس شب ستی کیطرح یہ جلکر ہوئی نہ خاک
پروانے کر چکے ہین بہت امتحان شمع

فانوس پانچہ کو کہین ہم تو ہی بجا
ہی ساق پاے یار پہ ہمکو گمان شمع

تن مین وہ سوز غم ہی کہ دیکھے جو میری نبض
انگلی لگی طبیب کی جلنے بسان شمع

ہوگا جو تیرے عاشق دلسوختہ کا کوچ
پروانے آگے لیکے چلینگے نشان شمع

باغ جہان مین رنگ تلون ہی کس قدر
شبکو بہار شمع ہی دنکو خزان شمع

۱۴۲
تاب سماعت تب غم کب ہی واسطی
قصہ سنون پتنگ کا یا داستان شمع

مرے دل کیطرح شب بھر جلی شمع
سحر کی جب ہوئی آمد چلی شمع

کسی پروانے کا پھسلا اگر پاؤن
زبانسے بول اٹھی یا علی شمع

بندھا مضمون جو اسکے ساق پاکا
عجب بندش کے سانچے مین ڈھلی شمع

بہار آئی کہ تم محفل مین آئے
برنگ نخل گل پھولی پھلی شمع

کسی پروانہ کو کیا دردسر ہی
دکھاتی ہی جو رنگت صندلی شمع

سواری کسکی نکلی شہر مین رات
کہ ہی ہر کوچہ مشعل ہر گلی شمع

جو یون بڑھکر کریگی بزم مین رقص
تو گل کردیگی دامن کی کلی شمع

برص سمجھے صباحت کو وہ اپنی
جو دیکھے تیری صورت سانولی شمع

جلائے کیون نہ دلکو تیرہ بختی
ہوئی جب شام محفل مین جلی شمع

۱۴۳
کہے اس رخ سے دعوی واسطی کیا
نہ دیوالی نہ ایسی باؤلی شمع

مال کی ہمکو نہ دولت کی طمع — ہی فقط کنج قناعت کی طمع
لقمۂ غم کی ہی یون خواہش مجھے — جسطرح بھوکونکو نعمت کی طمع
ایک تو بوسۂ لب شیرین کا دو — ہی زبانکو اپنی لذت کی طمع
ہین جہان مین طالب امر محال — جو یہان کرتے ہین راحت کی طمع
کون بہتر تھا بھلا زہاد سے — گر نہوتی انکو جنت کی طمع
خواہش می ہی ہمین یون ساقیا — جسطرح پیاسے کو شربت کی طمع
حال دیکھو صاحب اکسیر کا — خاک چھنواتی ہی دولتکی طمع
طمع رکھتے ہین غنی تیرے گدا — کب ہی انکو ملک و دولت کی طمع
حال قارون سنکے یہ ثابت ہوا — باعث آفت ہی دولتکی طمع
جمع کرتے ہین دولت بیحساب — ہی حریصونکو قیامت کی طمع
خاک اڑتی ہی ہماری بعد مرگ — ہی ترے باران رحمت کی طمع
ہی مزاج اس شوخ کا فرقت پسند — اپنے دلکو عیش و وصلت کی طمع

۱۴۴ عرصۂ محشر مین ہمکو واسطی — ہی پیمبر سے شفاعت کی طمع

پھولے نہ لالہ باغ مین دکھلا کے چار داغ — اپنے تو ہین جگر مین ہمارے ہزار داغ
کیا ہیے دلکو عشق مین ہونا گوار داغ — ہی حسن کی چمن مین پیدا ہوا داغ
آخر یہ سوز عشق مرے کام آئیگا — مرنے کے بعد ہوگا چراغ مزار داغ
مشتاق عاشقونپہ جو ہوجائین مہربان — طاؤس کو نہ دے کبھی ابر بہار داغ
ظاہر ہی آفتاب مین اور میرے دل مین فرق — پوشیدہ ہی یہان تو وہان آشکار داغ
شاید اسے بھی سرو چراغان بناؤگے — کیون پھیر دلکو دیتے ہو تم بار بار داغ
تھوڑے سے رہ گئے ہین مرے آشنا عزیز — دینا نہ اب تجھے مرے پروردگار داغ

محروم ہون نظارۂ چشم حبیب سے — دیتی ہی کیسی گردش لیل و نہار داغ
آنکھیں نہین ہین یہ ترے ہاتھو لئے ای قمر — ہین سینۂ سپہر مین یہ بیشمار داغ
عقبے کا عیش ہی نہین دنیا مین کچھ سبب — دکھلا رہے ہین باغ جنا نکی بہار داغ
پایا ہی وہ مزہ ابھی آسودگی نہین — ای چرخ اور دے ہمین دو تین چار داغ
ملتا ہی زر خزانۂ الفت سے واسطی — دیتا ہی داغ پر ہمین وہ گلعذار داغ

۱۴۵

کیا جلاؤن تہ روشن ترے مقابل مین چراغ — کب کوئی کرتا ہی روشن دنکو محفل مین چراغ
احتیاج روشنی شمع رالون کو نہین — ہی خیال رخ جانان اپنی محفل مین چراغ
ناتوان ہون چاہیے پہلے مجھے بہر قتل — ساتھ خنجر کے ہی لازم دست قاتل مین چراغ
ہون جو مین وحشی شب تاریک مین صحرا نورد — غول دکھلائین اگر آ کے منزل مین چراغ
خوف کیا تاریکی راہ عدم کا عشق مین — شعلہ ہاے داغ دکھلائینگے منزل مین چراغ
وہ بھی جلتا ہی شب فرقت مین وقت سحر — ساتھ دیتا ہی ہمارا وقت مشکل مین چراغ
غسل دریا کو جو آئے وقت شب وہ شعلہ رو — ہون حباب آب سب آغوش ساحل مین چراغ
غور سے دیکھو تو محفل سے نہین کم دشت نجد — قیس پروانہ رخ لیلی ہی محمل مین چراغ
ہو سکے کیا دخل ذروان خیالات جہان — جلتے ہین داغونکے اپنے خانۂ دل مین چراغ
ڈھونڈھنا لازم ہی پہلے اہل ہمت کا نشان — چاہیے کاسے کے بدلے دست سائل مین چراغ
چھا گیا ایسا جہان مین ترے نالونکا دھوان — دنکو اب درکار ہی ہر ایک محفل مین چراغ
آ گیا زندان مین کسکے رخ روشن کا خیال — بنگئے حلقے سلاسل کے سلاسل مین چراغ
ہو جہان معشوق خود کیسے ہین عاشق دور کر — کب طلب کرتا ہی پروانونکو محفل مین چراغ
جلوۂ معشوق کی ہی دیدۂ عاشق مین قدر — پھول ہین گلشن کے سب چشم عنادل مین چراغ
کور دلکو کب نظر آتا ہی معنی کا فروغ — واسطی بیکار ہی اندھونکی محفل مین چراغ

خود نہین جاتے ہین ہم کوچۂ جانانکی طرف
شوق کھینچے لیے جاتا ہی گلستانکی طرف

رخصت ای طوق و سلاسل کہ بہت دن گذرے
قصد زندانسے ہمارا ہی بیابانکی طرف

ضعف سے دل کا نہ ارمان جنون نہین نکلا
رہ گیا ہاتھ مرا اٹھکے گریبانکی طرف

ابر کو دیکھکے بہچا نہین طاؤسکا رقص
تخت بلقیسکا آیا ہی سلیمانکی طرف

دل جلانیکا سبق ہمنے جو تعلیم کیا
فاختہ اڑکے گئی سرو چراغانکی طرف

ویسے اس حورکی الفت نے بس اپنا مرگ گئی
تن ہمارا روح گئی روضۂ رضوانکی طرف

موت کی یاد فراموش نہو زندون کو
چاہیے روز گذر گور غریبانکی طرف

سامنا اس لب جانبخش کا جب ہو نہ سکا
لعل اجڑا اڑکے گئے گور غریبانکی طرف

نہین منظور کسی کی ہمین خاطر شکنی
ہم تو ہندو کی طرف ہین نہ مسلمانکی طرف

ہون وہ وحشی کہ مرے پانون جو بہکجاتے ہین
آبلے دوڑتے ہین خار مغیلان کی طرف

وادی نجد مین کیا منتظر لیلی ہی
کان مجنون کے ہین آواز حدی خوانکی طرف

نہین نکلا یہ تری چاہ ذقن سے خط سبز
گذر خضر ہوا چشمۂ حیوان کی طرف

مہر جو بے پردہ وہ رخ ذکر ہی کیا ذرون کا
چشم حیرانہ پڑے مہر درخشانکی طرف

۱۴۷	واسطی شاہ خراسان کی زیارت ہے منظور ہند سے کوچ کرو ملک خراسانکی طرف	

ہنگام سیر باغ جو آیا خیال زلف
سنبل پہ اپنے دلکو ہوا احتمال زلف

دل کو جو مانگتی ہی تو لے عذر کچھ نہین
ہمسے تو ہو سکیگا نہ رد سوال زلف

فارغ نہین ہین غمسے حسین بھی جہان مین
بیمار چشم یار ہی ابتر ہی حال زلف

تا صبح آٹھ پہر نظر آتے ہین خواب مین
رہتا ہے شام ہی سے جو ہمکو خیال زلف

سنگ جفا سے وہ کہین توڑے نہ استخوان
شانہ کرے سمجھکے سر گوشمال زلف

یارب اسکے حسن جوانی کو ہو زوال
خط کو سفید ہونے نہ دے انفعال زلف

ریش سفید پیر پہ ہنستے نہ یہ جوان
کچھ بھی جو اپنے دل مین سمجھتے مآل زلف

تائب ہی اب تو حسن پرستی سے دل مرا
کھنچے کمند بنکے اسے کیا مجال زلف

خوشبو ہی اسطرح کی نہ یہ پیچ ہی نہ خم
سنبل سے کیا سمجھکے کوئی دے مثال زلف

ہی چھوٹنا محال مقدر کے پیچ سے
دل سے کسیطرح نہین جاتا خیال زلف

خط سے ہوا و رضمون رخسار کی نمود
کس واسطے ہین آپ پریشان مثال زلف

چہرہ کا اسکے برق پہ ہکو ہو اگمان
ابر سیہ اٹھا تو گیا احتمال زلف

آگاہ واسطی ہی سفید و سیاہ سے
یہ خوب جانتا ہی کمال و زوال زلف

۱۴۸

مجھسا کوئی جہان مین نہین مبتلاے زلف
سر مین بھری ہی روز ازل سے ہواے زلف

افشان کے شوق مین یہ تماشا دکھاے زلف
تارے سب آسمان کے ابھی توڑ لاے زلف

ہرگز تمام ہو نہ عبارت کا سلسلہ
لکھین جو خط شوق مین ہم ماجراے زلف

روز سیہ کے دام مین ہر لیتے قید ہون
سر سے کسیطرح نہین ٹلتی بلاے زلف

شانے کیطرح سے جو زبانین ملین ہزار
ہرگز نہ کر سکون مین سر مو ثناے زلف

وجہ موافقت ہی پریشانی سرشت
زلف آشناے دل ہی تو دل آشناے زلف

اب اللہ جان بچیگا نہ اپنا متاع دل
خط سیہ بھی اسکا ہی رہزن سواے زلف

غازہ ہی روے یار کو خون دل و جگر
شانہ ہی اپنا پنجہ مژگان براے زلف

جوش جنون مین وصل کی عشرت کہان نصیب
اب ہتکڑی ہی ہاتھ مین اپنے بجاے زلف

حاضر نگا پھنسانے کو ہی اپنا مرغ دل
بہر شکار دام تو اپنا بچھاے زلف

کام آئینگے یقین ہی مرے مشت استخوان
شانے تو بعد مرگ بنینگے براے زلف

مجموعہ حواس کا شیرازہ کھل گیا
ہنگام شب چلی یہ پریشان ہواے زلف

دیکھینگے آفتاب تہ ابر کا فروغ
دامن مین لاکھ چہرے کو اسکے چھپاے زلف

ہوکر خجل چمن سے گریزان ہو مثل مال　　سنبل کو پیچ و تاب جو اپنی دکھائے زلف
اے دل نکل نہ سینے سے باہر شب وصال　　ڈر ہے نگل نہ جائے تجھے اژدہائے زلف

۱۴۹

دیوان مرا ہے چہرۂ معشوق واسطی
سطریں ہیں زلف دائرے ہیں حلقہائے زلف

یارب کوئی جہاں میں نہو مبتلائے عشق　　مرنا غم فراق میں ہے انتہائے عشق
پہلے جنون ہے بعد گذرنا جہان سے　　وہ ابتدائے عشق ہے یہ انتہائے عشق
محمود و قیس و وامق و فرہاد اور میں　　کس پر نہیں جہان میں نزول بلائے عشق
کی سیر آسمان و زمین کی تو یہ کھلا　　دونوں جہان میں خاک نہیں ہے سوائے عشق
مشکل ہے اشک و آہ سے فرصت تمام عمر　　دل میں مقام عشق ہے آنکھوں میں جائے عشق
کعبے سے کچھ غرض ہے نہ مطلب ہے دیر سے　　بیگانہ اک جہان سے ہے آشنائے عشق
پیدا کیا خدا نے مجھے عشق کے لیے　　ہے عشق میرے واسطے میں ہوں برائے عشق
کیون سر پہ بار منت عیسیٰ اٹھائیے　　اچھا نہو گا یہ مرض لا دوائے عشق
آتی ہے مجکو دیر و حرم سے یہی صدا　　واجب ہے سجدۂ در دولتسرائے عشق
دونوں جہان کا ہے وہ حقیقت میں بادشاہ　　ہے جسکے سر پہ سایۂ بال ہمائے عشق
کوئی ہو قتل اسکو غرض اپنی زیب سے　　خون ہزار کشتہ ہے رنگ حنائے عشق
ہے بادشاہ وقت حوادث سے کام کیا　　نیرنگی زمانہ ہے دلق گدائے عشق
داغ جنون عیان ہیں جو سر سے قدم تلک　　گلدوز ہے یہ تن پہ ہمارے قبائے عشق

۱۵۰

سمجھا در انتظار تو میگانت واسطی
یارب چمن میں باد کسے مبتلائے عشق

سمجھے اسکا جو پردۂ دولتسرائے عشق　　ہے حسن داخل حرم کبریائے عشق
ایسے کیے ہیں دل نے مرے نالہائے عشق　　آتی نہیں زبان سے صدا اب سوائے عشق

اُڑ جائین کوہ برہم و درہم ہون آسمان
اپنا جو زور شور دکھائے ہوائے عشق

اسنے لیے بدن مین چھپائے ہین استخوان
شاید کرم کرے ادھر آئے ہمائے عشق

کتنے گڑے ہین کوچۂ قاتل مین سیکڑون
مملو مسافرون سے ہی صحرائے عشق

کر تو زیارت لحد قیس نجد مین
ابتک یہ آرہی ہی صدا ہائے ہائے عشق

وہ کون عضو تن ہی کہ جسمین نہین ہی درد
ہو رنگ رخ شکستہ تو آئے صدائے عشق

کچھ رنگ بوستان محبت کا ہی جدا
کانٹونکو پھول کرتی ہی آب و ہوائے عشق

دشت جنون سے پھرکے یہ کیا آئین شہر مین
نا آشنا زمانے سے ہین آشنائے عشق

نعمت تمام خلق کی لبریز ہو جسکی
خالی ابھی ہی کاسۂ دست گدائے عشق

فرہاد و قیس و وامق کل سب ہین چھکے
تن پہ ہمارے ٹھیک ہوئی ہی قبائے عشق

عیش و نشاط ہم جہان ناگوار ہی
جلدی چراغ زیست بجھائے ہوائے عشق

آنا جو مین عدم سے نہ ہستی مین واسطی
پیدا کبھی نہ عشق کو کرتا خدائے عشق

۱۵۱

روز شمار کے ہی برابر شب فراق
دیکھین تمام ہوتی ہی کیونکر شب فراق

ہی دشت ہولناک مرا گھر شب فراق
خولونکی مشعلین ہین منور شب فراق

ہون سخت تنگ کس سے گلا کاٹکر مرون
قبضے مین ہی نہ تیغ نہ خنجر شب فراق

بستر پہ مثل مردہ پڑا ہی تن ضعیف
تاریکی لحد سے ہی بدتر شب فراق

ہی مثل زلف یار درازی اگر یہی
ہوگی نہ صبح تا دم محشر شب فراق

پوچھو نہ حال کچھ کہ مین زندہ ہون گور مین
دل اسقدر ہوا ہی مکدر شب فراق

روزن تمام کم دہن یار سے نہین
ہی غار اژدہا کہ مرا گھر شب فراق

انجم نہین ہین صاف مرے قتل کے لیے
گویا چمک رہے ہین یہ خنجر شب فراق

تا صبح تھا جو موت کے آنے کا اشتیاق
آنکھین مری رہین طرف در شب فراق

گذری شب وصال کہ چلتے تھے جام مے
لبریز اب ہی غم کا ساغر شب فراق

گردون پہ جو ستارہ ہی عقرب سے کم نہین
ہی کہکشان پہ شبہۂ اژدر شب فراق

رکتے نہین ہین آنکھون سے آنسو کسیطرح
دھو جائے کاش نقش نوشت کا دفتر شب فراق

برگشتگی نصیب کی یہ ہی کہ ضعف سے
سر پھر رہا ہی آتے ہین چکر شب فراق

شمع و چراغ مین تو کہان روشنی کا نام
گرد و نپہر ہی تو اماں انور شب فراق

مرغ سحر کی ہی نہ موذن کی ہی صدا
سنسان ہو رہا ہی مرا گھر شب فراق

پھر پھر گئی ہی در تلک آ آکے موت بھی
کیسا بچھرا ہوا ہی مقدر شب فراق

۱۵۲	نیند آ سکے خاک ایسی مصیبت مین واسطی زنبور سرخ ہین گل بستر شب فراق	

ہی عشق آب و رنگ گل روئے یار تک
وحشت کا جوش ہی ہمین فصل بہار تک

ہستی سے چل کے خوف ہی نہاروی کا کیا
تانتا لگا ہوا ہی عدم کے دیار تک

ہین فاتحہ کے بعد فنا ہم امیدوار
آؤ کبھی تو ہمارے مزار تک

یاران رفتہ کا کہین باقی نہین نشان
نقش قدم کہان نہین گرد و غبار تک

وہ ڈرا پیادہ حد سے سوا قیس ناتوان
پہونچا مگر نہ لیلی ناقہ سوار تک

ہر گام گو کہ ضعف نے مجکو تھکا دیا
آخر تو گرتے پڑتے گیا کوئے یار تک

پایا کہین جواب نہ اُس سبزہ رنگ کا
ہر چند ہند مین مین گیا سبزوار تک

وہ تاجور کہ جنکے مکان تھے فلک شکوہ
باقی نہین ہین انکے نشان مزار تک

ساقی بچا لئے ہیا ہمین ساغر شراب کے
انعام دینگے ایک سے تو ٹوٹے ہزار تک

ہوکر بشر ہون رزق سے کیا نا امید ہم
رہتے ہین گرسنہ نہ کبھی مور و مار تک

۱۵۳	لایا ہی دور چرخ وہان ہمکو واسطی جس دشت مین نہین شجر سایہ دار تک	

ای دل سمجھکے بوسۂ زلف سیاہ مانگ
اُڑتا ہوا یہ سانپ ہی اس سے پناہ مانگ

ملتے ہین اک سوال مین دونون جہان ہین
در پہ گدا کے بھیک تو ای بادشاہ مانگ

زیبا ہی کفش آبلۂ پا سے لئے قدم
سر سے خدا تو داغ جنونکی کلاہ مانگ

حاضر ہین جان و مال سے انکار ہی کسے
جو مانگنا ہو تجکو وہ ای رشک ماہ مانگ

عاشق نہ اسکی مانگ کا ہو ای دل غریب
اندیشہ ناک راہ ہی اس سے پناہ مانگ

دل گم ہوا ہی زلف مین ملتا نہین مگر
کنگی نہ کوئی اسکی نکالے گی راہ مانگ

خالی نہین ہی فیض سے اکرم در کریم
دیتا ہی بے طلب وہ نہ مانگ اس سے خواہ مانگ

ہو قصد باغ کا تو رخ اس لالہ رو کا دیکھ
پیاسا جو ہو تو اسکے زنخدان سے چاہ مانگ

مصرع در کریم پہ ہی یہ لکھا ہوا
جو مدعا ہو ہم سے طلب کر جو چاہو مانگ

شل ہون جو پانون طاقت رفتار کی طلب
کم سوجھتا ہو تجکو تو نور نگاہ مانگ

۱۵۴
آمادۂ ستم وہ صنم ہی تو واسطی
تو صبر کر خدا سے دعاے رفاہ مانگ

سوز غم سے یہ مرے سینے مین جلتی ہی آگ
سانس لیتا ہون اگر منہ سے نکلتی ہی آگ

فی الحقیقت وہ کنوان ہی خم مے ای ساقی
روز پانی کی جگہ جس سے ابلتی ہی آگ

سنگدل جتنے ہین آلتے ہی شرارت کی بنا
آہن و سنگ سے دیکھو کہ نکلتی ہی آگ

سوز دل سے ہی وہی حال مرے چہرے کا
رنگ زر جیسے تپانے مین بدلتی ہی آگ

سرکشی گرم مزاجون کی دم عجز بھی ہی
پانون رکھتی نہین پر دوڑ کے چلتی ہی آگ

تیرے مغرور پہ دم خاک کرین لوگ دعا
پھونکتا ہی جو کوئی اور بھی جلتی ہی آگ

۱۵۵
واسطی فصد جو کھلتی ہی جنون مین میری
سبکو ہوتا ہی گمان یہ کہ اُچھلتی ہی آگ

تلاش یار مین ہی رہ نما دل
لیے پھرتا ہی مجکو جا بجا دل

اگر ہوتا نہ زلفون پر فدا دل | تو کیون ہوتا بلا مین مبتلا دل
مین اُسکے ہجر مین مرتا ہون دن رات | کہ جسنے ہنستے ہنستے لیلیا دل
یہ سودا ہم سمجھکر مفت لیتے | جو بوسے کے عوض وہ مانگتا دل
ہوا کس بیوفا کا آشنا تو | برا تیرا ہوا ای نا آشنا دل
ہوے بیخود جو دیکھا جلوۂ حسن | تمھین پایا تو اپنا کھو گیا دل
کہین کیونکر نہ مجکو اہل دل لوگ | مین وہ ہون جسنے انکا دیدیا دل
دعا دی مجکو ملکر اُس پری نے | نہین دیکھا ہی ایسا باوفا دل
نجانیگی قیامت تک محبت | مبارک ہو تمھین صاحب مرا دل
سنے نالے تو بولا ظالم کرتے | ہوئی کم مقراض سنقار عنا دل
نہین اسوقت مین جاتا کہین دل | الٰہی ہو عنایت دوسرا دل
خفا اگر اسقدر مجسے ہی بت | خدا سے ڈر کہ ہی اللہ کا دل
نہین کھولے گئے لیکن داغ محبت | حقیقت مین ہی باغ دلکشا دل

۱۵۹

شہ جہان واسطی مین سوز غم سے
کہ شعلہ ہی مرے پہلو مین یا دل

سہل ہو جاتا ہی دم مین مری مشکل قاتل | ہی مسافر کے لیئے تیغ ہی منزل قاتل
استقدر کیسے ہی مانوس مرا دل قاتل | دہن زخم صدا دیتے ہین قاتل قاتل
پاؤن کیا کنج شہیدان سے ہلا سکتا ہی | تیری شمشیر کے جوہر ہین سلاسل قاتل
ناخن تیغ سے مشکل مین کھلی دل کی گرہ | حل ہوا آج مرا عقدۂ مشکل قاتل
زعفران ہی جو تلوار کا تیرے پہ مال | ہنس رہے ہین دہن زخم سے بسمل قاتل
سر بکف سامنے آیا دہ مین لوہو کے تماشے | کیا تماشا ہی ترے کشتونکی محفل قاتل
بسملون سے کل عاشق جو ترا دیکھا ہی | ہچکیون مین بھی ہی آواز عنادل قاتل

سر ٹپکتا ہون یہ ہی شوق شہادت مجکو　　یا خدا کیون ہی مرے حال سے غافل قاتل
تیرے کشتون کا دم نزع ہو گیا بیڑا پار　　بحر شمشیر کا کوسون نہین ساحل قاتل
چل کے مقتل سے نہ منھ پھیر کے دیکھا افسوس　　ہم پکارا کیے کس یاس سے قاتل قاتل
زار ہون زار نہایت مین بجز رسوائی　　کچھ بھی ہوگا نہ مرے قتل سے حاصل قاتل
دھبیان دلمین جو ترے چاند سے رخسار کا ہی　　چاندنی سے نہین ڈرتے ترے بسمل قاتل
ابرو و گیسو و مژگان کا تو مذکور ہی کیا　　روے معشوق کا ہوتا ہی ہر اک تل قاتل

واسطی قتل ہوا کچھ نہین مجنون بے تیغ
ہوگئی دید رخ صاحب محمل قاتل

۱۵۷

کھینچے جائے گا جو تو سیکڑون منزل قاتل　　کھینچ لائیگی کمند کشش دل قاتل
دوڑ کر آؤن نہ کسطرح تری محفل مین　　ہون مین مجبور کہ قابو مین نہین دل قاتل
ذبح کے وقت مقدر کی رسائی دیکھو　　خلد مقتل ہی مرا حور شمائل قاتل
کشتنی وہ ہون اگر قصد مین مقتل کا کرون　　آ کے لینے کو مرے سیکڑون منزل قاتل
اسقدر شوق شہادت مین تڑپتا ہون مین　　دل ہی سینے مین مرے طائر بسمل قاتل
اک نظر آنکو دکھا دے رخ سیمین اپنا　　سمجھیو مقتول دیت کے نہین سائل قاتل
عید قربان ہی ملتا ہی گلے سے کیا تیغ　　پہلے تو آ کے شہیدونکے گلے مل قاتل
عشق خط رخ جانانسے حذر کر اے دل　　ہی یہ سبزہ صفت زہر ہلاہل قاتل
تیری شمشیر کو کافی ہی یہی سنگ فسان　　میری چھاتی پہ جو یہ صبر کی ہی سل قاتل
سر جدا سینہ جدا ہاتھ جدا پانون جدا　　لاش میری نہین تشہیر کے قابل قاتل
قتل ہونا جو مرا خار رقیبونکو ہوا　　آج پھوٹے مرے سب آبلۂ دل قاتل
قدم شوق نہین شہپر پرواز سے کم　　دم مین جا پہونچون اگر ہو کئی منزل قاتل
کسکو مقتول کیا ہی کہ یہ بیتابی ہی　　ہاتھون سینے مین اچھلتا ہی ترا دل قاتل

مجکو اور غیر کو کر ایک سا ہی خنجر سے ذبح	چاہیے تجکو تمیز حق و باطل قاتل

۱۵۸	واسطی حسرت دیدار تو نکلے دم ذبح شکر صد شکر ملا حور شمائل قاتل

کسکو فراق یار مین ہی آرزوے گل	نشتر رگ دماغ کو ہی موج بوے گل
پھرتے ہین عشق باز بھی مشتاق سے کہین	کیسی ہوا چلی کہ رخ بلبل ہو سوے گل
رو کر چمن مین کرتے ہین بلبل کو ہم ذلیل	ہنسکر بگاڑ دیتے ہین وہ آبروے گل
پہول کبھی نہ اس رخ روشن کی ہو صفا	شبنم چمن مین لاکہ کرے شست و شوے گل
اوڑھے نہ چیخ عندلیب کی سوگند کھائیے	ہم صبح اٹھکے دیکھتے ہین پہلے روے گل
ہو اول پیشہ اس رخ گلگون کی ہی زبان	ہم کو تلاش لالہ نہ ہی جستجوے گل
بلبل کی کچھ صبا نے قفس مین نہ لی خبر	ڈھونڈون بھی اس طرف کبھی لائی نہ بوے گل
بلبل کو ذبح باغ مین صیاد اگر کرے	پھر اسکے خون کی جو روان ہو تو سوے گل
خوشبو سے جو چمن مین سے کسکے معطر ہوا چمن	کانٹون کو سونگھتا ہون تو آتی ہی بوے گل
جب حسن عشق ذکر نہین بزم یار مین	تذکرہ عندلیب ہی یا گفتگوے گل
مژگان کا وصف سنکے وہ کر خفا ہوا	جسکے کہ ذکر خار کیا روبروے گل

۱۵۹	صحن چمن سے سینہ پُرداغ کم نہین ای واسطی نہین ہی کہین آرزوے گل

اس باغ مین ہین کیسے تر و تازہ ہزار پھول	پھولا نہ ایک بھی صفت روے یار پھول
ہوے وفا کہان کہ ہمارے مزار پر	لا کر کبھی کسی نے چڑھائے نہ چار پھول
گھر ہی یار کا کہ دکان گلفروش کی	انبار ہر جگہ نظر آتے ہین ہار پھول
ہی بے ثبات گلشن ایجاد کی بہار	پھولین نہ چار دن کے لیے ای ہزار پھول
کیا پیر گلفروش کوئی میفروش ہی	ہر دم جو مانگتا ہی ہر اک بادہ خوار پھول

زر جسکے پاس ہو اُسے کیونکر خوشی نہو
یہ وجہ ہی جو ہنستے ہین بے اختیار پھول

وان زخم پہ خط یہان بدن زار و داغ سر
یہ پھول پہ ہین خار وہ بالائے خار پھول

منظور میکشی ہو تو گلشن مین آئیے
ساغر لیے ہوے ہین سر شاخسار پھول

نرگس مریض چشم ہی سنبل اسیر زلف
غنچے دہن پہ صدقے ہین منھ پر نثار پھول

جو داغ میرے سینے مین ہے انتخاب ہے
دکھلا رہے ہین باغ مین کیا کیا بہار پھول

بے بہرۂ ازل کو ہے کیا نفع باغ سے
رکھتا ہی پھل نہ سرو نہ نخل چنار پھول

۱۰۶۰ ای واسطی مین وحشی نازک مزاج ہون
مجھپر ذرا ہنسین تو کرین سنگسار پھول

ہرگز نہو سکے ترے رخ سے دوچار چشم
داغوں لیے ہو بدن جو ہمارا ہزار چشم

رکھتی ہے بسکہ حسرت دیدار یار چشم
مرنے کے بعد وا ہے میان مزار چشم

نکلے گی جان حسرت دیدار یار مین
ہرگز نہوگی بند دم احتضار چشم

ڈرتا ہون مین کہ یار کہین ہو نہ بدگمان
حسرت سے دیکھتی ہے عبث بار بار چشم

کس شہر کس دیار کی سیکھی ہے تمنے رسم
دل لیکے آپکی نہین ہوتی دوچار چشم

جس دل مین تیرا درد نہین ہے وہ دل نہین
دیکھے نہ جو تجھے وہ ہے بے اعتبار چشم

پڑ جائیگی نظر کمر یار پر کبھی
عنقا کا ایک روز کریگی شکار چشم

جو کچھ کیا وہ گردش تقدیر نے کیا
دل کی نہ کچھ خطا ہے نہ تقصیروار چشم

خانہ خراب دلکو ڈبوئیگی ہر جگہ
سونے نہ دیگی چین سے زیر مزار چشم

کم برق سے نہین ہی تجلی جمال کی
ہوتی ہے بند دیکھکے بے اختیار چشم

فرزند سے محبت مادر ہے آشکار
رکھے نہ طفل اشک کو کیون ہمکنار چشم

آئے ہو حال پوچھنے دیکھو تو اسطرف
کرتے ہو بند شرم سے کیون بار بار چشم

کیون کشت آرزو نہ ہماری ہری رہے
لبریز آب ہے صفت چشمہ سار چشم

ہرگز نہ سیر ہو جو ملین نعمتین ہزار | کتنا حریص ہی یہ سگ نفس چار چشم

۱۶۱
بھڑکی ہی آگ کیا دل سوزان مین واسطی
روتی ہی زار زار جو بے اختیار چشم

اُس آفتِ زمانہ سے ہو کر دو چار چشم | ہی مبتلائے گردش لیل و نہار چشم
اُس گل کی یاد مین ہو اگر اشکبار چشم | دکھلائے جوش بارش ابر بہار چشم
ہی ای نظر یہ تیرے سبب اشکبار چشم | نا دیدہ بازگشت سے ہی شرمسار چشم
بچتا نہین ہی کوئی خدنگ نگاہ سے | آہو تو ہی یہ آہوے مردم شکار چشم
آنکھین زلال کر مرے اشکونکو دیکھکر | لائی ہی ندر کو گہر آبدار چشم
نور بصر کدورتِ خاطر سے اُڑ گیا | آئی جو دل مین گرد تو لائی غبار چشم
دکھلائی تب فلک نے شب ہجر کی سحر | جب ہو گئی سفید شب انتظار چشم
بجلی گری جو ہجر مین ہو بیقرار دل | طوفان اُٹھے جو رونے لگے زار زار چشم
سونا کہان تصور دندان یار مین | گنتی ہی اخترونکو فلک پر شمار چشم
نیرنگی زمانہ ہی نیرنگ حسن ہی | دکھلا رہی ہی گردش لیل و نہار چشم
دو ہو گیا وہ جنبش تیغ نگاہ سے | کی جس سے راہ مین مرے قاتل نے چار چشم
جانا ہو نامہ لے کے مجھے نامہ بر تو جا | طوطی کی طرح سے نہ بدل بار بار چشم
ای دل ہی شرط سرمے کے دنبالہ سے اگر | اُس بت کی ہی ستارۂ دنبالہ دار چشم
واہی یہ مثل دیدۂ انجم سحر تلک | سوتی نہین ہی بند شب انتظار چشم

۱۶۲
رہتی ہی مثل دیدۂ نرگس کھلی ہوئی
ای واسطی ہی دید کی اُمیدوار چشم

ہو گئے ہین ذبح تیغ غمزۂ قاتل سے ہم | کم تڑپنے مین رہین کیونکر کسی بسمل سے ہم
روز کرتا اکسے نکلتے کوچۂ قاتل سے ہم | ہین مگر مجبور اپنے اضطراب دل سے ہم

روز ہم رندونکا تو بک بک کے کھاتا ہی دماغ
تنگ ہین ناصح تری تقریر لاطائل سے ہم

طالبِ دیدار کو کیا دوزخ و جنت سے کام
بارہا یہ سن چکے ہین مرشدِ کامل سے ہم

جنکے دل قابو مین ہین وہ راز سے واقف نہین
حال دل دینے کا پوچھینگے کسی بیدل سے ہم

چاہیے کعبہ کہین ابرو کو تیرے اے صنم
سنگ اسود کو جو دین تشبیہ تیرے تل سے ہم

دار فانی مین کہان مثل شرر ہمکو ثبات
آنکھ کھلتے ہی گذر جائینگے اس منزل سے ہم

دل سے دلکو راہ ہوتی ہی مثل مشہور ہی
تیرے دل کا حال پوچھینگے اب اپنے دلسے ہم

گرتے پڑتے جابجا ہر گام اٹھتے بیٹھتے
کوچۂ محبوب مین پہونچے بڑی مشکل سے ہم

در تلک تم بھی جو آؤگے تو کیا ہو جائیگا
طالب دیدار آئے ہین کئی منزل سے ہم

جب تلک دریا مین تھے ہستی تھی اپنی مثل موج
مٹ گئے جب ملگئے آکر لب ساحل سے ہم

لاغری مین ہی ارادہ پھر نہون ہرگز جدا
صورت جوہر لپٹ کر خنجر قاتل سے ہم

شوق ان جادو نگاہونکا ستاتا ہی ہمین
سحر جاکر سیکھ آوین کشور بابل سے ہم

۱۶۳
کیون پریرو ہمکو دیوانہ بناتے واسطی
کیا کرین ہین عشق مین مجبور اپنے دلسے ہم

نہ مجھے کفر سے مطلب نہ ہی اسلام سے کام
ہان تری ذات سے مطلب ہی ترے نام سے کام

دلکو ہی اسکے رخ و زلف سیہ فام سے کام
کون رکھتا ہی دیار حلب و شام سے کام

ابتو رکھا ہی قدم عشق مین ہونا ہو سو ہو
کچھ نہ آغاز سے مطلب ہی نہ انجام سے کام

چشم میگون کے تصور مین ہون بیخود ساقی
نشۂ مے سے نہ مطلب نہ مجھے جام سے کام

آنکھ آتی نہین اس فتنۂ عالم کی نظر
کب نکلتا ہی مرا گردش ایام سے کام

چشم بد دور مری آنکھین ہین بیدار پسند
کچھ بھی نکلے گا نہ قاصد خط و پیغام سے کام

تم تو فارغ ہو کہین فکر ستمگاری سے
تیرے دلکو نہ سہی راحت و آرام سے کام

رات کو آؤ اگر دن کو نہین آتے ہو
ہی فقط مجکو تو ای مشفق من کام سے کام

ہوس دانہ فقط دام مین لائی صیاد ۔۔۔ ورنہ کیا تھا مجھے اس کشمکش دام سے کام
مانگین اُس طفل سے کیا سیب ذقن کا بوسہ ۔۔۔ پختہ کارونکو نہین اس ہوس خام سے کام

۱۶۴ گالیان روز بہک کر جو دیا کرتا ہے
واسطی مجکو ہے اُس مست می آشام سے کام

اُسکے کوچے مین اب تجا ئینگے ہم ۔۔۔ صبر کو اپنے آزمائینگے ہم
اسلیے ہے تلاش مجنون کی ۔۔۔ اپنا قصہ اُسے سنائینگے ہم
خوف ہے اپنے ضعف سے ہمین ۔۔۔ ناز کیونکر ترے اُٹھائینگے ہم
غم ہی ہے تو ایک نالے مین ۔۔۔ ہفت افلاک کو جلائینگے ہم
دیکھا ایدل سوال وصل نہ کر ۔۔۔ وہ جو بگڑے تو کیا بنائینگے ہم
کہتے ہین دام زلف دکھلا کر ۔۔۔ سیکڑون مرغ دل پھنسائینگے ہم
ہجر مین پی کے تیغ کا پانی ۔۔۔ اپنے دلکی لگی بجھائینگے ہم
ہے اگر الفت کمر مین یہ ضعف ۔۔۔ دو ہی دن مین نظر نہ آئینگے ہم
بے حجابی پسند ہے اُسکے ۔۔۔ جام پر جام اُسے پلائینگے ہم
ہین وہ وحشی کہ حشر کر دینگے ۔۔۔ اپنی زنجیر اگر ہلائینگے ہم
اُسکے در پر جبین پر رگڑینگے ۔۔۔ خط تقدیر کو اگر مٹائینگے ہم
اُسکے رخ کے ہین دیکھنے والے ۔۔۔ آنکھ خورشید سے ملائینگے ہم
ہر طرح وصل اُس سے ہے منظور ۔۔۔ آپ جائینگے یا بلائینگے ہم

۱۶۵ آنکھ وہ فتنہ گر لڑا دیکھے
جان ای واسطی لڑائینگے ہم

شوق یوسف مین تگاپوے زلیخا دیکھین ۔۔۔ آؤ ہم تم سر بازار تماشا دیکھین
ہوشیاری نے پھنسایا ہے ہمین قید مین سخت ۔۔۔ کس مصیبت سے چھڑاے ہمین سودا دیکھین

ای پری حور اُتر آئے اگر جنت سے / آنکھ اُٹھا کر نہ ترے عاشق شیدا دیکھین

زور سے چلنے کا نہین رستم و سہراب سے بھی / آگے اُس ترک کے آنا ہو اگر آ دیکھین

ہی یقین پھر نہ رہے دعوے یکتائی حسن / کبھی آئینہ تو آئینہ سما دیکھین

نظر آتا نہین کچھ بے بصری کے باعث / دیدۂ دل ہو جو بیدار تو کیا کیا دیکھین

ارنی کہتے ہین دیدار کے طالب ہین بہت / اپنی طاقت تو ذرا حضرتِ موسیٰ دیکھین

حرف تم منھ سے نہ نکلے یہ اُڑین ہوش جو اس / نبض بیمار محبت جو مسیحا دیکھین

کان پھولون کی ملے دیدۂ نرگس ہم کو / کیا سُنین گلشن آفاق مین ہم کیا دیکھین

نقد جان کی ہی طلب خنجر جلاد کو روز / کب ٹلی سر سے ہمارے یہ تقاضا دیکھین

پھونک دین دلکو جو نالان نہ رہے اُلفت مین / ہمسے کیونکر ہو کہ ہم سر دیہ پالا دیکھین

قبر سے حشر مین اُٹھنا تو پڑیگا لیکن / ہمسے ہو گا کہ رُخ مردم دنیا دیکھین

کیا تماشا ہی کہ داغون سے چراغان ہون ہم / شمع دور کھڑے رہ کے تماشا دیکھین

دلکو اُلجھن ہی جگر منھ کو چلا آتا ہی / کب عیان ہوتی ہی صبح شب یلدا دیکھین

ماہ شعبان ہین ای ابرو قاتل دکھلا / کہ تجھے دیکھ کے ہم سبزۂ مینا دیکھین

ارنی منھ سے نکالین نہین پڑتی جرأت / جو نہ ہو قابلِ دیدار اُسے کیا دیکھین

شہر سے تنگ بہت آئے ہین ای جوشِ جنون / کوئی جنگل کوئی وادی کوئی صحرا دیکھین

۱۶۶ واسطی سینہ پر داغ ہی اپنا گلشن / اتنی خاطر کہ وہ آئین تو تماشا دیکھین

حال ابتر ہو تو گیسوئے رسا بن جاؤن / جسقدر عشق مین بگڑون مین سوا بنجاؤن

نامہ بھیجے جو طلب کا مجھے وہ غیرتِ گل / اسقدر جلد چلو مین کہ ہوا ہو جاؤن

آنکھین تلوؤن سے تو ہر گام ملو وقت خرام / کاش مین راہ مین نقش کفِ پا بنجاؤن

بیٹھتا ہی تری دیوار پہ آ کر ہر صبح / زاغ کو مد نظر ہی کہ ہما بن جاؤن

ساتھ چھوڑوں نہ کسی بھیس مین محبوبون کا / وہ اگر نکہت گل ہون مین صبا بنجاؤن

مرکے عشق لب جان بخش کا جانے نہ اثر / خاک بنجاؤن جو مین خاک شفا بنجاؤن

اہل دولت جو کرین طعن مری عسرت پہ / زرد خجلت سے ہون ایسا کہ طلا بنجاؤن

زیب معشوق رہے مد نظر صدمون مین / جالکے سرمہ ہون تو مین پسکے حنا بنجاؤن

گھٹکے دیکھی یہ تن زار ہوا ہی تو کیا / کاش اُس شوخ کا مین بند قبا بنجاؤن

مشتق فریاد سے قصد دل مجنون ہی کہ مین / گردن ناقۂ لیلےٰ کا درا بنجاؤن

فائدہ کیا ہی جو گھر بیٹھے ہوے جلتا ہون / کاش مین شمع مزار شہدا بنجاؤن

اے فلک کوئی تو ہو رنگ تکلف حاصل / رخت شادی نہ سہی شال عزا بنجاؤن

نہ پھرے رونے توجہ تری جانب سے کبھی / تو جو کعبہ ہو تو مین قبلہ نما بنجاؤن

۱۶۷ واسطی دلکو ابھی تک تو ہی شاہی کی ہوس / کوچۂ فقر مین پہونچون تو گدا بنجاؤن

شعرا بندش مضمون کمر کیا جانین / عالم غیب کی یہ لوگ خبر کیا جانین

وصل کا دن بھی کبھی لائیگا یا جائیگی جان / چاہنے والے ترے نفع و ضرر کیا جانین

زندگی تک ہی فقط گردش ایام کا غم / ساکن زیر زمین شام و سحر کیا جانین

دشت گردی ہی جدا گوشہ نشینی ہی جدا / خانہ پروردہ آرام سفر کیا جانین

کیون نہ بیدرد مرے اشک بہا پہ ہنسین / جوہری جو نہون وہ قدر گہر کیا جانین

رخت و عریان سہ بنی ایک ہی دیوانون کو / ہوش تک جنکو نہو عیب و ہنر کیا جانین

اہل ہستی ہین کہان واقف احوال عدم / جو وطن مین ہین وہ ایذائے سفر کیا جانین

دعوی حسن ہی بیجا ترے رخسار وںسے / یہ ملاحت یہ نمک شمس و قمر کیا جانین

خبر باغ قفس مین ہمین صیاد ہی کیا / پھل لائے کہ ہوے سبز شجر کیا جانین

جب نظر کیجئے چشموں سے ہی پانی جاری / روکنا اشک مرے دیدۂ تر کیا جانین

نیک جو ہین وہ نہین صحبت بد سے واقف | اہل مسجد کسی خمار کا گھر کیا جانین
عیش و آرام کے طالب ہین مجازی عشاق | مزۂ زخم دل و داغ جگر کیا جانین
گرچہ پیری نے بنایا ہی مجھے خاکستر | گرمیان وہ ہین جنھین برق و شرر کیا جانین

۱۶۸
واسطی دام و قفس سے نہین واقف ہم تو
باغ مین رہتے ہین صیاد کا گھر کیا جانین

بڑھ کے ہی جام جہان بین سے تماشا دلمین | کہ نظر آتی ہی ہر دم نئی دنیا دل مین
ادب حسن نے نہوے دیا بوسہ و کنار | وصل کی شب بھی رہی دلکی تمنا دل مین
اے اجل اور بھی دو روز مجھے دے مہلت | دیکھ ظالم ابھی ارمان ہین کیا کیا دل مین
اڑکے پہونچونگا مین کچھ اسکی گلی دور نہین | پر نکل آئینگے ہو شوق تو پیدا دل مین
ایسا آسان نہین بیمار محبت کا علاج | کچھ نہ کچھ سوچکے آئے ہین مسیحا دل مین
کیا عنایت ہی خدا کی کہ یہان جیتے جی | ہی خیال رخ و قد جنت و طوبی دل مین
آبلے پاؤن مین جتنے تھے وہ سب پھوٹ گئے | اے جنون بس وہی تھا جو پھپھولا دل مین
خال مشکین کا تصور نہین جاتا ہی کبھی | داغ سودا بھی ہی مانند سویدا دل مین
غمزہ و ناز مناسب نہین میرے آگے | جائے معشوقۂ دنیا کی نہین جا دل مین
کسقدر ہمکو ہی الفت جانان ہی عزیز | تن مین جان آنکھ مین پتلی ہی سویدا دلمین
مے سے گو جام ہمارا ہی تہی مثل حباب | ہی جگہ اپنی دل ساقی دریا دل مین
پاس آتے نہین ہرگز مین بلاتا ہون ہزار | نہین معلوم کہ وہ سوچتے ہین کیا دلمین
ہون وہ درویش کہ ہی ہاتھ مرا کوچۂ تنگ | وہ تونگر ہون کہ ہی وسعت صحرا دلمین
یاد گیسو مین جولی سانس تو خوشبو آئی | مشک نافہ ہی آئی کہ سویدا دل مین
یاد اللہ کی ہی احمد و حیدر کا خیال | کعبہ دلمین ہی نجف دلمین مدینا دلمین
واسطی کیسے شرف حق نے محمد کو دیئے | خلقت پاک ہوئی عہد شہ عادل مین

فرق پیری مین ہے آجاتا توانائی مین
چاہیئے بیٹھ رہون گوشۂ تنہائی مین

اپنے سائے سے بھی رم کرتا ہو وہ رشک پری
وحشت ایسی ہے کہان آہوے صحرائی مین

چاہتے ہین یہ خوشی تیرے نظارے کی صنم
پتلیان رقص کرین چشم تماشائی مین

بیخبر دلکو دیتا کہتے ہین ای زلف رسا
سر مو فرق نہین ہے تری یکتائی مین

رخصت سجدہ تو دربانئے ترے در پہ ملی
ای صنم کسکو تامل ہے جبین سائی مین

مجکو کیا کام نہ زندہ مرا مردہ وہ کرین
فرق آجائیگا اعجاز مسیحائی مین

شہر والون کے جو ہاتھون نے اٹھائے ہین ستم
ہم کرتے ہین بسر مردم صحرائی مین

یاد آیا جو ہمین اس سے لپٹ کر سونا
صبح تک نیند نہ آئی شب تنہائی مین

ترے رخسار گل ہے ایک جہان پروانہ
شمع کو دخل ہے کیا انجمن آرائی مین

رشک ہے سینہ پہ داغ سے میرے اسکو
داغ ہو وجہ نہین لالۂ صحرائی مین

کبھی کہتا ہون سر بزم جو اسنے کوئی بات
ہنسکے کہتے ہین اسے کہیے گا تنہائی مین

کسنے دکھلاکے یہ جلوہ ہمین بے چین کیا
پڑ گیا مفت خلل صبر و شکیبائی مین

حضرت شیخ جو پھرتے ہین لگائے عینک
اور کچھ بات نہین فرق ہے بینائی مین

کب مین روتا نہین گھر دیکھ کے انکے خالی
ایک دریا سا بھرا رہتا ہے انگنائی مین

۱۷۰

واسطی صحبت احباب ہے اپنی تو حیات
کسطرح خضر بسر کرتے ہین تنہائی مین

وہ دل بھی کوئی دل ہے کہ جسمین تو نہین
کس کام کا وہ گل ہے کہ جس گل مین بو نہین

کچھ غم نہین جو ضعف سے تن مین لہو نہین
غم تو یہ ہے کہ تیغ تری سرخرو نہین

جب تک کہ ہو خموش دہن مین کلام ہے
کچھ گفتگو کرو تو کوئی گفتگو نہین

عارض کا تیرے دیکھنے والا ہون ای قمر
آئینے کی نظر مین مری آبرو نہین

سنبل کو تیری زلف سے ہے کیا مناسبت
یہ خم نہین یہ پیچ نہین ہے یہ بو نہین

کہلائیگا وہ پیر مغان کا مرید کیا
جسکو نصیب بیعت دست سبو نہین

اے گل تری گلی مین ہین جبتک ہم مکین
گلشن تو کیا بہشت کی بھی آرزو نہین

اُنکا رقیب بانہ ہی قاتل کو قتل سے
کیا جان ہی سکے تو مرے روبرو نہین

کسکی نگاہ لطف سے مسجد ہی میکدہ
خالی شراب سے کوئی ظرف وضو نہین

دیوانہ ہو رہا ہون مین پہنی ہین بیڑیان
جسنے لئے ہاتھ یار کا طوق گلو نہین

آنکھ لینے دل سے ہو نہ جدا اے خیال یار
تیرے سوا کسی کی مجھے آرزو نہین

ناصح ہو نہ بری پند و نصیحت مین کیا اثر
آگاہ ذائقہ سے محبت کے تو نہین

گذرین ہزار رنج نہ نکلے زبان سے آہ
عادت تنگی کی ہمکو شکایت کی خو نہین

روتے ہین ہی خیال جو گیسوے یار کا
ڈرتے ہین کیطرح کسر آنسوؤن مین مو نہین

آئینہ کیطرح جسے جو رکھتے ہین دلکو صاف
ہین دوست نیک و بد کوئی اُنکا عدو نہین

اب تک اثر نہ تونے کیا دل مین یار کے
اے اشک کچھ نظر مین تری آبرو نہین

فصاد تر کرے ترا نشتر زبان خشک
اتنا بھی ضعف سے مرے تن مین لہو نہین

۱۷۱

رہتا ہی کیف بادۂ اُلفت سے مست یہ
کچھ واسطی کو حاجت جام و سبو نہین

یارونکے برخلاف جو صحبت ہی اندنون
ہمکو پسند گوشۂ عزلت ہی اندنون

اُس آفتاب وش سے جو فرقت ہی اندنون
ہر روز مجکو روز قیامت ہی اندنون

ظاہر ہی بات بات سے اک شور جنون
مائل کسی پری پہ طبیعت ہی اندنون

حاصل ہوئی ہی وصلت محبوب سیم تن
ہاتھ اپنا اور دامن دولت ہی اندنون

قصہ تمام لیلی و مجنون کا ہو چکا
میری تری جہان مین شہرت ہی اندنون

اُس لب کا بوسہ کم نہین آب بقا سے
ہم بھی خضر ہین موت سے فرصت ہی اندنون

دل کیون نہ شاد ہو کہ وہ لکھتے ہین خط پہ خط
ہر دم نزول آیۂ رحمت ہی اندنون

آ آ کے یار راہ سے پھرتا ہی اُلٹے پاؤن
برگشتہ مجھسے کیا مری قسمت ہی اندنون

کیا آئے وہ مسیح ہمارے علاج کو
ناساز دشمنونکی طبیعت ہی اندنون

فصل بہار آئی ہی گھر گھر خوشی ہی عام
ماتم کدہ بھی خانۂ عشرت ہی اندنون

آوازِ نا و نوش سے ایسے بھرے ہین کان
ناصح کی ناگوار نصیحت ہی اندنون

جام و سبو ہین سبزہ ہی ابرِ سیاہ ہے
گلشن مین بادہ خوارونکی صحبت ہی اندنون

باہر نہین نکلتے ہو تم چار چار روز
کیا دشمنونکی سست طبیعت ہی اندنون

گھر میکدہ مین سامنے ساغر شراب کا
قبضے مین اپنے کوثر و جنت ہی اندنون

۱۷۲
سارے جہانکی فکر غمِ ہجر واسطی
آئی اجل تو سب سے فراغت ہی اندنون

کہتا ہون شعر مدحتِ حسنِ ملیح مین
اس سے نمک ہی میرے کلامِ فصیح مین

جو حسن یوسفی ہی وہی حسن احمدی
باتی ہی گفتگو تو صبیح و ملیح مین

کہتے ہین جسکو فقر وہ ہی فخر کا سبب
مضمون درج ہی یہ حدیثِ صحیح مین

قاتل وہ تیری تیغ کا پانی کدھر گیا
کانٹے پڑے ہین پیاس سے حلقِ ذبیح مین

آسان پسند انکی طبیعت ہی نامہ بر
کہنا ذرا پیام زبانِ فصیح مین

کیسا مرض گذر ہو جو قبرِ حسین رضؓ پہ
خاصیتِ شفا ہی غبارِ ضریح مین

سب جانتے ہین اُسکی کمر کا نشان نہین
انکار کیا کرے کوئی امرِ صریح مین

اب تو یہ انکو میری ملاقات کا ہی شوق
ہوتی ہی نذر بیٹھتے ہین جیسے ضریح مین

۱۷۳
کیونکر ہو ایک وصف لب و چشم واسطی
ہی تفرقہ مزاجِ علیل و صحیح مین

جیسے پابند زلفِ جانان ہون
کیا کہون کسقدر پریشان ہون

کبھی خندان کبھی ہین گریان ہون
آجکل برق ہون کہ باران ہون

اٹھو آؤ مری عیادت کو — کوئی دم کا مین اور مہمان ہون
ای بتو سچ ہی دعوی الفت — جھوٹ تم کہتا نہین مسلمان ہون
ان جفاؤن پہ خامشی تا چند — ای پری مین بھی آخر انسان ہون
کسکو پروا ہی سیر گلشن کی — خود گل داغ سے گلستان ہون
ای فلک مجکو چشم کم سے نہ دیکھ — ذرۂ آفتاب تابان ہون
سیب فردوس بھی ملے تو نلون — طالب بوسۂ زنخدان ہون
ناز بیجا وہ مجھسے کرتے ہین — جنکی مین دوستی پہ نازان ہون
جمع ضدین امر مشکل ہے — وہ تو کافر ہین مین مسلمان ہون
کسکی تصویر آگئی ہی نظر — شکل تصویر مین جو حیران ہون
مجھسے بچتی ہی خلق آفت مین — کشتی نوح وقت طوفان ہون
دوستون کا مین دوست ہون دلسے — دشمنون کا مین دشمن جان ہون
خود ہون بد پر ہون رہروونکی پناہ — دشت مین سایۂ مغیلان ہون

۱۷۴ واسطی کج روی سے کیا واقف — مین تو سیدھا سا اک مسلمان ہون

ذرے افشان کے نہین زلف بت بے پیر مین — اڑتی پھرتی ہین یہ پریان خانۂ زنجیر مین
موت آئی عشق ابروے بت بے پیر مین — ڈوبتا ہون قلزم آب دم شمشیر مین
بیکر تھی بیرہن تھی وہ کھنچی جسدم شبیہ — دو جگہ قرطاس سادہ رہگیا تصویر مین
قید مین بھی بسکہ ان آنکھونکا رہتا ہی خیال — دیدۂ بادام ہین حلقے مری زنجیر مین
ہوگیا احسن لف پہ چین تک جو میرا دسترس — کشور چین آگیا بالکل مری جاگیر مین
وصف خط سبز مین جسوقت کھلتی ہی زبان — طوطیونکو بند کردیتا ہون مین تقریر مین
آب سے باہر نہین پاتے ہم ای قاتل نشین — فلس ماہی ہین کہ جوہر ہین تری شمشیر مین

کھینچتا ہی اُس حسین کی تو جو ای مانی شبیہ — صرف رنگ روے یوسف کھاے تصویر مین
دولتِ دیدار لوٹے گی ہماری چشمِ شوق — منھ چھپاے لاکھ قاتل دامن شمشیر مین
جانتا انجام ہستی کا اگر مین ناتوان — چھپ رہا ہوتا شگافِ خامۂ تقدیر مین
وہ مسیحا ہو مرقع کی جو تمنے سیر کی — جان تازہ پڑ گئی ہر پیکرِ تصویر مین
چاہتی ہی یہ ادا اُس ترک کی وقت نماز — سو نمازی ذبح ہون ہر نعرۂ تکبیر مین
کیا لکھون تعریف مین اُس گیسوے پُر پیچ کی — پیچ کا مضمون ہی آسکتا نہین تحریر مین
حاجتِ رنگِ حنا کیا تجکو ای ناوک فگن — دست و پا گلرنگ کر خونِ تنِ نخچیر مین

۱۷۵	بہر تسخیر جہان ہو کیون نہ کافی واسطی اسم اعظم مرتضےٰ کا نام ہی تسخیر مین

خیر کیسی آفتِ زلفِ بتانِ بے پیر مین — بولتی ہین روز کڑیان خانۂ زنجیر مین
جب لگا کرنے مین اُنکی زلف پیچان کی ثنا — پڑ گئی لکنت سے گتھی رشتۂ تقریر مین
کھینچتے ہین جب ہماری چشم گریان کی شبیہ — ڈوب مرتے ہین مصور قلزمِ تصویر مین
نا قبولِ خلق ہون ایسا جو مین کھنچا ہون — خون اُترتا ہی چشمِ جوہرِ شمشیر مین
تیرے دیوانے کے آگئے ہین جو زندان مین قدم — شادیانے بج رہے ہین خانۂ زنجیر مین
اشکِ خون رویا اگر مین کرکے اُس ابرو کو یاد — بھر دیے یاقوتِ احمر دامنِ شمشیر مین
ہاتھ آئے کسطرح جو شے مقدر مین نہو — ہو گئی عمر اپنی آخر وصل کی تدبیر مین
جان دیتے ہین ہم تو اُنکی زلفِ پیچان پر جو لوگ — حشر کے دن آئینگے جکڑے ہوے زنجیر مین
رنگ لایا دیکھ ای قاتل مرا خونِ سیاہ — بن گیا یہ سرمہ چشمِ جوہرِ شمشیر مین
رو کے دھو ڈالونگا مین تحریرِ قسمت کو تمام — دیکھکر آنکھین بنا ما نی مری تصویر مین
حسن کے کشور کی دی تمکو خدا نے سلطنت — شاہی ملکِ جنون لکھی مری تقدیر مین
کیا حرارت تن مین ہی جسدم کیا تجکو ہدف — ہو گیا پانی کا قطرہ گل کے پیکانِ تیر مین

کاتب تقدیر کو کیا جانے کیا آیا خیال
حرف سب اُلٹے لکھے میری خط تقدیر مین
بارہا جو کر چکے تفسیر قرآن مجید
رہ گئے عاجز کلامِ یار کی تفسیر مین

۱۷۶
موت اگر آئی تو آئی کربلا مین واسطی
ہون اگر مدفون تو صحن روضۂ شبیر مین

اُسکے دیدار کی پیری مین بھی اُمید نہین
ہو چکی صبح مگر جلوۂ خورشید نہین
آبِ شمشیر ہی یا آب بقا ہی قاتل
کون کشتہ ہی کہ جو زندۂ جاوید نہین
کوچۂ عشق نہین مسلخ قصاب سے کم
مرگ ہی مرگ ہی یان زیست کی اُمید نہین
کیون نہ ہم مست ہون احوال جہان سے واقف
کون پیمانہ ہے جو ساغر جمشید نہین
بیٹھتا ہی کبھی گانے کو جو وہ مہر لقا
چرخ کہتا ہی کہ کچھ رتبۂ ناہید نہین
کوے سفاک سے کیا خاک پھریگا قاصد
خط تو لکھا ہی جواب آنیکی اُمید نہین
یار کے گلشن عارض مین ہین ہر رنگ کے پھول
گل مہتاب نہین یا گل خورشید نہین
شجر فکر کے ہیں تازہ معنا مین ہین ثمر
کیون نہ پھل لائے کہ یہ سرو نہین بید نہین
جھوٹ کرتے ہین ثنا اُسکی کمر کی شاعر
کبھی معلوم کسی شخص کو یہ بھید نہین
تو وہ ہی سینۂ صد چاک ترے تیرون کا
کس جگہ دیکھ تو سوراخ نہین چھید نہین

۱۷۷
واسطی زیست کا دنیا مین بھروسا کیا ہی
کہ سوا ذات خدا کے کوئی جاوید نہین

اس ستم پر خطر روز جزا ہی کہ نہین
آخر ای بت کوئی تیرا بھی خدا ہی کہ نہین
ای طبیبو مجھے بتلا دو اتنا
مرض عشق کی کوئی بھی دوا ہی کہ نہین
روز ہائے کس طرح مین تو ہون قربان تجھپر
مہر تجھسے تجھے ای ماہ لقا ہی کہ نہین
ای فلک شکوۂ بیداد جو مین کرتا ہون
تو ہی انصاف سے کہدے یہ بجا ہی کہ نہین
تو کہان اور حسینونکی کہان گرمی بزم
ای سپند اب تجھے اچھل پڑنیکی جا ہی کہ نہین

میرے ہوتے کہ ہدف ہونے پہ مرتا ہون مین
تیر غیرون پہ لگاوے یہ خطا ہی کہ نہین

نازکرا ہی کمر یار نہ باریکی پہ ہ ہ
یہ تن زار مرا تجھسے سوا ہی کہ نہین

دعوی حسن نکر دیکھ تو آئینہ کو
دوسرا تجھسا حسین ماہ لقا ہی کہ نہین

دشت وحشت سے یہ کانٹونکی صدا آتی ہی
ترکرے ہمکو کوئی آبلہ پا ہی کہ نہین

چشم محبوب سے دعوی تجھے ہمچشمی کا
دیکھ نرگس تری آنکھونمین حیا ہی کہ نہین

کمر یار ہی غائب تو دہن ہی معدوم
نہین معلوم کہ کچھ انکا پتا ہی کہ نہین

۱۷۸

واسطی کیون نہ شگفتہ ہو ترا غنچۂ دل
کوچۂ یار مین جنت کی ہوا ہی کہ نہین

کرتا ہی غیر شانہ اُس زلف دلستانمین
ہان دردہو رہا ہی ہر ایک استخوانمین

ہین مرغ خوشنوا ہم اُس گلستان جہانمین
جھگڑا اپڑیگا بیشک صیاد و باغبانمین

اس گل کو دیکھنے ہم آئے ہین اس جہانمین
شوق جمال یوسف لایا ہی کاروان مین

دعوت سگ و ہما کی ہمکو ہی کون مشکل
دونون تو سیر ہونگے اک مشت استخوانمین

جائینگے ساتھ لیکر زاہد کو میکدے مین
کیا لطف ہی جو تنہا داخل ہون ہم جنانمین

عاجز ہی ناوک افگن ہمکو ہدف بناکر
تیرونکے پھسکتے ہین چلے نہین کمانمین

حاجت چراغ کی ہی کیا مفلسون کے گھر کو
شمع قمر ہی روشن فانوس آسمان مین

ہین صورت چراغان داغونسے دونون پہلو
پروانہ دل اپنا جلتا ہی درمیانمین

کرتے ہین باغبانی تا فصل گل خوشامد
پھر بات بھی نہ اُسکی پوچھینگے ہم خزانمین

تعریف گلرخونکی وردزبان ہی ہر دم
منھ مین زبان نہین ہی بلبل ہی آشیانمین

دیوانہ ہو نہین ایسا بازار مین جو آیا
بہتیری نے غل مچایا صدا دلی دکانمین

پیاسی مرے لہو کی ہر دم ہی تیغ قاتل
ہر چند اسکو سمجھو کاٹے ہین یہ زبانمین

ہستی مین بھی علاقہ رکھتے ہین ہم عدم سے
غالب ہی اس جہانمین روح اپنی اُس جہانمین

وہ تو قفس سے اڑ کے پہلے چمن مین پہونچے
صیاد جانتا ہے بلبل ہے آشیان مین

خط سیہ نے چہرہ اس گل کا چھپا لیا ہے
داخل ہوا یہ کافر کس راہ سے جنان مین

فرقت کی شب لگائی کیا تیر آہ ہم نے
انجم نہین پڑے ہین سوراخ آسمان مین

اے واسطی جو اسنے شمشیر ناز کھینچی
سمجھے تھے جو عاشق ٹھہرے وہ امتحان مین

۱۷۹

روز آ کر ہوا دامن کی دیجاتا ہے کون
آتش سودا نہین معلوم بھڑکاتا ہے کون

دہر وسمہ کے آئینے پیش نظر لاتا ہے کون
کوئی روشنگر نہین تو انکو چمکاتا ہے کون

کوئی گل ہے زرد کوئی سرخ کوئی ہے سفید
باغ مین نیرنگیان قدرت کی دکھلاتا ہے کون

کوچۂ قاتل مین ظاہر تو نہین ہے کوئی لاگ
پھر خدا جانے ادھر کھینچے لیے جاتا ہے کون

کشور حیرت کے ساکن زندہ ہین مثل پلک
گل میان گلشن تصویر مرجھاتا ہے کون

کون جانے آپکے پردے مین ہے کون آشکار
برق کے جامے مین کیا معلوم چلاتا ہے کون

ماہ پھرتا ہے جو مثل ہالہ مہتابی کے گرد
رات کو جلوہ لب بام آ کے دکھلاتا ہے کون

دشت وحشت کو چلے ہین ساتھ مجنون اور ہم
شرط ہے کر دیکھیے دونون مین تھک جاتا ہے کون

خط مرے پہونچے تو اسنے تنگ ہو کر یہ کہا
روکو یہ کاغذ کے گھوڑے روز دوڑاتا ہے کون

سیکڑون صیاد ہین پر کیا اسیری کی امید
صید لاغر ہون نہین مجکو دام مین لاتا ہے کون

ہم ہین حق بین ہے یہ ہفتاد و دو ملت کا خیال
محفل عالم مین اپنی سی نہین گاتا ہے کون

کوے جانان سے امید رجعت قاصد نہین
ملک ہستی سے عدم کو جا کے پھر آتا ہے کون

بیخودی چھائی ہے کچھ ایسی کہ ناصح جو کہے
ہوش اتنا بھی نہین مجکو سمجھاتا ہے کون

قطع امید اپنے مذہب مین دلیل کفر ہے
لا تقنطوا قرآن مین فرماتا ہے کون

مین ہوا بسمل تو اسنے یہ تجاہل سے کہا
دیکھیے در پر مرے دیکھو تڑپتا ہے کون

وادی غربت مین ہم سرگردان رہین بیکس ہین ہم
خضر بھی ہمسے خفا ہین راہ بتلاتا ہے کون

اہل دنیا مال دنیا پر جھگڑتے ہین عبث   چار دن کا ہی یہ میلا جاکے پھر آتا ہی کون
کسسے مانگین کسکے در پر جائین ہمکو سوال   ہم فقیرون کا بھلا تیرے سوا داتا ہی کون
جہان جتنے ہین سب تا زیست ہین یہان حال   قلتے کو بھی کسی کی قبر پر آتا ہی کون
خاصۂ اکسیر کی بوٹی کا رکھتا ہی وہ گل   ڈھونڈتے ہین سیکڑون لیکن اسے پاتا ہی کون

۱۸۰ ابر نیسان چشم مژگان ہین مگر واسطی
روز موتی اشک کے دامن پہ برساتا ہی کون

سوزش عشق سے بیتاب رہا کرتا ہون   آدمی ہو کے مین سیماب رہا کرتا ہون
بیقراری ہی مری شدت گریہ مین وہی   آب مین ماہی بے آب رہا کرتا ہون
ضعف پیری سے گیا مین نہین سر میرا   صرف سجدہ تہ محراب رہا کرتا ہون
تاج سے مجکو نہ مطلب ہی نہ کچکول سے کام   تارک عالم اسباب رہا کرتا ہون
ہی کسی کے رخ پر نور کا اسیر جو گمان   محو نظارۂ مہتاب رہا کرتا ہون
گرد پھرتا ہون کسی قلزم خوبی کے مدام   دور مین صورت گرداب رہا کرتا ہون
ذبح ہو جانیکا یہ شوق ہی قربان تجھے   وارد مسلخ قصاب رہا کرتا ہون
تیرے دانتونکے مضامین کی ہی ہر وقت تلاش   طالب گوہر نایاب رہا کرتا ہون
ہی سفر مین خبر اہل وطن کا جو خیال   خواستگار خط احباب رہا کرتا ہون
چاہتا ہون کہ تری نرگس مستگون دیکھون   طالب جام مئے ناب رہا کرتا ہون

۱۸۱ واسطی فاتح خیبر کا جو ہون دلسے غلام
فوج اعدا پہ ظفریاب رہا کرتا ہون

اسکے کوچے مین خاک جاؤن مین   ای جنون آپ مین تو آؤن مین
تاب اگر دیکھنے کی لائے کوئی   اپنے داغ جگر دکھاؤن مین
ہین زمانے کے لوگ ناشنوا   نالۂ دل کسے سناؤن مین

آب خنجر ملے جو قاتل سے ٭٭٭
اپنے دل کی لگی بجھاؤن مین

نالے کرتا جو باغ مین جاؤن
عندلیبون کے ہوش اڑاؤن مین

دل جو لیتا ہے لے وہ دزدِ حنا
ہون سگی آنکھ کیا چراؤن مین

تنگ ہون سخت ناتوانی سے
کیونکر اسکے ستم اٹھاؤن مین

جی مین ہے کہ کے زلف مین شانہ
بات بگڑی ہوئی بناؤن مین

١٨٢

واسطی دل ہے خون فرقت مین
لب سے کیا جام مے لگاؤن مین

روتا ہون سوز دل سے عبث اضطراب مین
رنگ اثر نہین کبھی اشک کباب مین

ہے عکس روے یار کا جام شراب مین
آتا ہے آفتاب نظر آفتاب مین

کیا کیا اٹھائے رنج امید ثواب مین
دشمن بھی مبتلا نہوا ایسے عذاب مین

کیا دشمن قریب سے دلکو مرے ضرر
کب زخم تیغ موج ہے فرق حباب مین

ری شہسوار حسن فلک ہے ترا سمند
مطلق نہین ہے فرق ہلال و رکاب مین

کیا سوز دل سے عنصر آبی ہوا ہوا
پانی جواب نہین مری چشم پر آب مین

دیکھے گاؤن کو نرگس مخمور سے جو یار
خاصیت شراب ہو پیدا گلاب مین

دیوانہ اک پری کا رہا مین تمام عمر
کیا ڈر حساب کا مجھے روز حساب مین

لازم ہے دل مین یاد ہو حسن ملیح کی
شامل نہو نمک تو مزہ کیا کباب مین

فرفر دیا سوال نکیرین کا جواب
مطلق زبان رکی نہ سوال و جواب مین

کیا احتیاج کشتی مے کی ہے ساقیا
غوطے لگا رہا ہون مین بحر شراب مین

تھا قصد گفتگو کا بہت انکے سامنے
نکلا نہ کچھ زبان سے مگر اضطراب مین

اللہ ری تیرے عارض پر نور کی ضیا
یہ روشنی کہان ہے مہ و آفتاب مین

زاہد کو مے پلاتے ہین دھوکھے مین مغبچے
منظور ہے کہ کچھ تو ہون داخل ثواب مین

ہی برج سنبلہ مین گذر آفتاب کا | یا روے یار گیسوے پرپیچ وتاب مین

۱۸۳
کس شعر و کو قصد ہی دریا کا واسطی
ہی روشنی ہر ایک مکان حباب مین

دیکھا جو عکس زلف کا جام شراب مین | افعی نظر پڑا قدح آفتاب مین
بے یار رو رہا ہون جو بزم شراب مین | ہر سمت تیرگی ہی بط بادہ آب مین
یہ بھی ہی اسکی چھیڑ کہ قاصد پہ ہو عتاب | قرطاس سادہ بھیجدیا ہی جواب مین
پھبتی کہی یہ عارض و لبہاے یار پہ | کوزے ہین قند کے ورق آفتاب مین
آتا ہی یہ خیال حسینونکو دیکھ کر | ہم بھی اسیطرح کے کبھی تھے شباب مین
ساقی ہی میکدے مین بھی برسا کا سمان | شیشے مین ہی شراب کہ بجلی سحاب مین
یارب نہا کے بحر مین کون اپنے گھر گیا | موجین ہین بیقرار نہین دم حباب مین
غش سے نہ چونکتا کبھی تیرا مریض عشق | تیرے عرق کی بو جو نہوتی گلاب مین
مسجد سے واعظون نے نکالا سمجھکے مست | قصد ثواب کرکے پڑے ہم عذاب مین
دفتر ہزار ہا یم رحمت مین دہوگئے | فردین مرے گناہ کی ہین کس حساب مین
عاشق ہون ایک گل کا جو قاتل فصید گل | لازم ہی تجھکو تیغ بجھانا گلاب مین
وہ آسمان حسن حسین ہین کہ سر بسر | منہ دیکھتے ہین آئینۂ آفتاب مین
یوسف کا اور رنگ ہی زلیخا کا اور رنگ | کوئی نہین ہی حسن سے خالی شباب مین
دوچار روز ہی بھی کبھی زاہد و پیو | [illegible] گناہ نہین ہین حساب مین
وقت کلام بے دہنی کا ہی انکو عذر | ہی بات لاجواب کہین کیا جواب مین
بوسونکو گنتے گنتے شمار انکو آگیا | مشتاق ہوگئے ہین وہ انکے حساب مین

۱۸۴
کیا احتیاج دیدۂ بیدار واسطی
کس رات دیکھتے نہین ہم انکو خواب مین

دل ہی خود مردہ تری بیداد کی حاجت نہین
کشتۂ سیماب کو جلاد کی حاجت نہین

صورت طاؤس [illegible] بال و پر گویا دام ہین
صید ہو نیکو مرے صیاد کی حاجت نہین

خار صحرا لیتے ہین ہر گام پایان [illegible]
اے جنون کچھ نشتر فصاد کی حاجت نہین

[illegible] آئینے مین [illegible] روئے [illegible]
پھر جوئے شیر کچھ فرہاد کی حاجت نہین

[illegible] ہر زلف شانہ لین دل صد چاک کا
گلرخان کو شانۂ شمشاد کی حاجت نہین

[illegible] لے لیتا ہی خود ظالم سے [illegible] ہونکی داد
دادخواہ ہونکو یہان فریاد کی حاجت نہین

بادہ خوار ہونہین سلیقے سے ہوئے ممتاز ہم
علم مجلس کے لیے استاد کی حاجت نہین

گرچہ کا پیدا جو تجکو خود یہ صانع نے کہا
ہوچکا مطلب اسباب ایجاد کی حاجت نہین

کہدو ظالم سے یہان مرغوب ہی حبس دوام
قید کرتا ہی اگر میعاد کی حاجت نہین

ہون وہ عریان قطع کچھ نہین لباس [illegible] حرف
ہمکو ہرگز خلعت استاد کی حاجت نہین

گل ہمارے داغ ہین شمشاد اپنا نالہ ہی
کچھ ہمین سیر گل و شمشاد کی حاجت نہین

کیون سفارش کرتے ہین اغیار اپنے میری لوگ
مرد غیرت دار ہون امداد کی حاجت نہین

۱۸۵ کھینچتی ہی کلک تصور سے یہان تصویر یار
واسطی کچھ مانی و بہزاد کی حاجت نہین

شہرے عالم مین جو حضور کے ہین
مجتمع لوگ دور دور کے ہین

کیا چمکتے ہین کان کے پتے
برگ گویا یہ نخل طور کے ہین

[illegible] دیکھ [illegible]
اُکے اُن بازو ونیم [illegible] کے ہین

غم کی راتین کٹین بحمد اللہ
ملگیا یار دن سرور کے ہین

چاہتے ہین کہ گھر بہشت بنے
منتظر ایک رشک حور کے ہین

اچھے ہین یا برے خدا جانے
جیسے ہین بندے ہم حضور کے ہین

ساقیا [illegible] نہ کر
ہم تو قابل ہی [illegible] کے ہین

غرق آفاق چشم تر نے کیا
قہر طوفان اس تنور کے ہین

سنگ کے نقش جو مٹے ہین ہر روز
کشتنی سارے یہ حضور کے ہین

کب ہی دہشت سزائے عصیان کی
بندے ہم ایزد غفور کے ہین

واسطی کیا کلیم پر موقوف
ہم بھی پروانے شمع طور کے ہین

۱۸۶

کوچہ یار سے اٹھنے کو تو ہم اٹھتے ہین
بیٹھ جاتا ہی مگر دل جو قدم اٹھتے ہین

یون اٹھتے ہین مرے سینے سے نالے شب ہجر
جسطرح ماہ محرم مین علم اٹھتے ہین

حضرت عشق نے یہ زور دیا ہی ورنہ
کس سے یہ کوہ غم و درد و الم اٹھتے ہین

دل کو اک بوسہ پہ کسطرح مین اس شوخ کو دون
دام اس جنس گرانمایہ کے کم اٹھتے ہین

کشت امید کو سیراب کرین تو جانین
روز لکے ترے ای ابر کرم اٹھتے ہین

منتظر بیٹھے ہین حشر کے بڑی دیر سے ہم
دیکھیے خواب سے کب اہل عدم اٹھتے ہین

دیکھتا ہون ترے چہرے کو جو ای حور لقا
لطف نظارۂ گلزار ارم اٹھتے ہین

ایسے بیٹھے ہین ترے کوچہ مین ہم خاک نشین
خاک سے کب صفت نقش قدم اٹھتے ہین

بے خبر اپنے فقیرونکی ذرا ای بت حسن
ضعف ایسا ہی کہ بستر سے بھی کم اٹھتے ہین

اصل خلقت مین نہین ظالم و مظلوم جدا
کسپہ ان ظالمون کے دست ستم اٹھتے ہین

بعد مرنیکے عداوت نہین رہتی باقی
دشمن و دوست کے تابوت بہم اٹھتے ہین

واہ کیا خوب فصاحت ہی سخن مین تیرے
واسطی ذائقہ شعر بہم اٹھتے ہین

۱۸۷

جہانسے دل یہ خدایا اٹھائے بیٹھے ہین
کبھی یہ لو ترے بندے لگائے بیٹھے ہین

یہ چھیڑ چھاڑ نہین ہمسے بزم مین اچھی
لحاظ شرط ہی اپنے پرائے بیٹھے ہین

انھین کے واسطے روز جزا ہے خلد مین گھر
جو چھاونی تیرے کوچے مین چھائے بیٹھے ہین

چاہیگی خاک تری بزم مین شرارت غیر
کہ ہم شریر کا پہلو دبائے بیٹھے ہین

کہے یہ اُس سے کوئی جاکے گھر سے باہر آ
کئی غریب ترے در پہ آئے بیٹھے ہین

خفا ہین کسپہ اُترنا نہین ہی جو غصہ
حضور کس لیے تیوری چڑھائے بیٹھے ہین

بھرا ہی شوق مین تیرونکے صیدگاہ اُسکا
کئی کھڑے ہین کئی چارپائے بیٹھے ہین

فقیر ہوگئے ہین بادشاہ بھی اُس پر
بھبھوت اپنے بدن پر لگائے بیٹھے ہین

فروغ مہر کہین زیر ابر چھپتا ہے
عبث وہ چہرے کو اپنے چھپائے بیٹھے ہین

کریم کون ہی جسسار ہینگے کیا محروم
جو آسرا ترے در پر لگائے بیٹھے ہین

نصیب ہوگی تجلی اُنھین فقیرون کو
جو کوہ طور پہ دھونی رمائے بیٹھے ہین

لڑاؤ آنکھ اُٹھاؤ نقاب چہرے سے
کہ جان عاشق شیدا لڑائے بیٹھے ہین

بجا ہی پاؤن جو پھیلائین سامنے سبکے
کہ ہاتھ سارے جہانسے اُٹھائے بیٹھے ہین

کمال فقر سے ہی واسطی یہ حال اپنا
کہ نقش حرص کو دلسے مٹائے بیٹھے ہین

۱۸۸

آئی نظر وہ چاند سی تصویر خواب مین
کیسی چمک گئی مری تقدیر خواب مین

کرتا ہون جب مین عرض کب آؤگے میرے گھر
کہتا ہی ہنسکے وہ بت بے پیر خواب مین

غفلت مین دیکھتا ہون حسینونکی صورتین
پریونکو کر رہا ہون مین تسخیر خواب مین

بیداری مین یقین ہی نظر آئے وہ حسین
یوسف نے دی ہی خوابکی تعبیر خواب مین

مژگان یار کا جو تصور تھا شام سے
تا وقت صبح مجھپہ چلے تیر خواب مین

مرجانے کا ہی جنکو گمان بیشعور ہین
قائل ہین تیرے کشتۂ شمشیر خواب مین

کیا آئیگا نظر کوئی معشوق نوجوان
طالع ہین پیر اے فلک پیر خواب مین

کہتے ہین خامشی جسے غفلت کی ہے دلیل
کب ہی زبان کو طاقت تقریر خواب مین

آتا ہی اُسکی زلف کا جس شام کو خیال
تا صبح دیکھتا ہون مین زنجیر خواب مین

دولت نہ غافلون کی کبھی کام آئے گی
بیکار ہی اگر ملے اکسیر خواب مین

تعبیر ہی وہ بھیجین گے قاصد کے ہاتھ خط
دی ہی کسی نے تجھ سے مجھے تحریر خواب مین

وحدت پسند وہ ہین نہین براؤن بھی اگر
نکلے زبان سے نعرہ تکبیر خواب مین

اطفال سوتے سوتے جو ہنس پڑتے ہین کبھی
کیا دیکھتے ہین وہ تری تصویر خواب مین

سوتا تو در پہ یار کے لیکن یہ خوف ہی
ڈالے خلل نہ گردش تقدیر خواب مین

تعریف خط عارض جانان زبان پہ ہی
قرآن کی پڑھ رہا ہون مین تفسیر خواب مین

١٦٩ ادراک ہی نہ فہم نہ سننا نہ دیکھنا
ای واسطی ہی موت کی تاثیر خواب مین

چھپ گئے ہین دل مین یون تیرون کے پیکان سیکڑون
میزبان ہی ایک اسکے گھر مین مہمان سیکڑون

طفل بھی ہین عاشق رخسار جانان سیکڑون
جلد کے پڑھتے ہین معلم سے گلستان سیکڑون

دیکھتا ہون مایل رخسار جانان سیکڑون
ہین جہان مین ذرۂ مہر درخشان سیکڑون

دشت وحشت کی درازی کی نہین کچھ انتہا
پرزے دامن ہوگئے ٹکڑے گریبان سیکڑون

کسکے کسکے دست بدعت سے بچاؤن اپنی جان
ایک مین مجرم ہون میرے دشمن جان سیکڑون

خال ہندو نے مسلمانون کو ہندو کر دیا
مصحف رخ سے ہوئے ہندو مسلمان سیکڑون

کیسے کیسے مہ لقا تھے کیسے کیسے مہوش
ہوگئے اس خاک کے پردے مین پنہان سیکڑون

نوح کی صورت اگر ہون نوحہ گر بیجا نہین
اٹھتے ہین بیٹھے بٹھائے مجھپہ طوفان سیکڑون

وہ صریر کلک اپنی ہی کہ جسکے سامنے
ہوگئے ہین بند مرغان خوش الحان سیکڑون

درد کی لذت سے کیا ہم زخمیون کا جی بھرے
ہون اگر خالی نمکدان پر نمکدان سیکڑون

پشت لب سے یار کے نکلا نہین ہی خط سبز
بیٹھے ہین طوطی کنار آب حیوان سیکڑون

قید خانے سے نکل سکتا ہی کب قیدی کوئی
در پہ بٹھلائے ہین ظالم نے نگہبان سیکڑون

تجکو بھی لازم ہی اے دل کعبہ ابرو کا طواف
ہر طرح کعبے کو جاتے ہین مسلمان سیکڑون

دیکھیے جس گھر مین روے یار کی تصویر ہے	ایک قرآن سے ہوے عالم مین قرآن سیکڑون
مرگ کی صرصر چلی یا تیغ اُس سفاک کی	ہوگئے مجموعۂ ہستی پریشان سیکڑون

۱۹۰ معرکہ آرا قلم کس کا ہے اپنے سامنے
واسطی جیتے ہین ہمنے ایسے میدان سیکڑون

زہاد بادہ کش ہوے راتین بدل گئین	رندی سے اتقا کی بنائین بدل گئین
شکر خدا کہ فصل گل آئی گئی خزان	رت پھر گئی چمن کی ہوائین بدل گئین
وہ گل گیا جو باغ سے چہچہے کہان تلک	مرغان خوش نوا کی صدائین بدل گئین
بدبخت وہ ہون ملک بقا بھی اگر ملے	طوطی کیطرح آنکھ گھٹائین بدل گئین
پرہیزگار میستان کے ہوے مرید	فصل بہار آتے ہی رائین بدل گئین
بیمار جی اُٹھے تو مسیحا ستار مر گئے	اللہ رے انقلاب قضائین بدل گئین

۱۹۱ دکھلائی کچھ تو عشق نے تاثیر واسطی
رحم و کرم سے اُسکی جفائین بدل گئین

پڑا ہی داغ اُلفت کا جو اے مجنون ترے دل مین	تامل ہے جو تو دیکھے ہی لیلے ہے محمل مین
نہین ہی تیغ پر خم جلوہ گر ہے دست قاتل مین	ہلال عید ہی روز شہادت چشم بسمل مین
اُٹھائے جور دریا نے کہ پہونچین اُسکی محفل مین	فلک آسان خار راہ کی ہے شوق منزل مین
طلب ہونگے جو وہ محشر مین عاشق ساتھ جائینگے	گذر ہی شمع کے ہمراہ پروانونکا محفل مین
ہوے مدفون تو رہزن کی طرح دزد کفن آیا	ہوے جاتے سے باہم ہم مسافر پہلی منزل مین
عجب کیا اگر معشوق عاشق سے گریزان ہے	ٹھہرتا ہی کوئی بحر روان آغوش ساحل مین
شہادت سے ہے محروم قتل عام مین ابتک	ہمارے خون کا جو سر نہین شمشیر قاتل مین
بلاتے ہین جو ہم شب کو عبث آزردہ ہوتے ہو	طلب ہوتی نہین ہی شمع روشن دن کو محفل مین
قضا نے محضر خون پہ بنیا سری سے لکھا ہی	ہمارے خون کی چھینٹین نہین دامان قاتل مین

ہمارے پنجۂ مژگان ترے پہ ہیں لیے لٹے
کہ موجونکی طرح سو چاک ہین دامان ساحل مین

نہین کچھ احتیاج روشنی مستونکو اے ساقی
چراغ و شمع ہین مینا و ساغر انکی محفل مین

عدم سے آکے ہستی مین نہو آرام کا طالب
بجز ایذا کہان رہرو کو راحت قطع منزل مین

شگفتہ مثل گل ہو غنچۂ تصویر کیا ممکن
نہین کھلتی ہے ہرگز جب گرہ پڑ جاتی ہے دل مین

وہ مجنون ہون کہ سمجھا مسئلہ دور و تسلسل کا
مقید رہنے کیا پابند جب طوق و سلاسل مین

تپ عشاق کو اے گل کہین مائل تو ہم جانین
شگوفہ چھوڑنا آتا ہے پھولونکو عنادل مین

ترا وحشی جو طوق حلقۂ گرداب سے نکلا
میان بحر موجون نے اسے جکڑا سلاسل مین

رہی حسرت نہ وقت نزع بھی وہ دیکھنے آئے
ہوا بیروح تن ارمان دلکے رہ گئے دل مین

۱۹۲
کرینگے واسطی میری مدد بھی قبر مین آکر
علی ہے مشکل کشا ہین سب کے کام آتے ہین مشکل مین

یاد اس حور لقا کی اگر آئے دل مین
سیر فردوس نظر آئے فضائے دل مین

ہے وہ مختار۔ ہمین یاد کرے یا نکرے
کسطرح کوئی کرے دخل سرائے دل مین

اہل غم سے ہے مجھے رشک وہ ہمدرد نہین
غم عالم کو جگہ دون جو سمائے دل مین

پھر کسی فتنۂ عالم پہ پڑی اپنی نگاہ
درد پھر اٹھنے لگا بیٹھے بٹھائے دل مین

کب نہان پردۂ فانوس مین رہتا ہے چراغ
داغ کیونکر کوئی الفت کا چھپائے دل مین

سیر کرتے ہوئے گلشن مین پھرا کرتے ہو
اسطرف بھی کبھی آ جاؤ جو آئے دل مین

غم و اندوہ کے آتے ہین مسافر نئے
کہ کہین جا نہین باقی ہے سرائے دل مین

یار کے مصحف رخسار کے حافظ ہین ہم
کئی آئے ہین زبانپر کئی آئے دل مین

رات دن ہجر مین شعلے جو اٹھا کرتے ہین
آگ ہی آگ ہے شاید کہ بسائے دل مین

۱۹۳
واسطی ظل ہما کی نہین خواہش ہمکو
خسرو وقت ہین ہم ظل ہمائے دل مین

بہار آئی جنون کا جوش ہی صحرا کو جاتے ہین
بگولے لینے آئے ہین ہمین آ ہو بلاتے ہین

بڑے بے رحم ہین پر رحم وہ اتنا تو کھاتے ہین
کہ اپنے بسملون کو تیغ کا پانی پلاتے ہین

بہار آئی نہین جھوٹی خبر مجکو سناتے ہین
سمجھتا ہون کہ یہ صیاد بے پر کی اڑاتے ہین

تمھاری زلف پیچان کو جو داغ دل دکھاتے ہین
فسونگر ہین چراغ آگے وہ کالے کے جلاتے ہین

طرف کعبے کے جائین یا سوے بتخانہ ہم دیکھین
خدا پہلے بلاتا ہی کہ بت پہلے بلاتے ہین

بتان سنگدل سے دل لگانا سخت غفلت ہی
عبث ہم ہاتھ پتھر کے تلے اپنا دباتے ہین

سبکو محو ہین ظرف وضو پیارا ہی زاہد کو
مثل سچ ہی کہ خیر اپنے توے کی سب مناتے ہین

نمک افشانیان دیکھے تو کوئی ان حسینون کی
ہمارے زخم ہنستے ہین تو یہ مسکراتے ہین

جنازے دیکھکر رستے مین ہم یارونکے کہتے ہین
چلو تم آگے آگے ہم بھی پیچھے پیچھے آتے ہین

وہی لطف و غضب انکا ہی پھر بعد مرنے کے
چڑھا کر پھول تربت پر وہ تیوری بھی چڑھاتے ہین

اٹھاے بار الفت کیا فلک پشت خمیدہ سے
ہمین ہین وہ کہ یہ بار گران سر پر اٹھاتے ہین

بھلا ان ناصحونکو فائدہ کیا ہی نصیحت سے
زبان اپنی تھکاتے ہین ہمارا مغز کھاتے ہین

خدا حافظ کہ پھر آتی ہی شامت تیرہ بختونکی
سنا ہی آج پھر آنکھوں مین وہ سرمہ لگاتے ہین

عزیزون نے کیا ثابت مرا مرنا حسینون پر
وہ یسین جو پڑھتے ہین سورۂ یوسف سناتے ہین

گران عکس در دندان کا مالا ہی جو سینے پر
کمر انکی لچکتی ہی قدم رک رک کر اٹھاتے ہین

ابھی سے ٹھر جائینگے کعبہ نشین گر ہین خفا ہمسے
یہین بیٹھکر بت دیر مین ہمکو بلاتے ہین

نہین بیوجہ انکا بیٹھنا در پردہ چلمن مین
ابھی کمسن ہین شرماتے ہین ہمسے منہ چھپاتے ہین

تصور یار کا ہر وقت ہی کنج قناعت مین
کہین اے واسطی ہم ان دنون آتے نہ جاتے ہین

۱۹۴

بظاہر گو کہ دنیا لگ گیا اپنی طریقت مین
مگر عشق بتان بھی حق پرستی ہی حقیقت مین

مین دیوانہ اگر آؤنگا نالان یاد قامت مین
قیامت اور برپا ہوگی صحراے قیامت مین

شب وصلت مین ہمسے ہر گھڑی کہکر الگ کہتے ہین / نچھیڑو ورنہ فرق آجائیگا صاحب سلامت مین
کسی زخمی کو ہی میری طرح کب درد کی لذت / نمک مین بھی بھرا ہی اپنے ہاتھون ہر جراحت مین
رہا اندیشہ ہمکو قبر کی ظلمت سے کیا واعظ / بسر کی زندگی تاریکی شبہاے فرقت مین
یہان ضعف ونقاہت سے نہین ہی ہاتھ کی طاقت / ملک کس سے کرینگے پرسش اعمال تربت مین
طبیعت پائی ہی ہمنے بھی ابراہیم ادہم کی / فقیری کا مزہ پاتی ہی ہمکو ملک و دولت مین
یہ رنگ بیخودی چھایا کہ بھولا یاد لیلی کی / قدم مجنون نے جب رکھا مرے صحراے وحشت مین
نظر کرتے نہ تھے یا ہوتے ہین اب ہم سخن ہمسے / خدا جانے کہ کیا بات آگئی انکی طبیعت مین
کرین پہلے دل اپنا صاف اہل شرع سے کہدو / صلوۃ و صوم ہین بیکار فرق آئے جو نیت مین
اداؤ ناز و شوخی و شرارت عشوہ و غمزہ / سراپا سحر رکھا ہی خدا نے اسکی خلقت مین
نہ اٹھا سکتے ہرگز جو اٹھایا بار عشق اسنے / بشر انسان زیادہ ہی فرشتون سے بھی طاقت مین
مثل سچ ہی نہین رہتا ہی وقت اور بات رہتی ہی / وہی ہی دوست جو کرتا ہی شرکت رنج و محنت مین
ہوا کرتے ہین اپنے کام مین ہشیار دیوانے / گلی مین یار کی دوڑائی رعنائی ہمنے وحشت مین
خدا زر دے تو کچھ راہ خدا مین چاہیے دینا / خیال انجام کا انسان کو لازم ہی فراغت مین

۱۹۵ نہین دیوار مین اے واسطی نکلے نہین کوچا / خلل ایسا نہ ہو پڑ جائے انکے خواب راحت مین

ہزار در سے ہم انکے اٹھائے جاتے ہین / قرار دلکو نہین اسپہ پائے جاتے ہین
مقام کون تھا مشکل جہان نہ ٹھہرا مین / ابھی تلک وہ مجھے آزمائے جاتے ہین
ہوا یقین کہ چھپکر گئے تھے غیر کے گھر / مین جون جون چھیڑتا ہون وہ لجائے جاتے ہین
جواب دیچکے تم قطع ہو گئی امید / بھلے ہین جو در دولت پہ آئے جاتے ہین
مکان دل سے غم و درد ہونگے کب رخصت / یہ میہمان تو کلیجے کو کھائے جاتے ہین
موا ہی کیا کوئی عاشق یہ سوگ ہی کس کا / چھپرے اترتے ہین جوشن بڑھائے جاتے ہین

ہزار بار کہا ناصحو خموش رہو — وہ مانتے نہین اپنی سی گائے جاتے ہین
طبیب دیکھ کے بولا مریض الفت کو — کہین جہان مین مردے جلائے جاتے ہین

۱۹۶ ترا ہی کام ہی ای واسطی تحمل عشق
کہین پہاڑ کسی سے اُٹھائے جاتے ہین

نہین اپنا دل پر داغ قید ہی اُسکی کاکل مین — لگا ہی پھول لالے کا یہ گویا شاخ سنبل مین
لہو روئی ہی ایسا اشتیاقِ وصلت گل مین — کہ مثل برگ گل رنگین ہی پردہ چشم بلبل مین
مرے نزدیک تو ای باغبان اس موسم گل مین — زرگل کی مناسب بخشنی ہی پائے بلبل مین
پھٹے جاتے ہین پردے کان کے لیکن ہین گل خندان — اثر رکھا عجب اللہ نے فریاد بلبل مین
لگایا ہاتھ گلچین نے اگر چھولے سے بھی گل کو — یہ چلائی کہ پتے لگ گئے آواز بلبل مین
ہوئی حاجت نمک کی جب جنھین لب بہ بیچاری — کباب اس گل نے بلبل کے لگائے آتش گل مین
ہوا اے باغ عالم کچھ اگر انصاف پر آئی — لپیٹا جائیگا بلبل کا مردہ اطلس گل مین
عذاب جان عجب اُلفت ہی ان زہرہ جبینون کی — شکایت کرتے ہین اب تک فرشتے چاہ بابل مین
وہ اپنے اشک طوفان زا ہین جسکے ایک قطرے سے — بہ رنگ موج پڑتا ہی تزلزل آہنی پل مین
ذرا سی چشم پوشی مین ہزارون ہو گئے بسمل — نئے جوہر ہین ای قاتل تری تیغ تغافل مین
نہ چھوٹیگا نہ چھوٹیگا کبھی دل عشق مژگان سے — پھنسایا ہی تجھے تقدیر نے موذی کے چنگل مین
وہ بحر حسن بہر غسل جسکے ساتھ اگر آئے — کرون مین سجدہ شکرانہ محراب در پل مین
نہین جاتا تصور حلقہ ہائے زلف جانان کا — بسر ہوتی ہی اپنی عمر اسی دورِ تسلسل مین
نہین ہی پیش خالی غم سے اس گلزار ہستی مین — بہار آتے ہی پھر صیاد آیا فکر بلبل مین
ترا ہی عکس اسمین کسکی چشم مست کا ساقی — کہ کیفیت زیادہ ہو گئی ہی نشئہ مل مین

۱۹۷ رہائی واسطی دام بلا سے سخت مشکل ہی
پھنسا ہی یہ دل شامت زدہ سودائے کاکل مین

کب خیال رخ دلدار مین بیتاب نہین
کب مرا طائر دل طائر سیماب نہین

بے سبب آتش فرقت سے مین بیتاب نہین
دل پہ سوز کم از طائر سیماب نہین

ہون وہ میکش مجھے کافی ہی مرا شیشۂ دل
ساقیا کچھ بط مے مین یہ سرخاب نہین

کسقدر رہتی ترے رخسارۂ روشن مین چمک
چودھوین رات کو یہ جلوۂ مہتاب نہین

آپ کا منھ ہی کہ خاموش مین رہ جاتا ہون
ورنہ اغیار کی باتونکی مجھے تاب نہین

جو شگفتہ ہو گیا اُس سے ملا قاتکا لطف
قابل سیر نہین سبزہ جو شاداب نہین

تیغ قاتل کے تلے کیون ہی جہان سر بسجود
عقل حیران ہی کہ یہ کعبے کی محراب نہین

کام ہمجنس کے آتا نہین ہمجنس کبھی
ناخن موج سے حل عقدۂ گرداب نہین

روز و شب کیون مجھے رکھتا ہی فلک چکر مین
ای جنون کچھ مین بگولا نہین گرداب نہین

کیون یہان روز گلے کٹتے ہین جانبازونکے
کوچۂ یار اگر مسلخ قصاب نہین

ناخدا کیون اسے گردش ہی سبب کیا اسکا
بحر الفت مین سفینہ مرا گرداب نہین

ہی مرا خانۂ تاریک بھی ظلمات مگر
دنکو خورشید نہین راتکو مہتاب نہین

آتشین رخ کو ترے دیکھ کے کیا دل ٹھہرے
قایم النار کسیطرح یہ سیماب نہین

تو بھی عامل کیطرح صاحب تسخیر ہوگیا
ہی پری شیشہ مین ساقی یہ مئ ناب نہین

وصل کو تیرے سمجھتا نہین مین خواب و خیال
خواب مین بھی یہی کہتا ہون یہ کچھ خواب نہین

۱۹۸

واسطی رونے کو پہلے مین ہنسی سمجھا تھا
اب یہ رونا ہی کہ آنکھون مین مرے آب نہین

موجۂ باد بہاری اگر آبالے ہین
دل مین دیوانون کے اک آگ لگا جاتے ہین

دل کا احوال جو کرتا ہون بیان اپنا تسے
سنکے اس کان وہ اُس کان اڑا جاتے ہین

رات بھر غش مین پڑے رہتے ہین بیمار ترے
صبح کے وقت کبھی ہوش مین آجاتے ہین

کون پھولونکے نظارے کا ہی ہمسا مشتاق
ہر سحر باغ مین ہمراہ صبا جاتے ہین

دلکی تسکین کے لیے طالب دیدار ترے / آنکھ دیوار کے روزن سے لڑا جاتے ہین
واعظونکی مجھے کسطرح سے صحبت ہو پسند / مغز بک بک کے مرا روز یہ کھا جاتے ہین
تیغ نالہ کبھی کرتا ہون جو فرقت مین بلند / دب کے خورشید و قمر چوٹ بچا جاتے ہین
ہون وہ پیاسا طلب آب جو ہوتی ہے مجھے / سب حباب لب جو آنکھ چرا جاتے ہین
روندکر خاک مری پائے حنائی سے ستم / چادر گل وہ سر قبر چڑھا جاتے ہین
روبرو آتے ہوئے ہے انھین ہر چند حجاب / شکر ہے خواب مین تو شکل دکھا جاتے ہین
کیا طبیعت مین کجی ہے کبھی آتے ہین اگر / ترچھیان وہ مجھے دو چار سنا جاتے ہین

واسطی ملتی ہے فرصت تو زیارت کیلئے / طرف روضۂ محبوب خدا جاتے ہین	۱۹۹

کیون بار بار جاؤن نہ مین کوئے یار مین / مجبور ہون کہ دل ہی نہین اختیار مین
کیا دل کا ذکر الفت دندان یار مین / سوراخ ہے دل گہر آبدار مین
نازک دماغ کون ہے ایسا کہ بعد مرگ / عالم ہے بوئے گل کا ہمارے غبار مین
ابرو ہے اسکا کلفت دل کے سبب نہان / رویت ہلال کی نہین ہوتی غبار مین
پوچھو نہ حال کچھ دل صد پارہ دیکھ لو / آئینہ شکستہ ہے میرے کنار مین
مانند سرو گلشن آفاق مین ہین ہم / رہتا ہے ایک حال خزان و بہار مین
اُس بت سے وصل ہو تو تعجب کی جا نہین / کسکو ہے دخل قدرت پروردگار مین
بعد فنا جو ساتھ دل بیقرار ہے / کیا خاک چین آئیگا ہمکو مزار مین
روکر کیا ہے مجکو مری چشم تر نے قید / باندھا ہے جسم زار کو اشکونکے تار مین
مارا ہے ہمکو لالہ رخون کے فراق نے / مردہ بھی دفن ہو تو کسی لالہ زار مین
حاجت چراغ و شمع کی کیا ہے سر مزار / داغون کی روشنی ہو ہمارے مزار مین
پوچھو نہ ہمسے دل کا خیال بتان مین حال / بت آرہے ہین خانۂ پروردگار مین

دکھلا دو اپنی شکل کہ مانند آئینہ — آنکھیں ہوئیں سفید غم انتظار مین
ساکت جو پیشوا ہو تو کیا اس سے فائدہ — تسبیح کا امام نہین ہی شمار مین

۲۰۰
امید اسکے آنے کی کیونکر ہو واسطی — آتی نہین اجل بھی شب انتظار مین

جیسا کہ تیرہ گھر ہی مرا انتظار مین — ہوگی نہ اسطرح کی سیاہی مزار مین
کھاتے ہین داغ یاد رخ گلعذار مین — سودا اچک گیا ہی ہمارا بہار مین
سو گل شگفتہ ہون چمن روزگار مین — وہ گلبدن ہی ایک مین گلہای ہزار مین
کلفت زدونکو دیکھ نہ ذلت کی آنکھ سے — شاید ہو شہسوار کوئی اس غبار مین
کھولے گی اسکو آکے کلید ہلال عید — روزہ جو قفل ہی دہن روزہ دار مین
نالے ہمارے توپ کے گولوں سے کم نہین — کیونکر لگے نہ آگ فلک کے حصار مین
ثابت ہوا کہ مجھسے مکدر ہی آجتک — نامہ لکھا ہی یار نے خط غبار مین
اب بھی جگر کی آگ سے شعلے بلند ہین — کیونکر فرشتے آئینگے اپنے مزار مین
حافظ خدا ہی بال و پر عندلیب کا — پھولے ہین گل کہ آگ لگی ہی بہار مین
ثابت کرین جو خط مین وہ قاصد کوئی خطا — کہدے تجھیو کیا ہی رقم اضطرار مین
چکرا رہا ہی شعلۂ جوالہ کی طرح — داغ فراق اپنے دل بیقرار مین
تھا زار اسقدر کہ نہ مردہ مرا ملا — ڈھونڈھا کیے ہزار فرشتے مزار مین
ہو یاد چشم مست کے ہمراہ رخ کا دھیان — ساقی ہی لطف بادہ کشی کا بہار مین
گیسو مین اسکے پھنسکے ہین خوش عاشقونکے دل — ہین مست بوے مشک سے آہو تتار مین

۲۰۱
ہی یاد زلف یار سیہ ابرو واسطی — طاؤس کا ہی جلوہ دل داغدار مین

مر کے آرام مجھ آوارہ کو دے خاک زمین — آپ ہی چرخ مین ہی صورت افلاک زمین

ہو کے غافل نہ کبھی ابلق ایام سے بیٹھ
شہسواروں کو دکھاتا ہی یہ چالاک زمین

دور کردیگا گنا ہونکو مرے گریۂ شرم
پاک ہو جائیگی باران سے یہ ناپاک زمین

آج قبضے مین جو اسکے ہی تو کل اُسکے پاس
حق تو یہ ہی کہ کسی کی نہین املاک زمین

بیٹھ رہنے سے جہان پاؤن حوادث سے نجات
کوئی ایسی نہین ملتی تہ افلاک زمین

نیک و بد اپنے ہی اعمال سے ہوتا ہی بشر
پاک مسجد کی ہی میخانہ کی ناپاک زمین

سر پہ ہی موت ٹہا کر قتل پہ باندھے ہی کمر
منتظر گور لگائے ہوے ہی تاک زمین

دل جو ڈوبے تو ملے کوچۂ جانان کا پتا
غوطہ کھائے تو چھوے بحر کی پیراک زمین

دفن ہو کر جو مرا لاشۂ عریان تڑپے
پھٹ کے صد جا سے بنے جامۂ صد چاک زمین

ناتوانی سے کہان جسم کا باقی ہی نشان
دفن ہونگا تو دبائیگی مجھے خاک زمین

واسطی خوف یہ رونے سے مجھے رہتا ہی
غرق کردے نہ مرا دیدۂ نمناک زمین

۳۰۲

ماہ کو کرتا ہی چاندی مہر کو زر آسمان
کوئی ہی کیمیا گر ہی مقرر آسمان

مین ٹھہر جاؤن تو پھر یہ بھی ٹھہر جائے ابھی
میرے چکر کے سبب کھاتا ہی چکر آسمان

بادشاہ فقر ہون میرا یہی ہی تخت و تاج
پاؤن کے نیچے زمین ہی اور سر پر آسمان

سبز کیا ہو غیر پامالی مری کشت امید
مینہ کے بدلے روز برساتا ہی پتھر آسمان

ہین وہ نادان جو کی عشرت کی رکھتے ہین امید
دیکھ لین اہل زمین اُلٹا ہی ساغر آسمان

ہی ترقی پر مرے پائے جنون کا آبلہ
آج ہی گنبد تو کل ہوگا یہ بڑھکر آسمان

چشم مہر اُس مہر کی میری طرف ہونے تو دو
پھر سنا تا ہی مجھے دیکھون تو کیونکر آسمان

ہین ہمارے پاس بھی اُسکی طرح داغ و سرشک
کیا دکھاتا ہی ہمین مہتاب و اختر آسمان

منھ میں تب پڑتا ہی لقمہ کاسۂ سائل کی طرح
جب حریفونکو پھرالیتا ہی در در آسمان

خاک سے میری اُٹھا کرتی ہین اکثر گرد و باد
مر گئے پر بھی مجھے دیتا ہی چکر آسمان

ایک نالہ بھی جو فرقت مین کرون دل سے بلند
گر پڑے ٹکڑے ہو پھٹکر یقین ہی آسمان پر آسمان

ماہ نو دیکھا جو ہجر یار مین ثابت ہوا
قتل کرنے کے لیے لایا ہی خنجر آسمان

۲۰۳
واسطی کس مہوش کو صید کا ہی شوق
ہین ستارے پھیلیا دام اخضر آسمان

بات کب بے سر و پا کہتے ہین
ہم تو زلفونکو بلا کہتے ہین

مین تو کہتا ہون کہ مین عاشق ہون
اسنے پوچھا تو وہ کیا کہتے ہین

دم نکل جائے غم الفت مین
ایسے مرنے کو شفا کہتے ہین

کعبہ رو یون کیطرف مائل ہی
دلکو ہم قبلہ نما کہتے ہین

کسکی طاقت ہی کہ دے انکو جواب
جو وہ کہتے ہین بجا کہتے ہین

آئے بے وعدہ وہ میرے گھر مین
اسکو تائید خدا کہتے ہین

وہی دیتے ہین ہمین داغ پہ داغ
جنکو ہم ماہ لقا کہتے ہین

ماسوے اللہ نہین ہی کوئی
اس سے ہم بت کو خدا کہتے ہین

لن ترانی کے سوا کچھ نہ کہا
اسکو شرم اسکو حیا کہتے ہین

ہی وہی سجدہ گہ اہل نظر
جسکو نقش کف پا کہتے ہین

۲۰۴
واسطی چھوڑ بتون کی الفت
تجکو دیندار برا کہتے ہین

قتل کر ڈالین مجھے مہندی لگا کر ہاتھ مین
یہ ستمگر کیون لیے پھرتے ہین خنجر ہاتھ مین

جیتے جی تھی یار کی زلف معنبر ہاتھ مین
حشر مین اٹھینگے ہتکڑیان پہنکر ہاتھ مین

سنکے مجھ دیوانہ سے شکوہ خط جبین
کہتے ہین سر پھوڑ اپنا لے کے پتھر ہاتھ مین

تا قبول خلق ہون ایسا کہ دون جسکو مین دل
پھینک دے اس جنس ناقص کو وہ لیکر ہاتھ مین

بسکہ بازی جان کی چوپڑ جو کھیلی یار سے
واژگون پانسے پڑے ہارا کیا ہر ہاتھ مین

جوش وحشت مین نہین ملتے جو لڑکے راہ مین
پھوڑتا ہون خود سر اپنا لیکے پتھر ہاتھ مین

دولت نظارۂ معشوق پا سکتا ہی کب
آنکھ تو دیکھے آئینہ لیکر سکندر ہاتھ مین

ہی نہایت شعلہ ور وہ آتش رنگ حنا
پھپھلیان کیونکر نہ پڑجائین سمندر ہاتھ مین

ای پری رو پنجے تیرے مجکو دیوانہ کیا
ہتکڑی پہنے جو دیکھے حلقۂ زر ہاتھ مین

ہجر جانان مین ملون ایسے کف افسوس مین
محو ہون جتنی لکیرین ہین برابر ہاتھ مین

بسملونکے استخوان کٹتے ہین قاتل مثل موم
تیز ہی کتنی چھری اللہ اکبر ہاتھ مین

دیکھکر چھالونکو ہم سمجھے کہ اس گلزار مین
انکو آتی ہی ہنسی رکھتے ہین جو زر ہاتھ مین

ہی حنائی مین جو گلگون لہو سے کم نہین
ہی ہتھیلی کا پھپھولا می کا ساغر ہاتھ مین

قتلگاہ سوز الفت مین ہین ہم مانند شمع
رکھتے ہین ہر وقت کٹنے کے لیے سر ہاتھ مین

جسم مین اپنے تپ غم سے حرارت ہی کمال
وقت گلبازی نہ کیونکر گل ہو اخگر ہاتھ مین

رقص مین جب ہاتھ اٹھاتے ہین مین ہو جاتا ہون قتل
پہونچون کا کاٹ رکھتے ہین ستمگر ہاتھ مین

چاہیے صورت کوئی تسکین خاطر کے لیے
ہو تصور دل مین یا تصویر دلبر ہاتھ مین

کل تلک تھا تاج دولت جنکے سر پر واسطی
آج وہ کاسہ لیے پھرتے ہین در در ہاتھ مین

۲۰۵

ثابت ہوا کہ تجھسا جہان مین حسین نہین
جو چیز لکھنؤ مین نہین ہی کہین نہین

ہو جب آپ سے مری چین جبین نہین
ہان ہان نہین پسند تمھارے نہین نہین

جس دل مین نقش نام ترا ای حسین نہین
انگشتری تو ہی مگر اسمین نگین نہین

قاصد سے ہو قصور جو کوئی تو کیا عجب
سب ہین بشر یہان کوئی روح الامین نہین

ہنستا ہی کسلیے دل صد چاک پر مرے
بے چاک دیکھ لے کہ تری آستین نہین

جاتا کہان حوادث عالم سے بھاگ کر
کس جا پہ آسمان نہین یہ زمین نہین

کیونکر بچھین جہان مین نہ مرنے ترے ترے
گڑتا نکو میرے رونیسے گز بھر زمین نہین

کس سے علاج ہو سکے تیرے مریض کا | رہے زمین پہ عیسیٰ گردون نشین نہین
خالی ہی جسم دل ہو مرا پاس یار کے | یہ بھی عجب مکان ہی کہ جسمین مکین نہین
نفرت اُسے ہی جہان رفعت سے عمر بھر | ہون وہ گدا مکان مین مرے کے نشین نہین
وہ زار تھا جو آئے مری قبر پہ ملک | سمجھے کہ اس مکان مین کوئی مکین نہین
ہو چشم معرفت تو زمانہ ہو آشنا | ملتا ہر کہان جمال جہان آفرین نہین
وہ کون میکدہ ہے کہ ساقی نہین ہے خلد | موجود دخت رز ہے اگر حور عین نہین
کلمہ تمھارے نام کا پڑھتا ہون جبتک | یٰسین کی احتیاج دم واپسین نہین
پڑھیے تو میرے نامہ کو مضمون کھلیگا صاف | لکھا قلم کا ہے کوئی خط جبین نہین

۲۰۶	دیکھون گا اسکو دور سے نزدیک واسطی دل تو ہی میرے پاس اگر دور بین نہین

اول تو مین اُس کو چھپین جاؤن کہ نجاؤن | پھر سوچ یہ ہی جا کے پھر آؤن کہ نہ آؤن
یہ مسئلہ بتلایئے اے مجتہد العصر | اک بُت ہے اُسے دیکھنے جاؤن کہ نجاؤن
دو گام مجھے شوق نکلنے نہین دیتا | پھر چھاؤنی اُس کی چھپین چھاؤن کہ نچھاؤن
ہون دید کا بھوکا تمھین انصاف سے کہدو | جب وہ نہ ملے رنج مین کھاؤن کہ نکھاؤن
دیدار دکھا جلد اُلٹ چہرہ سے پردہ | ہے آمد عشق ہو نہین آؤن کہ نہ آؤن
اے دل تک وہ دو شرط ہے آئندہ مقدر | سرگشتہ تجسس مین ہون پاؤن کہ نپاؤن
کھٹکا ہے یہ راگ ترا ہجر مین مطرب | اپنی سی مین وحشت زدہ گاؤن کہ نگاؤن
انگیا کی جو چڑیا یہ پڑا ہاتھ ہو تنگ | ملا کر ہے اسے دام مین لاؤن کہ نہ لاؤن

۲۰۷	اے واسطی آتے ہین وہ دل توڑنے لیکن ہے سوچ حرم ہی اسے ڈھاؤن کہ نڈھاؤن

مین تو کہتا تھا کہ اس درد جگر کو کیا کہون | کچھ سنا جا کر کہا کچھ نامہ بر کو کیا کہون

آخر شب وصل مین وہ آ چکے تھے راہ پہ / کی قیامت بلبل اُٹھا مرغ سحر کو کیا کرون
یار کو لکھا جو خط جا کر دیا وہ غیر کو / یہ بھی قسمت کا لکھا اب نامہ بر کو کیا کرون
تھا دہن عدم سو اُسکو عدم سے دی مثال / سوچتا ہون اس سے بڑھکر اب کمر کو کیا کرون
اُسکی تیغ ابرو و تیر مژہ کو دیکھکر / دل تو دل تڑپا ہی جاتا ہے جگر کو کیا کہون
ہو چکی تکرار پردہ رخ سے اُلٹا یار نے / کی کمی کس وقت مین اپنی نظر کو کیا کہون
کھل گئی اُسپر محبت فاش پردہ ہو گیا / ایک دم روکے نہ آنسو چشم تر کو کیا کہون
بے پڑھے خط یار نے ٹکڑے کیا کیسا جواب / نامہ بر کہتا ہے جا کر اس خبر کو کیا کہون
واسطی ناصح نصیحت کرتے ٹھہرا بے شعور / خود گئی اپنی آبرو اس بدگہر کو کیا کہون

۲۰۸

نہ خوش ہون سیر گلشن سے نہ جی لگتا ہے جنگل مین / تمنا ہے کوئی قاتل بلا لے مجھکو مقتل مین
اُڑا لی خاک شہرون مین کبھی جا جا کے جنگل مین / وہ مجنون ہون کہ سیکھا کام سب صدر مفصل مین
سنا ہون شام مین جب اُس لب لعل شکر خا سے / نہ کیونکر شہد کا اُٹھے مزہ اس تلخ حنظل مین
مزے کرتا ہے صوفی بزم مین طاؤس گلشن مین / تماشا رقص بسمل کا ہے قاتل تیرے مقتل مین
بہار حسن اُس گل کی بڑھیگی خط نکلنے سے / شگوفہ پھولنا باقی ابھی ہے سبزہ کونپل مین
ضیا خورشید تابانکی عیان ہے چار پردو لینے / چھپا لیتے ہو عبث تم چہرۂ روشن کو آنچل مین
یقین ہے ناف آہو بسملون کے زخم ہو جائین / شمیم گیسوے مشکین صبا لائی ہے مقتل مین
نہین مینا نہ کوئی گلشن شاداب ہے ساقی / سیہ بدلی مین بجلی ہے کہ گلگون ہے بوتل مین
پیے کسکی آمد آمد ہے یہ کیا ہنگامہ برپا ہے / ذرا ڈھونڈھو مرا دل کھو گیا ہے آج ہلچل مین
عجب کیا ابر سا ہی چھلکے مین وہ طوفان جو برپا ہو / ہوا ہی آنکھ کا پردہ اگر پھوٹا بادل مین
ہوا ہون سیر لیکن دل نہین خالی ہے گرمی سے / بہت پوشیدہ اخگر زیر خاکستر ہین منقل مین
اندھیری کوٹھری مین کچھ نظر آتا نہین زاہد / خدا جانے کہ مے ہے یا بھرا ہے شیر بوتل مین

وطن سے دور حاصل بھی جو دولت ہو تو کیا حاصل — تماشا کون دیکھے ہو جو رقصان مور جنگل مین

دیار عشق مین دستور ہین ہارا یک سلطانکے — تفوق ہے مجھے فرہاد و قیس و وامق و نل مین

مرے ویرانے مین وہ خسرو خوبی جو آ جائے — ابھی عشرت کے سامان ہون ابھی منگل ہو جنگل مین

گلستا نہین جو وصف عارض گلرنگ مین لکھون — ورق ہون صرف آٹھون جنتونکے باب اول مین

یہی کہہ کہہ کے دلکو واسطی تسکین دیتا ہون — بلایا ہے انھین آ جائینگے وہ آج ہی کل مین

۲۰۹

ہون وہ دیوانہ کہ زندان مین جو گھبراتا ہون — بیڑیان توڑکے جنگل کو نکل جاتا ہون

تم جو ہوتے نہین پہلو مین تو رہتا نہین ہوش — تم جو آتے ہو تو مین آپ مین آ جاتا ہون

تیرے سمجھانے کی حاجت نہین مجھکو اے ناصح — مانتا کب ہے بہت دلکو مین سمجھاتا ہون

شوق رہتا ہے مجھے کسکی ہم آغوشی کا — ہاتھ پھیلا کے جو ہر بار مین رہجاتا ہون

صبر کر صبر وہ آج آئینگے کل آئینگے — دل مضطر کو یہ کہہ کہہ کے مین بہلاتا ہون

روش ناز مین اتنا بھی نہین انکو خیال — کسکا سر ہے مین جسے پاؤن سے ٹھکراتا ہون

طاقت دل ہوئی زائل یہ غم فرقت سے — اب جو نالے کو اٹھاتا ہون دبا جاتا ہون

زاہد و کفر نہین عشق کسی ملت مین — لو مین ایمان محبت کی قسم کھاتا ہون

نہین کرتا ہے کوئی مجھکو ہدف تیر افگن — لاکھ گوشہ نہین کمانونکی مین چلاتا ہون

عمر گذری کہ ہون ایذائے مرض سے دلتنگ — نہ اجل آتی ہے مجھکو نہ شفا پاتا ہون

اے پری کون کھٹکتا ہے مری وحشت کا — بیٹھے بیٹھے ترے کوچے سے بھی اٹھ جاتا ہون

نہین انصاف کرو دل مین ذرا اپنے سوچ — حرف شکوے کا زبان پر مین نہین لاتا ہون

قتل رشتی کی پہونچی ہے یہانتک نوبت — اب تو العفو بھی کہتے ہوئے شرماتا ہون

دل ترے کو دیا سوچے بغیر انجام — ہاتھ ملتا ہون خجل ہوتا ہون پچھتاتا ہون

واسطی حیرتی بے سے نہین اپنی بھی خبر — کون ہون مین کدھر آتا ہون کدھر جاتا ہون

کمر وہ بال جسے دیکھنے کی تاب نہین
دہن وہ نقطہ کہ جسکا کہین جواب نہین

ہوے ہین پیر بغل مین وہ بیحجاب نہین
عیان سحر تو ہوئی ہی پر آفتاب نہین

تمھارے حسن کے دیوان کا بھی جواب نہین
وہ کون شعر ہی اسمین جو انتخاب نہین

سمجھکے نرگس میگون کے بوسے لیتا ہون
حرام شرع مین جو ہی یہ وہ شراب نہین

کسے لحد مین نکیرین کا ہی اندیشہ
سوال لاکھ کرین وہ یہان جواب نہین

بنے ہین پھول سبیہ مستی بہار سے جام
وہ کون سرو ہی جو شیشہ شراب نہین

کمر سے یہ دہن یار کا اشارہ ہے
ترا نظیر نہین ہی مرا جواب نہین

گلونکو خشک کیا یہ تمھارے چہرے نے
کہ ایکی سال کہین شہر مین گلاب نہین

امام سبحہ کہین کیون نہ شیخ شہر کو ہم
ہزار گنتی ہی مگر داخل حساب نہین

تڑپ رہا ہون کہین نام کو نہین آنسو
طلسم تازہ ہی یہ برق ہی سحاب نہین

ہمیشہ دل مین تصور ہی اسکے عارض کا
بغل مین ذرے کے کس روز آفتاب نہین

ہزارون ہونگے سواری مین انکی شیدا
یہ خیر خواہ اگر ہمرہ رکاب نہین

مجال کسکی ہی یارب کرے جو شکر ادا
کہ نعمتین تری بیحد ہین کچھ حساب نہین

وہ بادہ کش ہون کہ بار الٰہ شاد تو ہو
ہلال عید ہی مجکو رگ سحاب نہین

شراب کو تری فرقت مین جانتا ہون لہو
نظر مین آبلہ ہی شیشۂ شراب نہین

کرے جو خیر ترے رخ کی یاد کیا حاصل
جو گبر حافظ قرآن ہو کچھ ثواب نہین

حیات پیر مغان کی دراز ہو یارب
جہان مین کون ہی اس سے جو کامیاب نہین

ہزار نالۂ موزون کیے ہزار تو کیا
وہ نغمہ سنج ہون وہ کچھ مرے حساب نہین

رکا نہ زہد مین باقی وہ خشک تر کا مزہ
قدح مین بادہ نہین سیخ پر کباب نہین

۳۱۱	شب فراق مین بھی واسطی ہی سخت عذاب تمام رات ہوئی چشم تر مین خواب نہین

۲۱۱

سحر ہوتی نہین ہی کون شب اس دہر فانی مین
خیال انسانکو پیری کا لازم ہی جوانی مین

جو عالی رتبہ ہین درکار کیا امداد غیر انکو
فتیلہ ہی نہ روغن ہی چراغ آسمانی مین

تمھارے نالہ کش بیطاقتی مین کہتے ہین طاقت
فلک سر پر اٹھا لیتے ہین زور ناتوانی مین

بجا ہی زاہدان خشک اگر مجھ سے گریزان ہون
کہ کاغذ جیسے گر بیکار ہو جاتا ہی پانی مین

لب شیرین کی دونون کھینچے بیٹھے ہین تصویرین
شکر رنجی نہ ہو جائے کہین بہزاد و مانی مین

جو گل ہی لالہ ہی اسمین ہمیشہ ہی بہار اسکی
خزان کا دخل ہو کیونکر مرے باغ معانی مین

تمھارے شعلہ عارض مین آئینہ کا عالم ہی
گمان یہ سبکو ہوتا ہی لگی ہی آگ پانی مین

شب فرقت نہین آتی تو تاریکی سے ڈرتی ہی
وگرنہ شک نہین کوئی اجل کی مہربانی مین

نہین معشوق کا انکار بھی کچھ لطف سے خالی
مزہ موسیٰ کو تھا کیسا صدائے لن ترانی مین

مقابل ہمسے کیون ہوتے ہین یہ اغیار سے کہدو
ہماری آہ سوزان برق ہی آتش فشانی مین

جو پہونچینگے تو اس کوچہ مین عاشق مر کے پہونچینگے
ہوا ہی داخل جنت کوئی کب زندگانی مین

جو سرکش ہین احیا بھی ہین انکے دشمن جانی
بجھے آتش اگر پڑ جائے آب زندگانی مین

نہین ہی ہیبت وصف تیغ ابرو سے کوئی خالی
تفاوت کیا مرے دلوا نہین اور شمشیر خانی مین

پری سمجھے جو دخت رز کو ہم معذور رکھو واعظ
نہین کچھ سوجھتا انسانکو ایام جوانی مین

خضر نے آب حیوان مین نہ پایا ہوگا اے ساقی
ملا جو ذائقہ ہمکو شراب ارغوانی مین

جو سنتا ہی ہمارا درد دل آشفتہ ہوتا ہی
اثر افسون کا ہی واسطی اپنی کہانی مین

۲۱۲

کبھی دل انکو لگا چکے ہین ہم اپنی ہستی مٹا چکے ہین
ستم محبت کی پا چکے ہین غضب کے صدمے اٹھا چکے ہین

کبھی نہ جو رونہ جانتے ہین باہر جو لیکے آئی ہین جام کوثر
نہین مین پیاسا کہ آب خنجر ابھی وہ مجھکو پلا چکے ہین

کسی نے اسکا پتا نہ پایا گیا جو کوئی وہ پھر نہ آیا
کوئی کچھ اسکی خبر نہ لایا ہزار قاصد تو جا چکے ہین

سنینگے آکر لباس زرین کیا ہی سامان پھر نہین
کہ گھر سے گھر مین جائے قالین ہم انکی آنکھین بچھا چکے ہین

فلک کو کب ہی یہ دست قدرت زمین کو کیا ہی یہ طاقت
ہمین اٹھائینگے بار الفت کہ ناز تیرے اٹھا چکے ہین

ہوا ہے خرابی ہی یاد کب لگی نہین ہی تجھ کو نہین پر کچھ بھی
لگاکے دانتون مین اپنے مسی لب لالی چبا چکے ہین

یقین ہی آگئی ہو اب سواری ضرور لینگے خبر ہماری
عبث ہی آنکھون سے خون جاری ہاتھ وہ مہندی لگا چکے ہین

جو مین یہ کہتا ہون انسے دیکھو نہ دو داغ جگر دکھاؤ
تو کہتے ہین وہ چراغ ہین تو خدا کے گھر مین جلا چکے ہین

نہین ہی بیوجہ عشق بازی رسا ہی تقدیر واسطی کی
جو سب سے کہتے ہین لن ترانی وہ اسکو صورت دکھا چکے ہین

۲۱۳

بے خیال یار زیبا نہ باغ دل نہین
بزم مین وہ جلوہ نہین تو رونق محفل نہین

دل وہ ہم رکھتے ہین جس سے ہمکو کچھ حاصل نہین
چاہیے کہنا کہ پہلو مین ہمارے دل نہین

ہوکے بے پردہ نہ بیٹھین آپ زیر آسمان
دیدۂ شمس و قمر دیدار کے قابل نہین

عقل حیران ہی ہماری بزم حال و قال مین
سیکڑون بسمل ہین پر انکا کوئی قاتل نہین

بھی آسا سیر ہوتی اس دل مضطر نے کی
استراحت جسمین ہو ایسی کوئی منزل نہین

پار ہو کسطرح بیڑا بسملون کا وقت ذبح
منزلون دریاے تیغ یار کا ساحل نہین

خوف ہی اتنا نہ اسکو خون کی تہمت سے لگے
ورنہ دینا جان کا الفت مین کچھ مشکل نہین

ہوگیا یک جان دو قالب مٹ گیا حرف دوئی
تجھمین مجھمین اب تو پردہ ایک بھی حائل نہین

دیکھتا ہون بستر مردونکو زندہ خواب مین
غافلونکو زندہ سمجھون اسقدر غافل نہین

عکس ہی ہے سویدا ے دل پر داغ کا
جلوہ گر اہی لالہ رو عارض پہ تیرے تل نہین

طالبان نطق سے کرتا ہی ایما وہ دہن
نقطہ موہوم ہون تقسیم کے قابل نہین

آپسے جاتا نہین کوچے مین اسکے بار بار
کیا کرون مجبور ہون قابو مین میرے دل نہین

جوہر فرد اس سرا دہر مین ہون مین غریب
سب مین شامل ہون مگر مجھ مین کوئی شامل نہین

ہی کڑی بات تو یہ تیرے شیشہ دل چور چور
کوئی کیا واقف کہ آواز شکست دل نہین

شوق لیجائیگا مجکو کعبہ مقصود تک
واسطی کچھ احتیاج رہبر منزل نہین

۲۱۴

اسکے نظارہ سے کچھ محروم میرا دل نہین — دولت دیدار آئینے کو بھی حاصل نہین
ہی بجا گر یاد عارض مین قرار دل نہین — ہی سبب ظاہر کہ اس قرآن مین منزل نہین
ساقیا اس میکدہ مین اب مین پھر کیا کرون — ذخت رز کیا صاف شیشے کا بھی تجھسے دل نہین
برق سکھلائی ہوئی ہی اس نگاہ تیز کی — ورنہ کچھ تیر چلانے سے اُسے حاصل نہین
عشق کے میخانے سے باہر نکلنا ہی محال — کون ہی وہ مست مثل خم جو پا در گل نہین
ڈھونڈھتا پھرتا ہی یا حق قیس صحرا مین خدا — منزلون ناقہ نہین لیلی نہین محمل نہین
خط جو میرا اُسکو پہونچا تا ہی میرا نامہ بر — کہتے ہین پڑھنے کے قابل یہ خط باطل نہین
نقد جان حاضر ہی قاتل کو اگر منظور ہے — دست ہمت ہی کشادہ تنگ میرا دل نہین
وادی وحشت عجب صحرائے دہشتناک ہی — خضر کیسا ذکر رہبر ن سیکڑون منزل نہین
کیا ہوا روشن ہین ہر جانب جو شمعین سیکڑون — تو نہین محفل مین جبتک رونق محفل نہین
ہر روز ہی کیسے قدر پھرتا ہی مجھے — ای فلک مین آدمی ہون کاسۂ سائل نہین
ہی یہ کیا مضمون نکلتے ہین جو خون آلودہ حرف — ہی قلم میرا اگلوے طائر بسمل نہین
خوب کی خواہش مین ترک سلطنت دشوار ہی — ہر گدا کو رتبہ ابراہیم کا حاصل نہین
ہوا ذات دہر سے بیخوف ہین اہل صفا — سنگ راہ سیل صحرا اسلکی منزل نہین
ابر ہی فیاض لیکن جا بجا ممسک بھی ہی — چشم دریا بار کے مانند دریا دل نہین

ایکدن دلکی گرہ کھل جائیگی ای واسطی
حل نہو کوئی تو ایسا عقدۂ مشکل نہین

۲۱۵

بتونکی آفت مین عمل ہی ہیشہ اچھون کو یاد خدا کرونمین — نشہ ہی بکسر ہزار سودا جنون کی تدبیر کیا کرونمین
بنا الفت ہوای ستمگر جفا کرے تو وفا کرونمین — ہزار سر ہون اگر میسر خوشی سے تجھپر فدا کرونمین
دکھا کے چتون چھپا کے منھ کو ستاتے عاشق کو رنج تم دو — اجازت ای مہروش اگر ہو نقاب رخسے جدا کرونمین
گناہگار ہون مین ہون سرا سر جو پہر قتل آئے وہ ستمگر — جھکا کے محراب تیغ مین سر قضا نمازی ادا کرونمین

کبھی ہون حیران کبھی پریشان کبھی ہون گم یہان کبھی ہون نالان
یہ رنج فرقت کا اے مری جان غضب ہے کب تک سہا کرون مین

کہان نہ اسنے مجھے پھرایا کہان نہ اسنے مجھے پھنسایا
بس از خرابی خیال آیا کہ ایسے دلکو جدا کرون مین

ہزار سر پر ہو میرے آفت ہزار ہو ای صنم مصیبت
اٹھاؤن مین لاکھ رنج فرقت مجال کیا کچھ گلا کرون مین

یہ کچھ غضب ہے ای بت اسے کہ پھر عاشق اٹھائین صدمے
جو جلے غیر دیتے تو رکھے تو کیون ہمیشہ لڑا کرون مین

مٹاؤ دل سے مرے کدورت پلاؤ لاکر شراب الفت
یہ زہر آلودہ جام حسرت بتاؤ کبتک پیا کرون مین

ہوا ہون پھر مین کسیکا شیدا ایسا ہی ہوش و خرد نہ رہتا
بڑھا ہے حد سے زیادہ سودا جنون مین حیران ہون کیا کرون مین

صفائی لازم ہے ایسی مجھسے کہ پھر جدا ہون نہ ہی تجھسے
یہ آرزو ہے کہ ساتھ تیرے برنگ سایہ پھرا کرون مین

۲۱۶
یہی تمنا ہے واسطی کی مجھے ہو توفیق یا الٰہی
جو میرے حق مین کرے برائی اسکے حق مین بھلا کرون مین

فہم اسکا تمہین ای اہل سخن کچھ بھی نہین
وہ کمر کچھ بھی نہین ہے وہ دہن کچھ بھی نہین

جنکی نازک ہے طبیعت وہ سمجھتے ہین یہ بات
روبرو اس گل عارض کے چمن کچھ بھی نہین

غیر کے کان مین کہتے ہین وہ جھک کر یہ بات
مین نے پوچھا تو کہا مشفق من کچھ بھی نہین

پوچھو ہستی مین نہ یاران وطن کا احوال
ہون سفر مین خبر اہل وطن کچھ بھی نہین

چاہتے ہین جو سخن اس سے وہ دیوانے ہین
بے دہن ہے وہ یہی اسمین سخن کچھ بھی نہین

عمر بھر خاک بدن پہ رہی مجھ عریان کے
مرکے بھی حاجت کافور وکفن کچھ بھی نہین

خوش خرامی اسے کہتے ہین کہ تیرے آگے
کبک و طاؤس کا دیکھا تو چلن کچھ بھی نہین

باندھ فتراک مین نخچیر کیا ہے جو مجھے
رحم دل مین ترے ای ترک سفر فگن کچھ بھی نہین

آشنا ہے جو تری نکہت کاکل سے دماغ
اسکو ای گل طلب مشک ختن کچھ بھی نہین

تختہ سر کا جو کسی گور کا دیکھا ہمنے
زلف و خط عضو بدن تار کفن کچھ بھی نہین

قصد ہے ملک عدم کا مگر اتنا ہی خیال
پاس زاد سفر ای اہل وطن کچھ بھی نہین

کیا سمجھکر ترے گیسو سے اسے نسبت دون
زلف سنبل مین خم و پیچ و شکن کچھ بھی نہین

آگئی زلف جو زنجیر ہوا عالم تاریک ۔۔۔ ہی وہ اندھا جو کہے چاند گہن کچھ بھی نہین

۲۱۷

واسطی اس سے نہ دنیا ہی نہ عقبیٰ حاصل
شاعری کہتے ہین سب جسکو وہ فن کچھ بھی نہین

ستم قتل عاشق باوفا تمھین کب تھا کہ جواب نہین ۔۔۔ یہی آرزو یہی مدعا تمھین کب تھا کہ جواب نہین
کبھی پاس آکے نہ بیٹھنا کبھی آنکھ اٹھاکے نہ دیکھنا ۔۔۔ یہ غرور حسن شباب کا تمھین کب تھا کہ جواب نہین
کبھی میری سمت نہ دیکھنا کبھی بات میری نہ پوچھنا ۔۔۔ یہ جفا و جور کا حوصلہ تمھین کب تھا کہ جواب نہین
جو نگاہ تھی وہ نگاہ ہی جو مزاج تھا وہ مزاج ہی ۔۔۔ کہو پاس خاطر آشنا تمھین کب تھا کہ جواب نہین
کبھی زخم دل پہ جو کی نظر ہے ہو ہنسکے اور نمک فشان ۔۔۔ مرے چھیڑنے کا بھلا مزا تمھین کب تھا کہ جواب نہین
جو کہا یہ ہمنے شکایتا رہین شکوہ آہ کب تلک ۔۔۔ تو دیا جواب یہ مشغلا تمھین کب تھا کہ جواب نہین
شب ہجر کا بھی نہین گلا جو نصیب وصل ہوا تو کیا ۔۔۔ یہ بہانا شرم و حجاب کا تمھین کب تھا کہ جواب نہین
رہے آئنہ کیطرف نظر کہ نہ خط ہو چہرے پہ جلوہ گر ۔۔۔ خط عدو کے محب نما تمھین کب تھا کہ جواب نہین
جو بسنگ شیشہ تھا دل مرا اسے ٹکڑے کرکے تلف کیا ۔۔۔ بڑے سنگدل ہو سر جفا تمھین کب تھا کہ جواب نہین

۲۱۸

کبھی داغ غم سے نجات تھی دل غم سرشت کو واسطی
یہ تصور رخ مہ لقا تمھین کب تھا کہ جواب نہین

ہی وہ گلچین بہار گل رخسار کہ مین ۔۔۔ آئنہ آپ کا ہی طالب دیدار کہ مین
بڑھ کے کھاتا ہی وہ قاتل تری تلوار کہ مین ۔۔۔ غیر ہی جنس شہادت کا خریدار کہ مین
دیکھنا دور نہین وہ بھی زمانہ ہی قریب ۔۔۔ خط نکلنے پہ چلے جاتے ہین اغیار کہ مین
طرہ بل کرکے ترا کرتا ہی سنبل سے یہ بحث ۔۔۔ تو ہی اس گلشن آفاق مین طرار کہ مین
پاسبان راتکو تو مین ہون محافظ دن رات ۔۔۔ ای سگ یار بتا تو ہی وفادار کہ مین
میرے اعضا جو مرا حال کہینگے دم حشر ۔۔۔ مین بھی کہہ دونگا یہ مفسد ہین گنہگار کہ مین
زاہدو آؤ چلو حاکم محشر کے حضور ۔۔۔ دیکھون تم ہوتے ہو رحمت کے سزاوار کہ مین

گھر مین آنے کا دیا یار نے فرمان سب کو	بس لیوار رہا سایۂ دیوار کہ مین ✤
مین نہ کہتا تھا دلا کوچۂ گیسو مین نہ جا	آج تو دام بلا مین ہی گرفتار کہ مین
دیکھنا وقت سحر حال ہوا خواہی گل	پہلے ہوتی ہی صبا داخل گلزار کہ مین
دیکھے آئینہ جو وہ بحث نئی ہو پیدا	عکس چہرے سے کہے تو ہی طرحدار کہ مین

۲۱۹ واسطی کہیے جاتے ہین جو پیتے ہین شراب
پوچھے جائینگے قیامت مین وہ مکار کہ مین

رہا اُس سرو قد سے کھیل نہین	منڈھے چڑھ جائے یہ وہ بیل نہین
بوسہ اُس خال کا کبھی نہ ملا ✤	یہ وہ تل ہی کہ جسمین تیل نہین
دل مرا خون ہو کے لپٹا ہے	اُسکے دامن مین سرخ بیل نہین
آتے ہی آئے گا قاصد	تار برقی نہین ہے ریل نہین

۲۲۰ واسطی اُس سے کیا کلام کرون
کچھ طبیعت کو جس سے میل نہین

بہار لائی ہی دولت کو ساتھ گلشن مین	بھرے ہین گوہر شبنم گلوے دامن مین
خیال زلف مین چھائی کچھ ایسی تاریکی	پڑھی نماز عشا ہمنے روز روشن مین
جو زیر تیغ کرون آہ مین بسمل ✤	کباب ماہی جوہر ہو آب آہن مین
وہ میرا زخم جگر ہی جو بخیہ گر آئے	بھر آئین اشک یقین ہی کہ چشم سوزن مین
ہمارے ہاتھ نہ لگ کیونکر آئے ای ساقی	کہ طشت سے ہی صراحی کا پانؤں دامن مین
جو داغدار ہی دل اُسکو خوف آفت کیا	چراغ لالہ ہی روشن ہوائے گلشن مین
ازل سے قمری شمشاد قد یار ہین ہم	پڑا ہی طوق اطاعت ہماری گردن مین
مکان دل کی جو وسعت کبھی دکھا دون مین	سمائے قصر فریدون نہ چشم روزن مین
اُٹھائے میری طرح عشق یار کا لنگر	بھلا یہ زور کہان بازوِ تہمتن مین

خدا کی شان تن زار اور اشک کا تار | دراز رشتہ ہے گویا پڑا ہے سوزن مین
صفا جو دل مین ہو پیدا تو وسوسہ کیسا | کہ ذرہ آ نہین سکتا مکان روشن مین
مزاج پھولون کے نازک ہین رنگ صبح نہ اڑے | چلے نسیم کا جھونکا سنبھلکے گلشن مین
دل اپنا موسم پیری مین کیا شگفتہ ہو | خزان کے روز ہین خاک اڑ رہی ہے گلشن مین
گئے ہین اڑکے گل و سرو اسکے کوچے مین | نہ فاختہ ہے نہ اب عندلیب گلشن مین
تمہارے رقص کو طاؤس خاک پہونچیگا | یہ شوخیان ہین کہان اس بلند گردن مین
ستی ہے کیا ترے وحشی کی ای پری آمد | بھرے ہوے ہین ہر اک کوہ سنگ دامن مین
کریگی تیغ قضا ایکروز دو ٹکڑے | زرہ سے ہو تن رستم حصار آہن مین

۳۲۱ ابھی تو خندۂ گل واسطی ہے گریہ | ذرا بھی ہو جو اثر بلبلونکے شیون مین

نہ مین دولت نہ حشمت چاہتا ہون | الٰہی تیری رحمت چاہتا ہون
خدا چاہے تو وہ بھی مجھکو چاہے | مین جس بت کو قیامت چاہتا ہون
یہ میرا دل یہ میرا حوصلہ ہے | تجھے ای بے مروت چاہتا ہون
نہ صحبت سے نہ وصلت سے ہے مطلب | فقط صاحب سلامت چاہتا ہون
تمنا ہے تو ہے قرب خدا کی | نہ مین کوثر نہ جنت چاہتا ہون
پلا آب دم شمشیر قاتل | بہت پیاسا ہون شربت چاہتا ہون
زمین ہے تیرے کوچے کی بہت خوب | یہین مرکر مین تربت چاہتا ہون
ملے قاتل وبال دوش ہے سر | خداوندا شہادت چاہتا ہون
نہ کیونکر گوشۂ عزلت مین بیٹھون | حوادث سے فراغت چاہتا ہون
نہ حوروشسے نہ پریوشسے ہے مطلب | تجھے ای مہر طلعت چاہتا ہون
کسی صورتسے فردائے قیامت | مین چھٹکارے کی صورت چاہتا ہون

علی رضؑ کی دستگیری کی ہوس ہی — محمدؐ کی شفاعت چاہتا ہون

۲۲۲ کہان تک واسطی یہ ظلمت بخت
حبیب ماہ طلعت چاہتا ہون

ہماری عمر کے دن اس تفکر مین گذرتے ہین — کہ دنیا چھوڑتی ہی یا ہم اسکو ترک کرتے ہین
عجب کیا ہی ملا دے گر فلک اس سرو قامت سے — نہالونکو قلم کو باغبان پیوند کرتے ہین
بلندی ہوگی حاصل یکدن گھبرا نہ پستی سے — لگاتے ہین جو غوطے آب مین آخر ابھرتے ہین
کسی کا حال نیک و بد خدا سے کیا ہی پنہان — ملک ہرکارے ہین سرکار مین پرچے گذرتے ہین
یہ ایذا الفت قد سے اٹھائی ہی کہ گلشن مین — قدم رکھتے ہوے ہم سرو کے سایہ مین ڈرتے ہین
کبھی رستا نہین ہی بند اپنے کوچۂ دل کا — غمونکی آمد و شد روز ہی صدمے گذرتے ہین
ترا چاہ ذقن ای حور ظلمت ہی وہ سرچشمہ — بہشتی تشنگی جس چشمے پہ پانی خضرؑ بھرتے ہین
پھنسایا ہی جو دلکو زلف مین دو خال کالونے — کہ دانہ دیتے ہین صیاد جسکو قید کرتے ہین
لگا اک ہاتھ ای قاتل کہ بیڑا پار ہو انکا — ادھڑ مین تیرے بسمل ہین نہ جیتے ہین نہ مرتے ہین
ترے دیوانونکو سوکھین کیا امید صحت کی — کہین بگڑے ہوے ایسے بھی دنیا مین سنورتے ہین
بڑے مغرور ہین ہفتم فلک پہ ہی دماغ انکا — زمین پر کب قدم ارباب عز و جاہ دھرتے ہین
شراب عیش سے خالی پڑے ہین ساغر و مینا — ترے میخوار ساقی زندگی کے روز بھرتے ہین
گرے گا گور مین مردہ اگر تکیہ مین آیا ہی — مسافر جب پہونچ جاتے ہین منزل پر اترتے ہین
اثر مرنے پہ بھی باقی ہی ان آنکھونکی الفت کا — کہ آہو سبزہ میری گور پر آ آ کے چرتے ہین

۲۲۳ بہت ای واسطی دلتنگ ہی خانہ نشینی سے
وہ بھولے ہین ہمین کس روز دیکھین یاد کرتے ہین

اسقدر آنکھونکو زشت آیا نظر روے وطن — خواب مین بھی منہ نہین کرتے ہین ہم سوے وطن
رنگ ہو جس دوست کا جو نامہ بر کر سب بیان — تیری باتونسے مجھے آتی ہی کچھ بوے وطن

جادۂ صحرا پہ جب آئے نظر مردم گیاہ
آگئی کیا یاد ہمکو رہروِ کوئے وطن

۲۲۴
اہل غربت نے وہ کی الفت لیا مٹھی مین دل
دیکھیے کب واسطی جاتا ہو اب سوئے وطن

قفس کو اڑکے ہم صحن چمن سے جانیوالے ہین
سفر کا شوق ہے دلمین وطن سے جانیوالے ہین

فقط شب بھر کا وقفہ ہے کہان پھر شمع و پروانہ
سحر ہوتی ہے یہ سب انجمن سے جانیوالے ہین

بتو کچھ منھ سے بولو کسلیے آزردہ ہو ہمسے
کہ ہم کعبے کو دیر برہمن سے جانیوالے ہین

وہ کشتہ ہون کہ تربت مین بھی سبزہ زخم آئے ہین
بھلا کب خون کے دھبے کفن سے جانیوالے ہین

چٹکتا ہے جو غنچہ زنگ کی آواز دیتا ہے
گلون کے قافلے شاید چمن سے جانیوالے ہین

زبان اپنی رہیگی تیز تو نہین ضعف پیری مین
ابھی جائین اگر دندان دہن سے جانیوالے ہین

پڑیگی لب سے روے یار پر پاے نگاہ اپنی
طلب کو ایکدم مین ہم دہن سے جانیوالے ہین

چھپاتے ہو عبث زلفونمین اپنی شوخ آنکھونکو
یہ آہو چوکڑی بھر کر ختن سے جانیوالے ہین

عبث ہے فکر شانے کو پڑیگا خود کشاکش مین
کہان پیچ اسکے زلف پرشکن سے جانیوالے ہین

تری بے پردگی نے فاش پردہ کردیا اپنا
چھپا کر منھ کو ہم اہل وطن سے جانیوالے ہین

ٹھہرنا چاردن بھی باغ ہستی مین ہوا مشکل
برنگ بوے گل اب ہم چمن سے جانیوالے ہین

تمہارے پاس جانیکو لگی کیا ہمکو روکیگا
نکل کر ہم مثال جان بدن سے جانیوالے ہین

۲۲۵
ڈراتا ہے جہنم سے ہمین کیا واسطی واعظ
جنان مین ہم طفیل پنجتن سے جانیوالے ہین

تیر مژگان پہ نظر کرتا ہون
پھر نظر سوے جگر کرتا ہون

ہون وہ بیخود نہین معلوم مجھے
کسکو سجدہ مین کدھر کرتا ہون

بت پکڑ لیتے ہین دامن میرا
قصد کعبے کا اگر کرتا ہون

رات کٹتی ہے مری رو رو کر
شمع سان جلکے سحر کرتا ہون

لٹ گئی کیا مری قسمت دم نزع | روے قاتل پہ نظر کرتا ہون
تیغ مژگان وہ لگائین تو سہی | ابھی سینہ مین سپر کرتا ہون
روز کہتا ہی یہ دربان دم باز | ٹھہرو آنکھو مین خبر کرتا ہون
آتش عشق سے بنکر مین شرر | دلمین چھپکے گذر کرتا ہون
مین کہان دید رخ یار کہان | شکر احسان نظر کرتا ہون
نظر آجاے مجھے وہ رخ و زلف | یہ دعا شام و سحر کرتا ہون

ہفت افلاک کا حافظ ہی خدا
واسطی نالہ مین سر کرتا ہون

۲۲۶

نیند کیا ہجر مین آے کسی پہلو مجکو | یاد آتا ہی ترا تکیۂ زانو مجکو
قہر ہی الفت مژگان پہ سیر و مجکو | ڈنک ہر وقت لگاتا ہی یہ بچھو مجکو
الفت چشم مین جاتا ہون اگر صحرا کو | اپنی آنکھو نپہ بٹھا لیتے ہین آہو مجکو
جتنے حاجی ہین چلے جاتے ہین کعبے کیطرف | کھینچ لا یدل طرف کعبۂ ابرو مجکو
قتل کرتا ہی ترا تیر مژہ ای قاتل | ذبح کرتا ہی ترا خنجر ابرو مجکو
تو بھی ہے نالہ کشی مین مرا ساتھ ای بلبل | مرثیے پڑھنے کو درکار ہی بازو مجکو
پڑتی ہی چشم طمع جب سوے گنجینۂ حسن | سانپ بن بن کے ڈراتا ہی وہ گیسو مجکو
قامت و چاہ زنخدان نے کیا ہی مجھے قتل | دفن کرنا تہ سرو لب جو مجکو
وقت گریہ نظر آہ نہین جلوہ نما | نظر آتے ہین یہ برسات مین جگنو مجکو
کروٹین شام سے تا صبح بدلتا ہون مین | چین فرقت مین نہین ہی کسی پہلو مجکو
آنکھین کسطرح نہ سنبل سے ملون گلشن مین | کچھ کچھ آتی ہی تری نگہت گیسو مجکو
سبز مینا نہین ساقی یہ قریب ساغر | سبزہ آتا ہی نظر صاف لب جو مجکو
ای جنون یار کی آنکھون کا مین دیوانہ ہون | بھاگتے پھرتے ہین کیون دیکھکے آہو مجکو

ہون وہ ساغر جو کبھی ور بھر آئے مری آنکھ
غرق کر دیگا مرا ایک ہی آنسو مجھکو

سر جھکایا جو دم فکر تو کی سیر جہان
ساغر جم ہی مرا کاسۂ زانو مجھکو

فاتحے کی تھی توقع سو وہ آئے نہ کبھی
ناسزاوار ہوا گور کا پہلو مجھکو

واسطی اس بت خوش چشم کا دیوانہ ہون
آنکھین دکھلاتے ہین کیا جان کے آہو مجھکو

۲۲۷

بسکہ ہی عشق رخ و الفت گیسو مجھکو
کوئی کہتا ہی مسلمان کوئی ہندو مجھکو

بیخطر دیتا ہی صدمے وہ جفا جو مجھکو
جانتا ہی کہ شکایت کی نہین خو مجھکو

سرخروئی ہو شہیدون مین میسر دم حشر
ہاتھ سے اپنے کرے ذبح اگر تو مجھکو

مو جو اس شوخ کی باریک کمر کو باندھو
ناف اسکی نظر آئی گرہ مو مجھکو

ہون وہ مدہوش کہ ساقی ہی مجھے باد صبا
مے پلاتی ہی سنگھا کر تری خوشبو مجھکو

فخر سے مین اسے سر مطلع دیوان کرتا
ہاتھ آتا جو ترا مطلع ابرو مجھکو

ہون وہ دیوانہ ٹھہرتا نہین ایک جگہ
لاکھ پاتو نہین لگائے وہ سہ پہرو مجھکو

اسکے جانے سے یہ شب بزم مین ظلمت چھائی
شمع کا گل نظر آیا گل شب بو مجھکو

ہنسکے فرمایا جو رستے مین کیا مینے سلام
کبھی دیکھا تھا جو پہچان گیا تو مجھکو

تیرے آگے نہین چمن اور حسینون کا پسند
سیب داغی نظر آتے ہین یہ ہر رو مجھکو

پہلی تاریخ مرے حق مین ہی جو ہی تاریخ
ماہ نو روز دکھاتا ہی وہ ابرو مجھکو

بیخود عشق کو ہی شام و سحر سے کیا کام
صبح روشن ہی وہ رخ شام وہ گیسو مجھکو

فرش ہی زیر قدم تو کف پا کا چھالا
داغ پہلو ہی مرا تکیۂ زانو مجھکو

اسقدر اسنے ستایا ہی ستاؤن مین بھی
کیا کرون حیف یہ ملتا نہین قابو مجھکو

بڑھ گئی اور بھی پیراہن تن کی زینت
خوب زخمون سے کیا یار نے اُتو مجھکو

واسطی شب کو جو وہ ماہ نہ آیا مرے گھر
شعلہ بن بنکے جلانے لگے جگنو مجھکو

۳۲۸

اسنے لکھا ہی کہ اپنا حال لکھ کر بھیجدو — دوستو قاصد کوئی پھر بھیجدو
تنگ اگر تمکو عیادت ہی مریض عشق کی — آدمی کوئی خبر کو بندہ پرور بھیجدو
تم نہین آتے تو کچھ اک شبیہ اپنی ضرور — پھر تسکین دل بیتاب و مضطر بھیجدو
واہ کیا انصاف ہی دعوت ہماری کچھ نہو — کشتیان اغیار کو باہر سے باہر بھیجدو
خاک در پر آپکے شب بھر پڑے رہتے ہین ہم — تمسے اتنا بھی نہین ہوتا کہ بستر بھیجدو
امتحان صبر و تحمل کا اگر منظور ہی — ساری دنیا کی بلاؤن کو مرے گھر بھیجدو
ہی گمان تمکو کہ اس سے گل نکھائے جائینگے — ہاتھ کا چھلا تو ای رشک گل تر بھیجدو
منھ سے جب نکلا تھارے گھر نہ آئینگے کبھی — پھر نہ آوینگے سزا ول کیا جو لشکر بھیجدو
صورت گل کسطرح جامے سے باہر ہین نہون — اسنے لکھا ہی مجھے پھولون کا زیور بھیجدو
تنگ ہون جینے سے رنج ہجر اٹھ سکتا نہین — کاٹ ڈالون خود گلا اپنا جو خنجر بھیجدو
بیش قیمت ہین ہمارے اشک کیا کریے تپاک — جوہری کے پاس جب چاہو یہ گوہر بھیجدو
تشنۂ دیدار ہین فرط عطش سے بیقرار — یا علی جنت سے کوئی جام کوثر بھیجدو
اڑن و وشانہ ہو زلفون مین الجھا کا — بال بیکا ہو تو زندانین برابر بھیجدو
واہ کیا انصاف ہی خط کا نہ لکھو تم جواب — اسکے بدلے نامہ بر کا کاٹ کے سر بھیجدو

۳۲۹

اسنے گر فرمائش اشعار کی ہی واسطی — ایک دو غزلین نہین دفتر کا دفتر بھیجدو

ہی کوچۂ قاتل مین روان دلکو بلالو — وہ راہ سے پھر آلے تو قاتل کو بلالو
مجنون کو غش آیا ہی بیابان مین غزالو — دوڑو تو ذرا صاحب محمل کو بلالو
موت آئی ہی رستے مین پڑا ہی مرا مردہ — ہو کچھ تو ٹھکانا سگ منزل کو بلالو
محفل تو ہی چوبن پہ مگر جی نہین لگتا — ملجائے تو اس رونق محفل کو بلالو
منظور ہی دینے جو انھین حسن کی خیرات — خود کہتے ہین در سے پھرے سائل کو بلالو

غنچے جو چٹکتے ہین تو آتی ہی یہ آواز
گل پھولتے جاتے ہین عنادل کو بلالو

جو مشورہ دیتے ہین وہ ہوتا نہین منظور
دیوانے سہی ہم کسی عاقل کو بلالو

اتنی تمھین توفیق خدا دے مرے حق مین
زندان سے گرفتار سلاسل کو بلالو

فرقت مین کسی طرح سے جینا نہین منظور
سر بار ہی تن پہ کسی قاتل کو بلالو

ای واسطی آتا ہی جو خلوت مین مراد کر
کہتے ہین کہ اس مرشد کامل کو بلالو

۲۳۰

وہ نالہ کرا ای دل کہ عیان جس سے اثر ہو
کس کام کا وہ نخل ہی جسمین نہ ثمر ہو

مر مر کے جیے لاکھ کوئی رنج کے ہاتھون
ممکن ہی نہین ہی کہ شب ہجر سحر ہو

سن سن کے بیان ہو کوئی ششدر کوئی حیران
کیا گذرے زمانے پہ جو وہ پیش نظر ہو

کاہے کو وہ احسان رفوگر کا اٹھائے
صد چاک گریبان سے سوا جسکا جگر ہو

اک سورۂ الحمد سے محروم نہ رکھنا
جس روز تمھارا مری تربت پہ گذر ہو

اللہ سے اپنی یہ شب وصل دعا ہی
اس رات کی تا روز قیامت نہ سحر ہو

آئینہ سے ہر وقت چھپاتے ہین وہ چہرہ
ڈرتے ہین کہ عاشق کا نہ یہ دیدۂ تر ہو

روکے ہین جو عاشق یہ بناوٹ کی ہین باتین
پانی دل محبوب ہو کچھ بھی جو اثر ہو

منقار ہما مین ہی ابھی تک مری ہڈی
اللہ کرے یان سگ جانان کا گذر ہو

دیکھی نہین جاتی شب فرقت کی سیاہی
ای انجم و مہتاب کہو آج کدھر ہو

روتا ہی لہو اشک مری لاش پہ قاتل
سر جائے تو کیونکر نہ ہم عشق کی سر ہو

طاقت ہی کہ روکے مجھے دربان دربار
ٹکراؤن سر ایسا مین کہ دیوار مین در ہو

لیتے ہو مرے سامنے کیا نام سفر کا
ایسا نہ ہو پہلے مرا دنیا سے سفر ہو

کہدو کہ رفوگر نہ سیے چاک گریبان
شیدائے جنون ہون مرا ٹکڑے نہ جگر ہو

ہمتو نہ کہین گے ارنی حضرت موسیٰ
بسم اللہ اگر آپکو یارا ہے نظر ہو

۲۳۱	کوچے مین حسینون کے جو برباد ہی کب سے غالب ہی وہی واسطی خستہ جگر ہو	

کیونکر دل مشتاق کو امید سخن ہو — وہ شوخ کرے بات کسی سے جو دہن ہو
بخوف پس مرگ ہون عریان بدنی سے — کھٹکا ہو مجھے دزد کفن کا جو کفن ہو
آئینہ کا ہی خاصہ اُس طفل کے تن مین — کھیلے کبھی مٹی مین تو صاف اور بدن ہو
روئون تو مرے داغ جگر اور بھی چمکین — ہو بارش باران تو شگفتہ یہ چمن ہو
غربت مین سنی ہی ملک الموت کی آمد — اللہ کرے قاصد یاران وطن ہو
معدوم سمجھتا ہی جو عنقا کو زمانہ — غالب ہی کہ اُس شوخ کا مضمون دہن ہو
کیا ذکر رہ وادی غربت مین وطن کا — بیٹھون مین جہان تھک کے نقاہت سے وطن ہو
دل لے کے ہمارا ہمین دیتے نہین بوسہ — کیا قول تھا سچ ہی کہ بڑے عہد شکن ہو
ہوتا نہین گلزار کوئی چاہ سے خالی — چہرے سے قرین کیون نہ ترا چاہ ذقن ہو
وہ آنکھین جو یاد آئین تو غمزہ نہین رہئون — سرسبز ہر اک شاخ غزالان ختن ہو
موقوف جوانی پہ ہی چہرے کا چمکنا — جب تک نہ بہار آئے شگفتہ نہ چمن ہو
مشکل ہی مرے پاس بہت دن کا ٹھہرنا — سکہ بھی کبھی ہاتھ مین آئے تو چلن ہو
اصلاح کرے وہ خط رخسار کی یارب — موقوف کسطرح سے یہ چاند گہن ہو
دل لیکے جو بوسہ نہین دیتے تو نہ دو تم — موقوف یہ جھگڑا کہین ای مشفق من ہو
کرتے ہو عبث حلقۂ گیسو سے مقابل — مٹی نہ کہین نافۂ آہوے ختن ہو

۲۳۲	ای واسطی جاہل کو مرے شعر کی کیا قدر سمجھے وہ سخن کو جو شناسائے سخن ہو	

کم نہین قد مین درازی مین سر مو گیسو — فی الحقیقت ہی جواب قد دلجو گیسو
سر ڈھین لیکے کہا کرتا ہون گیسو گیسو — بھولتا ہی نہین شب بھر کسی پہلو گیسو

کیون نہ محفل ترے آنے سے معطر ہو جا
مشک نافے سے کہین بڑھکے ہی خوشبوی گیسو

مرگئے ہین جو گرفتار ترے گیسو کے
انکی مرقد سے صدا آتی ہی گیسو گیسو

کچھ مرے حال پریشان سے جو واقف ہو جا
کنگھیان کرکے سنوارے نہ کبھی تو گیسو

کسی مذہب مین ہو انسان تجھے رکھتا ہی ہم
چہرہ ہی جان مسلمان دل ہندو گیسو

مین یہ سمجھا کہ ہوا کعبے مین ہندو کا گذر
آرہا اُڑکے اگر جانب ابرو گیسو

دونون کیون مل کے نہ دین سبزہ و سنبل کو شکست
خط شبرنگ کا ہی قوت بازو گیسو

عہد پیری نہین کچھ دور سپیدی ہی قریب
ہوگا سنبل سے کسی دن گل شبو گیسو

سحر سازی مین جو کامل ہین وہ یہ کہتے ہین
سحر کا سانپ ہی یا افعی جادو گیسو

واسطی سانپ نظر آنے لگے پانی مین
جس گھڑی کھول کے بیٹھے وہ لب جو گیسو

۲۳۳

آہ کیونکر نہین کرتی ہی اثر دیکھین تو
کب تلک وہ نہین لیتے ہین خبر دیکھین تو

کہدو اُن سے کہ عیادت کو ہماری آئین
حال پر بھی کرین ایک نظر دیکھین تو

جنکو دعوی ہی کہ ہم دیکھتے ہین عالم غیب
کسطرح دیکھتے ہین اُسکی کمر دیکھین تو

مین جو آیا تو مجھے دیکھ کے چھپ گئے کہکے ابا
حال دل کس سے کہون اب وہ ادھر دیکھین تو

گلشن دل مین ہی کیا نخل محبت سرسبز
کب تلک یہ نہین لاتا ہی ثمر دیکھین تو

کسطرح جاتا ہی تو اُس صف مژگان کے جلو
ای دل زار ذرا تیرا جگر دیکھین تو

ہم ہین اور طول شب ہجر ہی اور دور فلک
آج کبتک نہین دیکھین گے سحر دیکھین تو

نالہ درد جگر ہم سے سنا تو یہ کہا
کسطرح آئے یقین درد جگر دیکھین تو

اُسکے تلوے کے برابر نہین چہرے انکے
چشم انصاف سے خورشید و قمر دیکھین تو

قائل تنگی آفاق ہین جو گوشہ نشین
کوہ و صحرا کو ذرا کرکے سفر دیکھین تو

عمر جاوید نہین ہوتی ہی کیونکر حاصل
بوالہوس بھی لب جان بخش پہ مر دیکھین تو

خواہش باغ عبث کرتے ہیں مرغان قفس
باغ سے کم نہیں صیاد کا گھر دیکھیں تو

چھپکے تنہائی میں کرتے ہیں جو افعال قبیح
سخت غافل ہیں ادھر اور ادھر دیکھیں تو

جن حسینوں کو بہت حسن پہ اپنے ہے غرور
آنکھ آہو کی وہ چیتے کی کمر دیکھیں تو

آئینہ آٹھ پہر دیکھ رہے ہیں جو حسین
میری حیرت مری حسرت کی نظر دیکھیں تو

۲۳۴	واسطی ہے یہ یقین رحم ہی آجائیگا آکے وہ حال مرا لوٹ کر دیکھیں تو	

سمجھے ہیں نخل ثمر دار مقرر سب کو
طفل لالا کے لگاتے ہیں جو پتھر مجکو

خوب نظارۂ قاتل تہ خنجر کر لوں
مہلت اے پیک اجل دے ابھی دم بھر مجکو

ہو گیا خاک جو تن خاک سے بھی پاک بنا
مرگ کے بعد دیئے چرخ نے چکر مجکو

نامہ لیکر جلے گا خود یا تلک کیا پردا
قاصدی کو نہیں ملتا جو کبوتر مجکو

سوزش ہجر میں بیٹھا ہوں محبت کا پتلا
آگ میں موت نہیں مثل سمندر مجکو

ساقیا تجھسا زمانے میں نہیں کوئی سخی
خیر خم کی ہو پلادے کوئی ساغر مجکو

نظم کیا کیا ہوئے مضمون ترے دانتوں کے
ہاتھ آئے عجب اس بحر سے گوہر مجکو

کیا بلا کا سبہ سائل مجھے سمجھا ہے فلک
دربدر یوں جو پھراتا ہے مقدر مجکو

پتلی آنکھوں سے نہ جینگی تری قاتل کی نہ دید
شوق دیدار نے مارا تہ خنجر مجکو

فرد باطل مجھے کیا منشی قدرت سمجھا
دیکھتے ہی جو کیا خارج دفتر مجکو

کبھی دولت کو سمجھتا نہیں دولت میں فقیر
آہن و زر نظر آتے ہیں برابر مجکو

سرکشی ہجر میں کیا خاک کروں اے ساقی
آب انگور ہے آب دم خنجر مجکو

اپنے کوچے میں جگہ اسنے جو دی میں سمجھا
جیتے جی خلد میں رہنے کو ملا گھر مجکو

۲۳۵	واسطی خوف گنہ کا ہوں کا نہیں محشر میں ساتھ لیجائینگے جنت میں پیمبر مجکو	

غضب کی جا ہی کہ اتنا تمھین خیال نہو
دکھائین چہرہ کوئی بے چہری ملال نہو

کرو وہ بات کہ جو باعث ملال نہو
چلو وہ چال کوئی جس سے پائمال نہو

دوائین لاکھ دعائین ہزار ہون تو کیا
ترا مریض محبت کبھی بحال نہو

لہو سپید ہوا ہی یہ اہل دنیا کا
کہ ہون یہ قتل تو قاتل کی تیغ لال نہو

نہین گناہ جو بعد گناہ ہو خجلت
گنہ وہ ہی جو گنہ کرکے انفعال نہو

کمان تنگ ہون ہاتھون سے شوخ چشمون کے
وہان چلون مین کہ جس دشت مین غزال نہو

قفس کو توڑکے جاؤن ابھی چمن کو مگر
خیال یہ ہی کہ صیاد کو ملال نہو

وہ سر نہین ہی کہ جسمین نہین ترا سودا
وہ دل نہین ہی کہ جسمین ترا خیال نہو

ہمیشہ دل مین رہے داغ عشق کا سودا
اس آفتاب کو یارب کبھی زوال نہو

کریم کہیے اُسے بے طلب کرے جو عطا
گدا وہ ہی کہ جسے عادت سوال نہو

بجا ہی مست جو میخانے مین کرین ہو حق
وہ مدرسہ نہین جسمین کہ قیل و قال نہو

کمال اُلفت گیسو مین دل مشوش ہی
خدا کرے کہ پریشان کسی کا حال نہو

مین اپنے عالم حیرت کا حال کیا پوچھون
زبان مردم تصویر کی جو لال نہو

نہین ہی صاحب رفعت کو کام زینت سے
حنا سے لال کبھی ناخن ہلال نہو

خراب کرتا ہی انسان کو تلون طبع
کہان ہی صحت جسمی جو اعتدال نہو

کرو نہین رو کے کسی دن جو اپنا دل خالی
تو مذہب حکما مین خلا محال نہو

خدا سے ہی یہ دعا واسطی کہ محشر تک
عیان ستارۂ صبح شب وصال نہو

۳۳۶

پہر کوچۂ محبوب مین جانا مجکو
آنکھ دیوار کے روزن سے ملانا مجکو

کوے جانان سے کہین اب نہین جانا مجکو
اس سے بہتر نہین ملنے کا ٹھکانا مجکو

ہون وہ میخوار کہ الغاصہ مین ون ساقی کو
ہاتھ جمشید کا آئے جو خزانا مجکو

ہی وہ دھوان خط کا جو اُٹھا آتش عارض سے بلند — لگیا اشک بہانیکا بہانا مجھکو
تیری اُلفت مین ملامت سے کوئی ڈرتا ہون — ایک مانون نہ کہے لاکھ زمانا مجھکو
بات کب غیر کی مجھ زار سے اُٹھ سکتی ہی — ہین گران یار کے بھی ناز اُٹھانا مجھکو
گر پڑون بام سے یا چاہ مین کچھ خوف نہین — نظر خلق سے یارب نہ گرانا مجھکو
ہی مناسب جو ہنڈولے سے اپنے نسبت دون — تہ و بالا نظر آتا ہی زمانا مجھکو
سامنے میرے نہ آئے سحر حشر رقیب — شکل منحوس خدایا نہ دکھانا مجھکو
اکل و شرب اور نہین غیر کباب و مئے ناب — یہی پینا ہی دو وقت یہی کھانا مجھکو
چاہتا ہون کہ مری خاک بگولا بنجائے — مرگ کے بعد بھی ہی خاک اُڑانا مجھکو
ای فلک ہوگا کمالونسے زمانا خالی — دوسرا مجھسا کوئی ہو تو مٹانا مجھکو
آسیا اسکو نہ سمجھون تو بھلا کیا سمجھون — پیستا ہی یہ فلک جان کے دانا مجھکو
مجرم عشق ہون مژگانسے مجھے اُلفت ہی — شوق سے کیجیے تیرون کا نشانا مجھکو

۳۳

واسطی شاہ خراسان کی زیارت کا ہی شوق
طوس کو ہند سے ہونا ہی روانا مجھکو

آؤ خفا نہ ہو مرے کہنے کو مان لو — دیدونگا ورنہ جان یہ تم خوب جان لو
زہرہ زمین پہ اُتر آئے سپہر سے — گانے مین میری جان کوئی ایسی تان لو
کیا رہ گئے ایک شہر مین رہتے ہو دور دور — پاس آ رہو کرایہ پہ ہمسے مکان لو
تیرون نے تمنے سینے کو چھلنی کیا مگر — مجکو وہی ہی عشق اسے خوب چھان لو
آؤ غریب خانے مین بیخوف اے بتو — کھٹکا ہو کچھ تمھین تو خدا درمیان لو
ہو خود فروش یہ جو نہین تلے ہوے — اونچی سی کوئی چوک مین جاکر دکان لو
جو کہہ چکا ہون منہہ سے نباہونگا مین اُسے — کچھ عذر کی جگہ نہین دل لو کہ جان لو
سونے کا باغ مین جو شب ماہ قصد ہی — دیکھے نہ کوئی منہہ پہ دوپٹے کو تان لو

ہون ناتوان کفن بھی مجھے چاہیے سبک
ململ کا یا کریپ کا یا ٹبک کا تھان لو

۲۳۸

وحشت شروع عشق ہی انجام مرگ ہی
ای واسطی یہ دل مین ذرا خوب ٹھان لو

قفس مین ہی ہوائے نغمہ سنجان چمن ہمکو
بہت یاد آتے ہین غربت مین یاران وطن ہمکو

اگر تو رشک لیلی ہی تو مجنون ہی لقب اپنا
سمجھتا ہی تو شیرین اور عالم کوہکن ہمکو

سراب دشت کو لب تشنہ سمجھے چشمۂ حیوان کا
کفن مین کیا لیا چھپتا ہی تیرا لیجا و دفن ہمکو

جہان سے تنگ ہین مشتاق ہین شہر خموشان کے
بنایا عالم دکھایا گردش چرخ کہن ہمکو

نہ بتخانے مین دخل اپنا نہ کعبے مین جگہ اپنی
کہ ہندو شیخ سمجھا ہی مسلمان برہمن ہمکو

بگولا سرو نرگس دیدۂ غول بیابان ہی
نظر آتا ہی صحرا یار مین جنگل چمن ہمکو

تجسس مین گئے ملک عدم تک بے نشان ہوکر
بڑی دقت سے ہاتھ آیا ہی مضمون دہن ہمکو

کہان ہی تیزی دست جنون ٹکڑے کرے اسکو
نہایت تنگ کرتا ہی ہمارا پیرہن ہمکو

ضعیف ایسے ہین ہونگے مور کے روزن مین قائم ہم
نہین لیکن فنا کچھ احتیاج گور کفن ہمکو

تری آنکھونکے سودائی ہین کب پروا ہی غیرونکی
دکھاتے ہین عبث شوخی آہوے ختن ہمکو

اگر زنجیر داماں ہی تو طوق اپنا گریبان ہی
نہین کم قید خانے سے ہمارا پیرہن ہمکو

۲۳۹

ہوئے ہین واسطی اُس لہر کے غم مین یہ لاغر
نظر آتا نہین ہی دھوپ مین ظل بدن ہمکو

نظر آتا ہی مثل نیستی اپنا دہن ہمکو
کہین ایسی ہی جا ہی اپنی تو ہی جائے سخن ہمکو

ہوا ہی اندنون جو عشق زلف پرشکن ہمکو
تو تحفہ بھیجے ہین مشک غزالان ختن ہمکو

عدم سے سیر کو آئے ہین اس اقلیم ہستی مین
خدا کب خیمے دیکھین دکھاتا ہی وطن ہمکو

عدم سے مدتونکے بعد پہونچے ملک ہستی مین
تماشا ہی یہان بھی ملتے ہین اہل وطن ہمکو

جو گذرے خانمان سے ہم تو گلشن اور گلخن کیا
جہان بستر لگا بیٹھینگے وہی ہوگا وطن ہمکو

کہان اب قمری و بلبل خزان آئی گلستان مین
نظر آتی ہی ہر جا کثرت زاغ و زغن ہمکو

نشان عریان تنی کا بعد مردن بھی ہی باقی
نہین حاجت کفن کی دفن کرنا بے کفن ہمکو

نہین ہی غم جو ناقدردان ہین لوگ دنیا کے
کرینگے یاد بعد مرگ یہ اہل وطن ہمکو

کفن کی کچھ نہین حاجت شہیدان محبت کو
کہ اپنی چادر خون سے میسر ہی کفن ہمکو

حصول خمسۂ اسلام سے ہین خوب واقف ہم
کہ ہی روز ولادت سے ولاے پنجتن ہمکو

تمھارے ابروے پرخم کے ہم ہین دیکھنے والے
دکھاتا ہی مہ نو کیا سمجھکر بانکپن ہمکو

۲۴۰	ہوے ہین واسطی اب ضعف سے اسد رحم اللہ جو دیکھا غور سے بستر قضا سمجھی شکن ہمکو	

مے کے پینے سے ہی رونق اور حسن یار کو
ہوگیا روغن یہ پانی آتش رخسار کو

آ نہین سکتا کبھی میرا چلن اغیار کو
زاغ پائے کس روش طاؤس کی رفتار کو

کیا دل حیران کرونمین نذر چشم یار کو
رسم ہی آئینہ دکھلاتے نہین بیمار کو

کون ہوسر کوب سکا ہو جو موذی سربلند
خوف پامالی نہین خار سر دیوار کو

ہون تو مجنون پر ہین مجکو میرے دشمن بھی عزیز
آبلے کیونکر نہ آنکھونپر جگہ دین خار کو

تیر کھاکر جو اپنے زخم تن خندان ہوے
ساتھ ہی لڑکے ہنسی آئی لب سوفار کو

ہجر مین اس سیم تن کے ایسی قسمت پھر گئی
خواب مین ہمنے نہ دیکھا دولت بیدار کو

کاسۂ دریوزہ ہون گوش فصیحان جہان
کیجئے تقسیم اگر شیرینی گفتار کو

عجز اسفل کو تو اعلا کو ہی لازم سرکشی
صحن کو پستی بلندی چاہیئے دیوار کو

وقفہ دے دیکر ستاتا ہی مجھے یون اشتیاق
جسطرح باری کی تپ آوے کسی بیمار کو

کیا کرون ذرد سخن سے ہین نہان اپنا سخن
راہزن پہچانتے ہین رہبر و زردار کو

ایسا ترک لفت ابرو سے بچتا تا ہی دل
جیسے نادم ہو سپاہی بیچکر تلوار کو

ہی یہ بدمستی نہین اپنے ضرر کا کچھ خیال
محتسب سے پوچھتا ہون خانۂ خمار کو

محو حیرت کیوں نہو چشم سکندر دیکھکر
کیا بنایا ہے تری آئینہ رخسار کو

اشکباری پر جب آتی ہے ہماری چشم تر
سیکڑوں دیتی ہے غوطے ابر دریا بار کو

مرتبے جو ہر کا ہے دور آسمان سے بخطر
سان پر چڑھتے نہیں دیکھا گلی تلوار کو

۳۴۱

تیر اسکا کم نہیں ہے شاخ گل سے واسطی
غنچہ پیکان کو تو گل سمجھے ہیں ہم سوفار کو

شاد گلشن میں کیے تیا کسی میخوار کو
دے خدا وندا یہ فرمان ابر دریا بار کو

خواہش دنیا ہے یوں ہر ایک دنیا دار کو
دوڑتے ہیں جیسے کتے دیکھکر مردار کو

گھر میں بیٹھی ہے ان دریا اشکوں کا بہا دے چشم تر
موجیں اٹھ اٹھکر بٹھائے دیتی ہیں دیوار کو

قدر کی جو چیز ہے دشمن بھی کھاتی نہیں
خوف پانی سے نہیں کچھ آتش رخسار کو

صورت طاؤس پابند گلستان کچھ نہیں
ساتھ داغ اپنے لیے پھرتے ہیں ہم گلزار کو

وہ بھی آئے تو دیوانہ ہے آسیب چمن
گل نکل جائیں گریبان پھاڑ کر بازار کو

ہوں وہ بحر دل غم ہرا اشکوں ہوں شادی کی جگہ
اور رو رو میں جو دیکھوں قہقہ دیوار کو

ٹیک یہ وقت انزل گھر بیجا ہے یہ ایک سا
خار و گل دونوں جلا دیتیں ہیں یکسان نار کو

خوش ہے چارہ کا دیکھا داغ شکست رنگ رخ
کیا گوارا غل طبیبوں کا ہو مجھ بیمار کو

ہجر کی شب ہے اگاشانہ پر ہیبت ناک ہے
ڈر سے چڑھ آتی ہے تپ ہا صورت دیوار کو

بغض دشمن سے نگین ہے وجہ فروغ
اور بھڑکاتا ہے پانی آتش گلزار کو

ایسے اندوہ ہوئے مردم جو وہ یوسف پھرا
ٹوکنگر گویا کہ کوئی لے گیا بازار کو

ہجر میں غمناک ہیں ہم کون جلے کے باغ
خانۂ شادی سے کیا مطلب ہے ماتمدار کو

شیخ صاحب آگیا ... آگیا
تم بھی کھل کھیلو اتار و جبہ و دستار کو

۳۴۲

واسطی الہجر لباس رنگین بانکی ہے دھوم
بلبلیں پیتی ہیں گلشن میں ترے اشعار کو

تیر مژگان لگاؤ گے کس کو
تم نشانہ بناؤ گے کسکو

گر گیا ہون نظر سے صورت اشک
خاک سے اب اٹھاؤ گے کسکو

ہونگا بیجان تمھارے آنے تک
آؤ گے بھی تو پاؤ گے کسکو

ارنی کہیی وقت نظارہ
لن ترانی سناؤ گے کسکو

ایک دو کیا کرور ظلم سہے
صبر مین آزماؤ گے کسکو

کرم شب تاب ماہتاب نہین
چٹکیون مین اڑاؤ گے کسکو

میری آنکھونسے ہی جو تمکو حجاب
پھر یہ جلوہ دکھاؤ گے کسکو

ہو چکا خاک جل کے دل میرا
ہجر مین اب جلاؤ گے کسکو

واسطی ہوشیار ہی وہ شوخ
دام مین اپنے لاؤ گے کسکو

۲۴۳

دولت کی سلطنت کی خزانیکی آرزو
دلمین بھری ہی سارے زمانے کی آرزو

دولت کی ہی ہوس نہ خزانے کی آرزو
دلسے مٹی ہی سارے زمانے کی آرزو

صیاد تیرے دام مین پھنسکے ہین سیر ہم
پانی کی آرزو ہی نہ دانے کی آرزو

جلاد میرے قتل کو ہوتا ہی کیون طلب
ہی زخم تیرے ہاتھ سے کھانے کی آرزو

کوچے مین اسکے دفن کی جا مل چکی دلا
کہتا ہی کیا تمہین یہ ٹھکانے کی آرزو

چہرہ دکھائیے یہ ہی آئینہ کی ہوس
زلفین سنوارئیے یہ ہی شانے کی آرزو

پستان یار تک تو ہوا اپنا دسترس
باقی رہی گلے سے لگانے کی آرزو

ای ترک گھر سے زخم لگا تن پہ چار پانچ
بسمل کو ہی لہو مین نہانے کی آرزو

موت آگئی قفس مین ہماری ہزار حیف
نکلی نہ دلسے باغ مین جانے کی آرزو

اس سیم تن کے وصل کی یون دلکو ہی ہوس
مفلس کو جسطرح ہو خزانے کی آرزو

ایدل کدھر خیال ہی کچھ جانکی ہے خبر
اس جنگجو سے آنکھ لڑانے کی آرزو

۲۴۴

صدمے اُٹھائے منزلِ ہستی مین واسطی
کب ہی یہانسے جا کے پھر آنیکی آرزو

دل بہت آج ہی اُداس آؤ
آؤ آؤ ہمارے پاس آؤ

کوئی ہمدم نہین ہی فرقت مین
ای غم و اضطرار و یاس آؤ

اب جو آئے تو پھر حیا کیسی
دور بیٹھو نہ میرے پاس آؤ

کیون نہ باہر ہون جامہ سے عاشق
تم بدلکر اگر لباس آؤ

مین تمھارا زمانہ آ گیا ہی
قتل کو میرے بے ہراس آؤ

ای رقیبو مجھے نہین کچھ خوف
تم اگر ملکے سو پچاس آؤ

دور رہنا ہی دور الفت سے
پاس میرا ہی کچھ تو پاس آؤ

درد ہجر بتان سے مرتا ہون
ای طبیبان حق شناس آؤ

ہین وہ بے پردہ آج ای مہ و مہر
چرخ سے بہر اقتباس آؤ

تم نہ آئے تو مر ہی جاؤنگا
ہین تمھارے کدھر حواس آؤ

۲۴۵

واسطی آتے ہو تو نکے جو پاس
سیم و زر لے کے بیقیاس آؤ

ہی یہ رغبت جوش وحشت مین ترے پامال کو
ہتکڑی پہنے جو پائے حلقۂ خلخال کو

ہون وہ دیوانہ چلا زندان سے جسدم سوئے دشت
آئے اُٹھ اُٹھکر بگولے میرے استقبال کو

کل جو آنا تھا تو آج آتی قضا کیون دیر کی
گورکن بھوکا رہا فاقہ ہوا غسال کو

بسملون نے مرتے دم آنسو بہائے اسقدر
موتیون سے بھر دیا اُس تیغ کے رومال کو

صاف سمجھے ہم کہ ہرکارے ہین یہ اخبار کے
قبر مین آئے ملک جب پرسش اعمال کو

پیشتر ازین صیاد کو تھی فکر میرے قید کی
اب یہ سنتا ہون قفس توڑا جلا یا جال کو

جامہ سے باہر یہ خوش پوشاک ہون مہر کی طرح
ساتھ اپنے کیون لیے پھرتے ہین اس جنجال کو

بزم حال و قال مین آیا جو دیوانہ ترا
حال والے چھٹنے تھے دوڑے وہ استقبال کو

دیکھتا ہون کاسۂ زانو مین مین صورتین
جو نظر آتی ہین شکلین قرعے مین رمال کو

وقت رخصت پانون پر سر رکھکے رویا اسقدر
کردیا گرداب دریا یار کے خلخال کو

عالم پیری مین شادی ہمکو ہوتی ہی تو یون
جیسے آجاتی ہی سوتے مین ہنسی اطفال کو

رنج اٹھانے سے نکل جاتا ہی انسان کا غرور
سرکشی سے کام کیا ہی سبزۂ پامال کو

شکر ہی آزردگی مین ہی ابھی کچھ کچھ خیال
پوچھ لیتے ہین وہ اورونسے ہمارے حال کو

بہر سیر باغ جب جاتا ہی وہ نازک دماغ
نکہت گل دور تک آتی ہی استقبال کو

خال عارض کا مجھے بوسہ کیا تمنے عطا
حق رکھے تابان تمہارے کوکب اقبال کو

کاتب اعمال سے بھی اب پڑھا جاتا نہین
ہمنے یہ رو رو کے دھویا نامۂ اعمال کو

۲۴۶

لکھتے لکھتے نامہ پشتارہ ہوا ہی واسطی
بدلے قاصد کے بلانا چاہیئے حمال کو

کیا غضب تمنے کیا کرکے اشارے دلکو
لیگئے کھینچکے سینے سے ہمارے دلکو

اپنے مطلب سے ہی مطلب تمھین پروا نہین کچھ
جان قربان کرے یا کوئی وارے دلکو

کھیلنے بیٹھے جو شطرنج محبت عاشق
ایک ہی داؤ مین اس شوخ سے ہارے دلکو

ہمہ تن چشم ہی داغونسے مرے پہلو مین
ہوئے منظور نظر کسکے نظارے دلکو

ضعف پیری تو نمایان ہین لیکن ابتک
دست و بازو دیئے جاتے ہین سہارے دلکو

کرے ان چاند سے ٹکڑونسے محبت پیدا
توڑ لانے ہون اگر عرش کے تارے دلکو

عاشقونسے جو چلو ناز و ادا کی تم چال
کیا سنبھالین یہ غم و درد کے مارے دلکو

ڈالیان پھولونکی اغیار کو تحفے بھیجین
داغ سے داغ دیئے تمنے ہمارے دلکو

بوسۂ آئینۂ رخ کا طلبگار رہی کون
دیکھنا تھا ہمین منظور تمھارے دلکو

نالہ وہ گرم ہمارا ہی جو منھ سے نکلے
موم کردے ابھی پتھر سے تمہارے دلکو

تھا عجب عہد کہ یوسف کی خریدار تھی خلق
مفت لیتا نہیں اب کوئی ہمارے دلکو

کوے الفت میں ہی کیا خبر گرفتاری و قتل
دوڑا جاتا ہی کہان کوئی پکارے دلکو

اب وہ معشوق وفادار کہیں ہونگے پیدا
سر چڑھا کر جو نظر سے نہ اُتارے دلکو

خاک میں جان ہی تھا نہ ملائی میری
تیری دوری نے کیا گور کنارے دلکو

کبھی ہم پر کبھی اغیار پہ ہی چشم کرم
نہیں بھاتے ہیں یہ دو طرفہ اشارے دلکو

اور تو راہ محبت میں نہیں کچھ حاصل
حاصل اتنا ہی کہ کھو بیٹھا میں پیارے دلکو

۲۴۷

کیمیا دولت دین کی ہو اُسی کو حاصل
واسطی صورت سیماب جو مارے دلکو

[illegible] خندان [illegible] جانان کو
ملو نہیں پاؤن کے نیچے گل گلستان کو

اگر دکھائے وہ جوش چشم ہوے مژگان کو
تو سامنا ابھی نشتر سے ہو رگِ جان کو

سنا ہی شہر ہو بازارِ حشر کا ہم نے
گرہ میں باندھ کے رکھا ہی نقد ایمان کو

لگی ہی خانۂ دل میں تپ فراق سے آگ
خبر نہیں ہی مگر میری چشم گریان کو

جو مرتے ہیں لب جان بخش کی تمنا میں
وہ لوگ خاک سمجھتے ہیں آب حیوان کو

کہینگے سینے کو میدان حشر وقت میں
ہم آفتاب بنائینگے داغ سوزان کو

کسی نے زلف کو سنبل سے دی اگر تشبیہ
تو جل کے پھونک دیا میں نے سنبلستان کو

سنا ہی حال براہیم ابن ادہم کا
گدا کا رتبہ میسر کہان ہی سلطان کو

بشر کو چاہیئے گذرے نہ خاکساری سے
کیا ہی خاک سے پیدا خدا نے انسانکو

خیال مصحف رخسار یار ہی جو یہی
کرون گا یاد بہت جلد اب میں قرآن کو

عرق عرق ہو خجالت سے ابر کی صورت
دکھاؤن کان کی بجلی جو برق تابان کو

نمک چھڑکتا ہی زخموں پہ خندۂ قاتل
کچھ احتیاج نہیں پھینکدو نمکدان کو

بندھی ہی ہندوِ گیسو کی رہزنی پہ کمر
نجات لوٹ سے کیا ہو کسی مسلمان کو

رہیگی یار کی آرزدگی نہ پوشیدہ
کریگی چین جبین فاش راز پنہان کو

بتون کے کعبۂ ابرو کا عشق ہی جب سے
اُٹھا کے طاق پہ رکھا ہی ہمنے ایمان کو

نہین ہی مہر سے کم داغ میرے سینے کا
عیان ہو صبح کرون چاک اگر گریبان کو

۲۴۸
سزا کا خوف کسے واسطی ہی روز جزا
خدا رحیم ہی بخشیگا جرم و عصیان کو

شب فرقت مین جو روتا ہون مجھے رونے دو
داغ اندوہ جو دلمین ہین انھین دھونے دو

دوستو نزع کی حالت مین وصیت کیسی
نیند آتی ہی مجھے غل نکرو سونے دو

روز ہنگامے قیامت کے کرینگے برپا
ہین ابھی طفل ذرا انکو جوان ہونے دو

کنج عزلت ہی یہان بعد فنا کنج لحد
خواب آرام کے بیشک ہین یہی کونے دو

لب شیرین کے کرو مجکو عنایت بوسے
بس در انداز جو بنتے ہین انھین بونے دو

قبر مین آکے ستاؤ نہ فرشتو مجکو
کتنی راتونکا مین جاگا ہون مجھے سونے دو

سخت گھڑیالیون نے مجکو ستا رکھا ہی
دیکھ لونگا شب وصلت کی سحر ہونے دو

ناصحو اسپہ مین مرتا ہون نصیحت تا کے
دل ہی قابو مین نہین جان مجھے کھونے دو

کیون عداوت ہی تمھین میرے عزاداروں سے
شمع روتی ہی سر قبر اگر رونے دو

۲۴۹
واسطی یار سے کرلونگا مین قصہ فیصل
سامنا تو کسی محفل مین کبھی ہونے دو

نہ دو ایذا اسیران بلا کو
پکار اٹھین نہ یہ بندے خدا کو

نہین ہی ضعف سے جنبش کی طاقت
اٹھائین ہاتھ ہم کیونکر دعا کو

نہین مین آپکے چھلّے کا سارق
پکڑیئے باندھیے دزد حنا کو

دل مردہ اسی سے ہوگا زندہ
بلا لو عیسیٰ معجز نما کو

نکالے دل مرا چاہ ذقن سے
اجازت دیجیے زلف دوتا کو

موے ہم ابتدائے عمر مین حیف | نہ پہونچے جور گردون انتہا کو
شب فرقت جو دکھلاتی نہین منھ | الٰہی کیا قضا آئی قضا کو
سگ محبوب کی دعوت مین لیجاے | بہت دو استخوان میرے ہما کو
لگائین سرمہ آنکھونمین جو پائین | مہ و خورشید اُسکی خاک پا کو
خوشی بیٹھی ہی در پر میکدے کے | چلواے مے کشو اندوہنا کو
ہرب کعبہ کچھ یہ واسطے شاہی | نہین ہی تیرے کوچے کے گدا کو

۲۵۰
شہیدونکی زیارت بھی ہی لازم
چلو ای واسطی اب کربلا کو

دل عالم کو نہ کرتے ہوے پامال چلو | فتنہ جس چال سے برپا ہو نہ وہ چال چلو
ای فرشتو نہین کہنے کا وہ کچھ ہی غفار | چاہو جب لے کے مرا نامۂ اعمال چلو
جنس دل بیچنے آیا سر بازار یہ کون | لینے والونکو صدا دیتے ہین دلال چلو
اب وہ دیندار نے شوق ہوا حج کا کمال | ہم یہ تاکید ہی کعبہ کو اسی سال چلو
چھپ کے چلنا ہی جو تمکو کسی عاشق کی طرف | چھاگلین دور کرو پھینک کے خلخال چلو
غیر اُس کوچے مین کثرت سے ہین اے حضرت دل | دیکھو موقع یہ الجھنے کا نہین ٹال چلو
نہ بہت سوچ کے عشاق سے کھیلو شطرنج | جیت ہی جیت ہی منظور ہو جو چال چلو
ہفت اقلیم کے سلطان ہین تیرے مشتاق | لیچلے تمکو جدھر رہبر اقبال چلو

۲۵۱
واسطی بادیہ گردی تو بہت کی تمنے
کوہ کی سیر ہو منظور تو نیپال چلو

نظر آجائے جدھر اُنکی سواری ہمکو | کھینچ لیجائے کشش کیون نہ ہماری ہمکو
عشق کسکا ہے کہ ہی غالب ہوئی بیخبری | غیر کیسا نہیں یاد ہماری ہم کو
منتظر بیٹھے ہین جیسے ہین گرفتار قفس | ہوے گل چاہیئے اے باد بہاری ہمکو

اُس مسیحا سے جدا ہوتے ہی بیمار ہوے
ایک ہی دن مین تپ آئی کئی باری ہمکو

ای فلک وش احبا پہ جنازہ ہی روان
بعد مرنے کے ملی آج سواری ہمکو

حال غیرون کا ہو معلوم بہت مشکل ہی
جب حقیقت نہین کھلتی ہی ہماری ہمکو

لیچلے تھے طرف نار فرشتے لیکن
لیگئی سوے جنان رحمت باری ہمکو

قتل کو کافی ہی جنبش مژہ و ابرو کی
آپ تلوار لگاتے ہین نہ کٹاری ہمکو

ساتھ ہی پھر گئی آنکھون کے تلے قیس کی شکل
نظر آئی جو کبھی کوئی عماری ہمکو

تب یقین ہوگا ہوا خاتمہ بالخیر اپنا
مرتے مرتے جو رہی یاد تمھاری ہمکو

دوست سمجھاتے ہین ہنستے ہین عدو وحشت مین
کیسی کیسی نہ ہوئی ذلت و خواری ہمکو

اُسنے پچھلے پہ اپنے جو بلایا سمجھے
آج قسمت نے کیا پنجہزاری ہمکو

۲۵۲ واسطی سمجھے جو آنکھین ہوئین فرقت سے سفید
بزم اُلفت مین ملی آئنہ داری ہمکو

ان آنکھون سے مین کیونکر دیکھ سکتا ہون رہ دلکو
کہ چشم نقش پا نی خواب مین دیکھا نہ منزلکو

چھری غم کی چلی حد سے سوا صدمہ ہوا دلکو
طپان دیکھا جو ہمنے خاک و خون مین مرغ بسمل کو

جو بیٹھے صحبت جاہل مین کیا ہو نفع جاہل کو
جگائے خواب غفلت سے کبھی غافل نہ غافل کو

نہین کھتا رہین سر پاؤن خط مجھسے جو پاتا ہی
ہوا کیطرح جسسے طی نامہ بر کرتا ہی منزل کو

ہوا کوئی نہ آکر غرق ہونے مین شریک اپنا
ڈبو ای انفعال عافیت یاران ساحل کو

لگا کر زخم گھرے کیا مصیبت سے چھڑائے گا
تماشا رقص بسمل کا پسند آتا ہی قاتل کو

درِ دولتسرا ے مصطفے اکیا باب رحمت ہی
کہ نقد دوجہان یان بے طلب ملتا ہی سائل کو

جو صحرا ئی ہین اُنکو شہر بستے کیا علاقہ ہی
چراغ لالہ کب آکر کرے پر نور محفل کو

فروغ اللہ نے جنکو دیا ممدوح عالم ہین
کوئی ناقص نہین کہتا جہا مین ماہ کامل کو

ہجوم عاشقان ہی نو بہار حسن جانان تک
خزان مین باغ سے مطلب نہین ہی عندلیب کو

کرے نالہ اگر کچھ ہو ہمارے پاؤنکو جنبش
کرے اک وار جس بسمل پہ تن اسکا ہو دو ٹکڑے

پسند آیا ہمارا قید رہنا کیا سلاسل کو
خدایا زور کر ایسا عطا بازوے قاتل کو

۲۵۳
عجب کیا وصل اُس بت کا ہو ہمکو واسطی حاصل
خدا آسان کر دیتا ہے ہر بندے کی مشکل کو

گذر گئی شب وصلت بس اک کلام کے ساتھ
نمازِ صبح ادا کی نماز شام کے ساتھ

بسان ساکنِ کشتی محیط عالم مین
وہ راہرو ہون مرا کوچ ہے مقام کے ساتھ

جبین یار پہ ٹیکا ہے اور افشان بھی
چمک رہی ہین ستارے مہ تمام کے ساتھ

وہ دوڑے آئے تماشا سمجھکے دھوکے مین
اُٹھا جنازۂ عاشق جو اژدہام کے ساتھ

عجب نہین ہے جو تقلید دل کرین اعضا
کہ سجدہ کرتے ہین سب مقتدا امام کے ساتھ

برنگ شیشۂ وہ اس بزم مین ہون خونی دل
کہ میرے منہ سے ٹپکتا ہے خون کلام کے ساتھ

زبان غیر سے ہو شرح آرزو کیونکر
چلو نہین آپ ہی اُس شوخ تک پیام کے ساتھ

رہائی ہے قید جو تو اسقدر تڑپ بلبل
کہ ٹوٹین تار نفس رشتہ ہاے دام کے ساتھ

تمیز اسفل و اعلےٰ کہان ہے اُلفت مین
کمال عشق تھا محمود کو غلام کے ساتھ

اُٹھا نہ دست ستم محتسب خدا کے لیے
شکستہ شیشۂ دل ہو نہ کوئی جام کے ساتھ

حیا بھی آگئی جب سامنا ہوا میرا
اُٹھا جو ہاتھ تو آنکھین جھکین سلام کے ساتھ

جو نکلون خانۂ صیاد سے تو مر جاؤن
قفس تلک ہے مری زیست دم ہے دام کے ساتھ

یقین ہے گرد کے مانند پیچھے رہ جائے
صبا چلے جو ترے اسپ خوشخرام کے ساتھ

نہ کہنے پائے دم نزع حال دل اُسنے
وہ دیکھنے بھی جو آئے تو اژدہام کے ساتھ

بجا ہے سرو چراغان ہے تن جو داغون سے
ہوا ہے عشق کسی سرو لالہ فام کے ساتھ

کرو نہین نفس کشی کیون نہ دلکے کہنے سے
جہاد راہ خدا فرض ہے امام کے ساتھ

عیان صفحۂ ہستی وہ نا قبول ہو نہین
نگین ہے چین جبین مہر کے نقش نام کے ساتھ

دعا ہی روز یہی واسطی کہ روز جزا
مدد رسول کرین حشر ہو امام کے ساتھ

۲۵۴

بوالہوس کو دید روے یار سے کیا فائدہ
کور کو نظارۂ گلزار سے کیا فائدہ

ای طبیبو خود دوا کرنے سے نفرت ہی مجھے
اسقدر اغماض مجھ بیمار سے کیا فائدہ

چہرہ دکھلاؤ کہ ہین دیدار کے مشتاق ہم
لن ترانی ہو چکی تکرار سے کیا فائدہ

جانتا ہون دل سے تمکو وصل کا اقرار ہی
یہ تو کہیئے ظاہری انکار سے کیا فائدہ

کہدو واعظ سے نہ بک بک کر کرے خالی دماغ
سننے والا جب نہو گفتار سے کیا فائدہ

ہی حضور چشم دل ہر وقت جلوہ آپ کا
منہ چھپانا طالب دیدار سے کیا فائدہ

لوٹ عصیان سے نہین ہی دامن پاک اگر
شیخ صاحب جبہ و دستار سے کیا فائدہ

ہر قدم اُٹھتی ہی خاک انکی جو ہین زیر زمین
رہرو و اس تیزی رفتار سے کیا فائدہ

پاؤن پر جھک کر نہ اُس گل کے اگر آنکھین ملے
باغبان پھر نرگس بیمار سے کیا فائدہ

کوچہ گردونسے ہین نفرت ہی خود کہتے ہو تم
جھانکنا پھر روزن دیوار سے کیا فائدہ

بوسہ اُس گل سے مگر جب طلب کرتا ہون مین
ہنسکے کہتا ہی کہ اس تکرار سے کیا فائدہ

فیض ناممکن ہی دولت لاکھ ممسک کو ملے
دل اگر نامرد ہی تلوار سے کیا فائدہ

واسطی کیون ہر سحر جاتے ہو اُس کوچے مین تم
مفت بگڑیگی وہان دو چار سے کیا فائدہ

۲۵۵

ہر جگہ ہین یہ مرے داغ بدن میرے ساتھ
سیر صحرا مین بھی رہتا ہی چمن میرے ساتھ

نوجوانونپہ ہی پیرونکو عنایت لازم
کیون عداوت ہی تجھے چرخ کہن میرے ساتھ

جیتے جی یار تھے جتنے وہ لباسی تھے تمام
بعد مرگ ایک نے پہنا نہ کفن میرے ساتھ

کیا عنایت ہی وطن سے جو سفر کو مین چلا
دور تک آئے مرے اہل وطن میرے ساتھ

رشک لیلی تری آنکھون کا سمجھکر مجنون
شوخیان کرتے ہین آہوے ختن میرے ساتھ

فصل گل آئی ہی گل پھولے ہین آتا ہی وہ گل ۔ زمزمے کرتے ہین مرغان چمن میرے ساتھ
کیون نہ گلشن مین شگفتہ ہو مرا غنچۂ دل ۔ سیر کو آئے جو وہ غنچہ دہن میرے ساتھ
مانگتا ہون مین جو بوسہ تو وہ کیا کہتے ہین ۔ دل لگی کرتے ہو اے مشفق من میرے ساتھ
خواب مین دولت بیدار یقین ہی کہ ملے ۔ سونے آیا ہی کوئی سیم بدن میرے ساتھ
گور تک پھرہ تابوت ہی سارا عالم ۔ دیکھو آئے نہ کوئی دزد کفن میرے ساتھ

۲۵۶
واسطی مر کے کسے خوف ہی تنہائی کا
گور مین ہین مرے اعمال حسن میرے ساتھ

ہوا قصۂ شب فرقت کا کوتاہ ۔ سحر پیدا ہوئی الحمد للہ
جدا معشوق سے عاشق کا ہونا ۔ حقیقت مین بڑا صدمہ ہی جانکاہ
مری الفت سے انکو بھی ہوا انس ۔ مثل سچ ہی کہ دلسے دلکو ہی راہ
صبا کرتی ہی بوے گل پریشان ۔ جہان مین کون کسکا ہی ہواخواہ
جنازہ دیکھکر میرا وہ بولے ۔ برائی ساتھ ہین جاتا ہی نوشاہ
غنی ہو نہین مرے نزدیک ہی ایک ۔ فقیرون کی منڈیا شاہون کی درگاہ
ہوا کس روز کم اپنا غم دل ۔ وہی آنسو وہی نالے وہی آہ
ترے سمجھانے سے ای واعظ شہر ۔ کرون مین ترک عشق استغفراللہ
لیا نام علیؓ مشکل ہوئی حل ۔ عجب یہ نام ہی اللہ اللہ

۲۵۷
بڑھا ہی واسطی اتنا تو اب رتبا
مرے گھر آتے ہین وہ گاہ بیگاہ

جسنے دیکھی ہی تیری کاکل مشکین سیاہ ۔ سنبل آسا ہی رگ جانہین ہمارے خون سیاہ
حسن رخ جاتا رہا نکلا خط شبگون سیاہ ۔ ماتم لیلی مین ہی پیراہن مجنون سیاہ
میرے اشک سرخ سے ہی سرخ سب فرش زمین ۔ میرے دود آہ سے ہی خیمۂ گردون سیاہ

ناخدا مستون کا ہی نو کشتئ مے کر روان
کیا گھٹا اُٹھی ہی ای ساقی لب جیحون سیاہ

لعل میگون آپکے دیکھے تو مارے رشک کے
بادۂ گلگون ہو جلکر صورت افیون سیاہ

ہی جو عشق گیسوئے شبگون کا رگ رگ مین اثر
فصد کھلواؤن جو مین اپنی تو نکلے خون سیاہ

ہجر ساقی مین یہ اٹھا دل سے اپنے دود آہ
ہو گیا بوتل کی صورت شیشۂ گردون سیاہ

کیا نظر مین اپنے ٹھہرے مال دنیا سے دلی
ہی یہ سیم قلب مانند دل قارون سیاہ

ہون یہ بیخود اُلفت لعل مسی آلود مین
لال کو پوچھے کوئی مجھسے تو بتلاؤن سیاہ

کیا کرون مین بات یار رونے کہ ہر ہر بات مین
نالہ سینے سے نکلتا ہی دل محزون سے آہ

ہجر جانا نمین کچھ آنکھون کو نظر آتا نہین
مثل شب رکھتا ہی دنکو طالع واژون سیاہ

۲۵۸
فرقت جانا نمین اُلجھے دم نہ کیون ای واسطی
گور تیرہ سے ہی کاشانہ مرا افزون سیاہ

بہار آئی ہی ای ساقی شراب عشق سستی ہی
ہین گے نقد جان دیکر کہ ذوق مے پرستی ہی

جسے کہتے ہین عالم اک خراب آباد بستی ہی
کہ ہستی نیستی ہی نیستی دنیا کی ہستی ہی

جہان کہتے ہین جسکو ہم وہ اک ویران بستی ہی
کہ جسکے ہر در و دیوار سے وحشت برستی ہی

عداوت سے نہین خالی ہی جھکنا اہل دولت کا
زیادہ کاٹ کرتی ہی بہت جو تیغ کستی ہی

نہ پوچھو اگر گذرو کبھی گور غریبان پر
جواب اُنسے نہین ملتا ہی خاموشون کی بستی ہی

ہوے مسدود میخانے کہ پھر ماہ صیام آیا
گئے مستی کے دن ای میکشو اب فاقہ مستی ہی

نہ ہو مغرور اس عز و شرف پر اپنے ای منعم
فلک کو دیکھ لے تو اوج کے ہمراہ پستی ہی

نہ نکلے نعرۂ منصور کیونکر ہر رگ و پے سے
کہ شرب بادۂ وحدت سے مجکو جوش مستی ہی

مین ہون اک نقش پاے بوتراب ای گردش گردون
تجمل خاکساری ہی بلندی میری پستی ہی

ہنسا کیون اشک چشم عندلیب خندۂ گل پہ
مرے رونے پہ اب فرقت مین ساری خلق ہنستی ہی

نہین معبود جب کوئی سوا اللہ کے ثابت
حقیقت مین ہین عشق بتان بھی حق پرستی ہی

جلا کرتا ہی سوز رشک سے مریخ گردون بھی
عجب حاصل تری تیغ نگہ کو تیز دستی ہی

عجب کیا دشت وحشت مین جو مجھ سے قبل تھا مجنون
کہ مین حاکم ہون اعلے اسکو حاصل پیش دستی ہی

حسین ہو گئے جامے سے تجکو دیکھکر باہر
اکھاڑا تھا جو پریون کا وہ دیوانونکی بستی ہی

۲۵۹

تصور ہی بتون کا واسطی ہر دم مرے دل مین
خدا کی شان ہی کعبے مین شغل بت پرستی ہی

نگہ جب گوشۂ چشم ستمگر سے نکلتی ہی
سر عشاق پر تیغ قضا کی طرح چلتی ہی

نہین معلوم اپنے دل مین کیسی آگ جلتی ہی
کہ مثل شمع ہر دم آہ سینے سے نکلتی ہی

تری تیغ نگہ جب قتل عاشق پر مچلتی ہی
سنبھالے سے کسی کے معرکے مین کب سنبھلتی ہی

وصال یار کا جب روز آیا اپنی موت آئی
کہین تقدیر کے آگے کوئی تدبیر چلتی ہی

تڑپ جاتے ہین زخمی ہوتی ہی زخمونکو ایذا
ہوا سے کاکل مشکین اگر مقتل مین چلتی ہی

ہماری مرگ سے سامان غم ہی بزم جانان مین
حنا ململ کے مشاطہ کف افسوس ملتی ہی

بپا ہوتا ہی قاتل طرفہ ہنگامہ قیامت کا
سر میدان جو تیری چال پر تلوار چلتی ہی

جگر مین دل مین سینے مین تپ فرقت کی سوزش ہی
یہ عالم ہی جدھر دیکھو ادھر اک آگ جلتی ہی

بجاے آہ اسکے عارض گلگون کی الفت مین
صداے خندۂ گل میرے سینے سے نکلتی ہی

خیال یار سے کرتے ہین باتین ہم تصور مین
طبیعت کنج تنہائی مین یون ہی بہلتی ہی

وہ مہ منہ پھیر کر سوتا ہی شب بھر میری جانب سے
بھلا یہ قسمت خوابیدہ کب کروٹ بدلتی ہی

جڑاؤ بالیان یاقوت کی یون زیر گیسو ہین
شب تاریک مین جسطرح ناگن من اگلتی ہی

یہ دل مین ہی جلا دون کاٹکر شاخ تمنا کو
ہوئی ہی خشک ایسی پھولتی ہی نہ پھلتی ہی

گذر جاتا ہی دنیا سے تمھارے خال کا عاشق
مسافر کی کب اس جہان سرا مین دال گلتی ہی

عدم کے جانیوالو ہمکو بھی ہمراہ لے لینا
مسافر ہو جو تنہا اسکو راہ دور کھلتی ہی

دل مضطر کی بیتابی کریگی راز کو افشا
سنبھالے سے طبیعت جوش غم مین کب سنبھلتی ہی

یکس بیداد گر بیرحم کے کشتے کی تربت ہی
سرہانے جسکے حسرت خود کف افسوس ملتی ہی

خدا کے واسطے ای عیسی دوران عیادت کر
قضا آئی ہوئی بیشک ترے آنیسے ٹلتی ہی

تمنا جیسے ہی نظارۂ دست نگارین کی
نگاہ شوق مژگان سے کف افسوس ملتی ہی

ڈبویا نام ہمچشمون مین اپنا میری آنکھون نے
نہین بجھتی ہی اُنسے آگ جو سینے مین جلتی ہی

۳۶۱۰
پھنسا زلفون مین دل آخر بہت ای واسطی روکا
بلا جو آنیوالی ہی وہ کب ٹالے سے ٹلتی ہی

چھرے خوشی سے تیرے تلے نیچے کے کھائین گے
لوہے کے بھی چنے جو ملین گے چبائینگے

آنے سے جنکو ننگ ہی اُنکو بلائین گے
ای جذب شوق آج تجھے آزمائین گے

لگ جا گلے سے پھر نہ گلے سے لگائین گے
جاتے ہین وان جہانسے کبھی پھر نہ آئین گے

سنتے ہین آج گھر مین ہمارے وہ آئین گے
دل دیکے ہین نذر اُنھین کیا دکھائین گے

ساقی نگاہ مہر سے دیکھے گا جب ہمین
بیخوف محتسب کو ہم آنکھین دکھائین گے

پروانہ کسدن آئیگا خط کے جواب مین
دیکھین یہ شمع رو ہمین کبتک بلائین گے

بوجھ شعلہ رو نہین دیتے ہین دلکو داغ
مطلب یہ ہی کہ سرو چراغان بنائین گے

دیکھا ہی جسنے مصحف رخ ای صنم ترا
کہتے ہین برہمن کہ ہم ایمان لائین گے

مضمون شاعرونسے بندھیگا کمر کا کیا
ہستی سے جب تلک یہ عدم کو نجائینگے

پوچھو نہ راہ ملک عدم کسقدر ہی دور
زندے کرینگے قصد تو مر کے جائین گے

ہم عاشقونکو بوسۂ ابرو مراد ہی
درگاہ مین کمان کے چلے چڑھائین گے

گوشہ ہی ہمکو محفل جانان سے خوب ہی
مرجائینگے نہ منت درباں اُٹھائین گے

رکھتے ہین کب سبیل وہ پیاسونکے واسطے
شمشیر آبدار کا پانی پلائین گے

پازیب بے سبب نہین ہوتی ہی زیب پا
سوتے ہوؤنکو خواب عدم سے جگائینگے

جسدم دل مین آئیگا اک آہ کھینچ کر
قلابے آسمان و زمین کے ملائین گے

پہونچینگے بام یار تک ای ہمنشین ضرور | جب ہم کمند آہ رسا کو بنائینگے

۲۶۱
سو بار دے چکا ہی یہ اُلفت مین جان کو
کیا واسطی کو آپ بھلا آزمائینگے

تجکو قرار کیون نہین ای آسمان کبھی | کیا دیکھلی ہی گردش چشم بتان کبھی
مجھپر وہ گل خفا ہی کبھی مہربان کبھی | آتی ہی فصل گل کبھی فصل خزان کبھی
ملتا نہین بتون کے دہن کا نشان کبھی | کھلتا نہین ہی عقدۂ راز نہان کبھی
برباد ہو نہ بعد مرے دود دل مرا | یارب سر مزار بنے سائبان کبھی
سنگ جفا سے شیشۂ دل چور چور ہو | تو بھی یقین ہی منہہ سے نہ نکلے فغان کبھی
اس کوچے مین رسائی قاصد ہو کسطرح | فکر رسا بھی جاے نہ اپنی جہان کبھی
ظلم و ستم ہین اہل زمین پہ ہزار ہا | آتا ہی رحم تجکو بھی ای آسمان کبھی
ہی شغل آہ و نالہ فقط بے کمال عشق | بھڑکے گی جب یہ آگ نہوگا دھوان کبھی
وحشت مین گردشونکو مری دیکھ دیکھکر | چکرائیگا یقین ہی یہ آسمان کبھی
ای رشک مہر و ماہ چھپے تم جہان مین | روشن کیا نہ آکے ہمارا مکان کبھی
یارب زمین کوچۂ جانان ہی اور ہم | ہمسے کسیطرح نہ چھٹے آسمان کبھی
تنہا اگر وہ مل بھی گئے محو عشق کو | منہہ بند ہوگیا نہ ہوا کچھ بیان کبھی
بھولینگے لوگ قصۂ فرہاد و قیس کو | چھاپے مین چھپیگی جو مری داستان کبھی
جانبازی رقیب کے جوہر کھلینگے صاف | قاتل کے سامنے جو ہوا امتحان کبھی
بلبل خزان مین کہتی ہی گلشن کو دیکھکر | رہتا تھا اس چمن مین مرا آشیان کبھی
کیا جلد صبح وصل کی شب تونے کی عیان | بھولا نہ اپنی چال تو ای آسمان کبھی
پریان فریفتہ ہون تو حورین ہون شیفتہ | صورت اگر دکھاؤ تم ای جان جان کبھی
برسون اسیر زلف بتان واسطی رہے | پابند عشق کی نہ کٹین بیڑیان کبھی

اجازت آہ وافغان کی جو وہ ہمکو عطا کرتے
تماشا دیکھتے ہم روز اک محشر بپا کرتے

جو خوش ہوتے وفا کرتے خفا ہوتے جفا کرتے
مگر ترک تعلق یون نہ تم ای دلربا کرتے

میسر وصل اگر ہوتا تو کہتا حال دل اپنا
وہ خوش ہوتے تو کیا کرتے خفا ہوتے تو کیا کرتے

بوقت قصہ خوانی دوستونکو یہ مناسب تھا
مری دیوانگی کا اُس پریسے تذکرا کرتے

دکھانا تھا اُنھین آئینۂ دل جائے آئینہ
اسی صورت سے صورت آشنا کو آشنا کرتے

کیا کرتے ہین عالم مین جو دعوائے مسیحائی
مریض عشق ہون مین کیون نہین میری دوا کرتے

ہمین عاشق بنایا اور تمھین معشوق خالق نے
وگرنہ ہم بھی ایسے تھے کسی سے التجا کرتے

صنم خانے سے اُٹھکر قصد مین کرتا جو کعبے کا
معاذ اللہ مرے حق مین یہ تہمت کیا جانے کیا کرتے

ازل سے عشق مین اور حسن مین اک ربط قایم ہے
نہ دیتے دل حسینونکو تو پھر ہم اور کیا کرتے

دکھاکر جلوۂ دیدار تو بیخود کیا ہمکو
یہ حسرت رہ گئی باقی کہ عرض مدعا کرتے

ٹھہرنا نامناسب تھا ادھر آتے اُدھر جاتے
سمجھتے ہم تو سیر اس باغ کی مثل صبا کرتے

سعادت مجکو بھی ہوتی ریاض ہمین حاصل
وہ میرے طایر دلکو جو صدقے مین رہا کرتے

کلان تورے سے تھی منظور ہمکو خاک برداری
در سلطان اگر ملتا گدایانہ صدا کرتے

ریا و مکر سے محفوظ رکھا ہمکو قسمت نے
وگرنہ پردۂ تقوی مین ہم کیا جانے کیا کرتے

۲۶۳	ہمین عشق بتانے واسطی فرصت ملی کس دن کہ جاتے زاہدو نہین بیٹھکر ذکر خدا کرتے	

یہ ہی حجاب کہ منہ روبرو نہین کرتے
وہ کھل کے ہمسے کبھی گفتگو نہین کرتے

صنم کہ ہین حرم مین چمن مین صحرا مین
کہان کہان تری ہم جستجو نہین کرتے

حرام مس ہے اُنھین تیرے مصحف رخ کا
جو آب چشم سے پہلے وضو نہین کرتے

خیال ہی جو ہمین اُنکی بے دہانی کا
خموش بیٹھے ہین کچھ گفتگو نہین کرتے

وہ دیکھکر مرے اشکونکو ناز سے بولے
یہ جھوٹے موتی ہین ہم آبرو نہین کرتے

کیا ہی مست جو ہمکو نگاہِ ساقی نے
ہوائے بادۂ و جام و سبو نہین کرتے

یقین ہی خلد مین پائین گے وہ شرابِ طہور
جو آکے بیعتِ دستِ سبو نہین کرتے

کسی کی تیغِ نگہ کا ہی یادگار یہ زخم
اسی سے چاک جگر کو رفو نہین کرتے

بجھائین دلکی لگی کیا جو ظاہری ہین دوست
جگر کا چاک رفوگر رفو نہین کرتے

بجا ہی بکر ہی جو آجتک یہ زالِ جہان
کہ مرد اسکی کبھی آرزو نہین کرتے

سپہر و شمس و قمر جن و انس و حور و ملک
وہ کون ہین جو تری جستجو نہین کرتے

ہوئی ہی دلکو یہ مطلب کے نام سے نفرت
کہ آرزو کی بھی ہم آرزو نہین کرتے

کسی کے گیسوے عنبر فشان کو سونگھا ہی
خطا سمجھکے کبھی مشک بو نہین کرتے

پسند ہی یہ اسیری کہ صورت قمری
کبھی شکایت طوق گلو نہین کرتے

عجب بلا مین پھنسایا ہی دیدۂ و دل نے
جو دوست کرتے ہین ہمسے عدو نہین کرتے

ابھی تو سر مین ہی سودائے عشق پوشیدہ
بیان وحشت دل مو بمو نہین کرتے

ستم شعار ہین بیرحم ہین جفا جو ہین
وفائے عہد کبھی خوبرو نہین کرتے

۲۶۴
حسین بہت ہین وہان واسطی کا دل ہی ایک
اسی سے قصد سوے لکھنؤ نہین کرتے

کس پری کا ہو گیا سایا مجھے
منزلون وحشت نے دوڑایا مجھے

کچھ نہ کچھ وہ کرکے حیلہ اٹھ گیا
جب کسی نے لاکے بٹھلایا مجھے

سایۂ بال ہما سے کم نہین
یار کی دیوار کا سایا مجھے

کیا نہ تم سمجھے تھے وحشی ناصحو
کیا سمجھکر تمنے سمجھایا مجھے

کسکی تیغِ ناز عریان ہو گئی
نیم بسمل کرکے تڑپایا مجھے

روتے روتے ہو گئین آنکھین سفید
دن شبِ غم نے یہ دکھلایا مجھے

بے تمیز ونشے ہوئی حاصل تمیز
راستہ غولون نے بتلایا مجھے

فکر سے حاصل ہوا گنج سخن — ملگیا قسمت سے سرمایا مجھے
وادی وحشت سے میں جاتا کہاں — جھاڑیوں نے کب آ الجھایا مجھے

۲۶۵
تھک گئے اہل نصیحت واسطی
میں نہ سمجھا لاکھ سمجھایا مجھے

ہجر میں کیا کیا نہ پیش آیا مجھے — موت نے آ آ کے دھمکایا مجھے
آدمی آیا کہ آئی ہی قضا — جسنے بھیجا اسنے بلوایا مجھے
جب گئے ہوش و خرد تب عشق نے — جو نہ سمجھا تھا وہ سمجھایا مجھے
دیکھکر اسکو میں ایسا کھو گیا — دل نے بھی ڈھونڈھا نہ پھر پایا مجھے
میں کہاں رہتا تھا کس عالم میں تھا — شوق اسکا اسطرف لایا مجھے
مہر عالمتاب وہ ذرہ ہوں میں — جلوۂ جانان نے چمکایا مجھے
پیشوا ہی پیر ہی مرشد ہی دل — وہ کیا جو اسنے سمجھایا مجھے
میں کہاں یہ عالم ہستی کہاں — خود میں آیا یا کوئی لایا مجھے
خود نمائی مانع اخفا ہوئی — آپ اسنے جلوہ دکھلایا مجھے
کعبہ و بتخانہ و گلزار و دشت — ہر جگہ تو ہی نظر آیا مجھے
ہی نفخت فیہ من روحی دلیل — مل گیا وحدت کا پیرایا مجھے

۲۶۶
واسطی غفلت میں تھا گمراہ میں
راستہ مرشد نے بتلایا مجھے

کیا خوب شکل اس بت کافر ادا کی ہے — ہندو بھی کہہ رہے ہیں کہ قدرت خدا کی ہی
جلتے ہی اپنی شمع لحد آپ بجھ گئی — باعث نسیم کی نہ عداوت صبا کی ہی
کیا کیا بلند بندھتے ہیں مضمون زلف یار — آفت کا اپنا ذہن طبیعت بلا کی ہی
جسپر کرم ہو عشق کا وہ بادشاہ ہو — خاصیت اسمیں سایۂ بال ہما کی ہی

بچنا محال ہی ترے بیمار عشق کا ++ کیون دوستونکو فکر دوا و دعا کی ہی

مضمون گریہ اسمین سے لکھے ہین جو بیشتر دیوان نہین ہی جلد یہ بحر البکا کی ہی

جو راہرو چلے لگے سونا اچھالنے دشوار راہ یار کے دولتسرا کی ہی

تیرے شہید زندۂ جاوید کیون نہون تلوار موج چشمۂ آب بقا کی ہی

شاید کہ خون تیرے شہیدون کا ہو خشک شوخی یہ بے سبب نہین رنگ حنا کی ہی

وحشی وہ ہون کہ عشق مرا قید خانہ ہی زنجیر میرے پا کو نہین زلف رسا کی ہی

فیض گلیم فقر سے ہین بادشاہ ہون خاصیت اسمین سایۂ بال ہما کی ہی

ہوتے ہین سیکڑون کے دم فکر دل لہو گویا زمین شعر زمین کربلا کی ہی

کچھ تو ٹھہر خدا کے لیے ای نسیم صبح بو تیرے پیرہن مین کسی آشنا کی ہی

دانا کوئی بچے گا نہ پسنے سے زیر چرخ گردش جو رات دن یہی اس آسیا کی ہی

۲۶۷ آسان ہوتی جاتی ہین جتنی ہین مشکلین
تائید واسطی مجھے مشکل کشا کی ہی

تاثیر میرے جذب کی ہی یا دعا کی ہی بت آئین میرے گھر مین یہ قدرت خدا کی ہی

صورت کچھ اور کشتۂ ناز و ادا کی ہی جاوید زندگی صفت اپنی قضا کی ہی

کیا کیا نہ ہم علاج اطبا سے مر مٹے آئین وہ دیکھنے کو یہ صورت شفا کی ہی

کیونکر لکھون نہ وحشت دل اپنی موبمو ہون مبتلائے زلف طبیعت بلا کی ہی

دل ہی نے کر دیا ہمین بیگانہ خلق سے یہ دشمنی ہمارے اسی آشنا کی ہی

اکسیر ہاتھ آئے مس قلب ہو طلا اسواسطے تلاش تری خاکپا کی ہی

مین مبتلائے زلف بتان بے سبب نہین ہی اسمین کوئی راز یہ مرضی خدا کی ہی

پہونچی نہ بوے پیرہن یار مجھ تلک شکوہ نسیم کا نہ شکایت صبا کی ہی

پہلے جنون ہوا مجھے پھر غم مین مر گیا وہ بات ابتدا کی ہی یہ انتہا کی ہی

آنکھونکو کیون پسند نہو چودھوین کا چاند — تصویر ٹھیک ٹھیک کسی مہ لقا کی ہی

کہتے ہین جسکو صور سرافیل اہل شرع — جھنکار ا جنون مری زنجیر پا کی ہی

سینے کا درد دل کو جو دیتا ہے لذتین — اسمین بھی کیا چمک تری تیغ ادا کی ہی

کنج قفس مین سیر چمن کے کہان نصیب — لائے جو بوے گل تو عنایت صبا کی ہی

چہرہ چمک رہا ہی جو سرگل کا مثل برق — شوخی یہ باغ مین تری رنگ حنا کی ہی

کافی ہی اپنے تن کو لباس برہنگی — جوش جنون مین کیا ہمین حاجت قبا کی ہی

دنیا مین خوب و زشت کی کیونکہ تمیز ہو — صورت جو زندگی ہی وہی پارسا کی ہی

ہی واسطی کو عشق مین کیا کیا خیال خام
امید بیوفاؤن سے مہر و وفا کی ہے

۲۶۸

تاب غصے کی کہان ای ستم ایجاد مجھے — لال لال آنکھین نظر آتی ہین جلاد مجھے

کسی گلرو کی نہین بھولتی ہی یاد مجھے — کیا گلستان کا سبق دیتے ہین استاد مجھے

وہ خوش اوقات ہون ہر دم ہی تری یاد مجھے — ہی شب و روز وظایف یہی اوراد مجھے

پہر نیا ظلم دکھا ای ستم ایجاد مجھے — ہونہین غم دوست نہین شکوۂ بیداد مجھے

اسقدر رہا کنج صیاد مین مدت گذری — نہ رہی وضع گل و طرز چمن یاد مجھے

کشتہ جب وقت ہوا زندۂ جاوید ہوا — ہوگیا آج مسیحا مرا جلاد مجھے

پیر و مرشد مین سمجھتا ہون تو اپنے دلکو — وہی کرتا ہون جو کرتا ہی وہ ارشاد مجھے

میری خاموشی کا باعث ہی کہان جنبش لب — ناتوانی سے نہین طاقت فریاد مجھے

ہی خزان باغ سے صیاد گئی فصل بہار — ہاے کب قید سے تونے کیا آزاد مجھے

مصرع قامت دلدار مین سمجھا اسکو — نظر آیا جو کبھی باغ مین شمشاد مجھے

کوہ غم مین نے اُٹھایا تو یہ حیرت پائی — لب شیرین سے کہا یار نے فرہاد مجھے

مرگیا مین جو کیا وعدہ فراموش اسنے — غفلت یار ہوئی خنجر جلاد مجھے

ہون وہ بیہوش کہ آنکھون نے بجالایا ہین — جو کیا حضرت خمار نے ارشاد مجھے
جبتک اُس بُت کا تصور نہین آتا یارب — کعبۂ دل نظر آتا نہین آباد مجھے
جوش وحشت نے یہ کانٹون مین گھسیٹا ہی کہ اب — ہی ہر اک موے بدن نشتر فصاد مجھے

۲۶۹ واسطی کر گیا ہاتھون سے مرے دل افسوس — کوچۂ عشق کی بھولے گی نہ اُفتاد مجھے

رنج و محن اُٹھائیے ایذا اُٹھائیے — لیکن نہ ہاتھ عشق سے اصلا اُٹھائیے
مین بھی نہ آؤن گا مجھے اچھا اُٹھائیے — غیر فلکی دوستی کا نتیجا اُٹھائیے
دریا کی سیر روز صنم بے سبب نہین — کب جانتا ہون آپ جو گنگا اُٹھائیے
کیونکر فرشتے لیگئے جنت مین مجھے رشک — ممکن نہین کہ خاک سے دریا اُٹھائیے
دیتا ہون نقد دل مین جہان اختیار ہی — رکھیے عزیز یا اسے بیجا اُٹھائیے
بسمل جو سرد ہو گئے انکو تو یہ کہا — بس ہو چکا تمام تماشا اُٹھائیے
باقی ہی نقد جان اسے تولے کہ موت لے — کس کس کا مفلسی مین تقاضا اُٹھائیے
کہ وہ غم فراق کا اُٹھنا محال ہی — طاقت سے ہو جو بڑھ کے اُسے کیا اُٹھائیے
تحریک ابرو و مژہ کافی ہی قتل کو — تلوار کھینچیے نہ تیغا اُٹھائیے
صاحب شہود و صال مین بہتر ہی غضب — للہ اپنے منھ سے ڈوپٹا اُٹھائیے
ممکن نہین کبھی مرض عشق سے شفا — کیون سر پہ بار منت عیسیٰ اُٹھائیے
آئی بہار صحبت ساقی کی تاک ہی — مسجد سے قصد ہی کہ مصلا اُٹھائیے
طاقت نہین ہی بار اُٹھانیکی بھی مگر — کسطرح بار شکوہ بیجا اُٹھائیے

۲۷۰ عقبیٰ کی فکر چاہیے انسان کو واسطی — کس واسطے عبث غم دنیا اُٹھائیے

اگر عاشق کا خون کرنا روا ہی — تو خنجر لائیے پھر دیر کیا ہے

قد اُسکا ایک آفت ہی بلا ہی
بلا دُھری وہ گیسوے رسا ہی

برنگ دانہ دلکو پیستا ہے
مگر گردون گردان آسیا ہی

مقدر نے کیا ہی پیچ سب مجھسے
تری زلفون کا سودا ہوگیا ہی

غلط ہی چشم اُلفت اُس سے ایدل
وہ کسکا دوست کسکا آشنا ہی

تمھاری زلف مشکین کے مقابل
ختن کا نام لینا بھی خطا ہی

مین توڑون سلسلہ زلفونکا کیونکر
کہ اس زنجیر کا لوہا کڑا ہی

کہین سینے سے دل چوری نجائے
وہ دزدیدہ نظر سے دیکھتا ہی

نیا ہی کوے قاتل مین تماشہ
کوئی مرتا ہی کوئی لوٹتا ہی

نباہ اُس بیمروت سے ہی مشکل
یہ میرا دل یہ میرا حوصلا ہی

کھلے ہین بال کسکے آج یارب
معطر دامن باد صبا ہے

سعادت ہی جھکائین سر جو قاتل
کہ تیری تیغ بھی بال ہما ہے

فلک پر مہر روشن طور پر برق
ترے عارض کا جلوہ جا بجا ہی

371

خدا کے واسطے دل دو اُسی سے
ترا عاشق ہی تیرا مبتلا ہے

خضر کو راہ بتاتی ہی جستجو تیری
کنوئین جھکاتی ہی یوسف کو آرزو تیری

بھری ہی دلمین یہانتک تو آرزو تیری
کہ غنچے غنچے سے آتی ہی مجکو بو تیری

عزیز جان ہی جسکو بہت وہ کیا جانے
مری نظر مین ہی ای تیغ آبرو تیری

نہ بھاگ قید سے ایدل کہ صورت قمری
برای طوق ہی پیدائش گلو تیری

جو ہمکلام ہو تو گنگ سے تو گویا ہو
کلید قفل خموشی ہی گفتگو تیری

کدھر سے دیکھیے ہوتا ہی جلوہ یوسف
نگاہ دیکھتی ہی راہ چارسو تیری

نکال دینگے نہ آیا جو بزم مین وہ مست
ہمارا ہاتھ ہی اور گردن ای سبو تیری

بڑھی امید کہ ہونگے غریق رحمت ہم
جو آب تیغ پہونچ جاے تا گلو تیرے

نکل کے خانۂ زنجیر سے کہان جاؤن
لپٹتی ہی مجھے زلف مشکبو تیری

نسیم آئی ہی تو کسکے کوے گیسو سے
جنون بڑھاتی ہی سودائیون کا بو تیری

سواے چاک کہان التیام کی صورت
کتان ہی دل مرا مہتاب آرزو تیری

ادھر بھی تو ہی ادھر بھی ترا ہی جلوہ ہی
شبیہ ہی ورق دل پہ پشت و رو تیری

خدا کے خوف سے رو وقت طاعت ای زاہد
نماز ہوگی نہ مقبول بے وضو تیری

فراق یار مین ہی لذت وصال نصیب
ہمیشہ رہتی ہی تصویر روبرو تیری

خدا کی ذات ہی تنہا بس ای صنم بے عیب
بدن ہی آئنہ اسمین کمر ہی مو تیری

سما گئی ہی جو اسمین خدا کی قدرت ہی
سبو ہی دل مرا دریا ہی آرزو تیری

۲۷۲
یقین ہی گل بھی سنین واسطی لگا کر کان
اڑائے بلبل اگر طرز گفتگو تیری

شب وصل کیا مختصر ہو گئی
ذرا آنکھ جھپکی سحر ہو گئی

وہان ہنستے ہنستے ہوا دن تمام
یہان روتے روتے سحر ہو گئی

خیال انکو آنے لگا غیر کا
ادھر تھی طبیعت ادھر ہو گئی

گرے اپنی آنکھوں سے گر چار اشک
زمین ہفت کشور کی تر ہو گئی

نہ پہونچے ہم اس در تک ضعف سے
چلے دو قدم دوپہر ہو گئی

یہ نظارۂ زلف جانان کیا
پریشان ہماری نظر ہو گئی

کہان کوئی تجھسا ہی شیرین دہن
کہ ہونٹھون کی مسی شکر ہو گئی

ہوئی اسکی چشم عنایت اگر
زمانے کی سیدھی نظر ہو گئی

اکڑی ہو نخشت اٹھین گور سے
کہ مردونکی تختہ کمر ہو گئی

بچے گا نہ بیمار الفت کبھی
دوا کیا دعا بے اثر ہو گئی

۲۷۳

پہچانا نہ دل یار کا واسطی
مری آہ کیا بے اثر ہوگئی

شب وصل کم اسقدر ہوگئی
پلک مارتے بس سحر ہوگئی

وہ گھبرا کے بولا نہ چھیڑو مجھے
نہین لطف رنجش اگر ہوگئی

بلا توڑ ہی ناوک آہ مین
مشبک فلک کی سپر ہوگئی

ہوے سر کٹا کر سبکدوش ہم
مہم عشقبازی کی سر ہوگئی

غضب نیند آئی جو آنیکی شب
نہ جاگے نہ جاگے سحر ہوگئی

اُٹھاتی ہی طوفان جو ہر گھڑی
بلا کیا تجھے چشم تر ہوگئی

نہ پوچھو جوانی مین پیری کا حال
ہوئی شمع گل جب سحر ہوگئی

رقم کیا ہو مضمون سیب ذقن
کہ شاخ قلم بے ثمر ہوگئی

کسی سے نہ بار محبت اُٹھا
فلک کی بھی دہری کمر ہوگئی

رہی فکر صندل پئے دردسر
دوا باعث دردسر ہوگئی

۳۷۴

غم ہجر جانان رہا واسطی
مصیبت مین اپنی بسر ہوگئی

روکا ہی مرغ قفس نی زبان باتون سے
دیکھ سویا نہین صیاد کئی راتون سے

خوش ہین آپ جو ملتے ہین بداوقاتون سے
دست کش ہم بھی ہین ایسونکی ملاقاتون سے

وصل کا نام لیا ہمنے تو جھنجھلا کے کہا
دیکھو دیکھو ہمین نفرت ہی انھین باتون سے

فتنہ گر بانی بیداد جو ہین ہفت فلک
سابقہ ہمکو ہی ذرات انھین ساتون سے

روک اکدم تو زبان بہر خدا اے واعظ
مغز ہوتا ہی پریشان تری باتون سے

سچ بتا کیا ہوے وہ بادہ پرست اے ساقی
کہ نہین باغ مین جلسے کئی برساتون سے

شب معراج شب قدر شب گیسوے یار
فیض لسان نے پایا تو انھین راتون سے

دام سے کب مجھے صیاد رہا کرتا ہے — کہ پھنسایا ہی بڑی فکر بڑی گھاتون سے

قاضی شہر کی اوقات بسر ہو کیونکر — زر تحصیل نہ آئے جو خدا باتون سے

گل و مل باغ و خم و ساغر و مینا و سبو — ساقیا ربط ہی ہمکو تو انھین ساتون سے

۲۷۵ اپنی ہی کہتے ہین میری نہین سنتا کوئی — واسطی تنگ ہون یارونکی ملاقاتون سے

خدا کی بڑی مجھ پہ رحمت ہوئی — کہ اک بت سے صاحب سلامت ہوئی

مجھے اک پری سے جو اُلفت ہوئی — زیادہ سلیمان سے شوکت ہوئی

تصور بندھا کس قد و زلف کا — بلا سر پہ آئی قیامت ہوئی

کھلی کشتۂ عشق کی مرکے قدر — زیارت گہ خلق تربت ہوئی

ہوا قتل جب اُسنے اُٹھی نہ تیغ — مرے حق مین قاتل نزاکت ہوئی

ترے نیمچے نے کیا نیم جان — رہی نصف جان نصف رخصت ہوئی

ملا عاشقی مین مزہ اور کیا — اذیت ہوئی یا مصیبت ہوئی

اُٹھاتا ہون کوہ الم ہوکے کاہ — مجھے ضعف مین زور طاقت ہوئی

ہوا زرد رخسار مانند زر — یہ حالت تمھاری بدولت ہوئی

جو ہی نام منظور ہو گوشہ گیر — کہ عزلت سے عنقا کی شہرت ہوئی

ترے لب کا مضمون جو اُسمین بندھا — رباعی مری چار شربت ہوئی

کیا ہمنے نالہ اُڑے آسمان — ہوا صور برپا قیامت ہوئی

جدا ہوکے اُسسے مین جیتا رہا — بڑی اسکی مجکو ندامت ہوئی

کہان ضعف پیری مین زور جنون — گئے ولولے سلب طاقت ہوئی

مین لکھتا ہون جو دو پھر آنکھ بند — تصور مین اُسکے یہ صورت ہوئی

حسینونکی تعریف مین واسطی — رقم ہر غزل خوبصورت ہوئی

۲۲۸ بچے دل لاکہ باذ زلف و قامت آہی جاتی ہی ... محبت بد بلا ہی اسمین آفت آہی جاتی ہی
نظر کوئی نہ کوئی اچھی صورت آہی جاتی ہی ... جوانی مین حسینونپر طبیعت آہی جاتی ہی
کرینگے گرمیان وہ بھی اگر اب سرد مہری ہی ... بد نین بعد لرزے کے حرارت آہی جاتی ہی
کرین حورونکی تعریفین جو واعظ کون سنتا ہی ... ہمیشہ بحث اُسنے تیری بابت آہی جاتی ہی
چھپاتا ہون مین درد دل نہایت سامنے اُنکے ... مگر آنسو ٹپک پڑتے ہین رقت آہی جاتی ہی
سلامت کوچہ گیسو سے کب رہرو گذرتے ہین ... وہان دو چار کی ہر روز شامت آہی جاتی ہی
وہ ہنستے بولتے ہین غیر سے مجکو یہ رونا ہی ... بگڑ جاتا ہی دل تاثیر صحبت آہی جاتی ہی
طریقہ ہی مرا تسلیم لیکن ظلم پیہم سے ... زبانپر دوستانہ کچھ شکایت آہی جاتی ہی
کیا ما تنہ زر آ لفت نے زرد آخر مرا چہرہ ... مقدر چاہیے گھر بیٹھے دولت آہی جاتی ہی
حسین محبوب ہو کیا عیب ہی سادہ مزاجی کا ... ادا و ناز و شوخی و شرارت آہی جاتی ہی
مثل سچ ہی کہ ذکر عیش نصف عیش ہوتا ہی ... زبانپر ذکر بوسہ سے حلاوت آہی جاتی ہی
ہنون کا عشق کچھ خالی طریقت سے نہین زاہد ... پرستش کرتے کرتے طرز طاعت آہی جاتی ہی
لکھا کرتا ہی جو حسن ملیح یار کے مضمون ... سخن مین واسطی اُسکے حلاوت آہی جاتی ہی
۲۲۹ حسینون سے جو ملتا ہی طبیعت آہی جاتی ہی ... نہین قابو مین دل رہتا محبت آہی جاتی ہی
زوال کفر ہو راہ شریعت آہی جاتی ہی ... غرض باقی نہین رہتا تو طاقت آہی جاتی ہی
بہت تھا سخت قاتل پر پلا یا تیغ کا پانی ... دل انسان ہی آخر کو مروت آہی جاتی ہی
نہین پوشیدہ کچھ ہاروت اور ماروت کا قصہ ... فرشتونکی بھی انساپر طبیعت آہی جاتی ہی
جلا پروانہ دیکھا شمع کو روشن جو محفل مین ... لئے معشوق غیر و لینے تو غیرت آہی جاتی ہی
جہان بجتے تھے نقارے وہین آواز شیون ہی ... دگرگون حال عالم ہی یہ نوبت آہی جاتی ہی
نہین ہی بے سبب غفلت تمھاری دار دنیا مین ... کسو لی پر بھی نیند اہل غفلت آہی جاتی ہی
شراب سرخ پیکر سرخ ہو کیونکر نہ وہ چہرہ ... بانین قرب آتش سے حرارت آہی جاتی ہی

لکھا خط یار کو بھیج دیا قاصد نے غیروں کو ۔ مقدر میں جو لکھی ہو وہ آفت آہی جاتی ہے
ڈرے زلف سیاہ یار سے کیونکر نہ دل میرا ۔ بلا ایسا انکو گھیرے تو ہیبت آہی جاتی ہے
نہیں رنجش محبت میں جو کہتے ہیں وہ تو رہنے دو ۔ کبھی رنجش بھی ہوتی ہے کدورت آہی جاتی ہے
گرسنہ لقمۂ غم کھا ہی لینگے خوان نعمت سے ۔ نظر آسودگی کی کوئی صورت آہی جاتی ہے

۲۷۸ عبادت کر اگر اے واسطی ہے شوق جنت کا
کرے محنت جو انسان ہاتھ اجرت آہی جاتی ہے

ہمارے قتل کا غصہ سبب ہے ۔ غضب ان کو نہیں آتا غضب ہے
وہ رخ ہے شعلۂ برق تجلی ۔ زیادہ کیا کہیں تیرا ادب ہے
نہیں جمشید کو کچھ اس سے نسبت ۔ بڑا پیر مغان عالی نسب ہے
جو بوسہ دو مرض جائے ہمارا ۔ مداوا شربت عناب لب ہے
بیاض حسن ہمنے خوب دیکھی ۔ تمھاری بیت ابرو منتخب ہے
بیان ہے عشق و اظہار محبت ۔ یہی عشاق کا حسن طلب ہے
بدن میں ہے وہی غم کی حرارت ۔ افاقہ مجھکو کچھ تب تھا نہ اب ہے
رخ انور پہ ہے گیسوے شبگون ۔ تماشا اجتماع روز و شب ہے
جگر مجروح ہے بیخواب آنکھیں ۔ کسی سے دل کا لگ جانا غضب ہے
پلا دے شربت دیدار آکر ۔ ترا بیمار الفت جان بلب ہے
سوا جنت سے ہے میخانہ ساقی ۔ زیادہ حور سے بنت العنب ہے
وہی ہے قبر شیداے لب یار ۔ سرہانے جسکے اک نخل رطب ہے
نظر آتے ہیں لاکھوں آئینہ رو ۔ مگر یہ لکھنؤ شہر حلب ہے

۲۷۹ تنفر ہند سے ہے واسطی کو
ہواے روضۂ شاہ عرب ہے

اگر حجاب سے ظاہر مین آ نہین سکتے
وہ شکل خواب مین بھی کیا دکھا نہین سکتے

بہی ہی رشک تو خط لکھ کے بھیجنا کیسا
کسی کو نام بھی اُسکا بتا نہین سکتے

حرارت تپ فرقت کا اب یہ عالم ہی
بدن کو ہاتھ اطبا لگا نہین سکتے

قریب ہمسے ہین وہ ہم قریب ہین کسے
پھر اسپہ ڈھونڈھتے پھرتے ہین پا نہین سکتے

اُٹھائین کوہ الم کیا یہ ضعف طاری ہی
کہ سخت بات کسی کی اُٹھا نہین سکتے

موا ہو نہین لب جان بخش کی تمنا مین
مسیح بھی مرا مردہ جلا نہین سکتے

ہزار بار سر اپیل صور اگر پھونکین
لحد مین خواب سے ہمکو جگا نہین سکتے

پس فنا یہ گرانی ہی بار عصیاں سے
کہ لوگ میرا جنازہ اُٹھا نہین سکتے

بتون کا جذب محبت ہی سنگ راہ ایسا
کہ اُٹھکے دیر سے کعبے کو جا نہین سکتے

خوشی ہی باغ مین یہ کسکی آمد آمد کی
کہ پھول جامے مین پھولے سما نہین سکتے

خیال ہی کہ نہ جل جائین آکے پروانے
چراغ گھر مین ہم اپنے جلا نہین سکتے

ابھی ہین طفل وہ ڈر ہی کہین نہ ڈر جائین
جگر کے داغ ہم اُنکو دکھا نہین سکتے

بلا کا توڑ ہی تیر نگاہ قاتل مین
دل و جگر کسی پہلو بچا نہین سکتے

نگاہ لطف سے دیکھا ہی یار نے ہمکو
رقیب آکے اب آنکھین دکھا نہین سکتے

بتاؤ بار جفا کسطرح اُٹھے اُنسے
جو لوگ ناز اُٹھائے اُٹھا نہین سکتے

ضرور کیا ہی کہ ساقی محفل محبت ہو
قدح حضور کو کیا ہم پلا نہین سکتے

۲۸۰
عدم کی راہ کا کیا واسطی کھلے احوال
گئے جہان سے جو پھر کے وہ آ نہین سکتے

یارب یہ بلا ہجر کی سر سے کہین ٹلجائے
گھبرا کے یہ دم پیکر خاکی سے نکلجائے

وہ شوخ کبھی سامنے آکر جو نکلجائے
انسان تو کیا بلکہ فرشتے کو بھی چھلجائے

اک ایک گھڑی ہجر مین ہی روز قیامت
اللہ شب گور سے یہ روز بد ٹلجائے

دل ہمارا تو ہے موم سے بھی نرم زیادہ
صورت سے مری یار کو نفرت ہے الٰہی
ہے شربت دیدار علاج مرض عشق
آجائے اگر نزع میں وہ رشک مسیحا
ایسا ہے کہاں بحر محبت کا شناور
ہر مرتبہ بل کھا کے یہ چلنا نہیں اچھا
کیا تابش خورشید رخ یار سے ہے دور
ہر دم مجھے اے جان جلانا نہیں اچھا
بجلی کی طرح کوندتی ہے آہ ہماری
اس واسطے جاتا ہوں نہیں سیر چمن کو
رہ سکے سینہ سے قافلہ والے نہ سر کر
ہر شکل تو مر جائیگا بیمار محبت
ہو کشتۂ جاناں تجھے کچھ نہ حاصل
منظور یہ ہے واسطی اس شعر و سخن سے
اچھا ہے آنکھ شب غم جو تا سحر نہ لگے
ہمارے دل کو بڑا خوف ہے یہ محفل میں
چھپائے رکھتے ہیں وہ گیسوؤں کی الجھن میں
شب فراق تقاضائے اضطراب یہ ہے
ہزار آہ کروں ہجر میں اثر معلوم
شتاب کوچۂ جاناں سے جا کے پھر آنا
تلاش یار میں دیر و حرم کو چھان چکا

ڈر ہے نہ کہیں آتش فرقت سے پگھل جائے
مل جاؤ نہیں غیر و نہیں میری شکل بدل جائے
کیا اور دوا کیجئے تپ غم کا خلل جائے
مجھکو تو یقین ہے اجل آئی ہوئی ٹل جائے
اس پار سے جو پھر کے اس پار نکل جائے
نازک ہے کمر ڈر ہے کہیں ناوک نہ ٹل جائے
آئینہ اگر برف کے مانند پگھل جائے
دیکھو نہ کہیں آہ مرے منھ سے نکل جائے
گردوں پہ کہیں خرمن مہتاب جل جائے
شاید دل وحشت زدہ کچھ تو نہیں بہل جائے
وحشی ترا آواز جرس سنکے نکل جائے
تم آؤ عیادت کو تو دور دور سنبھل جائے
خرمن نہ بچے سیل سے تو برق سے جل جائے
تا سامنے اس بت کے کوئی میری غزل جائے
سیاہ دیو سے ممکن نہیں جو ڈر نہ لگے
کہ آئینہ کو ترے حسن کی نظر نہ لگے
عجب نہیں ہے اگر ہاتھ وہ کمر نہ لگے
تڑپ کے رات کٹی آنکھ تا سحر نہ لگے
یہ وہ ہے نخل کہ جس میں کبھی ثمر نہ لگے
رہے خیال ذرا دیر نامہ بر نہ لگے
کروں میں کیا جو ٹھکانا ادھر ادھر نہ لگے

چھپا چھپا کے تو پیتا ہون مے مگر ہے یہ ڈر
کہ محتسب کو کسی دن کہین خبر نہ لگے

گلی مین یار کے اٹھتا ہوا گیا تھا صبا
قدم زمین پہ رکھا کہان کہ پر نہ لگے

دلا جو منزل الفت مین پاؤن رکھتا ہے
سنبھل کے چل کہین ٹھوکر دم سفر نہ لگے

۲۸۲
کہین جو شعر کئی ای واسطی وہ فرمائش
غزل کے کہنے مین کیونکر دل اسقدر نہ لگے

سینے پہ رہا کرتی ہے تصویر کسی کی
اسدرجہ محبت ہے گلوگیر کسی کی

محنت تو بہت کی نہوا وصل میسر
تقدیر سے چلتی نہین تدبیر کسی کی

آئینۂ دل لائے ہین اُس بزم مین عاشق
اک روز چمک جائیگی تقدیر کسی کی

ہو عید شہیدان محبت کو نہ کیونکر
جھک جھک کے گلے ملتی ہے شمشیر کسی کی

اخفا کا ترے قیدیونکو دھیان ہے ایسا
غل کر نہین سکتی کبھی زنجیر کسی کی

سر پھوڑ کے پتھر سے موے سیکڑون عاشق
ہے تجکو خبر ای بت بے پیر کسی کی

ہے حکم کہ مر کر بھی کوئی آنے نہ پائے
اُس کوچے مین کیا قبر ہو تعمیر کسی کی

کیا اہل وطن بھول گئے مجکو سفر مین
مدت سے جو آتی نہین تحریر کسی کی

موتی کی لڑی کیا مری آنکھونمین سمائے
کانونکو پسند آتی ہے تقریر کسی کی

یون سرمہ نہ دو آنکھونمین کیا قتل کروگے
ہوجائیگی گردن تہ شمشیر کسی کی

سینے مین تڑپ اٹھتا ہے دل صورت سیماب
سنتا ہون جو آواز پر تیر کسی کی

سمجھا ہے غلط اسکو جو سمجھا ہے مدامی
یہ منزل ہستی نہین جاگیر کسی کی

فریاد و فغان نالۂ شبگیر ہے بیکار
سنتا ہی نہین وہ بت بے پیر کسی کی

بیجرم گلے کاٹتے ہو اہل وفا کے
ثابت بھی ہوئی تھی تمھین تقصیر کسی کی

۲۸۳
ہین صرف دعا میرے لیے واسطی احباب
یارب ہو دعا صاحب تاثیر کسی کی

جو سنے آنکھ سے بیساختہ آنسو نکلے
شعر وہ ہی کہ کوئی درد کا پہلو نکلے

قبر عاشق سے پس مرگ جو بچھو نکلے
تیرے بس ہوئے یہ ای الفت گیسو نکلے

ہی یقین مجکو کہ اب روز قیامت ہی قریب
نقش مین ٹکنے کو رکھے ہوے گھنگرو نکلے

ہیچ کا کل سے نکل جنکو خبر تھی وہ طفل ہا
آج خم ٹھوکتے ملتے ہوے بازو نکلے

باڑ باندھا ہون محبت ہی کمر سے مجکو
ابھی سر کاٹ لو گر فرق سر مو نکلے

جان بھی عشق سے نکلے تو یہی عشق رہے
یہ بھی ممکن ہی کہ اس گل سے کبھی بو نکلے

ہو ترے تیر کے پیکان کے جو آنے مین رنگ
دل بیتاب ابھی توڑ کے پہلو نکلے

ابر تر رونے مین کیا مجھسے مقابل ہوگا
آسمیہ چھا جائے اگر ایک بھی آنسو نکلے

سر کے جنگل مین نشانہ اسی ناوک کا بنا
ای کما نذار کبھی حسرت آہو نکلے

بزم مین آئے جو اس کا کل مشکین کی ہوا
شمع کے گل سے شمیم گل شب بو نکلے

عاشق سرو قد یار جو گلشن مین سے گئے
کبھی ہو کر نہ تہ سرو لب جو نکلے

گھر مین بے یار یہ تڑپا کہ مرا دیکھ کے حال
دیدۂ روزن دیوار سے آنسو نکلے

شب فرقت مین یہ سمجھا جو فلک کو دیکھا
کہکشان سانپ ہی تارے نہین بچھو نکلے

صید کرنے کو وہ آئے تو وہین جنگل سے
چوکڑی بھرتے ہوے سیکڑون آہو نکلے

گنج سربستۂ معنی ہی جو اسکا ہی کلام
ایک ہی بات اگر کی کئی پہلو نکلے

دل ہو آب مگر گرد کدورت ہی وہی
اس سمندر کو جو دیکھا کئی ٹاپو نکلے

رخ خورشید نظر آنے لگے مثل زحل
چھوڑ کر چہرے پہ اپنے جو وہ گیسو نکلے

۲۸۴
تھی مجھے حضرت یوسف کی طرح یہ نہ امید
واسطی دشمن جان قوت بازو نکلے

سوزش جو پس مرگ رہی تھین ہمارے
آتے نہ ملک خوف سے مدفن مین ہمارے

اٹھتے ہین تو اترے ہین ہم تیغ کے دل سے
رستے ہین بڑے چشم سے [illegible] ہین ہمارے

۷

جو برق کی آمد کا نہ مشتاق ہو اے چرخ
ایسا کوئی دانہ نہیں خرمن میں ہمارے

دانتوں کے تصور میں گرا کرتے ہیں آنسو
کیا کیا در نایاب ہیں دامن میں ہمارے

دیوان میں تحریر ہیں سب تازہ مضامین
پژمردہ کوئی گل نہیں گلشن میں ہمارے

جس روز سے اُس شنگ مسیحا سے جدا ہیں
مردے کی طرح جان نہیں تن میں ہمارے

موسیٰ کی طرح سے ارنی ہم بھی کہیں گے
پہونچے جو قدم وادی ایمن میں ہمارے

ہے دیدۂ گریان سے جو برسات کا موسم
جگنو کی چمک ہے دلِ روشن میں ہمارے

وحشت میں بنا پیچ کیا زلف نے اُسکی
زنجیر سی ہے چنبر گردن میں ہمارے

جلاد کا کیا رعب دمِ ذبح ہے غالب
ماہی کی طرح خون نہیں تن میں ہمارے

مہمان یہ ہوے جمع کہ دشوار ہے دعوت
دانوں سے سوا مور ہیں خرمن میں ہمارے

۲۸۵ اے واسطی کیونکر ہو بھلا وصل میسر
تاثیر نہیں نالہ و شیون میں ہمارے

نہیں دیتے سرِ مو ابروئے خمدار خنجر سے
تمہارے موے مژگان نوک کی لیتے ہیں نشتر سے

ہوئے تر لب ہمارے کب شرابِ روح پرور سے
کبھی مے اس دہانِ خشک تک پہونچی نہ ساغر سے

لبِ محبوب نازک ہیں کہیں برگِ گل تر سے
غلط تشبیہ دی ہے شاعروں نے لعل احمر سے

درِ منعم سے وہ ملتا نہیں امیدواروں کو
ملا ہے فیض دیوانوں کو جو زنجیر کے گھر سے

کوئی مجھ سے نہ لیجائیگا بازی دشت گردی میں
بڑھا رہتا ہوں ہر دم دو قدم میں بادِ صرصر سے

ہوئے مغرور دیکھی شکل جب اپنی حسینوں نے
مجھے آئینہ سازی کی شکایت ہے سکندر سے

بڑے جھگڑے سے پہونچا خط ہمارا دستِ جاناں تک
کبوتر نے لیا قاصد سے قاصد نے کبوتر سے

بڑے کم آشنا ہیں ساکنانِ گورِ غریبان بھی
پکارو لاکھ باہر کچھ صدا آتی نہ اندر سے

مناؤں کس طرح ساقی جو مجھ سے دختِ رز روٹھے
بن آتی کچھ نہیں جب زن بگڑ جاتی ہے شوہر سے

کسی شیریں ادا محبوب کی تعریف کرنی ہے
وضو کرنا ہے ہمکو پہلے واجب آبِ کوثر سے

بپا ہوتا ہی طوفان آنسوؤں کا قطرے قطرے سے
بڑھا ہی رتبہ اپنے دیدۂ تر کا سمندر سے

تمہاری چشم سے بچا نہیں عالم اے ہمنشیں
نہ توڑیں کس طرح مردم سر بادام پتھر سے

کبھی ہوتا نہیں صفا اضافی جوہر ذاتی
صدف کی آبرو بڑھتی ہی کوئی آب گوہر سے

اگر شامل ہوا اپنی ایک اشک گرم کا قطرہ
تڑپ کے مچھلیاں باہر نکل آئیں سمندر سے

نہیں کچھ مسکینوں کو حادثات دہر سے دہشت
گلا شیشے کا کب کوئی قلم کرتا ہی خنجر سے

ہمارے سوز دل کا حال اگر کاتب کو لکھنا ہی
بنانا چاہیے پہلے قلم بال سمندر سے

توقع دیر سے ہی بارش باران رحمت کی
کسی دن آ کے سمجھو مزرع ظفر آب خنجر سے

ہمارے دوش سے سر تھا تو کیا کیا گرانی تھی
جو سر اترا تو اترا آج یہ بار گران سر سے

وہ شاہ حسن اگر آئے تو ہم آنکھیں بچھائینگے
فقیر عشق ہیں کیا کام ہی مخمل کے بستر سے

ٹھہرتا ہی نہیں دم بھر ہماری آنکھ میں آنسو
کوئی طوفان برپا ہوگا کیا اس طفل ابتر سے

دکھا کر قامت و مژگان و ابرو اس ستمگر نے
کیا مجروح ہم کو تیر سے ابرو سے خنجر سے

۲۸۶

بہ رنگ صورت دیوار جہان ای واسطی ہم ہو
ہوئے ہیں دست و پا بیجیں نکل سکتا نہیں گھر سے

اٹھا لائے جہان جبریل کے پر سے
امید نامہ بری کیا وہاں کبوتر سے

امید فیض نہ رکھے گدا تونگر سے
کبھی نہ پیاس کسی کی بجھی آب گوہر سے

ثبوت خاک دم حشر ہوگا دعوئ قتل
ملا ہوا ہی لہو اپنا آب خنجر سے

قد دراز جو اس بیوفا کا آگئے نظر
امید قطع کریں قمریاں صنوبر سے

خیال چشم میں پوچھو نہ حال دل ہم سے
کہ چور چور یہ شیشہ ہوا ہی ساغر سے

یقین ہی ہوگا کبھی نخل آرزو سرسبز
کہ سینچتا ہوں اسے آب دیدۂ تر سے

ہمارے دل کو غنیمت ہیں سختیاں غم کی
بجھا شرار کا لا قدم جو پتھر سے

تمہارا مطلع ابرو ہی یار لاثانی
ہوا جواب نہ اب تک کسی سخنور سے

آمید زیست ہی کسکو یہی جو روتا ہے / کہ بحر اشک کا پانی گذر چکا سر سے
جگر کا داغ وہی ہی کرون ہزار آہین / یہ وہ چراغ ہی بجھتا نہین جو صرصر سے
گناہ گار ہین ایسے کہ اپنا دامن تر / نہ خشک ہوگا ذرا آفتاب محشر سے
ہماری قبر پہ لاکر وہی چڑھا دینا / سحر کو پھول جو لے اٹھینگے آنکے بستر سے
کسی کی چاہ زنخدان کا وصف لکھا ہی / گرے گا نامہ مرا چاہ مین کبوتر سے
تمام عرصۂ محشر کو کر دیا تاریک / ہماری فرد گنہ نے نکل کے دفتر سے
نکل کے تن سے چلی ساتھ ساتھ بلبل روح / نکل گیا کوئی گلرو اگر برابر سے

۳۸۶ اشعار راست قدون کا جو واسطی لکھین / کبھی نہ عشق کرین قمریان صنوبر سے

کبھی صحرا مین اگر بہر شکار آتا ہے / آنکھ دکھلا کے غزالونکو وہ مار آتا ہی
کب اٹھانے مری تربت کا غبار آتا ہی / خوب چھینٹا تجھے ای ابر بہار آتا ہی
سبز سب ہونگے جو ہین زرد خزان مین چہرے / مژدہ ای بادہ کشو ابر بہار آتا ہی
صاف ظاہر ہی خفا ہمسے ہی وہ آئینہ رو / آنکھ ملتی نہین جب لین غبار آتا ہی
دیکھیو تو اٹھکے ذرا خاک سے اوقیس حزین / گرد اٹھی ہی کوئی ناقہ سوار آتا ہی
کوے قاتل بھی کوئی شہر خموشان ہی مگر / نظر اک روز وہان تازہ مزار آتا ہی
روز روشن کا رخ یار پہ ہوتا ہی گمان / دیکھکر زلف خیال شب تار آتا ہی
رحمدل وہ ہین کہ چبھتی ہی جگر مین مرے پھانس / زیر پا راہ مین جسدم کوئی خار آتا ہی
جیتے جی جان مین آئی نہ مری وصل سے جان / کب ہمارے دل مضطر کو قرار آتا ہی
یاد جینے نہ کیا ہمکو کبھی مرگ کے بعد / فاتحہ پڑھنے وہ کب سوے مزار آتا ہی
کچھ نہین اپنے مریضونکی بھی صاحب کو خبر / روز جاڑے سے غریبونکو بخار آتا ہی
رخ مرے گھر کی طرف ہی مگر اغیار ہین ساتھ / داغ دینے مجھے وہ لالہ عذار آتا ہی

دل مرے سینہ پُر سوز مین ٹھہرے کیونکر
کہین سیماب کو آتش پہ قرار آتا ہی

اک مرے اشک سے ہی سارے جہانکو نفرت
ورنہ ہر طفل کو انسان پہ پیار آتا ہی

۲۸۸

لاکھ دشمن ہو کوئی تابع فرمان ہو جا
واسطی جن ہمین شیشے مین اُتار آتا ہی

جھکین جگے مست دور شیشۂ و پیمانہ آتا ہی
دھوان دھار ابر رحمت جانب میخانہ آتا ہی

سوائے درد ہجر یار مین لذت کہان ساقی
پھپھولا ٹپکے اپنے ہاتھ مین پیمانہ آتا ہی

چلو ای می پرستو فرض استقبال زاہد ہی
کہ مسجد سے وہ اُٹھکر جانب میخانہ آتا ہی

کرے وہ شمع بزم حسن صحبت مین طلب ہمکو
خدا چاہے تو تھوڑی دیر مین پروانہ آتا ہی

اُسے منظور ہوتی ہی جو زینت مار گیسو کی
سکندر آئنہ ضحاک لیکر شانہ آتا ہی

نہین ڈرتا کہ ہو جاینگے ٹکڑے کان کے پردے
جو سننے کو ہمارے عشق کا افسانہ آتا ہی

وصال دخت رز سے کیون نہ مین بیہوش ہو جاؤ
پری پر ہو کے غش کب ہوش مین دیوانہ آتا ہی

گئے وہ دن کہ گھر مین مجمع احباب رہتا تھا
یگانہ اب نہ اپنی قبر پر بیگانہ آتا ہی

مرے مکتوب کی ہو خیر یا رب دل دھڑکتا ہی
کہ قاصد کوچۂ جانان سے مایوسانہ آتا ہی

بگولا ہر صنوبر ہی چراغ غول ہر لالہ
فراق یار مین گلشن نظر ویرانہ آتا ہی

ہوئی ہی راہ و رسم نامہ و پیغام بند اُس سے
تمھین لینے یہ صورت ہی کوئی جاتا نہ آتا ہی

بتا دیتی ہی قسمت نارسوزان حق گویائی سے
ہمارے لب تلک جب دم لب پیمانہ آتا ہی

۲۸۹

بتان سنگدل نے واسطی دلمین جگہ کی ہی
جو کعبہ تھا وہ اب ہمکو نظر بتخانہ آتا ہی

خانۂ صیاد سے صحن چمن نزدیک ہی
ہین تو غربت مین مگر ہمسے وطن نزدیک ہی

بے ستون تک لیگئی وحشت تو یہ لئے کہا
چل زیارت کو کہ قبر کوہکن نزدیک ہی

آتش افروزی رای کعبہ نشینون کیا ضرور
چلکے اُٹھ جاؤ کہ دیر برہمن نزدیک ہی

کنج عزلت سے ہی چلنے کا مجھے مدت سے قصد
دور ہی یارب کہ اُسکی انجمن نزدیک ہی

لامکان تک تو ہوا دخل نگاہ چشم فکر
سوجھ جائے مجکو مضمون دہن نزدیک ہی

قصر خسرو سے نکلکر اک نظر دکھلادے شکل
دیکھ ای شیرین قضائے کوہکن نزدیک ہی

رہتی ہی آئینہ عارض پہ زلف مشکفام
کیا حلب کے ملک سے ملک ختن نزدیک ہی

فاتحہ کو آکے پڑہ ان پھول ہنس ہنسکر چڑھا
مقبرہ عاشق کا ای گل پیرہن نزدیک ہی

مصر سے کنعان کیجانب آگئی ہی باد صبا
مژدہ ای یعقوب بوے پیرہن نزدیک ہی

وہ پری رخسار آیا قبر پر دامن کشان
چاک کر ڈالون گریبان کفن نزدیک ہی

سہر زیب گوش اگر درکار ہی تمکو گہر
لاتے ہین آنکھون سے ہم موتی عدن نزدیک ہی

جلد حاصل ہوگا بعد مرگ حورونسے وصال
گوشہ تربت سے جنت کا چمن نزدیک ہی

۲۹۰
ہی مناسب ہند سے قصد زیارت واسطی
دور کب ہی روضہ شاہ زمن نزدیک ہی

یون مرے دل کا داغ جلتا ہی
جیسے گھر مین چراغ جلتا ہی

دل مرا ہی جلا بھنا وہ کباب
جسکی بو سے دماغ جلتا ہی

ضبط بلبل کو آفرین ورنہ
ایک نالے مین باغ جلتا ہی

سوز غم سے ہی میرے دلکا یہ حال
جیسے کوئی اجاغ جلتا ہی

مہر و مہ کیا ہین تیرے رخکے حضور
کب کسی کا چراغ جلتا ہی

۲۹۱
واسطی غیر مجکو کیا پہونچے
مفت بلبل سے زاغ جلتا ہی

ہرگز یہ کل ہوگا جو کچھ رنگ آج ہی
کتنا زمانہ بھی متلون مزاج ہی

جسکے سبب سے شیر بھی روبہ مزاج ہی
بیشک وہ احتیاج ہی وہ احتیاج ہی

ممکن نہین کہ ترک کرین عاشقی کو ہم
یہ درد لا دوا یہ مرض لا علاج ہی

ہم دیکھتے ہین خرمن مہتاب مین وہی
اُترا ہوا جو صدقے مین تیرے اناج ہی

کافی ہی ہمکو فقر مین کچکول بوریا
اے آسمان کسے ہوس تخت و تاج ہی

قرطاس سادہ بھیجئے مکتوب کی جگہ
سنتے ہین نامہ بر کہ وہ سادہ مزاج ہی

قیمت عقیق لب کی تجھے کون دے سکے
بیجا نہ سارے ملک یمن کا خراج ہی

ہین واقف زمانۂ ماضی و حال ہم
حقا ترا جواب نہ کل تھا نہ آج ہی

نازان ہین اہل کفر کہ دُنیا کی ہی رجوع
بت کی نگاہ لطف برہمن کا راج ہی

۲۹۲ ہی جسمین وصف اُس شہ خوبی کا واسطی
دیوان کے گنجفے مین وہی صفحہ تاج ہی

دلکو وہ زلف گرہ گیر پسند آتی ہی
سچ ہی دیوانے کو زنجیر پسند آتی ہی

دیکھتا ہون جو حسینونکے مرقع کو کبھی
سب سے بڑھکر تری تصویر پسند آتی ہی

ذائقہ بادیہ گردی کا ملا ہی جب سے
گھر خوش آتا ہی نہ تعمیر پسند آتی ہی

زاہد پیر کو کیا قدر ترے ابرو کی
نوجوانونکو یہ شمشیر پسند آتی ہی

اے کماندار جو ہین تیری کمان پر قربان
اُنکو آواز پر تیر پسند آتی ہی

جوش وحشت مین ہی جبسے قد جانانکا خیال
روش کوچۂ زنجیر پسند آتی ہی

بدی نفس سے خناس طبیعت ہین جو لوگ
کب اُنھین مہر کی تنویر پسند آتی ہی

کشتے ہین اُلفت خاک قدم یار کے ہم
کیمیا ہمکو نہ اکسیر پسند آتی ہی

کتنا واضح ہی ترا مصحف رخسار کا خط
بسط ہو جسمین وہ تفسیر پسند آتی ہی

صوت قمری سے نہ ہی نغمۂ بلبل سے غرض
اپنے کانونکو وہ تقریر پسند آتی ہی

نہ دوات اسکو ہی درکار نہ خامے کا ہی کام
خط رخسار کی تحریر پسند آتی ہی

۲۹۳ واسطی ہم تو ہین کیا حضرت جبرئیل کو بھی
خدمت شبر و شبیر پسند آتی ہی

جب تک سفر وطن سے نہ صاحب ہنر کرے
پیدا نہ آبرو کبھی مثلِ گہر کرے

کیسا ہی دل کہ معرکۂ عشق سر کرے
مجھسا جو منچلا ہو تو پیدا جگر کرے

رسوا کرے خراب کرے دربدر کرے
منظور سب ہی عشق اگر دل مین گھر کرے

عزلت گزین جہان سے جو قطع نظر کرے
مثل حباب چاہیے بند اپنا در کرے

نظارہ اُس حسن کا جو منظور ہو تجھے
عنقا کا کام طائر نور نظر کرے

الفت نہین ہی اُسکو مگر مصلحت یہ ہی
کہدو کہ میری لاش پہ آ کر گذر کرے

دل مین یہ بعد مرگ بھی باقی ہی دغدغہ
زندہ خدا نہ حشر مین بار دگر کرے

مین یاد چشم مست مین پانی اگر پیون
بیشک شراب ناب کا پیدا اثر کرے

صندل جو درد سر کا مقرر علاج ہی
لیکن کسے دماغ کہ یہ درد سر کرے

مانگی شب وصال مین یہ صبح تک دعا
یارب طلوع مہر بشکل قمر کرے

ہوتے ہین اُسکو دیکھکے قاصد کہ ہوش گم
جو آپ بیخبر ہو وہ کسکو خبر کرے

وہ چال چل کہ آنکھین بچھین تیرے زیر پا
وہ بات کر کہ دل مین کسی کے اثر کرے

پھولونکو اور کرتی ہی خندان نسیم صبح
مغموم کیا اُسے مری آہِ سحر کرے

جسوقت چاہے رخ سے ہٹا دے وہ زلف کو
منظور جب ہو شام سے پیدا سحر کرے

رکھے وہ بڑھکے معرکۂ عشق مین قدم
پیدا جو زخم اُٹھانے کے قابل جگر کرے

۲۹۴
ہو اپنی مغفرت کی جسے واسطی تلاش
وہ اتباع سنت خیر البشر کرے

اُس رخ پہ کوئی سوختہ جان کیا نظر کرے
تار نظر نہ جبتلک اشکونسے تر کرے

نخل جنون کو میرے خدا بارور کرے
داغونسے برگ چھالونسے پیدا ثمر کرے

دیکھے اگر سیاہی رخ لے کے آئنہ
خورشید کا قبول نہ احسان قمر کرے

اس چشم اشکبار سا پھر کون ہو سخی
تقسیم صبح و شام جو گنج گہر کرے

منھ پھیرنا ہی یار کا ہی زندگی کی شکل
محشر ہو آفتاب اگر رخ ادھر کرے

اتنا ہجوم حشر میں ہمکو خیال ہی
میدان کہیں نہ صاف وہ تیغ نظر کرے

تنگی جہاں کی دیکھ کے گھبرا رہا ہی دل
اس تنگنا میں کوئی کہاں کا سفر کرے

اس سنگدل کے سامنے جائے وہ عشقباز
پتھر کا آئنہ کی طرح جو جگر کرے

سینہ بشکل شانہ ہو جسکا کہ چاک چاک
کوچے میں زلف کے وہ پریشان گذر کرے

کثرت ہو دشمنوں کی تو انسانکو چاہیے
کانٹوں میں گھر کے پھول کی صورت بسر کرے

ڈرتا ہوں میں بندھا ہی مجھے اور ہی خیال
وہ اختلاط غیر سے دل کھولکر کرے

بیکس وہ ہوں جو آئے شب ہجر میری موت
ہاتھوں میں میرے چاک گریبان سحر کرے

یاقوت و لعل جسکی نظر میں ہوں سنگ و خشت
کیونکر جہاں میں وہ ہوس سیم و زر کرے

قاصد تو ڈر سے جا نہیں سکتے ہیں واسطی
دیکھیں کہ اسکو کون ہماری خبر کرے

۲۹۵

چاہیے تیرا ہی دل میں غم رہے
جیتا کسی دم میں ہمارے دم رہی

فرقت جاناں میں کیا کیا غم رہے
رنج و غم درد و الم ہر دم رہی

چونک اے غافل گیا عہد شباب
زندگی کے دن بہت اب کم رہی

روبرو محراب تیغ یار کے
چاہیے ہر وقت گردن خم رہی

یہ گوارا ہی نہ ملے مجھسے کبھی
صحبت اغیار لیکن کم رہی

وقت گریہ سامنے کون آگیا
گرتے گرتے اپنے آنسو تھم رہی

پھر ہو تمکو مبارک قطع راہ
پانو میں طاقت نہیں باہم رہی

چھو لیا گیسو کہ اس تقصیر پر
ہمسے ساری رات وہ برہم رہی

برق امید وصل میں بیچین اسے
چاہیے پہلے سے تقسیم جم رہی

تو اگر ہو مہربان کچھ غم نہیں
دشمن جان میرا اک عالم رہی

موت کا ہر روز چکھا ذائقہ
جبتلک دنیا مین جیتے ہم رہی

۲۹۶
داغ ہو جائے جو تن سر تا قدم
واسطی کیا خواہش مرہم رہی

نشان آہ لیکر فوج غم کے ساتھ ہم نکلے
اُٹھی یہ دھوم گلیون مین محرم کے علم نکلے

ہمارا لقد ایمان لیکے یہ کافر مکرتے ہین
بتونکو سادہ دل سمجھے تھے کتنے ہٹ دھرم نکلے

بتونکے شوق نے بیجا چھوڑارا راہ ایمانین
چلے کعبے بہک کر جانب بیت الصنم نکلے

آلہی موت آجائے نہ افشا راز الفت ہو
زبان سے اف نہ نکلے پہلے ہی قالب سے دم نکلے

دوئی کا اُٹھ گیا پردہ جو اپنے دلکی آنکھوں سے
جسے ہم دیکھنے نکلے اُسے دیکھا تو ہم نکلے

ملو نہین نہایت بار سے جھک کے تا دلکی کجی جائے
کسائون دونون باگون تیغ کو شاید کہ خم نکلے

یہ حسرت ہے پس مردن ترے کوچے مین چلنے کی
شجر کوئی ہماری خاک پر بوئین قدم نکلے

ہوئی مد نظر جب اس خط پر نور کی مدحت
نئے مضمون طبیعت سے ہماری یک قلم نکلے

نظارے کی ہوس دلمین نہ وقت نزع رہ جائے
آلہی یار بالین پر مری آئے تو دم نکلے

۲۹۷
رہے کونین مین کوئی نہ پھر اے واسطی باقی
سر میدان اگر اس ترک کی تیغ دو دم نکلے

ہر چند کہ دل مائل فریاد و فغان ہے
دل کھولکے روؤن مین کہان تنگ جہان ہے

جھیلون غم فرقت یہ مجھے تاب کہان ہے
مین ایک پر کاہ ہون وہ کوہ گران ہے

صبح شب فرقت نہین ہوتی نہین ہوتی
آواز گجر کی نہ موذن کی اذان ہے

مجھ پیر سے کہدو کہ کرے جنگ نہ گردون
تیر آہ رسا ہے قد خم گشتہ کمان ہے

کیا بات ہے کو غم فرقت کا اُٹھانا
کمزور نہین مین کہ ابھی تاب و توان ہے

دنیا مین بجھے تشنگی حرص تو کیونکر
پانی کا نہین نام کہ اندھا یہ کنوان ہے

سمجھے ہین جسے اہل زمین خیمۂ گردون
کچھ روے ہوا پر مرے نالونکا دھوان ہے

قاتل کو دکھاتا ہون دمِ ذبح کرامت   گردن پہ مری آبِ دمِ تیغ روان ہی
کیسے یہ حسین جب نہ ہی جان ہی تن مین   مشہور ہی یہ بات کہی ہی تو جہان ہی
ہی پیش نظر جیسے اُس ابرو کا مہ نو   ہر روز تجھے عشرتِ عید رمضان ہی
کہتے ہین وہ ہوتا ہون جو مین وصل کا طالب   سودائی ہی دیوانہ ہی تجھکو خفقان ہی
دیکھین گے کبھی حال وہ باتین بھی کرینگے   نرگس نہ وہ آنکھین ہین نہ غنچہ نہ دہان ہی
جو کہتے ہو مجکو وہی کہہ بیٹھونگا مین بھی   کھولونگا زبانکو مرے منھ مین بھی زبان ہی
اے واسطی اُس گل کی مگر لائی ہی نکہت   کچھ آج نسیم سحری عطر فشان ہی
ظاہر ہی من الشمس کہ تو چشم نہان ہی   ہی آنکھ کا ڈورا کہ تہ موے میان ہی
روشن صفتِ عارضِ جانان مین بیان ہی   ہی طور کا شعلہ کہ مرے منھ مین زبان ہی
ظاہر ہی اسی سے مرے قاتل کی رکاوٹ   رک رک کے جو خنجر مری گردن پہ روان ہی
پیری مین وہ عارض نظر آتا نہین ہمکو   ہی صبح مگر مہر جہانتاب نہان ہی
کیا پوچھتے ہو مجھسے کہ کیون زرد ہی رنگت   جو بات عیان ہی نہین محتاج بیان ہی
ممکن نہین بھولے سخنِ سخت کسی کا   مرہم سے جو بھرتا نہین وہ زخم دہان ہی
دل وادیِ وحشت مین کیا کرتا ہی نالے   شاید جرس قافلۂ ریگ روان ہی
بانکا ہی جو اس عہد مین مجنون اُسے کہیے   بانا ہی نہین پاؤن مین زنجیر گران ہی
کرتا ہون جو اُس چہرۂ گلرنگ کی تعریف   برگ گل شاداب کہ منھ مین زبان ہی
بیجا نہین کہیے تری دربانکو جو رضوان   تو حور ہی کاشانہ ترا باغ جنان ہی
جب سے نظر آیا ہی ترا خنجر ابرو   بسمل کیطرح دل مرے سینے مین طپان ہی
دل مجکو پھنساتا ہی محبت کی بلا مین   سمجھا ہون جسے دوست وہی دشمن جان ہی
گلشن مین جو آمد نہین اُس غیرتِ گل کی   کیون جانب در دیدۂ نرگس نگران ہی
اس باغ مین اچھا نہین کچھ سر کا اٹھانا   سبزہ یہی باعث ہی جو پامال خزان ہی

۲۹۹

ای واسطی سمجھانے کو سمجھاتا ہی ناصح
اتنا نہین واقف کہ مجھے صبر کہان ہی

ہوے ہین پیر اجل بالاے سر ہی
ظہور صبح ہی وقت سفر ہی

عجب شبہر ہین ادائی کا اثر ہی
چھری ہاتھون مین اسکے نیشکر ہی

وہ اس باغ جہان مین نامور ہی
گرہ مین جسکے مثل غنچہ زر ہی

جبین روشن پہ اسکے خط ہی پیدا
گمان ہوتا ہی ہالے مین قمر ہی

مٹے کیا صندلی رنگونکی الفت
کہ سر کے ساتھ اپنا دردسر ہی

بشکل آئنہ ہون صاف باطن
جو صورت ہی وہ منظور نظر ہی

نہین کچھ خانہ بربادی کا شکوہ
بحمد اللہ کہ اسکے دلمین گھر ہی

نہ جیتا ہون نہ مرتا ہون شب ہجر
نہ اسکو نیند نہ نالونمین اثر ہی

پھر آیے چار حد مین شش جہت مین
ہوا اتنا نہ ثابت تو کدھر ہی

تن نازک ہی گل کیطرح نازک
رگ گل یار کی پتلی کمر ہی

کمر کا بندھ گیا مضمون ہم سے
عدم کی ہمکو ہستی مین خبر ہی

فریب غیر کافر مین نہ آئے
کہ سیدھا سا مسلمان نامہ بر ہی

حذف نافہم اسے سمجھے تو سمجھے
سخن ای واسطی اپنا گہر ہی

۳۰۰

گانے مین لیے رہے ہین وہ تانین نئی نئی
سیکھی ہین مطربونکی زبانین نئی نئی

فصل بہار آئی ہی شاید کہ شہر مین
رکھتے ہین میفروش دکانین نئی نئی

تکیونمین کشتے ہین جو ترے ابروونکے دفن
چڑھتی ہین تربتونپہ کمانین نئی نئی

کرتے ہو زرگری مین کبھی فقر مین بات
آتی ہین آپکو بھی زبانین نئی نئی

کیا کیا تڑپ رہا ہون مین صبح شب وصال
سنکر موذنونکی اذانین نئی نئی

صدقہ اتارینگی اجازت اگر وہ دین / پیدا کرونگین جسم مین جانین نئی نئی

۳۰۱
سنتا ہون کوے یار مین میلا ہے واسطی
آراستہ ہوئی ہین دکانین نئی نئی

تیرے آگے حسین کوئی کیا ہے / حور کیا چیز ہے پری کیا ہے
ہتکڑی جان لے کے چھوڑیگی / ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے
زاہدو دیکھ لو وہ نرگس مست / پھر یہ پوچھو کہ بیخودی کیا ہے
جان جائے تو جائے الفت یار / نہ نبھے جو وہ دوستی کیا ہے
غنچہ سب اس دہن کو کہتے ہین / شاعرو بات یہ نئی کیا ہے
عشق مین جان کوہکن کی گئی / دل لگانا بھی دل لگی کیا ہے
آگے آگے مزے دکھائے گا / مضطر اے دل ہنوز ابھی کیا ہے
انقلاب جہان سے کیا معلوم / کہ کبھی کیا ہے اور کبھی کیا ہے
ہین خریدار اسکے شمس و قمر / زہرہ کیا مال مشتری کیا ہے
مرگیا ہوگا کوئی عاشق زار / سچ بتاؤ کہ پھر خوشی کیا ہے
لے کے دل بوسہ بھی نہین دیتے / کچھ سمجھتے ہو واجبی کیا ہے
آگیا دل کسی حسین پہ اگر / تب یہ سمجھوگے عاشقی کیا ہے
کہہ چکا تم پہ جان دیتا ہون / پھر وہی کہتے ہو ابھی کیا ہے
دوستی غیر سے جو کرتے ہو / آپکو مجھسے دشمنی کیا ہے
حق تو یہ بات ہے کہ پیش اسیر / قدر سلمان ساوجی کیا ہے

۳۰۲
روڑے جاتے ہو بے حواس کہان
خیر ہے آج واسطی کیا ہے

دیکھکر منہ کو جو اپنے وہ شکرخند کرے / خانۂ آئینہ کو شہر سمرقند کرے

شرم عریان بدنی مرگ سے بدتر ہی مجھے
آسمان کاش زمین کا مجھے پیوند کرے

شعر سے اپنے محبت ہی بجا شاعر کو
قطع کسطرح کوئی الفت فرزند کرے

کام نامرد کا ہی خلق کو دینا آزار
ہی وہی مرد کسی دلکو جو خرسند کرے

دوست واعظ نہین ہوتا کبھی بے ترک شراب
آپ مٹ جائے تو حاسد کو رضامند کرے

چاہیئے صاف طبیعت کو کہ ہر دل ہو عزیز
بزم ہستی مین بسر آئنہ مانند کرے

شعر دزدیدہ سے ہو جاتا ہی شاعر بدنام
کیون کوئی غیر کے فرزند کو فرزند کرے

اک جہان جان کا دشمن ہی جنون مین اپنا
فصد فصاد جو کھولے نہ لہو بند کرے

ارتکاب عمل زشت کو کہتے ہین جنون
کام کیون قابل الزام خردمند کرے

۳۰۳
واسطی حاکم ظالم کے عمل مین نہین
کون فرعون کو پھر یہ خداوند کرے

تیز رفتاری مین یہ وہم و گمان سے تیز ہی
توسن عمر روان کب طالب مہمیز ہی

رشک کنعان ہی عزیزو سرزمین لکھنؤ
ہر گلی ہر کوچہ اس کشور کا یوسف خیز ہی

رات دن رہتا ہی شیون تا بہ ہمسایونکے گھر
شور نالون کا ہمارے بسکہ درد انگیز ہی

سرخ دینا چاہیئے مجکو کفن بھی بعد مرگ
کشتۂ دست حنائی کو یہ دست آویز ہی

سنتے ہین پیتا ہی وہ ہمراہ غیرونکے شراب
ساقیا ساغر ہماری عمر کا لبریز ہی

رنج فرقت سے زیادہ وصل کی شب مین ہا
گفتگو اس شوخ کی بیتک ملال انگیز ہی

مدحت رنگ طلائی مین رقم کرتا ہون شعر
کیا تعجب ہی زمین شعر اگر زرریز ہی

کوچۂ گیسو سے اسکے ہو کے آئی ہی مگر
دامن باد بہاری آج عنبر بیز ہی

کیون نہون سر رہروونکے پاؤن کٹتے ہی قلم
جادۂ الفت دم شمشیر سے بھی تیز ہی

دھیان ہی صبح و مسا خونریزی عشاق کا
وہ شہ خوبی بھی اپنے وقت کا چنگیز ہی

باد صرصر سے بڑھا رہتا ہی ہر دم دو قدم
اپنے اسپ شوق کو کب حاجت مہمیز ہی

جو سنے اپنا گریبان چاک کر ڈالے ابھی
بسکہ افسانہ مری الفت کا وحشت خیز ہی

ہجر ساقی مین پر آب آنکھین مری ہین مثل جام
کیا صداے قلقل مینا ملال انگیز ہی

جب نہو ہمراہ وہ گلرو تو کیا باغ ارم
وادیٔ ایمن سے بڑھکر دشت وحشت خیز ہی

۳۰۴
کچھ نہین ہی واسطی جام و سبو کی احتیاج
بادۂ عشق بتان سے جام دل لبریز ہی

الٰہی باغ مین کس کشتۂ قامت کی تربت ہی
اُگا ہی خاک سے جو گل وہ خورشید قیامت ہی

بلاتے گر نہین وہ پاس اپنے کیا شکایت ہی
ابھی تو ہمسے اُنسے دور کی صاحب سلامت ہی

طلوع صبح ہی پہلو مین وہ خورشید طلعت ہی
دکھاے شام ہجران منہ نہین کیا اُسکی شامت ہی

لڑکپن کھیل مین گذرا جوانی بادہ خواری مین
بس اب پیری مین دھونا ہاتھ دنیا سے عبادت ہی

برنگ کاہ ہین پر کوہ غم سر پر اُٹھاے ہین
نقاہت مین بھی اپنے جسم لاغر مین طاقت ہی

تصور مین جو اُسکے سرنگون ہین سجدہ کرتے ہین
گریبان کا ہمارے دور محراب عبادت ہی

دلیل مفلسی ہی سیم و زر کی جستجو کرنا
یہ دنیا ہی یہان ترک تعلق مین فراغت ہی

جو اُنکے سینے پر عکس گہر دندان کا مالا ہی
لچکتی ہی کمر اُنکی نزاکت سے نزاکت ہی

تنفر سے عبث پھیرے ہی منہ تو اے سگ جانان
ہما کھاے جو میرے استخوان اُسکی سعادت ہی

صدا اُسکی دم رفتار مردے زندہ ہوتے ہین
مگر خلخال پاے یار بھی صور قیامت ہی

بوقت ذبح مجھسے تیغ قاتل نے بھی منہ موڑا
کہان ایسا زمانے مین کوئی برگشتہ قسمت ہی

ہوا ہی ابر ہی صحن چمن ہی اور ساقی ہی
کرو اے میکشو عشرت کہ یہ صحبت غنیمت ہی

کبھی آنے نہین پاتا ہی شکوہ یار کا لب تک
مرے سر پر ترا احسان نہایت اے نقاہت ہی

۳۰۵
جو آنسو ہی وہ طوفان خیز ہی اے واسطی تیرا
نہ ڈوبے کشتی گردون کہین ہمکو یہ دہشت ہی

تری تلوار نے موڑا اگر منہ کیا قباحت ہی
ملینگے سیکڑون قاتل جو اپنا سر سلامت ہی

فغان مین شور محشر ہی وفور عشق قامت ہی
جو داغ دل ہی سینے مین وہ خورشید قیامت ہی

مبارک واعظو سجدہ تمھین محراب مسجد مین
خم ابروے جانان ہمکو محراب عبادت ہی

بقدر حال ہی شاہ و گدا کو رنج دنیا مین
اسے فکر جہان ہی اور اسے فکر معیشت ہی

دہان تنگ سے اسکے نہین غنچے کو کچھ نسبت
رگ گل مین بھلا موے کمر کی کیا نزاکت ہی

جو شبنم سبحہ گردان ہی تو سجدہ کرتی ہی نرگس
گلستان مین جسے دیکھا وہ مصروف عبادت ہی

فروغ حسن مین کیونکر مقابل ہوسکے کوئی
ترے کوچے مین جو ذرہ ہی وہ خورشید طلعت ہی

ہر اک داغ جنون ہی اشرفی ہر اشک گوہر ہی
ہمارے پاس بھی ای منعمو ویسی دولت ہی

صداے صور ہی شیشے کی قلقل بزم ساقی مین
بیاض پنبۂ مینا نہین صبح قیامت ہی

شرار آہ کے تن سے بجاے مو نکلتے ہین
بسان سرو آتش باز ہون ایسی حرارت ہی

ہمارے زخم خندان دیکھکر روتے جو اشک خون
تو ہم کہتے مقرر چشم سوزن مین بصارت ہی

۳۰۶

تمنا نعمت الوان کی منعم کو مبارک ہو
ہمین تو واسطی نان جوین بھی نان نعمت ہی

استعارے سے نہ کوئی شعر خالی چاہیے
شاعرون کے واسطے نازک خیالی چاہیے

عالم وحشت مین کسکو فرش قالی چاہیے
سایۂ اشجار کی ہمکو نہالی چاہیے

وصل کا وعدہ کسی طفل فرنگی سے ہوا
آج محفل مین شراب پرتگالی چاہیے

ای صبا دعوی کیا کرتا ہی روے یار سے
گوش گل کو بوستان مین گوشمالی چاہیے

خانۂ مفلس ہی جسمین ایک بھی آنہ نہو
خال کی الفت سے کوئی دل نہ خالی چاہیے

کیون شب فرقت نہو ظلمات سے تاریک تر
اہل ماتم کے لیے پوشاک کالی چاہیے

کشور دل مین نہ کیونکر عشق ہو فرمانروا
بندوبست سلطنت کو کوئی والی چاہیے

ہیبت ابرو کے تصور مین نہین لگتا ہی جی
دل لگی کو سیر دیوان ہلالی چاہیے

نامناسب گفتگوے تلخ ہی عاشق کے ساتھ
تجکو ای شیرین دہن شیرین مقالی چاہیے

ہم فقیروں کو تکلف سے غرض کیا ساقیا
جام زرین کے عوض جام سفالی چاہیے

کیجیے موزون جو وصف قد جانانہ میں غزل
باندھنا ہر شعر میں مضمون عالی چاہیے

کیون نہیں کرتا ہے سینے کو مشبک تیر آہ
خانۂ تن میں ہوا آنے کو جالی چاہیے

ہے خلاف عقل خود آرائش گلزار دہر
ہر چمن کو بہر زینت کوئی مالی چاہیے

دل میں اسکے چشم میگون کا رہے ہر دم خیال
واسطی ہے سے کبھی شیشہ نہ خالی چاہیے

۳۰۷

چمن میں لیکے جو اس گل کی بو صبا آئی
دہن سے غنچے کے آواز مرحبا آئی

نہیں ثبوت یہ کس مست کی قضا آئی
سیاہ پوش جو روتی ہوئی گھٹا آئی

جو میکدے میں کوئی محتسب نے توڑا جام
شکست شیشۂ دل کی مجھے صدا آئی

شب فراق میں مر مر کے روز جیتا ہوں
چھٹا عذاب سے اچھا ہوا قضا آئی

ادھر گناہ میں جلدی ادھر عذاب میں دیر
مجھے تو شرم نہ آئی اسے حیا آئی

کروں پسند نہ کیونکر لباس عریانی
یہی تو ٹھیک مرے جسم پر قبا آئی

تجھے پکار کے ہم کشور خموشاں میں
کسی مکان سے کسی کی نہ کچھ صدا آئی

بندھا خیال ہمیں زلف و روے جاناں کا
چمن میں گھر کے جو کالی کوئی گھٹا آئی

وہ ناتوان تھا کہ پایا کبھی نہ بستر پر
ہزار بار مجھے ڈھونڈھنے قضا آئی

سنی جو صحن چمن میں صداے خندۂ گل
ہمارے کان میں آواز آشنا آئی

خیال زلف میں ہم نے جو سیر دریا کی
تو موج موج سے زنجیر کی صدا آئی

میں وہ مریض ہوں بگڑا مزاج اور مرا
جو میرے سامنے بنکر کوئی دوا آئی

اگر اثر نہوا اسکے دل میں کیا حاصل
جو پایۂ عرش کا آہ تو ہلا آئی

انھیں تو کام ہے ہر وقت کنگھی چوٹی سے
بلا سے انکے جو سر پھرے بلا آئی

پڑی تھی کوچۂ جاناں میں واسطی مری خاک
ستم کیا کہ اڑا لے اسے ہوا آئی

باعث گریہ جو عشق لب جانان ہو جاے
دامن کوہ بدخشان مرا دامان ہو جاے

پہونچے افشان اگر اُس ماہ کی پیشانی پر
ذرے ذرے سے خجل مہر درخشان ہو جاے

کیا عجب ہی جو نہین خال لب جانا نپر
کس طرح حبشی شاہ بدخشان ہو جاے

روشنی دیکھون دیوالی کی اگر مین بے یار
نخل ماتم مجھے ہر سرو چراغان ہو جاے

یون ہی صحبت ہو حسینونکی میسر اے چرخ
کاش مدفن مرا بازیچۂ طفلان ہو جاے

اک پریرو کی محبت مین ہے عقل دگرم مزاج
سر پہ پتھر جو لگاؤن شرر افشان ہو جاے

عکس پڑ جاے جو دانتون کا ترے دریا مین
آب خجلت سے صدف مین دُر غلطان ہو جاے

عاشق زلف کا لکھتے ہین فرشتے احوال
ڈر ہی مجھکو کہین دفتر نہ پریشان ہو جاے

زلف جانان کا تصور نہین زنجیر سہی
کوئی تو وحشیون کا سلسلہ جنبان ہو جاے

تم نہ آؤ تو تصور ہی کو اپنے بھیجو ++
کبھی آباد مرا خانۂ ویران ہو جاے

جاے گا پیک تصور تری محفل مین ضرور
روک سکتا نہین جبریل جو دربان ہو جاے

اپنے کشتونکو جو وہ سیم بدن دفن کرے
گنج پرویز ابھی گنج شہیدان ہو جاے

روشنی ہو شب غربت مین جو درکار مجھے
مشغل افروز ہر اک غول بیابان ہو جاے

الفت چاہ ذقن مین جو بھر آئی مری آنکھ
اے خضر اور عیان چشمۂ حیوان ہو جاے

شیخ کعبے کو گیا پوجنے اسود کو عبث
سنگ در پوجے ترا صاحب ایمان ہو جاے

تر جو ہو اشک ندامت سے ہمارا دامن
ابر کا پنجہ مژگان مین گریبان ہو جاے

۳۰۹

واسطی دے جو فلک فکر کی فرصت مجھکو
حجم مین میر سے بڑھکر مرا دیوان ہو جاے

وہ دم نزع جو آجائین تماشا ہو جاے
ملک الموت مرے حق مین مسیحا ہو جاے

وصف اُس چہرۂ روشن کا جو انشا ہو جاے
صفحۂ قرطاس کا رشک ید بیضا ہو جاے

خط مین وصف دہن یار جو انشا ہو جاے
کیا عجب ہی کہ یہ تحریر مرا عنقا ہو جاے

صبح تک ہمکو شب وصل مین کھٹکا یہ رہا
راز افشا نہو لوگونمین نہ چرچا ہوجاے

کاٹ لے کاٹ لے سر دیر نہ کر اے جلاد
بوجھ بھاری ہی ذرا تن مرا ہلکا ہوجاے

آب شمشیر نگہ سے جو کرے وہ سیراب
پیاس بجھ جاے کلیجا مرا ٹھنڈا ہوجاے

خوف اتنا ہی ترے عشق مین اے پردہ نشین
تو صبا دامری بدنامی سے رسوا ہوجاے

خوف ہی فرط نزاکت سے مری بار ہی تک
بار خنجر سے ترا ہاتھ نہ چھوٹا ہوجاے

دیکھکر مین یہ رقیبونکو دعا کرتا ہون
نظر بد سے جو دیکھے تجھے اندھا ہوجاے

نالے کرتا ہوا مین کنج لحد سے جو اٹھون
ہی یقین عرصۂ محشر تہ و بالا ہوجاے

ہوکے خورشید ہی بیفائدہ چھپنے کا خیال
سات پردونمین جو تو ہو تو ہویدا ہوجاے

ہونمین عشق کمر یار مین اک مور ضعیف
قطرۂ اشک نہ کیونکر مجھے دریا ہوجاے

محو دیدار ہون سب گرد تمہارے ہو ہجوم
تم تماشے کو جو نکلو تو تماشا ہوجاے

۳۱۰

تیرے محبوب کا ہی واسطی زار غلام
مغفرت اسکی پس مرگ خدایا ہوجاے

محو اُسکا دہن تو ہم ہی
عقل تعریف کیا کرے گم ہی

عشق ہر آدمی کو ہی لازم
عود مین بو نہو تو ہیزم ہی

دیکھ رونا ہماری آنکھون کا
بحر زخار کا تلاطم ہے

کیون نہ لذت اُٹھائین زخم جگر
نمک افشان ترا تبسم ہی

ہم فقیرونکو خاک کوے صنم
فرش مخمل ہی فرش قاقم ہی

۳۱۱

عشق مین واسطی کی حالت زار
آج کل قابل ترحم ہے

بنانا چاہتا ہی تو جو سب سے اپنا گھر پہلے
مناسب ہی کہ کرلے طاق کسری پر نظر پہلے

شرار و شعلے دکھایا میری نالون نے اثر پہلے
یہ وہ ہی نخل لاے پھول ہے بھی جو ثمر پہلے

جہان مین ہی خرابی سب سے بڑھکر اہل رفعت کی
ہمیشہ معرکے مین کاٹتے ہین تیغے سر پہلے

سفر کا نام کیون لیتے ہو میرے سامنے صاحب
کہین ایسا نہو دنیا سے میرا ہو سفر پہلے

گلی سے یار کی جب نامہ بر مایوس پھرتا ہی
دل بیتاب میرا مجکو دیتا ہی خبر پہلے

بہت نازک ہو ڈرتا ہون لچک جائے نہ لنگر سے
اٹھاؤ تیغ پیچھے ہاتھ مین باندھو کمر پہلے

وہ فرماتے ہین خود دیدار کے طالب جو ہوتے ہین
کرین پیدا مرے مشتاق دیدار نظر پہلے

ارادہ مسجد و میخانہ دونو مین ہی جانیکا
تردد ہی دوراہے مین مگر جاؤن کدھر پہلے

سمجھکر کوچۂ جانان مین تب نامہ اُسے دینا
دیے ہین جو پتے جب پوچھ لینا نامہ بر پہلے

ابھی ہین نیند مین پر منتظر ہین وہ شب وصلت
سحر کی توپ چلتی ہی کہ بجتا ہی گجر پہلے

بلاتے ہین اگر معمار کو منعم وہ کہتا ہے
بناؤن مقبرہ مین یا کرون تعمیر گھر پہلے

کہو شداد سے باغ ارم ناحق بناتا ہی
در شہر عدم پر اس سے تیرا ہی گذر پہلے

چڑھی رہتی ہی تیوری بل نہین جاتا ہی ابرو کا
یہ عادت تھی نہ تیری ای بت بیدادگر پہلے

ہوے وہ دودھ کی مکھی بصورت شکر ہی باہم
جو سفلے تھے بہت اُس شوخ سے شیر و شکر پہلے

اٹھا یہ داغ جو الفت مین لذت اسکو حاصل ہو
ثمر ہوتے ہین پیچھے پھول لاتا ہی شجر پہلے

پہونچکر واسطی اُس در پہ سجدہ کچھ نہین آسان
نہایت دور ہی رستہ بڑا ہی درد سر پہلے

۳۱۲

دیکھتے ہین ہم تماشاے بہار زندگی
ہین گل رعنا ہمین لیل و نہار زندگی

سیر عالم مین ہی لطف روزگار زندگی
ہی مقرر نبض کی جنبش مدار زندگی

خاک کے پتلے کو آخر کو ہی ملنا خاک مین
چار دن کی ہی یہ دنیا مین بہار زندگی

جسقدر ہو روز کم آرام ہی مزدور کو
عمر اگر کم ہو اٹھا سکتے ہین بار زندگی

جانتا ہی ہر بشر آخر کو مرنا ہی ضرور
پردہ غفلت ہی آنکھون پر حصار زندگی

خضر اگر ملتے تو اتنی پوچھتے ہم اُنسے بات
کیا ہی تنہائی مین لطف نو بہار زندگی

اے اجل آ جلد کر اس ننگ سے ہمکو رہا
بار ہی تن پر لباس مستعار زندگی

صاف آنکھیں اپنی دیکھیں نور خورشید ضیا
درمیان سے کاش اٹھ جائے غبار زندگی

دم ہی دم ہی وہ بھی آیا یا نہ آیا کوئی دم
ایک رشتہ پر فقط ٹھہرا مدار زندگی

۳۱۳
یکہ تاز عرصۂ فقر و فنا ہو واسطی
ہاتھ مین آئی عنان اختیار زندگی

دختر رز کی شب و روز دلا تاک رہی
پاک طینت ہون طبیعت بھی مری پاک رہی

ہاتھ سے چھوٹ گیا ایک پری کا دامن
کیون نہ وحشت سے گریبان مرا چاک رہی

کیسے کیسے تری رفتار سے ای حشر خرام
فتنہ برپا نہ تہ گنبد افلاک رہی

ہے گھڑی خوف خدا سے ہو جو پانی پانی
کیون نہ دریا کیطرح دامن دل پاک رہی

آنکھ کھلتے ہی کہا دل نے جو دنیا دیکھی
گھر پرانا ہی کوئی اسمین بھلا خاک رہی

حشر مین کہتی ہی جاروب مژہ نالونکی
صاف میدان ہو نہ باقی خس و خاشاک رہی

حرص دنیا مرے دل مین نہ کرے اپنی جگہ
دور مسجد سے کہو یہ سگ ناپاک رہی

کبھی حمام مین آیا نہ پئے غسل وہ مہر
منتظر ہاتھ مین کیسے لیے دلاک رہی

دیکھیں ہر وقت ہی خال رخ جانانکا خیال
روز و شب کیون نہ تجھے نشۂ تریاک رہی

کسی غنچے کا کدورت سے نہین دل خالی
باغبان تیرے گلستان مین کوئی خاک رہی

شیخ مسند نشین جو آیا ہی تو یکسو ہو جائے
جام و مینا رہین یا شانہ و مسواک رہی

در پہ احباب جو تابوت لیے بیٹھے ہین
اٹھکے ہم چلتے ہین طیار کھوڑا اک رہی

پیچ اک یہ بھی ترے گیسوے پر پیچ کا ہی
مسکن مار نہ کیون شانۂ ضحاک رہی

سبز مقتل کی مبارک تجھے ای شاہ سوار
سر ہمارا بھی مگر زینت فتراک رہی

۳۱۴
واسطی ناصح و واعظ اگر اسکو دیکھین
ہوش غائب ہون ابھی فہم نہ ادراک رہی

مرکے راحت کا آسرا تو ہی
کوئی اپنا نہین خدا تو ہی

شربت وصل سے ہوئی صحت
مرض عشق کی دوا تو ہی

عفو کیجئے مری خطا صاحب
آدمی مورد خطا تو ہے

سلسلہ دوستی کا قایم ہی
گر نہین ہی وفا جفا تو ہے

اسی صورت کی تھی اذیت مجھے
موت کچھ صورت آشنا تو ہے

پاس آنکے اگر نہین خنجر
قتل کو خنجر ادا تو ہے

مہربان مجھپر ہین اپنا
اور کوئی نہین قضا تو ہے

استخوان ہونگے اپنے کیون برباد
سگ جانان نہین ہما تو ہی

کب ہی اندوہ خانہ برباد ی
گھر نہین خانۂ خدا تو ہے

تخت شاہی اگر نہین تو نہو
بیٹھ رہنے کو بوریا تو ہے

۳۱۵

واسطی کیا فشار گور کا غم
بچ رہو صل کے کربلا تو ہی

بنی ہے چین شکن زلف عنبرین کے لیے
نہ ای قمر ترے آئینہ جبین کے لیے

مریض ہجر سے وعدہ خلافیان کب تک
کوئی علاج بھی آخر ہو اس حزین کے لیے

کسی کا کام نہین ہی جہان مین بے مطلب
نماز پڑھتے ہین زاہد بھی حورعین کے لیے

گلے مین طوق پڑا بڑھ گئی یہ وحشت دل
اٹھائے پیچ بڑے زلف عنبرین کے لیے

ہمارے دل سے نجائیگا عمر بھر غم عشق
یہی مکان مناسب ہی اس مکین کے لیے

جگہ نہ قبر کی دی آسنے اپنے کوچے مین
اڑائی خاک بہت چار گز زمین کے لیے

نہیم فیض اٹھائینگے میرے دیوان سے
کیا ہی جمع یہ خرمن تو خوشہ چین کے لیے

نماز کیون نہو اہل سجود کی مقبول
جو سنگ در ہو ترا سجدہ گہ جبین کے لیے

نیا جنون ہی جو دامن کو ہمنے سلوایا
تو تار اپنے گریبان و آستین کے لیے

ملا مزے پہ مزہ خوبی مقدر سے
کبھی تو چہرے کی بوسے کبھی جبین کے لیے

مقام طعن نہین ہی کسی کی زشتی شکل
سبب ہی نام کا روے سیہ نگین کے لیے

جو لوگ حاضر و غائب مین رہتے ہین یکسان
جزاے خیر عمل ہی رقم انھین کے لیے

۳۱۶

لڑا کو ذہن کہو واسطی وہ شعر بلند
کہ آسمان کا رتبہ ہوا اسی زمین کے لیے

ہی کون حسین جسکی خبر ہم نہین رکھتے
کس بزم مین کس گھر مین گذر ہم نہین رکھتے

تشریف وہ لائینگے تو کیا نذر کرینگے
دل ہم نہین رکھتے ہین جگر ہم نہین رکھتے

بے پردہ رخ یار ہی ای حسرت دیدار
افسوس کہ یارا ے نظر ہم نہین رکھتے

تشریف نہ لائین وہ کبھی پوچھ تو جائین
اتنا بھی تو نالو مین اثر ہم نہین رکھتے

گھر اپنا لٹا یا ہی رہ عشق مین اسپر
دل مین کسی محبوب کے گھر ہم نہین رکھتے

جب تجکو ہو منظور تن و جان کو جدا کر
ای تیغ قضا تیری سپر ہم نہین رکھتے

سو بار مرے ہجر مین سو بار جیے ہم
ہرگز ملک الموت کا ڈر ہم نہین رکھتے

کب تیغ پڑی کب ہوئی دونون مین جدائی
کچھ اپنے سر و تن کی خبر ہم نہین رکھتے

پروانہ ہی محفل مین گلستان مین ہی بلبل
اک آپکی صحبت مین گذر ہم نہین رکھتے

جو داغ ہی سینے کا مینا مین وہ قمر ہی
پروا تری ای رشک قمر ہم نہین رکھتے

۳۱۷

کچھ روز قیامت سے نہین کم شب فرقت
ای واسطی امید سحر ہم نہین رکھتے

وہان شتاب یہان خاطر انتشار مین ہی
جنون کا جوش مجھے موسم بہار مین ہی

تمام عشوہ تری چشم پر خمار مین ہی
مقام فتنہ تری زلف تابدار مین ہی

وفا کیا مرے دل کا نگاہ یار مین ہی
یہ کس شمار مین ہی اور کس قطار مین ہی

اگی ہی بعد فنا خاک گور سے نرگس
ہنوز طالب دیدار انتظار مین ہے

پہونچہ حال غم ہجر یار ہین ہمدم ۔ مکان مین ہم ہین کہ مردہ کوئی مزار مین ہی
کہو کہ اپنے مریضونکی کچھ تمھین ہی خبر ۔ کوئی ہی عالم غش مین کوئی بخار مین ہی
دو نیم دل ہین ہزارون خیال ابرو مین ۔ یہ کاٹ کب کسی شمشیر آبدار مین ہی
تمھارے ہونٹھونکی مسی مین پانکی سرخی ۔ زیادہ تر شفق شام سے بہار مین ہی
خیال زلف پریشان کبھی نہین جاتا ۔ کمال خاطر شوریدہ انتشار مین ہی
نہ منع کر مجھے رونے سے دیکھ ای ناصح ۔ عنان گریہ کب انسانکے اختیار مین ہی
چمن چمن ہین گل داغ میرے سینے مین ۔ جو اسمین ہی وہ کہان سیر لالہ زار مین ہی
ہوا ہون خاک جو الفت مین نازنینونکی ۔ شمیم گل کی نزاکت مرے غبار مین ہی

فراق یار مین ای واسطی جو زندہ ہین ۔ سبب یہ ہی کہ نہین موت اختیار مین ہی

۳۱۸

خط نکلنے پہ بھی ہی حسن رخ یار وہی ۔ موسم دے مین ہی شادابی گلزار وہی
گرچہ سو بار ہوئی دید رخ یار نصیب ۔ اپنی آنکھونکو ہی پر حسرت دیدار وہی
لاکھ تعلیم کرے لاکھ کوئی سمجھائے ۔ چال اُسکی ہے وہی خو وہی کردار وہی
اپنے مشتاق سے تو آج جو کرتا ہی سلوک ۔ پیش آئیگا کسی دن تجھے ای یار وہی
اُس سوا غیر سے رکھنا ہی توقع بیجا ۔ سب کا ہنگام مصیبت ہی مددگار وہی
ترک کرنے کا نہین تیری جفا سے وفا ۔ جو کہا منہ سے کرونگا مین گنہگار وہی
گلشن حسن حسینانکو خزان سے کیا کام ۔ نرگس چشم وہی ہی گل رخسار وہی
مین تو انجام کو ڈرتا ہون خدا خیر کرے ۔ دل وہی درد وہی عہد وہی یار وہی
کسطرح اُس سے کرون قطع محبت ناصح ۔ ابتلک حسن وہی عشق وہی پیار وہی
کل تلک مسجد جامع مین جو تھا پیش امام ۔ آج ہی معتقد حضرت خمار وہی
خاک جل جلکے ہوے وامق و مجنون سے ہزار ۔ ابتلک عشق کی ہی گرمی بازار وہی

۳۱۹
واسطی قائل کثرت ہین جو یہ کہتے ہین
گل وہی خار وہی نور وہی نار وہی

زاہدونکو اندنون جو دعوی توحید ہی
حال تو ظاہر ہی لیکن ظاہری تقلید ہی

سوچتا ہون گھر مین بیٹھون یا بیابانین پھرون
وہ تقاضا عقل کا وحشت کی یہ تاکید ہی

سختی دوران ہی لازم بہر اہل اتحاد
جس جگہ دو حرف مدغم ہین دہان تشدید ہی

شیعہ و سنی و ہندو و مسلمان ہین خلاف
ایک کو مد نظر یان ایک کی تردید ہی

گرمجوشی سے زمانے کے ہوے بیمار ہم
سرد مہری اسکی اپنے واسطے تبرید ہی

منزل مقصود تک آخر پہونچ جائینگے ہم
رہنما اپنی اگر اللہ کی تائید ہی

شکل آئینہ سراپا چشم ہی اپنا بدن
ماہ رخسارون کا ایسا اشتیاق دید ہی

ہمکو اس عشق مجازی سے حقیقی ہی مراد
اصل مطلب جو قصیدہ کا ہی یہ تمہید ہی

ماہ نو شمشیر قاتل کا جو آیا ہی نظر
قتل کی شب شام سے قربانیون مین عید ہی

۳۲۰
واسطی اپنی گذرتی ہی تری اوقات خوب
رات دن تکبیر ہی تسبیح ہی تحمید ہے

سیر عالم جوش مستی مین کرون امید ہی
ساغر ہی مجکو ساقی ساغر جمشید ہے

عرصہ آفاق مین چشم بصیرت چاہیے
ذرہ ذرہ سے نمایان جلوہ خورشید ہے

ہی مگر شمشیر تیری چشمہ آب بقا
جو ترا کشتہ ہی قاتل زندہ جاوید ہے

ای فلک بزم غنا سے قیدخانہ کم نہین
نالہ زنجیر مجکو نغمہ ناہید ہے

پھولتا پھلتا نہین یہ آئی ہی کیسی بہار
سرو ہی اپنا درخت آرزو یا بید ہی

کچھ اگر کہتا تو ہوتا سب پہ افشا راز غیب
کوئی کیا جانے جو میری خامشی مین بھید ہی

۳۲۱
واسطی غربال تیرون سے ہوا اپنا بدن
ہر جگہ سوراخ ہی ہر ایک جا اک چھید ہی

محیط دہر مین کب ہر و ملک فنا ٹھہرے
حباب آسا کوئی ساعت جو ٹھہرے بھی تو کیا ٹھہرے

مشام جان معطر ہو دل مضطر ذرا ٹھہرے
شمیم یار لائی ہی تو کوئی دم صبا ٹھہرے

کوئی کیا امتحان یار مین میرے سوا ٹھہرے
جو ہو ثابت قدم اسکا قدم روز وغا ٹھہرے

جو بوسہ مانگتے ہین ہم تو وہ کہتے ہین پھر مانگو
خدا کی شان ہی عاشق نہ ٹھہرے ہم گدا ٹھہرے

تہہ نخل کانٹے فرش ہین صحراے وحشت مین
کوئی بیٹھے تو کیا بیٹھے کوئی ٹھہرے تو کیا ٹھہرے

ہمارے استخوانون تک جو پہونچا ہی تو جلدی کیا
سگ محبوب بھی آئے ذرا کہدو ہما ٹھہرے

سبحہ نما نیمے اپنے مین جو دم دیکر انھین لایا
کہا کچھ دم الجھتا ہی یہان میری بلا ٹھہرے

بجا ہی بیقراری سینہ پر سوز مین دل کو
سر خنجر بھلا سیماب آتش دیدہ کیا ٹھہرے

کہا یہ سا محبوبون نے ہم جو پہونچے اسکے کوچے مین
ٹھہرتے ہین یہین ہم تو نہ ٹھہرے کوئی یا ٹھہرے

دل مردم شکستہ ہین تو دو چرخ گردانے
پسین کا ہیکو یہ دانے اگر یہ آسیا ٹھہرے

تعجب دور فلک ہی واہ کیا الٹا زمانہ ہی
ہوے بیگانے اپنے آشنا نا آشنا ٹھہرے

صفا ہی اسقدر پانے نگہ اسپر پھسلتا ہی
کسی کی آنکھ تیرے چہرۂ روشن پہ کیا ٹھہرے

دل مردہ جلایا اسکی آنکھون نے اشارون سے
فرنگی میرے حق مین عیسی اعجاز نما ٹھہرے

مرے کشتے کو خوف غرق ہی بحر محبت مین
خداوندا ہین سو چین قبر کی کچھ تو ہوا ٹھہرے

عبادت بے حضور قلب کیا کام آئے اے زاہد
بنا جسکی نہو مضبوط وہ تعمیر کیا ٹھہرے

کبھی مشک ختن کہتا نہین اس زلف مشکین کو
یہی اندیشہ ہی ایسا نہو کوئی خطا ٹھہرے

ملے آرام کیونکر ساکنان ملک ہستی کو
نہین ممکن کہین عمر روان کا قافلہ ٹھہرے

سر و گردن مین جھگڑا ہو رہا ہی دیر سے قاتل
پڑے خنجر جو تیرا درمیان تو فیصلہ ٹھہرے

۳۲۲
بہے اے واسطی جو ماتم شبیر مین آنسو
وہ موتی روز بازار قیامت بے بہا ٹھہرے

اب وہ آنے مین جو دم بھر بھی توقف کرتے
ہاتھ سے ملتے مرے ماتم مین تاسف کرتے

قدر ان سیم تنون کو جو ذرا بھی ہوتی
نقد دل کو مرے بیجا نہ تصرف کرتے

دوسرے روز ملاقات کے عرض ہوتا
جا کے اس ترک سے پیدا جو تعارف کرتے

تیرے کوچے مین اگر انکی رسائی ہوتی
پھر نہ پھرتے مہ و خورشید توقف کرتے

دھیان دلمین جو جہان گذران کا ہوتا
فوت مطلب پہ کبھی ہم نہ تاسف کرتے

سہل تھا راز محبت کا نہ افشا اے دل
قطع کرتا وہ زبانکو جو ذرا اُف کرتے

تھا نہ دلمین غم دوست جو کرتا تکلیف
ہم بھی سامان ضیافت مین تکلف کرتے

اے پریچہرہ اگر زندہ سلیمان ہوتے
تیرے فرمانسے سرمو نہ تخلف کرتے

فقر مین ہمت مردانہ خدا نے بخشی
زال دنیا جو نظر آتی ہمین تف کرتے

عاشقو نپر تمھین بیداد گرو لازم تھا
لطف و اشفاق و عنایات و تلطف کرتے

لوگ عاشق جو حسینونکا سمجھتے دم نزع
ختم یسین کی جگہ سورۂ یوسف کرتے

واسطی آپ کے دلمین جو نہوتا کچھ درد
ہوکے بیتاب نہ اسطرح سے اُف اُف کرتے

۳۲۳

جو خال گوشۂ ابروے یار دیکھین گے
نیا ستارۂ دنبالہ دار دیکھین گے

تمام عمر رہ انتظار دیکھین گے
کبھی تو تجکو ہم اے شہسوار دیکھین گے

تمھارے آئینۂ رخ پہ خط جو نکلے گا
صلیب کو دیکھکے ہم سبزوار دیکھین گے

کرینگے پھر نہ کبھی لالہ زار کی گلگشت
جو آپ میرا دل داغدار دیکھین گے

نگاہ کب رخ خورشید پر ٹھہرتی ہے
نظر نہ آئینگے وہ ہم ہزار دیکھین گے

تمام ہوگا کسی دن نہ وعدۂ فردا
کہان امید کہ رخسار یار دیکھین گے

چھڑک کے اشک کا پانی مٹائینگے اسکو
ذرا جو دلمین کسی کے غبار دیکھین گے

شہید ناز کا مل جائیگا پتا ان کو
گلی مین اپنی جو تازہ مزار دیکھین گے

سفر مین سایۂ دیوار یار آئیگا یاد
کبھی اگر شجر سایہ دار دیکھین گے

۳۲۴

خوشی ہے نزع کی ہمکو تو واسطی اتنی
لیلی کا چہرہ دم احتضار دیکھینگے

شراب پیتے ہی رنج خمار دیکھینگے
چھٹینگے پھول تو انداز خار دیکھینگے

جو تیری بزم کو اے گلعذار دیکھینگے
وہ زندگی میں جنان کی بہار دیکھینگے

جو دید یار میں حائل ہے زیست کا پردہ
ہم اپنا جامۂ ہستی اتار دیکھینگے

رفوگروں کا جگر چاک چاک ہوگا ضرور
جو پیرہن کو مرے تار تار دیکھینگے

اماں شکنجۂ غم سے نہ مرکے بھی دشوار
لحد میں جاکے عذاب فشار دیکھینگے

یہ رشک ہوگا کہ کھائینگے داغ سر تا پا
گلے میں اسکے جو پھولوں کا ہار دیکھینگے

تمھاری آنکھ کا سودا چرائیگا در دل
ہمیشہ گردش لیل و نہار دیکھینگے

پھرینگے دشت جنوں میں جو صورت مجنوں
جمال لیلی محمل سوار دیکھینگے

ان ابروؤں کا تصور بندھا ہے شام سے آج
یقین ہے خواب میں ہم ذوالفقار دیکھینگے

جو پہونچے یار کے گھر تک کرینگے دل میں ہم
نہیں ہیں طفل کہ نقش و نگار دیکھینگے

نہیں زمانۂ باطل میں حق شناس کوئی
جو حق کہینگے وہ آخر کو دار دیکھینگے

جواب گور غریباں سے کسکو ملتا ہے
یقین نہوگا تو انکو پکار دیکھینگے

۳۲۵

قریب طبع ہے دیوان واسطی اپنا
اچھل پڑینگے جو اہل دیار دیکھینگے

خیال اس رشک لیلی کا یہاں ہمراہ ہے لیکے
نہیں مجنوں کہ دوڑے جائیں ہم پیچھے محمل کے

رہی حسرت دم بسمل نہ نکلے حوصلے دل کے
جو ہوتا دسترس تو چوم لیتے ہاتھ قاتل کے

بنا دیکھا تماشا رقص میں اس ماہ کامل کے
یہ رنگ ہالۂ مہتاب سے چلتے ہیں محفل کے

صدا دیتے ہیں اب تک فرشتے چاہ بابل کے
بشر عاشق ہوں یارب کی زہرہ تا کے

یہ وحشت تھی کہ خنجر کہ میرا ہاتھ پڑتا تھا
کبھی بنے گریباں نہ کبھی دامان قاتل کے

بشر کیا جانور کیا سب ہین طالب حسن کے یکسان / ترے بلبل ہین ہم اے گل پتنگے شمع محفل کے

چھڑایا زیست کے جھگڑے سے مجکو عشق ابرو نے / رہے احسان مری گردن پہ کیا کیا تیغ قاتل کے

پہونچ جائینگے ہم بھی کعبۂ مقصود تک اکدن / سر منزل پہونچ رہتے ہین بھولے چوکے منزل کے

زبانسے اپنی وحشت مین انا لیلیٰ نکلتا ہی / نہین مانند مجنون پھرتے ہین مشتاق محمل کے

یہ روشن ہین جنسے سیر ہم عالم کی دیکھینگے / کرینگی گرد غم کیا بند رخنے خانۂ دل کے

بجا رہے جبین یار پہ ہی خال کا ہونا / حفاظت ہوتی ہی کافور کی ہمراہ فلفل کے

جو لکھا وصف اسمین ہم نے تیری زلف پیچان کا / پریشان ہو گئے اوراق سب مجموعۂ دل کے

نہ سمجھے کب کٹی گردن نہ سمجھے جان کب نکلی / بوقت ذبح ایسے محو تھے ہم روے قاتل کے

ترے چھلو نسے حلقہ حلقہ گل کھائے ہین اعضا پر / ہمارے عضو تن پابند ہین گویا سلاسل کے

ہی واجب سجدہ محراب ابروے بتان ہمکو / عبادت سے ہوا کرتے ہین روشن آئنے دل کے

۳۳۶	عذاب گور سے دی مخلصی اے واسطی ہمکو علی مشکل کشا تھے کام آئے وقت مشکل کے

نہین ممکن جو بیٹھین چار دن آپسمین ہل ملکے / بشر پتلے ہین آتش کے ہوا کے آب کے گل کے

چمن مین ہر سحر گل کسقدر ہنستے ہین کھل کھلکے / نہین پروا کہ دل صد چاک ہوتے ہین عنادل کے

چھو پاتینگے جو آئے چلے اس لیلیٰ شمائل کے / ہماری آنکھ کے پردے نہین کیا پردے محمل کے

مقدر مین لکھی ہی جانکنی اس نیم بسمل کے / رگ گردن کٹے کیا کانپتے ہین ہاتھ قاتل کے

وہان گانا بجانا ناچنا ہی ساز عشرت ہی / یہان گھنگھرو گلے مین بولتا ہی نیم بسمل کے

سمجھکر چشم عاشق اسنے اپنی آرسی توڑی / خدا حافظ بچینگے کسطرح سے آئنے دل کے

ادا و ناز و شوخی و شرارت عشوہ و غمزہ / ہمین تو مار ڈالا ہی انھین دو چار نے مل کے

بوقت ذبح ایسی لذت دیدار پائی ہی / خدا ہر روز سر دیتا تو کرتے نذر قاتل کے

گیا کشتی مثل آرہ ہی نفس کی آمد و شد مین / ہوے ہین زخم تازے سینۂ مجروح چھل چھل کے

نہین ممکن وہ دے بوسے دہان تنگ سے ہمکو
کہ ممسک کب سخی ہوتا ہی گھبرانے سے سائل کے

جو اُس گلرو کے دل مین خار گذرا غیر کا آنا
بحمد اللہ ہمارے آج پھوٹے آبلے دل کے

بہت پیش نظر ہین دانے اشک کے خرمن
ہوے ہین ہم بھی مالک ایک ملک حاصل کے

ہوا ہی علم صاحب فہم پر عشق کو اکثر
کبھی عالم سے رتبے گھٹ گئے ہین مرد جاہل کے

حجاب و شرم کیا کم ہین محافظ حسن عارض کے
یہ حور عین ہین پیشانی نہین قابل حمائل کے

قدم کیا کوئی رکھے آگ پر لیکن خیال اُسکا
رہا کرتا ہی ہر دم پاس میرے آتش دل کے

رہا کرتا ہی ہر دم گفتگو رندان میکش کا
ہوے سائل کے دم تک ہین پیالے بیچ محفل کے

عبث ذات و صفات حق مین ہم سید بحث کرتے ہین
کہ ہم سب سے مسلمان ہین نہین طالب دلائل کے

ادب کمبخت نے فرصت نہ دی روز جزا ہمکو
وگرنہ ڈال دیتے ہاتھ تو دامن پہ قاتل کے

۱۲۲۷
چمک جاتی ہی اب تقدیر کسکی واسطی دیکھین
مقابل اُسکے لاتے ہین ہزارون آئنے دل کے

یہ اُسکی بزم مین عالم ہی اب بیتابی دل کے
دکھاتی ہی تماشے شمع کشتہ رقص بسمل کے

کھنچا جاتا ہی دل کیا کیا اثر ہے عشق کا ملکے
مقرر تابع فرمان ہین سب معمول عامل کے

کبھی ہنستے ہین لیکن ہم دو گھڑی دل خوش تو کرتے ہین
رہین آباد جیسے حشر تک یاران یکدل کے

چلین ہی سکہ عشق گرانمایہ کا جس جا پر
برابر ہین وہان دُر یتیم اور آبلے دل کے

حواس و عقل و صبر و ہوش جتنے دوست تھے میرے
انہین سب کو نکالا گھر سے دل نے عشق سے مل کے

نہ ہوتے زندہ جاوید میرے جیسے کیونکر
خضر بھی کشتہ ہین تیغ نگاہ ناز قاتل کے

جلین کیونکر نہ غیر ایسے جو اُسکی بزم سے ہمکو
نکالین صورت شمع سحر ارباب محفل کے

کدورت کیون نہ ہو روح روان کو جسم خاکی سے
قدم کیچڑ سے بھر جاتے ہین اکثر رہرو گل کے

رہیگا خانہ پرور نبض کی صورت روان گھر مین
کہ پائے خواب آلودہ کہان قابل ہی منزل کے

ہمارے خون کی دیگا گواہی کون محشر مین
دہان زخم دم مین آگئے ہین تیغ قاتل کے

نظر آیا ہمین وے حقیقت تب یہ سمجھے ہم — مجازی عشق مین جو پایا تجھے ہم اک الفت باطل کے
بہ رنگ رشتہ تسبیح ہو ہو ار تو کوئی — کہ حل ہو جاتے ہین دم مین جو سو عقدے ہون مشکل کے
فرشتو نسے بھی بک ڈالینگے قصہ اپنی وحشت کا — ذرا دم مین دم آجائے تھکے ماندے ہین منزل کے
تمہارے باغ کے دھوکے مین پہونچے باغ جنت مین — پشیمانی ہوئی کیا کیا نہ ہمکو حور سے مل کے
لگانا تجھ الفت سے شتادر کو نہین اچھا — الٹ جاتی ہین موجین پاس جب جاتی ہین ساحل کے
ضیا ہر ایک کو اس سے حسب استعداد پاتا ہے — منور جس کے تجھسے ہین ہزارون آئنے دل کے

۲۲۸ بھلا انجم ضیا ہین کیون نہ چمکین چاند کی صورت — کہ ہم بھی واسطی شاگرد ہین استاد کامل کے

محبت مین ہوگا اثر ہوتے ہوتے — ثمر لائیگا یہ شجر ہوتے ہوتے
اجل آکے دیگی نہ دم بھر کی فرصت — مسیحا کو ہوگی خبر ہوتے ہوتے
بچا کون یارو نہین تیغ قضا سے — چھنا سینہ اپنا سپر ہوتے ہوتے
یہ صبح شب وصل ڈالیگا جھگڑے — کہ جائینگے وہ دوپہر ہوتے ہوتے
خرابی سے الفت مین گھبرا نہ ایدل — دل یار مین ہوگا گھر ہوتے ہوتے
اگر آبرو ہی تو دولت بھی ہوگی — کہ ہوتا ہی قطرہ گہر ہوتے ہوتے
چلا شام سے رات بھر جو مسافر — وہ منزل پہ پہونچا سحر ہوتے ہوتے
لگا کین غضب یار ابرو نے تیغین — ہوا قیمہ ٹکڑے جگر ہوتے ہوتے
ترے غم مین ہی کیا یہ سر فلک بھی — ہوا حلقہ دوہری کمر ہوتے ہوتے
بہوت دور ہی میرے گھر سے در اسکا — گذر جائیگا دن گذر ہوتے ہوتے
جو دن کاٹے ہجر کی شب یہی ہے — قیامت کریگی سحر ہوتے ہوتے
شب وصل کا تمکو ہونا ہی حاصل — جیوگے اگر دن بسر ہوتے ہوتے

۲۲۹ کیا واسطی یار نے شب کا وعدہ — نہ دو جان اب تو سحر ہوتے ہوتے

یہ نہ ٹھہرے گا جو ہم تا لامکان لیجائینگے
اس دل وحشی کو پھر دیکھیں کہاں لیجائینگے

جب سمندِ شوق کو آتش عنان لیجائینگے
برق کا اہل نظر پھر گمان لیجائینگے

گور میں ساتھ اپنے داغ دلستان لیجائینگے
بے تکلف ما حصل کون و مکان لیجائینگے

اور کیا دنیا سے تیرے خستہ جان لیجائینگے
سینہ بریان آہ سوزان دل طپان لیجائینگے

مرتے مرتے چاک دل اپنا نہان لیجائینگے
مثل خنجر ہم شگاف استخوان لیجائینگے

دیدۂ حیران کریگا آپ عرض آرزو
سر پہ ہم کیوں بار احسان زبان لیجائینگے

رشتۂ جان سے کمر کا ناپنا منظور رہی
ہاتھ اس حیلے سے تا موئے میان لیجائینگے

جمع آمال حسن کی فکر آزادونکو کیا
کیا یہاں لائے تھے جو ہم پھر وہان لیجائینگے

پڑ گئی مجھپر جو اس خورشید طلعت کی نظر
چاند کا سب میرے داغوں پر گمان لیجائینگے

فصل گل میں چار دن رہنے دے مجکو باغبان
ہم خزان میں خود اٹھا کر آشیان لیجائینگے

گر فرشتے آئے ہیں لینے تو اتنا پوچھ لو
کسکے گھر لیجائینگے کسکے یہان لیجائینگے

جائینگے ہم چشم پوشیدہ مکانِ یار میں
حسرت دیدار در پردہ نہان لیجائینگے

ہمکو اے دل دیکھنا ہی ایکدن تیرا جگر
کوچۂ قاتل میں بہر امتحان لیجائینگے

ہم فرشتوں کی سنینگے بات کیا اے ناصحو
گر لحد میں بھی یہی شغل فغان لیجائینگے

جسم سارا لاغری سے مٹتے مٹتے مٹ گیا
روح کو دیکھینگے ہم کس جا کہان لیجائینگے

روز محشر ظلمت عصیان نظر آئیگی کیا
ساتھ اپنے ہم جو آہوں کا دھوان لیجائینگے

کیا رسائی ہوگی مشکل ہمکو بام یار تک
ساتھ ہم آہ رسا کے نردبان لیجائینگے

رنج و غم کی آمد و شد گر یہی دلمیں رہی
جان میری ایکدن یہ میہمان لیجائینگے

ظاہری سامان شوکت گر نہیں ہے وقت کوچ
لشکر غم کو جلو میں ہمعنان لیجائینگے

۳۳۰	دینگے کیا داد سخن اے واسطی نافہم لوگ شوق سے اشعار تیرے قدردان لیجائینگے	

عجب کیا ہی جو عاقل گردشِ ایام مین آئے
کہ دانہ دیکھکر آدم سے دانا دام مین آئے

عدم سے ہم عبث اس دہرِ نافرجام مین آئے
چھٹا گلزار راحت کشمکش کے دام مین آئے

ملال و رنج کا ہی سامنا آغاز الفت مین
خیال آتا ہی دیکھین پیش کیا انجام مین آئے

برنگِ ریگ ہر دم آسمان ہی شیشۂ ساعت
قدم کیونکر کسی کا خانۂ آرام مین آئے

یہ نازک ہی جو انگشت نظر کا بھی اشارہ ہو
نظر خط کیو د اُسکے لطیف اندام مین آئے

رہے محفوظ میری استخوان سہ باد ہو جیسے
سگ جانان نے کھائے یا ہما کے کام مین آئے

یہ پھیلا نور وحدت عالم کثرت ہوا پیدا
مقامِ خاص سے جسدن وہ بارِ عام مین آئے

علاقہ کیا ہی مقصد سے کہین ہون عاشق صادق
ہوس کیا ذکر جو میرے دلِ ناکام مین آئے

نہین ممکن تصور اُسکا میرے دل سے ہٹ جائے
جدا کسطرح سے ہو حرف جو ادغام مین آئے

صفت پردہ نشینونکی مناسب کب ہی پردہ
سخن لب پر جو آئے صنعتِ ایہام مین آئے

پھنسا کر مرغِ دلکو زلف مین ہنسکر یہ فرمایا
بہت اُڑتے پھرے اب تو ہمارے دام مین آئے

نہ یان خوف ملامت ہی نہ یان رنج نصیحت ہی
لحد مین آکے کیا ہم خانۂ آرام مین آئے

محبت مین بتونکی صرف نقد جان غنیمت ہی
وہ مال اچھا ہی جو خلقِ خدا کے کام مین آئے

بھلا بے درک کامل کب کسی کی آنکھ کھلتی ہی
بصارت کحل سے کیا دیدۂ بادام مین آئے

شرابِ عشق پیکر خام طبعونکی یہ حالت ہی
کہ جیسے بادۂ گلگون سبو کے خام مین آئے

نہین نام آورونکو غم زوال جاہ و دولت سے
نگین کے ٹوٹنے سے نقص کیونکر نام مین آئے

۳۳۱
محبت اندنون ہی واسطی مصحف عذارونکی
بحمد اللہ نکلکر کفر سے اسلام مین آئے

باعث وحشت مرے پاؤنکی آہٹ ہوگئی
جاگ اُٹھا وہ جنگجو بیوجہ کھٹ پٹ ہوگئی

زلف شبگون سے جو پہونچی رخِ انور پر نگاہ
مین یہ سمجھا رات گذری صبح جھٹ پٹ ہوگئی

یون نہ چلتا اُسکے گردن پر مری خنجر کبھی
صاف ظاہر اس سے قاتل کی رکاوٹ ہوگئی

ملک حسن اُسکو ملا اور ہمکو کشور عشق کا
اب ہمارا کیا اجارہ جبکہ کھوٹا ہو گئی

وہ جھڑکتا ہی رہا اور شانہ مین کرتا رہا
کشمکش مین مفت اُس بدخو سے جھنجھٹ ہو گئی

ہی کدورت دل مین اُسکے کیا کرین اب ہم ہار
جو مئی بے درد تھی ساغر مین تلچھٹ ہو گئی

مبتلا ہون شست گردی مین عجب کھٹراگ ہی
راگ کیا کیا لائی وحشت کیسی کھٹ پٹ ہو گئی

رات کو سویا جو مین یاد رخ گلفام مین
چارپائی میری پھولونکا چھپرکھٹ ہو گئی

جب لبِ پاہلین اُسکے ہکسی کا کل کا پڑا
پان کی سرخی پہ مسی کی اُداہٹ ہو گئی

مشق خط نے واسطی کیا حسن خط پیدا کیا
سطر جو ہمنے لکھی اُس زلف کی لٹ ہو گئی

متفرقات

دیدرخ تو باعث حیرانی نظر
زلف شکستہ وجہ پریشانی نظر

سہر نماز عید روے چون بعیدگاہ
گردد ہزار دل شدہ قربانی نظر

ازبسکہ شد بکعبہ روی تو سرنگون
پیداست داغ سجدہ بپیشانی نظر

درجلوہ گاہ حسن تو صد ارمیکشند
آئینہ را بجرم پریشانی نظر

نگذاشتہ ست در دو جہان ہیچ زندہ
تیرنگاہ و تیغ صفاہانی نظر

ای واسطی فتادہ معرا بیاض چشم
تا حک شدہ است مصرع لاثانی نظر

چہ زیبا نرگس مستانہ داری
شراب طرفہ در پیمانہ داری

شدی تا آشنائے دیدۂ من
مرا از خویشتن بیگانہ داری

نہادی پاے در بزم رقیبان
حسرت کردم سر پایانہ داری

بہ گیسو بستۂ دلہاے عشاق
بیک زنجیر صد دیوانہ داری

بیفشان نقد دل را در رہ او
دلا گر ہمت مردانہ داری

جدا ای بت نگردی از دل من / حریم کعبه را بتخانه داری

به تیغ غمزه کشتی عالمی را / همانا شیوهٔ ترکانه داری

ز دست این آتش شوقت که در دل / که سوز ای چشم چون پروانه داری

نهاد چشم از طغرای ابرو / مزین حسن را پروانه داری

ندارد هیچ پیمان استواری / بجز پیمان که با پیمانه داری

بپالیش سر نه ای زلف چون من / سر گر با سر جانانه داری

چه دیدی واسطی از چشم مستش / که هر دم نالهٔ مستانه داری

کی روم پیش شفیق لطف فرمای دگر / جز درت چشم کشایش نیست از جای دگر

میکشد هر دم از خاطر تمنای دگر / دل بجای دیگرست و چشم من جای دگر

انتظارم تا قیامت میکشد آخر که او / میگذارد وعدهٔ فردا بفردای دگر

سینه ها آن ماه سیما گر چنین داغ فراق / میکنم من هم تلاش ماه سیمای دگر

برد خضر شوق دل تا منزل مقصد مرا / سایه آسا قطع این ره کردم از پای دگر

نقش پا در مثل شمع و همچو برق آتش قدم / چون من سرگشته نبود دشت پیمای دگر

چشمهٔ چشم تر ما را بچشم کم مبین / جوشد از هر قطرهٔ این بحر دریای دگر

رفتی از میخانه و از بیقراریها فتاد / جام بر جام دگر مینا بمینای دگر

نیستم مجنون که در یک دشت ماتم خاک بیز / میروم هر دم ز صحرای بصحرای دگر

حیرت چشم بجا باشد که شکل آینه / در تماشای رخش کردم تماشای دگر

منکه اعجاز مسیحا دیدم از لعل لبش / کی شوم قائل به اعجاز مسیحای دگر

گو هلال ای بدر گردیدی مشو غره که هست / مثل تو بر آستانش صد جبین سای دگر

گاه عناب لبش بوسید و گه سیب ذقن / هر دم از خامی دل من پخت سودای دگر

چون سپاس رزق بے منت شناسم واسطی
از کجا روئی کہ دارم من و سلواے دگر

تخمیس بر غزل حضرت شیخ سعد خیرآبادی قدس سرہ العزیز

ازل سے گرچہ حسن و عشق مین تھا رابطہ باہم
ولیکن حسن کو قصد عاشقانہ تھا نہ کچھ پیہم
نہ عالم کا مرقع تھا نہ تھا تصویر کا عالم
نشان بر تختہ ہستی نبود از عالم و آدم
کہ دل در مکتب عشق از تمنای تو می زد دم

وہ گرداب سما یا ہی رگ جان مین برنگ لو
خودی کا تھا جو پردہ بیچ مین وہ ہو گیا یکسو
نکالا بیخودی نے اس سے ملنے کا نیا پہلو
بروائے عقل نا محرم کنم امشب با خیال او
چنان خوش خلوتے دارم کہ من ہم نیستم محرم

وہ میکش ہون نہین کھٹکا ہون کچھ پرواے جام جم
جو شیشہ ہے دل پرخون تو ساغر دیدۂ پرنم
نیا عالم ہے میری بزم عشرت کا ہی کچھ عالم
کہ دارد انجمن عیشے کہ در عشق تو من دارم
شرابم خون کبابم دل ندیمم درد نقلم غم

ہوئی تھی سعد پر اے واسطی حالت عجب طاری
کہ تھے لبریز اور سینے مین صدہا زخم تھے کاری
سنا تھا مین نے فرماتے تھے با صد گریہ و زاری
اگر پرسند سعد از عشق او حاصل چہ داری
ملامت ہاے گوناگون جراحتہاے بے مرہم

تخمیس بر غزل تدبیر الدولہ منشی مظفر علیخان بہادر متخلص اسیر

عاشق زار نے فرقت مین بلا بیدا دیکھی
دل نے مرنے کی روش شکل تمنا دیکھی
سچ کہو آپ نے ہو گیا لوگون کی دیکھا دیکھی
نفس بیمار جو اے رشک مسیحا دیکھی
آج کیا آپ نے جاتے ہوے دُنیا دیکھی

وہم سان قاف سے تا قاف سبک سیر ہے
کبھی مشرق مین در آئے کبھی مغرب مین سے گئے
حال نیرنگی عالم کوئی پوچھے ہم سے
ہر جگہ وضع نئی چال نئی لوگ نئے

ہم تو جس شہر میں پہونچے نئی دنیا دیکھی

کوئی آئین نہیں ہے کوئی دستور نہیں — اسلیے شہر میں رہنا ہمیں منظور نہیں
کون کہتا ہے وہاں جانے کا مقدور نہیں — سب چلے جاتے ہیں کچھ ملک عدم دور نہیں
دیکھنا ہم بھی پہونچ جاتے ہیں دیکھا دیکھی

فرش سبزہ کا کہیں سایہ سنبل ہے کہیں — نہر کا دور تو موجوں کا تسلسل ہے کہیں
سرو رعنا ہے کہیں قمریوں کا غل ہے کہیں — خندۂ گل ہے کہیں نالۂ بلبل ہے کہیں
سیر اس گلشن ایجاد میں کیا کیا دیکھی

برہمن مست مسلمان ہے ہر اک تشنہ دہان — واہ اے دور فلک عقل یہاں ہے حیران
جاے عبرت ہے حقیقت میں خرابات جہان — ہم تو پیاسے رہیں مے غیر کو دے پیر مغان
الٹی اس شہر میں بہتے ہوے گنگا دیکھی

عشوہ و ناز کی کھایا کیے ہم اکثر چوٹ — سنگ کی چوٹ سے بھی بڑھکے اٹھائی ہے چوٹ
جبسے پیدا ہوے دنیا میں ہے یہ سر چوٹ — عشقبازی کی یہ خو ہے کہ لگی دل پر چوٹ
چلتے پھرتے جو کوئی صورت زیبا دیکھی

وار تیروں کے ہوں پہلو پہ جگر پر او بت — زخم تلوار کے سینے کی سپر پر او بت
محو ہو جاتے رہیں حسن بشر پر او بت — دین برباد کریں ایک نظر پر او بت
ایسے نادان ہمیں نے بھی ہے دنیا دیکھی

وہ نہ خورشید جہانتاب ہے نے بدر منیر — چشم ظاہر سے ہے سو پردوں میں مخفی تنویر
واسطی خوب یہ استاد کو سوجھی تدبیر — دیدۂ دل سے نظر کی رخ روشن پہ اسیر
چشم موسیٰ سے صفائی ید بیضا دیکھی

ولہ

خلق و اشفاق و کرم لطف و عنایت نہیں — لب پہ گالی کے سوا اور کوئی بات نہیں

ایسی ذلت تو گوارا ہمین دن رات نہین | نہ سہی تمکو جو منظور ملاقات نہین

کعبہ گھر آپ کا ای قبلۂ حاجات نہین

چاہتا ہون کہ ترے دل مین ہو پیدا اگر | ایک صورت ہو صفائی کی ادھر اور ادھر
ظاہری ربط سے کیا فائدہ ای رشک قمر | شکل آئینۂ بے زنگ مین آتی ہی نظر

صاف جبتک نہو دل لطف ملاقات نہین

کج ادائی جو یہی ہی تو نہ غم کھاؤن گا | تاب اس رنجش بیہودہ کی کب لاؤن گا
نہ ہونگا مین توجہ نہ اگر پاؤن گا | پھیر کر منھ کو نہ بیٹھو ابھی اٹھ جاؤن گا

دور کعبہ بہت ای اہل خرابات نہین

ہی عبث مانع گلگشت نکر ہمکو ملول | بوے نخوت سے فقط رنگ ندامت ہی حصول
ہی بہار آج خزان کل ہی قصہ نہین طول | باغبان خوبی گلزار پہ اتنا بھی نہ بھول

کشف گل مین نہین غنچہ مین کرامات نہین

فرقت یار مین ہی داغ سے بدتر گل تر | نخل ماتم مرے نزدیک ہی ہر ایک شجر
دے نہ ترغیب مجھے سیر کی ای باد سحر | پانون کسطرح سے رکھون روش گلشن پہ

ہاتھ اس گل کا مرے ہاتھ مین ہیہات نہین

کہو غافل سے فلک سر پہ مصیبت لایا | عمر غفلت مین تری کٹ گئی دھوکا کھایا
سخت ہی راہ عدم چاہیے کچھ سرمایا | دن جوانی کے گئے موسم پیری آیا

کھول آنکھین کہ عیان صبح ہوئی رات نہین

بخت غربت مین ہمین لائے ہین حل اول | تنگدستی سے حواس اپنے ہین اسپر مختل
ہم تو شاعر ہین ہمارا ہی یہی حسن عمل | بہر یاران وطن بھیجے لکھ کے غزل

اس سے بہتر کوئی تحفہ کوئی سوغات نہین

جبسے رکھا ہی رہ مہر و محبت مین قدم | دین و ایمان کا نہین ہوش بجز یاد صنم

راست کہتے ہین ہر عشق کی کھاتے ہین قسم
زاہد و معتکف کعبۂ ابرو ہین ہم
زیر محراب حرم شوق مناجات نہین

دونون آنکھین ہین شب و روز مری اشک فشان
یہ بھادون ہے وہ ساون ہے نہ شک ہے نہ گمان
چاہیے شکر کرین سب ہمہ تن ہو کے زبان
ساقیا بادہ کشون پر ہے ہمارا احسان
بارش اشک سے کس فصل مین برسات نہین

ایکدل ہے اسے دو کعبۂ ابرو مین جگہ
ایکدل ہے اسے دو تکیۂ پہلو مین جگہ
ایکدل ہے اسے دو جوشن بازو مین جگہ
ایکدل ہے اسے دو کوچۂ گیسو مین جگہ
دو نہین تین نہین پانچ نہین سات نہین

صاف ہوتے نہین ہم جیسے ہزارون ہین سلوک
دل دیا تمکو حقیقت مین ہوئی ہمسے چوک
دیکھیے دیتے ہین گنجینے فقیرونکو ملوک
اور کچھ تمسے نہین چاہتے عشاق سلوک
لیجیے بوسہ عنایت یہ بڑی بات نہین

فکر اثبات دہن ہے تمھین بیکار اسیر
بات یہ سارے زمانے پہ ہے اظہار اسیر
واسطی کی بھی رہے یاد یہ گفتار اسیر
صاف ظاہر ہے سخن سے دہن یار اسیر
یہ وہ دعوی ہے جسے حاجت اثبات نہین

مخمس بر غزل حاجی الحرمین الشریفین مولوی محمد حسین فرخ آبادی متخلص بہ صفیر

صفت لکھنا ہی مشکل ہے بت بے پیر گردن کی
قلم سے میرے ہو سکتی نہین تفسیر گردن کی
نہین ممکن ہے نکلے صورت تحریر گردن کی
کھنچے کیا مانی و بہزاد سے تصویر گردن کی
کہ شمع طور کی ہے روشنی تنویر گردن کی

کہین کیا حال تمسے ہم دعا اپنے مقدر کا
نہین ہے ہوش ہمکو عشق مین ہرگز تن و سر کا
رہا کرتا ہے ایسا پاس ہمکو اس ستمگر کا
کہا جب آپنے ہمکو امتحان کرنا ہے خنجر کا
تو ہمنے نذر قاتل سنکے یہ تقریر گردن کی

بنایا کیا سراپا نور حق نے اپنی قدرت سے قمر کا منہ چھپا لے ابر کے پردے مین خجلت سے
نہ آئے یہ مشعل مہتاب بھی آگے ندامت سے صراحی سر جھکا لے شمع ہو خاموش حیرت سے
لکھوں تعریف جس دم ای بت بے پیر گردن کی

نظارہ کیا کرے کوئی ترے حسن صباحت کا کہ پردہ سامنے آنکھونکے پڑ جاتا ہی حیرت کا
خدا کی شان ہی ای حور نقشہ تیری صورت کا رخ پر نور مین جلوہ عیان ہی اسکی قدرت کا
برنگ شاخ نخل طور ہی تصویر گردن کی

کہانتک صبر آئے دیکھتا ہون راہ ای قاتل کہین جلدی ہو رشتہ عمر کا کوتاہ ای قاتل
تری آنکھین تو ہین خونریز عالم واہ ای قاتل مجھے تیغ نگہ سے ذبح کر للہ اے قاتل
بہت مدت سے ہی مشتاق یہ شمشیر گردن کی

مصیبت مین پڑا ہون کوہ غم سر سے مرے ٹالو چھڑا لے قید ہستی سے کوئی جلاد بلوا لو
عبث چھلے کے سانچے مین مجھ مہجور کو ڈھالو کرون گردنکشی اب مین تو پھانسی لف کی ڈالو
نہین اس سے زیادہ ای صنم تعزیر گردن کی

قیامت لائیگا حسن اس بت بیباک کا اکدن عیان ہو جائیگا حال اس دل صد چاک کا اکدن
دکھائیگی محبت تجکو بستر خاک کا اکدن کریگا قتل تیرا اس بت سفاک کا اکدن
چھری پھیرے گی گردن پر مرے زنجیر گردن کی

کمند شوق مین نظارہ بازونکے کھنچے جب دل زمانے بھر کی آنکھین کیون نہ ہون دیدار کی سائل
تعالی اللہ ایسی شکل ہی نظارہ کے قابل تری لفونکی صورت ہی شب قدر ای مہ کامل
برنگ شمع روشن کیون نہو تصویر گردن کی

دم زینت تجھے کرتا ہی مضطر وہ بت پرفن نہوگا اب کسی صورت سے ضبط گریہ و شیون
ہر اک زیور ہوا ہی واسطی کی جان کا دشمن جلانیکے لیے صبر دل عشاق کا خرمن
صفیر اک برق رخشان ہیکی زنجیر گردن کی

رباعیات

مضمون یہ مشکل سے ہوا ہی معلوم
اس ہستی فانی کا یہی ہی مفہوم
مابین ہی دو عدم کے ہستی کا وجود
خطین مین جسطرح ہو نقطۂ موہوم

رباعی

یارب مری تسلیم کی عادت ہوجاے
دل مین مرے جاگزین قناعت ہوجاے
غم ہو نہ ترے غم کے سوا اور کوئی
جو رنج کہ درپیش ہو راحت ہوجاے

رباعی

عاشق مین ہوا ہون ایک بت کا ناگاہ
کچھ کام نہین ہی مجکو جز نالہ و آہ
اب کفر سے مطلب ہی نہ اسلام سے کام
لاحول ولا قوۃ الا باللہ

رباعی

کام آیا نہ مال و گنج و دُر شہوار
رومال و دوشالہ و قبا و دستار
دُنیا سے گئے ہم تو گئے خالی ہاتھ
جو کچھ کہ کیا تھا جمع چھوڑا ناچار

رباعی

رہتا ہی یہ دھیان حیدر دلمین اکثر
ہی شرک بڑا گناہ سب سے بدتر
قرآن مین اللہ یہ فرماتا ہی
لاتدع مع اللہ الہا آخر

رباعی

اول جو ہی سب سے اور ورا ے اول
سمجھے نہین اسکو انبیا و مرسل
آخر کہا بیچگون ہی بیچون ہی وہ
جب حل نہوا عقدۂ ما لاینحل

رباعی

گر کچھ ہوس جاہ و تجمل ہوتی
طاقت نہ ہمارے دلکو بالکل ہوتی
گرتے سو بار ضعف طالع سے ہم
تکیہ جو نہ دیوار توکل ہوتی

رباعی

ماتم کا ہی شور نا توانی کا ہے زور چھائی ہی گھٹا رنج و الم کی گھنگھور
جو صبح ہماری ہی وہ ہی شام فراق جو شب ہی ہماری وہ شب اول گور

رباعی

جو وارد کوے بت سے پیر ہوا افراط نقاہت سے زمین گیر ہوا
یہ غم مین پھنسا کہ اٹھکے چلنا کیسا ہر نقش قدم حلقہ زنجیر ہوا

رباعی

ہین اہل جہان غم مین گرفتار تمام صحت مین بھی ہین صاحب آزار تمام
جو سبزہ ہی دام ہی جو غنچہ ہی قفس ہی خانہ صیاد یہ گلزار تمام

رباعی

جس شی کی ہو احتیاج رب دیتا ہی جو مانگتے ہین لوگ وہ سب دیتا ہی
ہنگام طلب نہ دے گا ہمکو کیونکر جو سائے جہانکو بے طلب دیتا ہی

رباعی

ہی پیاس تجھے میری گوارا ساقی اتنا بھی نچاہیے گذارا ساقی
تو مئی نہین دیتا ہی اگر خیر نہ دے اللہ کریم ہے ہمارا ساقی

رباعی

دیتا ہے جسے وہ کبریا دیتا ہے بے حکم کسی کو کوئی کیا دیتا ہے
ہی دست کرم تابع دست خدا دیتے ہین یہ منعم جو خدا دیتا ہے

رباعی

مرغان قفس کو دے نہ دھوکا صیاد اللہ تجھے دشمنی ہی بیجا صیاد
آئی ہی بہار تو بتاتا ہے خزان بے پر کی اڑانا نہین اچھا صیاد

رباعی

جبتک کہ ہی زیست حب حیدر ہو نصیب
اور مرگ کے بعد جام کوثر ہو نصیب
ہر وقت یہ واسطی دعا ہی اپنی
محشر مین شفاعت پیمبر ہو نصیب

رباعی

آیا ہی جو مانگنے گدائے مسکین
ہان خواہ زبان سے وہ کہے خواہ نہین
کیون مثل تفنگ گرم ہوتا ہی بخیل
ڈر ہے نہ لگے آگ خزانہ مین کہین

رباعی

جو کوئی فقیر و نکو کرے گا خرسند
پائیگا بہشت مین وہی قصر بلند
دیتا ہی اگر تو کوہ زر دے منعم
عالی ہمت بنائے پستی نہ کنند

رباعی

پھر گرم ہوئی شعر و سخن کی محفل
جانا ہی ضرور پر تردد مین ہی دل
مشتاقونکے ساتھ معترض بھی ہین وہان
گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل

رباعی

ای چرخ مجھے تو نے ستایا تو کیا
ہون خود مین مٹا ہوا مٹایا تو کیا
اک ہیزم خشک کو جلایا تو کیا
اک مشت غبار کو اڑایا تو کیا

رباعی

دنیا کا تکلف ہمین بھاتا نہین کچھ
نظرون مین یہ سامان سماتا نہین کچھ
اس بزم مین آئینہ بنایا ہی ہمین
سب دیکھتے ہین پر نظر آتا نہین کچھ

رباعی

لغزش کی جگہ دیکھ کے ٹل جاتا ہون
جب دام مین پھنستا ہون نکل جاتا ہون
ٹھوکر سے جہان کے یا علی کہکر
ہر مرتبہ گر گر کے سنبھل جاتا ہون

رباعی

جب تک رہا دولت نے پھنسایا مجکو   مقصود کا جلوہ نہ دکھایا مجکو
درویش ہوا تو معرفت حاصل کی   ویرانے مین گنج ہاتھ آیا مجکو

رباعی

یارب یارب امیدوار آیا ہون   العفو العفو گناہگار آیا ہون
مجرم مجرم پکارتا ہے ہر مو   رحمت رحمت کہ شرمسار آیا ہون

رباعی

ای یاس ہوئی اُمیدواری تجھسے   ای رنج ہی چشم غمگساری تجھسے
اصرار گناہ مین ٹھکانا ہی کہان   ای شرم ہو لی تو رستگاری تجھسے

رباعی

آخر کو تھکے گناہ کرتے کرتے   عاجز ہوے جام بادہ بھرتے بھرتے
کیون آئے تھے ایسی زندگی کے لیے   افسوس رہا یہ ہمکو مرتے مرتے

رباعی

دنیا کا سب انقلاب دیکھا ہمنے   نیرنگ دہ خراب دیکھا ہم نے
پر جا کی لحد مین چشم عبرت جو کھلی   معلوم ہوا کہ خواب دیکھا ہمنے

رباعی

کیا مردم دنیا ہین خدا کی ہی پناہ   رہتے ہین گرفتار معاصی گمراہ
ابلیس کا کام آدمی ہو کے کرین   لا حول ولا قوۃ الا باللہ

رباعی

ہے واعظ شہر بھی نہایت بدخو   رندونکو برا کہتا ہی وہ عربدہ جو
کہدو کوئی اُس سے کہ نہین منھ بس لگام   ای اشتر بے مہار پہلو پہلو

رباعی

ہین اہل جہان کے بھی نرالے دستور
مرنا بھی نہین انکا تکلف سے ہی دور
دنیا سے گذر کے بھی تعلق ہی وہی
تابوت کفن سدر جدیدہ کافور

رباعی

پیغام طرب بہار لائی ساقی
بدلے رندی سے پارسائی ساقی
پھر ساغر مے چمن مین چٹکے غنچے
آواز شکست توبہ آئی ساقی

رباعی

ارباب جہان کا کچھ نرالا ہی طور
ہر وقت تلون ہی اگر کیجے غور
رو پشت نہین آئینہ آسا یکسان
منھ پر کچھ اور پیٹھ پیچھے کچھ اور

تاریخ قدوم میمنت لزوم شاہزادۂ عالم پناہ ڈیوک آف اڈنبرا صاحب بہادر دام اقبالہ کہ معرفت صاحب چیف کمشنر بہادر گذرانی گئی

آمد شہزادہ ہی گلشن ہی سارا لکھنو
سبز ہین باران رحمت سے نہال آرزو
مثل گل خندان ہی شادی سے ہر اک پیر و جوان
عید ہی ملتے ہین سب بجتے ہین باجے کو بکو
ہین جوانان چمن بھی بادۂ عشرت سے مست
جھومتے ہین سرو گلشن مین کنار آبجو
جو سڑک ہی روشنی مین کہکشان سے کم نہین
منزل مہتاب تابان ہین دکانین چار سو
کیا چمک ہی کیا صفائی ہی در و دیوار مین
ہر قدم پر آئینے ہین رہرو نکے روبرو
ہر رعایا شاد آیا مالک اقلیم ہند
کرتے ہین رہرو یہ خوش ہو ہو کے باہم گفتگو
واہ کیا اقبال ہی کیا جاہ ہی کیا عز و شان
کیا حقیقت قیصر و خاقان کی اسکے روبرو
ہے در دولت کا دربان ہی یہ دارا کو ہوس
آئینہ داری کی رکھتا ہی سکندر آرزو
تخت سے اسکے جواہر کا ہوا پایہ بلند
تاج سے اسکے دُر یکتا نے پائی آبرو
عدل مین نوشیروان کیا اسکے ہمسر ہو سکے
غیر ممکن ہی کہ ہو ہمچشم دریا آب جو

علم اسقدر جہ کیا ہی حق تعالے نے عطا — عالم و فاضل کی کیا طاقت کرے جو گفتگو
زندہ ہوتے اندنون بقراط و افلاطون اگر — بے تکلف دلسے شاگردی کی کرتے آرزو
بحث حکمت مین کرے اس سے ارسطو کیا مجال — بند دو بالتو نہین ہوجائے زبان بے گفتگو
موشگافی پر اگر آئے کبھی فکر دقیق — کالنسہ خورشید تابا نہین نکل سکتے ہین مو
کیا اولوالعزمی ہی راہ بحر و بر دو گام ہی — ملک دیکھے ہین پہرے ہین ششجہت مین چار سو
ہر جگہ ہر ملک مین جا جاکے کھیلا ہی شکار — دشت و دریا کا تماشا ہی نگہ کے روبرو
کی سکندر نے سیاحت پر نہ ایسی ہر مین — فخر سیاحان عالم ہی یہی بے گفتگو
حکم ہی عاجز نوازی کا کہ باغ دہر مین — تا رجیب گل ہو تار اشک بلبل سے رفو
اسقدر عالم مین دست فیض ہی گوہر فشان — پانی پانی ابر نیسان بھی ہی جسکے روبرو
اسقدر میخانہ ہی اسکی سخاوت کا وسیع — جام ہی خورشید جسمین آسمان جا سبو
ذکر قمری نے اگر اسکی سخاوت کا کیا — واہ ری تاثیر زرین ہوگیا طوق گلو
خلق عالی آشکارا ہی تمام آفاق پر — مشک نافے کی چھپائے سے کہین چھپتی ہی بو
بجیسونکو دے اگر طاقت وہ بزم دہر مین — پائے خم چلنے لگے اٹھنے لگے دست سبو
صورت رنجش کرے وہ باغ عالم سے جو دور — پیچ و تاب موج مٹ جائے میان آبجو
لائے جب لب پر نمازی ذکر اسکے فیض کا — موتیونکی آب سے بھر بھر گئے ظرف وضو
دیکھکر آئینۂ الطاف مخلص روسفید — خون دشمن سے ہی تیغ قہر اسکی سرخرو
کیا شجاعت ہی تمام آفاق پر چھایا ہی رعب — کانپتے ہین خواب مین بھی بیدکی صورت عدو
تیغ وہ بران کہ روز جنگ ہی برندہ تر — چاٹکر افراسیاب و گیو و رستم کا لہو
توسن چالاک مین وہ تیز رفتاری کہ برق — ٹھوکرین کھاتی ہوئی پھرتی ہی جسکے روبرو
فیل کا رتبہ کہین ہی آسمانسے بھی بلند — دہر ہی زرین عماری کیا ہی اسمین گفتگو
گفتگو سے کر سکے کیا کوئی تعریفوں کا حصر — کسطرح گنجائش دریا ہو مابین سبو

واسطی وقت دعا ہی کہ یہ خالق سے دعا
سامنے ممدوح ہی استادہ ہی تو روبرو

رنگ و بو سے گلشن حشمت ترقی پہ رہے
جبتلک ہی گلشن عالم مین جوش رنگ و بو

کالعدم ہو جائین جو بدخواہ ہون سرکار کے
خیرخواہ ہون کو ملے ہر دم زیادہ آبرو

مصرع تاریخ احمد فارسی مین یون ہوا
کردہ فیض مقدم شہزادہ لندن لکھنو

تاریخ طبع دیوان تدبیر الدولہ منشی مظفر علی خان بہادر متخلص بہ اسیر

ہوا طبع نادر کلام اسیر
یہ دیوان ہی بے شبہ باغ سخن

کہی اسکی تاریخ یون واسطی
چھپا خوب دیوان استاد فن
۱۲۸۶ ہجری

ایضاً

دیوان ایسا کہ ہی مطبوع اہل عالم
الفاظ چست بالکل مضمون تمام مرغوب

تاریخ طبع اسکی یون واسطی نے لکھی
استاد واسطی کا دیوان چھپ چکا خوب
۱۲۸۶ ہجری

ایضاً

چھپ گیا خوب یہ دیوان فصاحت بنیاد
لعل قیمت مین صفا مین در مکنون ہی یہ

واسطی سال مسیحی مین ہوئی یون تاریخ
بلبل فکر کا گلدستہ مضمون ہے یہ
۱۸۶۹

تاریخ عربی

اعطاہ الجنۃ بعد الموت
احسان اللہ الٰہی علیہ

قال لہا تف لہ تاریخ
رضوان اللہ الٰہی علیہ

غزل

صد اما یہ دار دولت عشق
دلش آگاہ از حقیقت عشق

بود چون معنی کرم ظاہر
از کتاب رخش کرامت عشق

بر سر پایانت از کرم از حق
چون ہما سایہ سعادت عشق

شاہ خادم صفی عشق خدا
زین جہان رفت در طریقت عشق

در غم و رنج واسطی دل من — گفت ای واشہید دعوتِ عشق

تاریخ فارسی

شاہ خادم صفی ولی خدا — بفلک شد بہ طی ہفت طبق
واسطی داشت اعتقاد تمام — شد گرفتار رنج درد و قلق
من چہ گویم غم فراقش را — خون ہمیں گرید آسمان زشفق
گفت تاریخ رحلتش ہاتف — شاہ خادم صفی ولی بحق
۱۲ ۸ ہجری

دیگر

رونق افزای خانوادۂ چشت — پیر و نائب حفیظ اللہ
شاہ خادم صفی عارف وقت — بود از اسرار سرمدی آگاہ
رخت ہستی بہ بست زین عالم — سوے دار البقا بیک ناگاہ
خبر رحلتش بگوشم خورد — شد ہمہ آشنا بنالہ و آہ
نرسیدم بخدمتش افسوس — کہ رسید این مصیبتے جانکاہ
سال تاریخ گفت ہاتف غیب — تا دم مرگ گفتہ یا اللہ
۱۲ ۸۷ ہجری

دیگر

شاہ خادم صفی عارف وقت — ذکر حق داشت در خفی و جلی
داشت با پنجتن ولاے تمام — رفت در خدمت علی رضا ولی
جان بحق داد چون بعشق خدا — عمر جاوید یافت لم یزلی
سال تاریخ گفت ہاتف غیب — شاہ خادم صفی ولی علی رض
۱۲ ۸۷ ہجری

دیگر

شاہ خادم صفی ولی کامل — بانگ برین گفت عشق اللہ
سال تاریخ واسطی می جست — کرد او را سروش غیب آگاہ

سیزدہ مرتبہ اگر اے دل	کلمۂ حق بگو تو الا اللہ
میشود سال فوت او ظاہر	گر بگیری تو سیزدہ ہمراہ

قطعات تاریخ اردو

گل تازہ بوستان خدا	شہ دو جہان خادم مصطفٰے
رہِ معرفت کے وہ رہبر ہوئے	جو تھے مرحلے انکے سب سر ہوئے
زمانے مین انکی غنیمت تھی ذات	کسی مین نہ تھے جو تھے انمین صفات
رہ راست سبکو وہ بتلا گئے	نکاتِ حقیقت وہ سمجھا گئے
عدم کو سفر کر گئے ابکی سال	ہوا سارے عالم کو اسکا ملال
دلِ سال گم ہو کے ای واسطی	ہے تاریخ خادم صفی جنتی
	۸۷ ہجری ۱۲

دیگر

خلق مین بادشاہ تخت فقر	یعنے خادم صفی والا جاہ
کام کوئی کیا نہ جز رہِ حق	مالک ملک فقر دین کی پناہ
طے جو کی ابکی سال راہ وفات	واسطی سب ہین صرف نالۂ آہ
سر ہر شعر لیکے ہی تاریخ	لا ہو تون اولیا و اللہ
	۸۷ ہجری ۱۲

دیگر

شاہ خادم صفی عارف نے	جان دی اپنی عشق احمد صلعم مین
سال فصلی مین یون ہوئی تاریخ	وہ گیا خدمت محمد صلعم مین
	۸۷ ہجری ۱۲

دیگر

شاہ خادم صفی نے رحلت کی	ہوا ابتر جہان مین دفتر فقر
سال فصلی مین یون ہوئی تاریخ	بادشاہِ جہان کشور فقر
	۸۷ ہجری ۱۲

دیگر

شاہ خادم صفی نے رحلت کی	واسطی کو کمال رنج ہوا
عیسوی سال میں یہ کہہ دل نے	کہا یہ کیا غضب ہوا ہای ہیا

دیگر

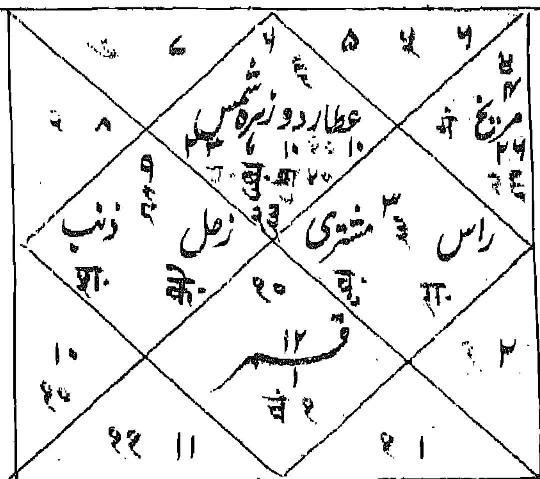
شاہ خادم صفی عارف کو	سوے جنت جو قصد سیر ہوا
شدت درد و رنج فرقت سے	سب مریدوں کا حال غیر ہوا
عیسوی سال میں یہ ہاتف نے	کہہ دیا خادم خبیر ہوا

دیگر

بیک گردش چرخ نیلوفری	ہوئی دفتر دہر کی ابتری
مٹے نامیوں کے نشان سیکڑوں	ہوے بے مکین یان مکان سیکڑوں
چلی گلشن دہر میں وہ ہوا	کہ نام انکو یان نہ باقی رہا
صفی پور کا حال برہم ہوا	دل اہل عالم کو ماتم ہوا
وہ گھر جو خوشی سے تھے گل باغ باغ	وہ سب آج دنیا میں ہیں بے چراغ
کوئی ساتھ مرقد میں جاتا نہیں	کبھی فاتحہ کو بھی آتا نہیں
فنا ہی فنا ہے یہ سب کائنات	ثبات حبابی ہے اسکی ثبات
رجب کے مہینے کی تھی تیرھوین	اور اتوار کا روز تھا بالیقین
کہ دنیاے فانی سے وقت سحر	کیا شاہ خادم صفی نے سفر
ہوا گوش زد جب مفصل یہ حال	کہوں کیا ہوا کسقدر کا ملال
کئی دن ہی رنج سبکو رہا	بااصرار اک دوست نے یون کہا
کہ اے واسطی تو ہے اختر شناس	تجھے صبر لازم ہے کیون ہے اداس
کہ حضرت کا تھا آخری یہ سفر	ذرا دیکھ تو تاریخ کھینچ کر

غم و رنج مین سخت مشکل پڑی — مگر یا قیت لیکے ساعت گھڑی
لکھا زائچہ پھر بصد اضطرار — کہ معلوم ہو جس سے انجام کار
ہبوط اب لکھے اور کیا تسویہ — تو اس شک کا دلسے ہوا تصفیہ
ستارے ہین فضل خدا سے قوی — نحوست سے بیٹھے ہین سارے بری

زائچہ



ستارے ہین اوتاد مین سب تمام — سعادت پہ ہین دال یہ کلام
کہ اسطرح سے ہون ستارے بہم — کہ ملتا ہی ایسا بہت وقت کم
اسے شکل اقبال کہتے ہین سب — کواکب کو ہوتی ہی قوت عجب
جو طالع کی جانب کو پہونچے نظر — تو بس سنبلہ ہی عطارد کا گھر
وہین صاحب خانہ موجود ہی — شرف کے سبب سے بھی مسعود ہی
تو ان گھر سفر کا ہی دیکھا بغور — وہ گھر سعد اصغر کا ہی برج ثور
ہوا جا کے طالع مین اسکا وقوع — سفر اہل طالع کو ہووے ضرور
ہوئی غور سے بات یہ بھی عیاں — عطارد سے زہرہ کا پایا قران

سفر مین سعادت ہو ہر طور کی — نہین اسمین حاجت ہی کچھ غور کی
مگر دلمین اسکے تعشق رہے — یہی اسکو ہر دم تعلق رہے
جو دیکھا سما کی وتد کی طرف — مقرر ہی اسکا بعز و شرف
اسے جا ملا مشتری کا مقام — ہوئی اس سے حاصل سعادت تمام
جو رجعت مین ہی مشتری ان دنون — سکودار باقی روان کیون نہون
گئی برج غارب پہ جسدم نظر — تو دیکھا کہ بیٹھا ہی اسمین قمر
کہ بیت الرجا کا ہی مالک وہی — خبر دیتا ہی خانۂ دوست کی
رہے دوست کا انکو ہر دم خیال — نہ اسکے سوا اور کچھ ہو ملال
زحل مشتری اور زہرہ سبھی — وہ ہر ایک سے متصل ہی ابھی
جو کرتا ہی وہ ثور ہر یک کا جمع — نہین اسکو مریخ کرتا ہی منع
عطارد سے کرتا ہی پھر اتصال — تو ہوتا ہی انوار کا انتقال
قبول اسکو کہتے ہین اہل نجوم — سمجھتا ہے نیک اسکو ہر ذی علوم
نتیجہ ہی اسکا یہ بے قیل و قال — ہمیشہ رہے دوست سے اتصال
وتد ارض کا جسکو کہتے ہین سب — اسے غور سے مین نے دیکھا ہی اب
کہ وہ قوس ہی خانۂ مشتری — کہ عاشر مین ہی مشتری کو بہی
نظر اسپہ رکھتا ہی ہر دم قمر — بلا شک ہوا اسکا اب یہ اثر
بر آئی دلی انکی ہر اک امید — ملے انکو جنت مین قصر سفید
کہ الماس گون سب ہون دیوار و در — جڑے اسمین موتی رہین سر بسر
جو رابع مین ہی اب حمل کا مقام — زبرجد سے ہو وہ منقش تمام
ملے انکو اک بوستان قدیم — کہ کہتے ہین سب جسکو باغ نعیم
تلطف سے جب طے کرین منزلین — تو ہون جا کے رونق فزا باغ مین

روان اُنمین نہرین ہون بہشت کی　　　یہ تاثیر ہی کوکب تیر کی
ہبوط اندرون ہی جو بہرام کو　　　اُسے آٹھوین گھر کا مالک کہو
ہوا و ہوس کو کرے وہ فنا　　　مجرد رہے روح سب سے جدا
رہے نسبت روح یون پُر اثر　　　مرید اُنکے ہوتے رہین بہرہ ور
جو یان زائچہ مین ثقل جوگ　　　تو تاثیر اسکی یہ کہتے ہین لوگ
کہ پہونچین بہرحال مقصود کو　　　مگر وہ کسی کے ذریعہ سے ہو
جو اثنا مین ہی مشتری بیگمان　　　پیمبر کا اُس سے وسیلہ عیان
ہمیشہ رہین خادم مصطفیٰ　　　رہین اُنکے ہمسر و شیر خدا
جو ہی زہرہ اب سنبلہ مین مقیم　　　عطارد کا جاکر ہوا ہی ندیم
اُنھین حلہ جنتی جو ملے　　　مشابہ ہو وہ رنگ شنگرف کے
کسیوقت پوشاک دھانی رہے　　　سفید اور کبھی آسمانی رہے
ہمیشہ رہے فضل رب غفور　　　رہین اُنکی خدمتمین غلمان و حور
جو ہون اُنکی خدمتمین غلمان جو کے　　　تو ہو سرخ پوشاک بس مین ضرور
لکھون زائچہ کا جو مین سارا حال　　　تو ہو طول سے سامعین کو ملال
لکھون سب کو اکبر کی نسبت اگر　　　تو ہو جائے دفتر بہی بیشتر
اسیواسطے مین نے تقلیل کی　　　فضیلت مفصل پہ مجمل کو دی
لکھا ماجرا راہ عقبیٰ کا سب　　　کرون حال دنیا کا مرقوم اب
بنےگا بہت خوب یک مقبرا　　　رہیگی وہان جمع خلق خدا
رہیگا کھلا فیض و رحمت کا باب　　　ہمیشہ رہین معتقد کامیاب
لکھی مین نے آخر یہ تاریخ سال　　　سفر عہدہ ہی ہو خدا سے وصال
　　　۱۲ ۸۶

دیگر

ہمیشہ زمانے کو ہے انقلاب
فنا کا کشادہ ہے ہر شے پہ باب

نہیں ہے کسی چیز کو بھی ثبات
فنا ہی فنا ہے یہ سب کائنات

زمین آسمان سب ہیں اک دن فنا
فقط ذات واحد کو ہوگی بقا

فنا کا نہ کیونکر ہو ہمکو یقین
کہ شب کو ستارے ہیں دن کو نہیں

فنا کیسے کیسے جوان ہو گئے
کہاں تھے کہاں تھے کہاں ہو گئے

نہ وہ تن نہ وہ روح و جان رہ گئی
فقط روح و ورد زبان رہ گئی

شب و روز چلتی ہے راہ عدم
یہ دنیا نہیں کچھ سرائے ہے کم

رہے کوچ کا اس میں ہر دم خیال
قیام اس میں ہے ایک امر محال

ہوئے پیر عمر اب بسر ہو گئی
اٹھو سونے والو سحر ہو گئی

فنا سے جہاں کا ہے ہر دم خیال
کہ خادم صفی کا ہوا انتقال

نہیں چھوڑتی جب ولیوں کو موت
یقین سب کو لازم ہوا خوف فوت

عجب ذات تھی انکی صاحب کمال
کہے شرح انکی کوئی کیا مجال

وہ رخسار روشن جو پر نور تھا
تجلی شمع سر طور تھا

جو موزون تھا وہ دست گوہر فشان
تو اشعار خمسہ تھیں پانچ انگلیاں

وہ آنکھیں جو تھیں چشمہ راہ دین
وہ لب لائق صد ہزار آفرین

نہیں چشمہ پہ تھیں کچھ انکے شکا
کہ تھے عقل و خورشید دونو یکسا

جہاں نقش پائے مبارک پڑا
سر اولیا اس زمین سے اٹھا

عجب صاحب لطف و الطاف تھے
خلاصہ خدائی کا وہ ذات تھے

سر قبر لائے جو لاشہ سر یلب
زمین کو بھی تب ہوئی اک طلب

زمین مارے شادی کے تھی باغ باغ
کہ ہاتھ آ گیا اسکو شب چراغ

جہاں غم سے سب تیرہ و تار تھا
کہ خورشید زیر زمین چھپ گیا

بہت کی جو تاریخ مین جد و کد	زمین بولی لالی چراغ لحد ١٢

دیگر

شد بآن سلطان چنین فرمان عشق	از خودی بگذر کہ باشی جان عشق
عاشق صادق شہ خادم صفی	کرد جان خویشتن قربان عشق
کشتۂ عشقش نمی میرد بسہو	جان تازہ میرسد از جان عشق
از وجودش آرزوے نفع داشت	عشق را در دل بجا ندارمان عشق
کے رسد با عشق او عشق کسے	از ازل آوردہ بود ایمان عشق
شد زیکرنگی دوئی از ہمہ گر	عشق جانش گشت او شد جان عشق
شد دیگر مردگان از کار رفت	از وفات او برون شد جان عشق
کرد روشن شمع دین را زین سبب	داشت در دل آتش پنہان عشق
سال تاریخش بہ فصلی واسطی	گفت ہاتف کشتۂ پیکان عشق ١٢

تاریخ ہندی دوہا

حضرت شاہ خادم صفی چھانڈو جگ سنسار	ہندوی سمت فصلی بتاوت ارے سوچ بچار
اسوج سدی پورناسی آج دن اتوار	بھور بھیے بچھڑ گیا اب ناہی پیا ہمار سمت ١٩٢

خاتمۃ الطبع منقول از مطبوعۂ بار دوم

مطبوع سحر طبع ریختہ خامہ رشک خاقانی منشی انوار حسین تسلیم سہسوانی

بعد حمد خالق انس وجان و نعت سید کون ومکان و منقبت آل اطہار و محمد اصحاب کبار رہنما سالک سہیرانی تسلیم سہسوانی بہ سرگفتار آتا ہی اور عاشقان معنی رنگین و دلدادگان خیالات باریک کو مژدہ سناتا ہی کہ دفتر فصاحت مخزن بلاغت مخزن سلاست معدن مذ کرشمہ فکر رسا جلوہ طبع ذکا جریدہ خوش مقالی طومار نازک خیالی بہار باغ سخنوری موج دریا

معنی پروری یعنی دیوان شاعر رنگین کلام حضرت واسطی منشی فضل رسول خان نام صاحب اشعار جزیلہ و نبیلہ تعلقدار ملک اودھ متوطن قصبہ سندیلہ استاد اجلہ شعرا عطارد ضمیر شاگرد رشید دبیر جہیر منشی مظفر علی اسیر کا کہ جسکا ہر مصرع ریختہ محسود زلف دلاویز حسینان ہی ہر بیت سادہ رشک ابروے نازنینان شوخی مضمون گرمجوشی ہی محبوبونکی ربط مہرعلین ہم آغوشی ہی خوبون کے کنائے عین اشارے اچھی آنکھون والونکے گریز شاعرانہ مین سیاہ دھنگ غمزونکی ترکیب درست بندش چست مطلع مین عالی ہمم فرخندہ شیم درۃ التاج افتخار و اقتدار مالک مطبع اودھ اخبار بانی مبانی جود و عطا مرجع بندگان خدا اسامی الاخلاق عمیم الاشفاق منشی نولکشور ستودہ آفاق کے دوسری بار واقع ماہ اپریل ۱۸۷۹ء مطابق ماہ صفر المظفر ۱۲۹۶ ہجری مطبوع ہوا اور یہی کی تصویر ہوکر مطبع سے باہر نکلا

قطعات تاریخ مطبوعۂ سابق منقول از ایڈیشن اول

چھپا جب یہ دیوان باغ و بہار	کلی دل کی ہر ایک کی تب کھلی
سن طبع کی خبرت واسطی	دم فکر تاریخ مجکو ملی

نتیجۂ طبع وقاد سخنور بے مثال شاعر نازک خیال مرحمت الدولہ مولوی سید غضنفر علی خان متخلص بہ حکیم ابن مدبر الدولہ مدبر الملک منشی سید مظفر علیخان متخلص بہ اسیر

کیا خوب چھپا ہی واسطی کا دیوان	ہر دل کو حکیم یہ سخن ہی مقبول
مفعول مفاعلن مفاعیلن فاع	مفعول مفاعلن مفاعیلن فاع
پوچھا جسوقت مجھسے ہاتف نے کہی	تاریخ چھپا دیوان فضل رسول
مفعولن فاعلن مفاعیل فعیل	مفعول مفاعیلن مفعول فعول

نتیجۂ فکر سخندان یکتائے زمان لالہ احمد حسن خان صاحب متخلص بہ جوش خلف نواب نعیم خان مرحوم

طبع شد چون کلیات واسطی	شاعر شیرین زبان خوش کلام

سال طبعش چو جستم ہاتف ناگہان
گفت گلزار مضامین مسجع
١٢٨٧

ریختۂ خامۂ شاعر یکتا شیخ رضا حسین صاحب متخلص بہ رضا

رضا بلبل فکر تاریخ گفت
بہ گلزار مطبع گل نو شگفت
١٢٨٧ھ

ولہ

شدہ طبع دیوان فضل رسول
مضامین عجائب عجب کرنیک
رضا بہر تاریخ کردم چو فکر
ندا آمد از دل خوشا فکر نیک
١٢٨٧ھ

ولہ

کلام واسطی چون طبع گشتہ
مضامین خیرت ماہ تمام ست
رضا گفتم چنین تاریخ طبعش
رقم زد اعتبار این کلام ست
١٢٨٧ھ

ولہ

کلام واسطی چون طبع گشتہ
بہار عشق سوز دل نوشتم
رضا برجستہ این تاریخ فصلی
شرار عشق سوز دل نوشتم
١٢٨٧ فصلی

ولہ

مطبع مین اندنون یہ دیوان چھپا ہی
الفاظ جسکے عمدہ ہین شعر جسکے رنگین
تم بھی رضا یہ لکھو تاریخ طبع اسکی
دیوان واسطی کا ہی مجمع مضامین
١٢٨٧ھ

ولہ

مژدہ اے شاعران ہندوستان
طبع دیوان واسطی کا ہوا
فکر تاریخ کی ہوئی جو رضا
غنچۂ آرزو ہی دل نے کہا
١٢٨٧ھ

ولہ

ہوا طبع دیوان فضل رسول
مضامین ہی رشک تجلی طور
لکھا مصرع طبع ہنگام فکر
قلم نے لکھے ہین مضامین نور
١٢٨٧ھ

قطعۂ تاریخ نادر مشتملہ خامہ شیخ نادر حسین صاحب متخلص بہ نادر

طبع دیوان واسطی کا ہوا | کارنامے ہین یہ تمام اوراق
دفتر عشق ہی ہر ایک ورق | جانتے ہین جو ہین بڑے مشتاق
کلک نادر نے یہ لکھی تاریخ | ہوگئی طبع دفتر عشاق
۱۲۸۷ھ

ولہ

چھپا واسطی کا جو نادر کلام | بجا ہی جہانتک کرو مین ثنا
ہوئی دلکو جب فکر تاریخ کی | گل باغ مقصد قلم نے لکھا

جودت طبیعت شاعر بازیب وزین محمد مظہر حسین صاحب متخلص بہ شفق ہمشیرہ زادہ آفتاب الدولہ بہادر

وہ افصح الفصحا واسطی زباندان ہی | کہ آج ہند مین مشہور رشک سحبان ہی
دیا ہی رتبۂ عالی وہ اسکو خالق نے | کہ آج اپنی رعیت پہ ظل سبحان ہی
وہ فن شعر مین یکتا ہی اسنے مانئین | جو ہمسری کا کرے قصد کیا ہی نادان ہی
وہ اسکا بلبل خامہ ہی زمزمہ پیرا | کہ جسکے فیض سے سارا جہان گلستان ہی
کلام مین یہ مزہ عشق کا ٹپکتا ہی | کہ روح سعدی بھی سو جان سے ثنا خوان ہی
وہ رنگ اسکی طبیعت نے خود کیا پیدا | کہ جسسے ناسخ و آتش کی روح حیران ہی
بلاغت ایسی ہی سامع کا دم پھڑک جائے | زبان پاک فصاحت مین تیغ بران ہی
ہوا ہی جمع وہ دیوان لاجواب اسکا | کہ جسکا مطلع ہر اک آفتاب تابان ہی
چھپا ہی مطبع منشی نولکشور مین وہ | کہ جسکا سارے زمانے پہ آج احسان ہی
شفق نے بے جدی تاریخ آپ سے لکھا | بہار گلشن ہندوستان یہ دیوان ہی
۱۲۸۸ھ

ایضاً تاریخ ترتیب دیوان در صنعت منقوط

یہ فن شعر مین ہی واسطی کو آج کمال | ہر ایک کو سامنے منھ کھولنا ہی [illegible]

دیا انھون نے جو دیوان ولین ترتیب　　تو آیا لکھنے کا تاریخ کے مجھے بھی خیال
پکارا ہاتف غیبی کہ لکھو شفق منقوط　　چھپی وہ نظم جو ہی شمع بزم اہل کمال
١٢٨٧ھ

ایضاً تاریخ فصلی در صنعت غیر منقوط

ہوا مطبوع وہ دیوان کہ اسکو شوق سے جو　　تو اسکا طوطی خامہ بھی بلبل کی طرح بولے
نہیں دیوان لکھا واسطی نے طبع رنگین سے　　در گنج معانی شاعرونکے واسطے کھولے
شفق تاریخ فصلی بے نقط لکھنے کو جب بیٹھا　　لڑی فکر رسا مین طائر مضمون کے پر کھولے

قطعہ تاریخ طبعزاد شاعر خوش بیان منشی برکت علی خان صاحب متخلص بہ ساغر نبیرہ منشی عبد الکریم صاحب سابق میر منشی گورنری

چھپا اختر واسطی خوب دیوان　　بہت بہتر و عمدہ مطبوع سلطان
مصنف جو ہین اسکے فضل رسول　　وہ بزم سخن مین ہین شمع درخشان
خبر سال ہجری یہ شاعر نے دی　　دل گوش سے سن لو تاریخ دیوان
١٢٨٨ھ

قطعہ تاریخ منتفکرہ ناظم صاحب طبیعت محمد علی خان صاحب متخلص بہ نگہت

رہے عروج پہ با جاہ و فر دماغ ہند　　بھرا پڑا رہے یا رب سدا ایاغ ہند
ہوا ہی طبع یہ دیوان واسطی اختر　　وحید عصر ہین فضل رسول باغ ہند
مقابل اسکے نہ خاقانی و نہ فیضی ہی　　انھین سے عرش معلی پہ ہی دماغ ہند
یہ زور طبع ہی انکو کہ ہی کلام فصیح　　ہین شمع بزم سخن اور ہین چراغ ہند
نہ ہم سخن کوئی انکا ہی اور نہ ہمسر ہی　　برنگ لالہ جگر پہ ہی سبکے داغ ہند
پڑا تھا خواب سے غفلت مین آگیا خیال　　تو دیکھا مجھے تعبیر سیر یہ زاغ ہند
تو اسکی فکر مین نگہت پڑا ہوا ہی عبث　　جو پوچھے سال طبع تجھسے کہہ چراغ ہند
١٢٨٨ھ

قطعہ تاریخ از جناب تدبیر الدولہ مدبر الملک سید منشی مظفر علیخان بہادر بہادر جنگ المتخلص بہ اسیر سلمہ اللہ القدیر استاد مصنف دیوان

رقم شد چہ دیوان نادر اسیر — مضامین آن جان اہل سخن
بتاریخ او بلبل طبع من — صدا زد گلستان اہل سخن
۱۲۷۶ھ

قطعہ تاریخ از مصنف سلمہ اللہ القدیر

کیا واسطی نے یہ دیوان رقم — عیان اس سے ہین جوہر واسطی
ہوئی فکر جب دلکو تاریخ کی — فلک نے کہا اختر واسطی
۱۲۸۵ھ

از نتایج افکار تاریخ شوکت کلیات متخلص بہ شوکت سندیلوی شاگرد مصنف دیوان

واسطی استاد من چون نظم کرد — منتخب دیوان شوق عاشقی
بہر سال طبع شد شوکت رقم — مصرعۂ تاریخ ذوق عاشقی
۱۲۸۶ھ

نتیجہ فکر یعنی تاریخ از شاعر یکتا حرمت الدولہ سید غضنفر علیخان صاحب صولت جنگ متخلص بہ حلیم خلف اکبر منشی مظفر علیخان صاحب اسیر

حلیم از فضل رب چون طبع گردید — برنگ باغ دیوان خوش آئین
بخود م فکر در تاریخ سالش — نوشتم انجمن آرا مضامین
۱۲۸۶ھ

از نتیجہ فکر افضل الدولہ مظفر الملک سید افضل علی خان بہادر شوکت جنگ متخلص بہ افضل خلف اصغر منشی مظفر علیخان اسیر

کیا خوب ہی یہ دیوان کیا خوب ہی یہ دیوان — بیشک جواب ناسخ بیشک جواب ناسخ
افضل کہے یہ تاریخ مرقوم کی مکرر — رشک جناب ناسخ رشک جناب ناسخ
۱۲۸۶ھ ۱۲۸۶ھ

تاریخ ترتیب دیوان طبع زاد شیخ احمد علیصاحب متخلص بہ شوق خلف شیخ کاظم علیصاحب مرحوم شاگرد تدبیر الدولہ منشی مظفر علیخان اسیر

کیا فضل خدا سے ہوا دیوان مرتب — رنگینی اشعار سے ہر صفحہ چمن ہی

ہاتف نے کہا مصرعہ تاریخ یہ ای شوق — دیوان ہی یا یک گہر بحر سخن ہی ۱۲۸۷

ایضاً

دیوان چھپا واسطی اہل سخن کا — انداز نرالا ہی نیا رنگ سخن ہی
تاریخ کہی طبع کی ای شوق یہ مین نے — مضمون ہین گل پھول یہ دیوان چمن ہی

از نتیجۂ افکار شاعر یکتا شیخ ظہور حسن صاحب متخلص بہ ظہور شاگرد تدبیر الدولہ منشی سید مظفر علی خان صاحب اسیر

از فضل خدا چو طبع گردید — منشور فصاحت و بلاغت
مرقوم ظہور کرد تاریخ — گلدستۂ عنفوان الفت

قطعۂ تاریخ از لالہ خیراتی لال صاحب جمع خرچ نویس انجمن ہند متخلص بہ طاہر

پئے قبول دل شاعران لوذعی و فن — چہ داد داد سخن واسطی بہ نظم کلام
زروے آب گہر لفظ معنیش طاہر — دہد فروغ پئے سال آن حساب تمام

طبعزاد سید باقر علی صاحب رضوی شاگرد مصنف دیوان سلمہ متخلص بہ حیرت

خان ممدوح کے اوصاف رقم کیا کیجئے — آج اس عہد مین خلاق معانی ہی یہ
ایسا دیوان کیا نظم خلائق مرغوب — جسنے دیکھا یہ کہا سحر بیانی ہی یہ
کہنہ مشاقونکے عالم مین قلم توڑ دیے — کیون نہو فکرت ایام جوانی ہی یہ
فی الحقیقت کہ عجب نغمہ سرائی کی ہی — یادگار اس چمنستان مین نشانی ہی یہ
فکر غواص سے پوچھا تو کہا ای حیرت — بحر انوار طبیعت کی نشانی ہی یہ ۱۲۸۷ھ

خاتمة الطبع حال از کارپردازان مطبع

الحمد للہ کہ دیوان بلاغت عنوان معروف بہ دیوان واسطی جسکی توصیف مع مختصر حالات مصنف شیوا زبان مطبوعات اول و دوم کی تقریظ اور خاتمة الطبع مین کسیقدر تفصیل کے ساتھ درج ہی اور اس تقریظ و خاتمة الطبع کی نقل حرف بحرف شائقین حالات مصنف مرحوم کی آگاہی کے لیے بدستور اس ایڈیشن مین بھی نقل کر دی گئی ہی بماہ فروری ۱۹۰۸ع مطابق ماہ محرم الحرام ۱۳۲۶ ہجری بحسب ایماے مرجع ارباب علم و فن جناب منشی پراگ نارائن صاحب مالک مطبع زیدت حشمتہ تیسری مرتبہ مطبع منشی نولکشور لکھنؤ مین زیور طبع سے آراستہ ہوا

بعون صانع مکین کن و فضل خلاق زمین و زمان

گلدستۂ ازہار فصاحت و دستنبوی ریاحین بلاغت معدن انواع مضامین فضل

کلیات واسطی

[illegible]

حصۂ دوم

از طبعزاد منشی سید فضل رسول خان صاحب بہادر متخلص بہ واسطی رئیس [illegible] ایل [illegible] تعلقدار جلال پور خیرخواہ سرکار انگلشیہ

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جو ذکرِ قل ہو اللہ احد میخانہ ہو میرا
تو اللہ الصمد یا رب خطِ پیمانہ ہو میرا

زبان کو لم یلد کا ورد دل میں نقش لم یولد
پہنچا نہ فروغ حمد سے کاشانہ ہو میرا

لبِ جان سے یہی نکلے نہیں کوئی کفو تیرا
ہو اللہ صدق دل سے نعرۂ مستانہ ہو میرا

زبان کو آشنا کر ایسی لذت سے خداوندا
قبولِ اہلِ معنی معنیِ بیگانہ ہو میرا

رہے دل میں نہ باقی دردِ دنیا و ما فیہا
لبالب بادۂ توحید سے پیمانہ ہو میرا

دکھا وہ اپنی بزمِ معرفت میں شمع نورانی
کہ دل پھر پھر کے قربان صورتِ پروانہ ہو میرا

مزۂ تفرید کا پیدا ہو ایسا ہر رباعی میں
کہ ملو چار سو اس گنج سے ویرانہ ہو میرا

کروں جو بیت موزوں وہ دکھائے نور کا عالم
چمک کر معنیِ وحدت چراغِ خانہ ہو میرا

سنے جو گوش دل سے اسکو جان تازہ حاصل ہو
دمِ عیسیٰ سے بڑھکر ہر جگہ افسانہ ہو میرا

جنابِ مصطفےٰ کی دید سے نکھری ہوں نورانی
تجلی گاہ نورِ پاک سے کاشانہ ہو میرا

رہوں ثابت قدم الفت میں پیچ و چارکے یا رب
یہی بس زندگی بھر شیوۂ مردانہ ہو میرا

انہیں کا وصف ہو لب پر انہیں کا دھیان ہو دل میں
یہی تسبیح ہر دم سبحۂ صد دانہ ہو میرا

ترے محبوب کی ہو دستگیری حشر میں حاصل
زمانے میں کوئی فریاد رس ہو یا نہ ہو میرا

یہ وحشت خیز ہیں سب شعر اگر ای واسطی سن لے

۲	یقین ہے دل سے قائل قاسم دیوانہ ہو میرا	۱۶

وہی ہے خاص بندہ فی الحقیقت ربِ سرمد کا — کہ گوشِ دل میں جس کے حلقہ ہے میم محمد کا
مہیمن سے وہ ضم و بستہ ہیں ملک و ملک اسکے — شرف دل جانتا ہے میم مضموم و مشدد کا
چھپایا اسکو ایسا رحمتِ رب نے تہ دامن — ملک ڈھونڈھا کیئے پایا نہ سایہ آپکے قد کا
نبی گذرے بہت ہر چند آدم سے مسیحا تک — ہوا ہمسر نہ اک اس واقفِ اسرارِ سرمد کا
معمے حل کئے تحریک لب سے آپنے کیا کیا — کلید جنبشِ ابرو سے کھولا قفل ابجد کا
کرے اُس قد یکتا سے اگر دعواے یکتائی — الف کے سر پہ ارہ کلک قدرت کھینچدے مد کا
جو اُنکی راے محکم کا نہ ہوتا سایہ پشتی بان — ٹھہرنا ایکدم مشکل تھا ذوالقرنین کی سد کا
اگر دستِ مبارک سے نہ حضرت اسکو مس کرتے — مزہ دیتا نہ بوسہ حاجیون کو سنگ اسود کا
ہوا اظہار خوان نعمت اسرار رب جبدم — بنا سرپوش گنبد اُس حبیبِ حق کے مرقد کا
لگائے اُنکی خاک پاے انور کا اگر سرمہ — نظر آجائے چہرہ دیدۂ اعمے کو مقصد کا
جو یوسف چاہ سے چھوٹے تو یونس بطن ماہی سے — رہا کرنا حضور اُنکے تھا کیا مشکل مقید کا
شیاطین جسطرح تیر شہاب چرخ سے شبکو — معاند بھاگ نکلے سنکے شہرہ اُنکی آمد کا
نہ کیونکر بندگان حق فدا ہون نام نامی پر — فدا خود عاشق و شیدا ہے ذات پاک احمد کا
خط و عارض کے مضمون میں اگر کاغذ پہ لکھتا ہون — زمین بلبون کی بنجاتی ہے تختہ زبرجد کا
گدائی وہ کہ تازہ مغز شاہی جسکی خوشبو سے — اٹھایا بوریے نے رنگ ہر گلزار مسند کا

۳	جہان کیا بہم ہو درہم ہو بندونکے معاصی سے قدم اے واسطی ہے درمیان ہر دم محمد کا	۱۳

دھیان ہے دلمین جو اُس کے عارض پر نور کا — ہے گمان تن پر مرے فانوس شمع طور کا
شغل زاہد کے طاعت کیون ہے حسن حال دبا نور کا — عاشق صادق ہوئے ہیں بیشبہ نہین مزدور کا
پاس آکر پھیکیے تیر نظر میری طرف — چوک جاتے ہیں خدنگ افگن نشانہ دور کا

پنبہ دامن کھینچتا ہی داغ مرہم سوز سے
ہی بجا پرکالۂ آتش لقب ناسور کا

ای طبیبو چاہیئے تجویز کرنا درد سے
درد سر جائیگا ان چھلیون سے مجھ مخمور کا

ہجر کی شب ہر ستارہ چرخ کا ہی نیش زن
یا خدا اجل جلئے چھتا کہین زنبور کا

واعظو دیتے ہو کیا ترغیب ہمکو خلد کی
ناتوان ہین غمزہ اٹھیگا نہ ہمسے حور کا

نالہ آہستہ کرون پاس ادب سے اس پہ بھی
ہی قیامت ہوا نفخین صور کا صدا صور کا

لن ترانی کی صدا اٹھی یا انا الحق کی صدا
دار پر کیونکر گمان ہوتا نہ نخل طور کا

خال زنگی بنگیا جب سامنے آیا چراغ
سخت ہی کیسا سیہ مہ ہی شب دیجور کا

سوزش غم سے ہی خود سینہ مرا آتشکدہ
کیا سپند آسا چٹک کر ہوا ارادہ دور کا

دھیان مین اس برق وش کے مجھکو آتا ہی نظر
ہر طرف جلوہ تجلی زار کوہ طور کا

۱۴	کب سر و فرق ہی شاہ و گدا مین واسطی جو گدا کا کاسہ ہی وہ تاج سر فغفور کا	۴

تا نظر آجائے جلوہ اس رخ پر نور کا
آنکھ مین سرمہ لگایا مین نے سنگ طور کا

داغ سوزان سے ہی سینہ گرم مجمر رنجور کا
دل مین عالم کیون نہ ہو خلوت سرا طور کا

جو جلا ہی آگ سے ہوتا ہی اچھا آگ سے
زخم پر لازم ہی چھاپا برگ نخل طور کا

بے تکلف جام مے ہی ساقی رشک آفتاب
بڑھ گیا انجم سے رتبہ دانۂ انگور کا

کیون نہ روشن انجمن ہو بات کرنے سے ترے
نور کے لب ہین زبان ہی نور کی منھ نور کا

قامت جانان کو ہم تشبیہ دین طوبیٰ کی ساتھ
آج سوجھا ہی یہ مضمون طرفہ ہمکو دور کا

رات دن رہتے ہین چہرہ پر مرے آنسو روان
دیدۂ تر پر گمان کیون کر نہ ہو ناسور کا

مر گیا ہون دیکھکر اک برق وش محبوب کو
تختہ ہی تابوت کو در کار نخل طور کا

سخت حیران ہون کہ زاہد مجھپہ کیون کرتے ہین طعن
وہ تو کھاتی ہین مین پیتا ہون عرق انگور کا

جمع دولت ہی جہان مین خانہ بربادی کی شکل
شہد ہی سیلاب ہی کاشانۂ زنبور کا

داغ دل اچھے ہوئے جب مٹ گیا وہ مہوش
صبح وصلت مین اثر تھا مرہم کافور کا

بڑھ گئی اپنی سیہ کاری ہوئے جب مو سفید
ہے تماشا مشک ہے کف چشمۂ کافور کا

ہے سڑک سیدھی عدم کی قافلے جاتے ہین روز
رہرو ونکو ہو گیا ہے سہل رستہ دور کا

5
واسطی جب سے پڑی ہے روے جانان پر نظر
آنکھ کی پتلی ہے نقطہ خال روے حور کا

بھول کر اُس کی زبان پر مرا نام آ ہی گیا
ولولہ عشق کا آخر مرے کام آ ہی گیا

دل ترے زلف کے پھندے مین پھنسا آخر کار
مرغ زیرک تھا مگر یہ تہ دام آ ہی گیا

کون معشوق ہے انکار کی خو جسکو نہین
طور پر حضرت موسیٰ سے کلام آ ہی گیا

صبح اُس کوچہ مین بھیجا تھا جو ہمنے قاصد
تھی نہ امید مگر وہ سر شام آ ہی گیا

عاقبت گور تلک اپنا جنازہ پہونچا
دور سمجھے تھے جسے ہم وہ مقام آ ہی گیا

مجلس مے مین جو مین بیٹھ رہا خوب ہوا
پھرتے پھرتے مرے حصہ مین بھی جام آ ہی گیا

کبک و طاؤس چلے چال پہ تیری جو بہت
کچھ تو آخر اُنھین انداز خرام آ ہی گیا

چین سے گور مین دو روز نہ سونے پائے
اک ذرا آنکھ لگی روز قیام آ ہی گیا

داغ غم سے ہوئی بازار قیامت مین نجات
پاس پیسہ جو ہمارے تھا وہ کام آ ہی گیا

غیر بزدل تھا بہت بھاگ تو نکلا تھا مگر
کیا کرے کھینچ کے وہ سر پہ حسام آ ہی گیا

6
خط مین لکھا ہے مجھے اُس قاتل عالم نے سلام
واسطی موت کا لے تجھکو پیام آ ہی گیا

اس درجہ محو جلوۂ حسن بتان رہا
معلوم خود نہین یہ مجھے مین کہان رہا

مہمان شب کی شب جو وہ جان جہان رہا
ہم پر کبھی غضب تو کبھی مہربان رہا

آوارہ کب نہ دہشت صیاد سے پھرا
دو دن نہ اک شجر پہ مرا آشیان رہا

جب میرے اُسکے بادہ کشی کا تھا مشغلہ
اے ہوش اسقدر تو بتا تو کہان رہا

آیا کبھی نہ فاتحہ خوانی کا انکو دھیان
باقی ہماری قبر کا جب تک نشان رہا

ذلت جہان کی باعث عزت ہی دین مین
اچھا رہا وہ سب سے برا جو یہان رہا

پایا نہ چین دل کی تڑپ سے کسی جگہ
زیر زمین رہا کہ سر آسمان رہا

منزل کی شکل مجھکو دکھائی نہ بخت نے
آوارہ مثل گرد پس کاروان رہا

دیر و حرم کے پھیر مین گذری تمام عمر
دو دن یہان رہا تو مین دو دن وہان رہا

ملتے تھے ہمسے کیسے وہ جبتک تھی تنگدست
وا موسم خزان مین در بوستان رہا

صد شکر وقت نزع نہ بھولا مین یاد دوست
نام اسکا وقت نزع بھی ورد زبان رہا

یہ وجہ تھی کہ دل نے ہمیشہ کیا خراب
دشمن پر اپنے دوست کا مجکو گمان رہا

جوش جنون جو مثل محرر تھا دستگیر
شل ہوگئے پاؤن کلک کیصورت روان رہا

بخت جوان پہ اپنے نہ منعم کرین غرور
آخر جوان پیر ہوا کب جوان رہا

فرہاد و قیس و وامق و نل سب نکل گئے
میرے ہی ہاتھ معرکہ امتحان رہا

مٹی ہوئی خراب ضرور اسکی واسطی
دو دن جو کوئی آکے تہ آسمان رہا

۷

قتل عشاق کام ہی تیرا
قاتل خلق نام ہی تیرا

التجا مین کرون یہ کام مرا
نگہ لطف کام ہی تیرا

زندے مرگئے ہین مرے جیتے ہین
کیا قیامت خرام ہی تیرا

حکم دے ہم ابھی آئین مجرے کو
آج دربار عام ہی تیرا

دل الجھ کے لگا قید گیسو سے
یہ گرفتار دام ہی تیرا

کعبہ اسکو کہین کہ عرش کہین
دل ہمارا مقام ہی تیرا

ہم سر آستان ہین بزم مین غیر
واہ کیا انتظام ہی تیرا

جان آتی ہے سنکے باتون کو
دم عیسی کلام ہی تیرا

کیا غرض مہر و ماہ سے ہمکو دھیان ہر صبح و شام ہی تیرا
مدتین گذرین ایک بات نہ کی گم دہن لا کلام ہی تیرا
اک نظر مین چرا لیا دل کو جانتا ہون یہ کام ہی تیرا
تجھسے نسبت بھلا ایاز کو کیا بے تکلف غلام ہی تیرا
واسطی دل کی قدر لازم ہی جام جمشید جام ہی تیرا

تھا جو سرکار جنون سے سلسلہ جاتا رہا بادیہ گردی کا دل سے حوصلہ جاتا رہا
ہم کہان اب اور نظارہ حسینونکا کہان تھا جو دلمین پیش ازین وہ حوصلہ جاتا رہا
ہون مین وہ دیوانۂ غم دوست سر دکھنی لگا پاؤن سے میرے جو کوئی آبلہ جاتا رہا
آئی بالونمین سفیدی کیسی پیری مین جو اس گرد اڑتی رہگئی وہ قافلہ جاتا رہا
اٹھ گیا پردہ دوئی کا ایک دونون ہو گئے شاکر ہی اب میرے انکے فاصلہ جاتا رہا
پاؤن اب لپیٹے ہین اور وحشت جنونکی ٹھوکرین ہاتھ سے اُن گیسوون کا سلسلہ جاتا رہا
روبرو جبتک نہ تھی وہ دلمین کیا کیا تھے گلے سامنا جب ہوگیا سارا گلہ جاتا رہا
اب نہ معشوقونکی پروا ہی نہ شوق میکشی نوجوانی کیا گئی سب ولولہ جاتا رہا
ابروے پیوستہ اُنکے دیکھکر سمجھا یہ دل درمیان بیت جو تھا فاصلہ جاتا رہا
وصل کی شب بوسہ دیکر تجھسے وہ کہنے لگے واسطی بتلا کہ اب تو سب گلہ جاتا رہا

اخگر کی طرح پردہ مجھے سوز تن ہوا جتنا کہ جسم جل کے بجھا پیرہن ہوا
سوداے رخ سے خشک یہ گل کا بدن ہوا رنگ اُس کا گرد ریختہ پیرہن ہوا
پیوند سے یہ حال لباس بدن ہوا چیتے کے تن کا پوست مرا پیرہن ہوا
شاعر نہ ہوگا غیر کے مضمون سخن ہوا کب ٹھیک تن پہ عاریتی پیرہن ہوا

دید صفائے جسم کی حسرت ہی رہ گئی
وارد وہ خواب میں بھی مع پیرہن ہوا

تارِ نگاہ خلق کا ہو گر دا غ ز وحسام
حاصل جنون میں ہمکو بنا پیرہن ہوا

وہ راہبر و تھا میں کہ مرے خون میں ڈوب کے
یوسف کی طرح گرگ بھی گل پیرہن ہوا

کیون خار زار دہر میں آیا جنان سے میں
کانٹو لئے پرزے پرزے مرا پیرہن ہوا

اے قیس بھی یہ تو نے کیا مجکو شرمسار
کیا کیا نہ مجھسے تنگ مرا پیرہن ہوا

آنکھیں کھلیں کبھی جو وہ یوسف لباس کے
یعقوب کو علاج بصر پیرہن ہوا

آبی لباس ہمکو ملا لاغری میں خوب
جب آنسوؤں کا تار بندھا پیرہن ہوا

وہ مہر حسن میں شفق چرخ عشق ہوں
نکلا جو وہ تو سرخ مرا پیرہن ہوا

بوٹا سا قد یار گلستان میں چھپ گیا
پھولون کا غنچہ اُس کے لئے پیرہن ہوا

دلمیں بھڑک رہی تھی ترے عشق کی جو آگ
خاکستری تمام مرا پیرہن ہوا

۱۰	کیا احتیاج رشتہ و سوزن کی وسطی جب خاک اپنے تن پہ ملی پیرہن ہوا	

افروختہ جو ساقی پیمان شکن ہوا
مرغ کباب طائر رنگ چمن ہوا

پامال روزگار نہ اپنا سخن ہوا
واقف خزان سے کب یہ شگفتہ چمن ہوا

راہی چمن سے جب وہ بت گلبدن ہوا
غم سے سمٹ کے صورت غنچہ چمن ہوا

نظم زمانہ ہستی خالق پہ ہے دلیل
بے باغبان درست نہ کوئی چمن ہوا

بولے وہ دیکھکر مری آنکھوں میں لخت دل
پھولو لئے روے آب شگفتہ چمن ہوا

کرتا ہے شوق دوست کو ہمرنگ دوست کا
طاؤس داغہائے بدن سے چمن ہوا

دیکھا شگاف دل سے تماشائے روی یار
چاک قفس بھی رخنۂ باب چمن ہوا

اُس گل کی دوستی نے بنایا مجھے خلیل
کودا جو آگ میں تو شگفتہ چمن ہوا

صد شکر وہ جوان ہوئے جوبن پہ حسن ہے
فصل بہار آئی تماشا چمن ہوا

نالوں سے میرے جل گئی تیری بہارِ حسن
بلبل جو میں بنا ترا کوچہ چمن ہوا

وہ زار ہوں گیا جو کبھی سیرِ باغ کو
بھاری بدن پہ سایۂ مرغِ چمن ہوا

توڑا جو ایک گل تو ہوا باغباں کو خار
پامال کیا خزاں میں چمن کا چمن ہوا

بیجا نہیں صبا سے جو آئی ہے بوئے خون
بلبل کوئی تو ذبح میانِ چمن ہوا

جس راہ تم چلے وہ ہوئی کوچۂ چمن
جس گھر میں آپ آئے وہ صحنِ چمن ہوا

طائر وہاں قفس سے نہ چھوٹے تمام عمر
کیا جانیں ہم شگفتہ کہ ویران چمن ہوا

عاشق کے کام آتی ہیں معشوق بعدِ مرگ
قمری کو تختۂ قبر کا سروِ چمن ہوا

جاتے ہیں اب تو ہم طرفِ خانہ باغباں
آجائیں گے جو وقتِ بہارِ چمن ہوا

نکلیں گے جامے گل سے جو چھٹ شاخ سے
قاتل جو آپ تیغ سے تازہ چمن ہوا

مجھ کو اسیرِ دام کیا عندلیب نے
میرے حسابوں آج ہی ویران چمن ہوا

مانندِ لالہ غم سے جگر داغ داغ ہے
کیا فائدہ ہے گھر جو ہمارا چمن ہوا

کہتے ہیں دیکھ کر وہ مرے داغہائے دل
اچھا خدا کے گھر میں شگفتہ چمن ہوا

اے وسطی ہے ایک ہی مصرع کی شاعری
مصراعِ سرو سے نہ سخنورِ چمن ہوا

۱۱

ٹانکے ادھڑ کے وا مرا زخمِ بدن ہوا
شکرِ خدا کہ شکر کے قابل دہن ہوا

کب اُس زبانِ تیغ سے میں ہم سخن ہوا
تن پر لگا جو زخم تو پنبہ دہن ہوا

اے گل ترا جو ذکر سرِ انجمن ہوا
خوشبو برنگِ غنچۂ گل ہر دہن ہوا

کرتا ہے کچھ تو مجھ سے مرا حالِ دل بیان
پیدا ہے طفلِ اشک عجب بے دہن ہوا

سننے کو بات یار کی کرنے کو ذکرِ یار
گل شکلِ گوش بن گئے غنچہ دہن ہوا

مضمون لکھے جو گوہرِ دندانِ یار کے
لبریز دُر شگافِ قلم کا دہن ہوا

ثابت ہے دل کو دزدِ حنا نے چرا لیا
روپوش کیوں کمر ہوئی کیوں گم دہن ہوا

اظہار کب کسی سے کیا مین نے حال وصل ۔ بوسہ تمہارے خال کا قفل دہن ہوا
عنقا کیطرح دونون کا ملتا نہین نشان ۔ عاشق کا دل ہوا کہ تمہارا دہن ہوا
کرتا ہون شکر ناخن ابروے یار کا ۔ عقدہ جو میرے دل مین تھا کھُل کر دہن ہوا
تاثیر رنگ عشق تو دیکھو کہ یار نے ۔ کھایا جو پان شرح ہمارا دہن ہوا
حاجت مسی کی اُنکو شب وصل کیا رہی ۔ بوسے لیے یہ ہمنے کہ نیلا دہن ہوا
عاشق سے محبت نے مجھے معشوق کر دیا ۔ تیرے دہن کی وصف سے شیرین دہن ہوا
غرق محیط عشق کو لازم ہی خامشی ۔ ماہی کا بے زبان اسی سے دہن ہوا
مین جلگیا کبھی جو کوئی بات غیر نے ۔ شعلہ سخن عدو کا تو مجمر دہن ہوا
لب پر جو ذکر اُسکے لطافت کا آگیا ۔ جوش صفا سے چشمہ کوثر دہن ہوا
حال شب فراق کے کہتے ہی مثل زخم ۔ لبریز خون سے وقت تکلم دہن ہوا
گم گشتگی سے میرے ہین عشاق طعنہ زن ۔ معلوم ہو گا گر کبھی عشق دہن ہوا
کرتے ہین عاشقون سے اشارے ہین وہ کلام ۔ اعجاز ہی کہ گوشۂ ابرو دہن ہوا
سنکر کیا ہی نقطۂ موہوم کو وہم ۔ کیا ناقص کلام سلیمان دہن ہوا
کلکِ مصورون سے نہ کھینچی ہین تشبیہ یار ۔ مشکین کسے کی زلف جو غائب دہن ہوا

۱۲ ابرو کی تیغ کا جو کیا ذکر واسطی ۔ تجھکو کا یہ خون کہ زخم سے بدتر دہن ہوا

مر کر بھی مین یہ کشتۂ تیغ محن ہوا ۔ لالہ اُگا جو خاک سے خونی کفن ہوا
احباب رو ئے میرے جنازے پہ رکھکے منھ ۔ پانی کی چادرون کا یکسر کفن ہوا
رخت کہن بچا تھا جو رہزن کی ہاتھ سے ۔ وہ بعد مرگ حصۂ ذردِ کفن ہوا
کیا کیا نہ جامہ زیب ہوئے دفن زیر خاک ۔ رنگین جو پیرہن تھا بدن پہ کفن ہوا
کیا چرخ مین ہی بخل کہ بھولا شفق سے اور ۔ مدفون کوئی شہید اگر بے کفن ہوا

وہ زار ہوں بچا جو کوئی تار پیرہن
کافی وہ میرے واسطے بہر کفن ہوا

عریان تنی سے تنگ جو تا زندگی رہا
لاشے کو بھی مرے نہ میسر کفن ہوا

بعد فنا بھی تھا جو کسی ماہرو سے عشق
ٹکڑے کفن کی طرح ہمارا کفن ہوا

اچھا ہوا کہ کچھ نہ رہا پاس مال غیر
ٹکڑے تمام دستِ جنون سے کفن ہوا

آئے وہ قبر پہ ہیں ہوا زندہ مردہ غیر
میرا کفن جو تھا وہی اُس کا کفن ہوا

چرخ دنی کو غم نہیں مرگ فقیر سے
حیران ہے کہاں سے میسر کفن ہوا

موت آئی مردمک کو جو دیکھی نہ شکل یار
حلقہ لحد تو آنکھ کا پردہ کفن ہوا

١٣
ہیں بعد مرگ شاہ و گدا ایک واسطی
حاصل ہر ایک کو یہی دو گز کفن ہوا

تقدیر سے علاج مرا جز و تن ہوا
جو استخوان تھا پنبۂ داغ بدن ہوا

برق نگاہ غیر پہ ڈالی جو یار نے
تربت میں جل کے داغ ہمارا بدن ہوا

پردہ ہماری چشم کا پردہ تھا یار کا
آنکھیں کھلیں تو اور نہاں وہ بدن ہوا

جلتا ہے تیرا خال سیہ دیکھکر زحل
سر تا قدم سیاہ اسی سے بدن ہوا

اے آہِ عندلیب کہاں ہیں وہ گرمیاں
داغی نہ گل کا ایک بھی عضو بدن ہوا

اللہ رے صفائی تنِ نازنینِ یار رے
نکلا جو چاندنی میں تو میلا بدن ہوا

لاغر کیا یہ صدمۂ غمہائے یار نے
لیٹے تو چین فرش ہمارا بدن ہوا

آنکھوں نہیں دی جگہ اُسے پردے کیواسطے
ہر دم سے اس جگہ بھی نہ مخفی بدن ہوا

ہر جا قدم سے ہوں میں سکر و لگا ہوا
سایہ تمہارے جسم کا میرا بدن ہوا

لٹنے لیے یہ وصل کی شب دستِ شوق نے
ملبوس یار نچ گیا عریان بدن ہوا

جلاد تجھ سا اے ملک الموت کون ہے
تو باعثِ جدائی روح و بدن ہوا

معشوق سے چھٹے کوئی عاشق نہ اے خدا
بے روح کیا خراب جہاں میں بدن ہوا

لازم حذر ہی صاف دلوں کو کثیف سے
اڑ کر پڑا غبار تو میلا بدن ہوا

اللہ ری لاغری نظر آتا نہیں ہے اب
کیا رفتہ رفتہ روح ہمارا بدن ہوا

محفل سے اٹھ کے گھر جو وہ جان جہان گیا
سمجھے یہ ہم کہ روح سے خالی بدن ہوا

آنے لگے وہ پاس جو اکر وزد رمیان
باری کی تپ سے گرم ہمارا بدن ہوا

صد شکر میرے عکس کو رہنے کی جا ملی
جوش صفا سے آئنہ اسکا بدن ہوا

۱۴
اے وسطی زمین سے اٹھنا محال ہے
اسدرجہ بھر بار میں ضعف بدن ہوا

کیوں رہ نورد منزل رنج و محن ہوا
ارمان نکل کے دل سے غریب الوطن ہوا

پھرتا ہی کاسہ لیکے ہوں پریشان شکستہ حال
گیسو سے دل نکل کے غریب الوطن ہوا

سینے میں اپنے داغ غریبی تھا لاعلاج
پیدا ہوا تو ناصیۂ اہل وطن ہوا

دیوانگی سے منزل مقصود مل گئی
شل ہو کے پاؤں وادی راہ وطن ہوا

رہبر ہو میرا کیا کہ تری راہ عشق میں
بیچارہ خضر آپ غریب الوطن ہوا

میدان گیا یہ وادی غربت ہے حشر کا
ہمکو صراط جادۂ اہل وطن ہوا

راہ سفر میں ضعف نے کیا کیا لٹے مکان
جس جا پہ تھک کے بیٹھ گئے وہ وطن ہوا

غربت میں بھی رہے مگر احباب جیسے ساتھ
اکدم جدا نہ دل سے خیال وطن ہوا

تسکین ہی جادۂ وادی غربت میں دیکھکر
غربت میں یہ نمونۂ راہ وطن ہوا

مانند موج رنج سفر جاتے نہیں
ساحل پہ جب گئے وہی اپنا وطن ہوا

مانی نہ میری بات جو دل نے ملی سزا
در در پھرا خراب ہوا بے وطن ہوا

نکلا جو گھر سے وہ مرے سینے سے دل چلا
اسنے سفر کیا یہ غریب الوطن ہوا

۱۵
دل میرا اسکے ساتھ رہا کب نہ وسطی
ہمراہ اسکے یہ بھی غریب الوطن ہوا

فرقت مین بحر اشک اگر موج زن ہوا
شکل حباب گنبد چرخ کہن ہوا

آب آب اُسکے دانتوں سے دُرِّ عدن ہوا
یاقوت لب سے خون عقیق یمن ہوا

آفاق مین کسی کا نہ خاطر شکن ہوا
کعبے مین شیخ دیر مین مین برہمن ہوا

شرمندگی سے لعل لب یار کے حضور
پکھراج زرد ہو کے عقیق یمن ہوا

حرف سیاہ رشتۂ گیسو مین مشک ہے
گویا مرے سخن کا قلمرو ختن ہوا

سر پھوڑتا ہے سنگ صنم سے وہ آپ کیا
دیوانہ ہاتھ دھو کے یہ برہمن ہوا

موذن بہ رحم دل ہون کہ مسجد مین دل دکھا
ناقوس دیر مین جو کوئی نعرہ زن ہوا

پیدا کشی ہے حسن تری چشم شوخ مین
خوشبو سے آپ مست غزال ختن ہوا

کیا سامنے اس رخ روشن کے چل سکی
شمعوں کو عذر لنگ سر انجمن ہوا

خیبر کی طرح قلعۂ گردون گرا دیا
نالہ ہمارا بازوے خیبر شکن ہوا

ہر دم شکستہ پا جو اٹھاتا ہے دل شکست
کیون مبتلاے زلف شکن در شکن ہوا

مضمون جو کلک صنع سے پیچیدہ رہ گیا
کاکل مین اُسکے پیچ جبین پر شکن ہوا

بادام کا درخت اگا وان کہ سیب کا
جس جا کہ دفن کشتۂ چشم و ذقن ہوا

گلبن مین کچھ بھی آخر صحن مین نہ سبزہ رنگ سا
فیروزہ اور تیز ہوا جب کہ سن چمن ہوا

مجنون کے جذبۂ عشق نے ایسا پھنسا لیا
کیون بھاگ کر نہ ناقۂ لیلے ہرن ہوا

ہوتے ہین اُسکے ذکر مین عشاق یکدل
خلوت کا راز مشورۂ انجمن ہوا

ظلمت ہے گرد چشمۂ حیوان ہو الامان
خط مین نہان جو یار کا چاہ ذقن ہوا

شورش جہان کی اہل جہان کو پسند ہے
ناقوس کی صدا سے نہ کڑ برہمن ہوا

اندھے کنوین مین دلکو پھنسایا نصیب نے
گورا نہ جاکے قیدی چاہ ذقن ہوا

اللہ رے عشق زلف کہ اُڑ کر غبار قبر
عنبر بنا کہین کہین مشک ختن ہوا

دیکھا جو بتکدے مین ترا روے آتشین
منہ پھونک کر بتون کا روان برہمن ہوا

اسفل کو عشق مین کوئی ملتا ہی مرتبہ
نجار تیشے سے نہ کبھی کوہکن ہوا

کیون شمع کو پتنگ نے پر سے بجھا دیا
تا مرد تھا کہ زن یہ یہ شمشیر زن ہوا

۱۶
ہم شاعری کو سہل سمجھتے تھے واسطی
لیکن پڑھی جو مشق تو مشکل یہ فن ہوا

ہندو جو عاشقِ بتِ شیرین دہن ہوا
قشقہ جبین کا زخم سرِ کوہکن ہوا

عشق اپنا وجہ حسن بتِ گلبدن ہوا
قسمت کا پیچ زلف مین جا کر شکن ہوا

ضائع گئے نہ سکۂ داغ جگر مرے
بازار عاشقی مین انھین کا چلن ہوا

شیرین وہ تو ہی شاہ ترے در کے ہین فقیر
خسرو نے تجکو دیکھ لیا کوہکن ہوا

النسان کا ذکر کیا کہ فرشتے ہوے اسیر
بابل کا چاہ یار کا چاہِ ذقن ہوا

قیمت مین بڑھ گیا مرے ساقی کا لعل لب
کوڑی کے مول جام عقیق یمن ہوا

منصور اب نہین تو ہین منصور سیکڑون
کس روز ختم سلسلۂ ما و من ہوا

کہنے لگا شکستہ دلی کا جو حال مین
سو سو جگہ زبانپہ شکستہ سخن ہوا

پڑتا کہین ہی پاؤن کو رکھتے ہین کہین
مستون کی چال کبجروشون کا چلن ہوا

آیا کبھی نہ گھر مرے وہ ماہ نوجوان
اک روز مہربان نہ سپہر کہن ہوا

کیا ہمرہِ سفر تھا بجز نالِ داغ دل
توشے کو میرے لیکے مجمل راہزن ہوا

تعریفِ زلفِ یار کی لکھی جو کلک نے
کھا کھا کے پیچ شاخ غزال ختن ہوا

پہنون بجائے خلعت ہستی گلیم فقر
تبدیل ہی ضرور کہ جامہ کہن ہوا

اے بت خدا کا شکر ہی خال سیہ نہین
واقف نہ داغ سے ترا سیب ذقن ہوا

صحرا مین لوٹتا ہی جو بسمل کی طرح سے
تیر نگہ کا کس کے نشانہ ہرن ہوا

ایذا رسائی دلِ عاشق مین طاق ہین
گیسو ہوے نگہ ہوئی چاہ ذقن ہوا

توبہ خزان مین کی تو ہی ساقی عبث خفا
فصل بہار مین تو مین توبہ شکن ہوا ۱۷

کیا پوچھتے ہو عاشقِ گمنام کا نشان
مدت ہوئی کہ خاک ہر اک عضوِ تن ہوا

ای دل حبث ہی بوسہ نہ ملنے سے تجکو رنج
کیون ایسی بات کی کہ جو ضائع سخن ہوا

کہدو سپہر ہمکو رولائے نہ چھیڑ کر
طوفان ہی بحرِ اشک اگر موجزن ہوا

گلشن مین گل فلک پہ قمر محفلون مین شمع
تیرا ہی نور زینتِ ہر انجمن ہوا

بانا پہن کے آئے جو وہ دم نکل گیا
پیغامِ مرگ اپنے لئے بانکپن ہوا

۱۷ کس طرح واسطی نکرون ہر جلسہ ثنا
شاگردی اسیر سے استادِ فن ہوا

یہ گرم سوزِ عشق سے اپنا سخن ہوا
دیوان چراغِ روشنِ ہر انجمن ہوا

حاصل یہ اجرِ نعتِ رسولِ زمن ہوا
مقبول خود خدا کو ہمارا سخن ہوا

تم حسن مین ہو لیلی و شیرین کی یادگار
مین عاشقی مین قیس بنا کوہکن ہوا

یون تیرے بدل کے نکرہ دل کو پائمال
کیا ختم اک مجھی پہ ترا بانکپن ہوا

شیرین کے دلمین گھر جو بناتا تو جان سے
فرہاد فخر کیا ہی اگر کوہکن ہوا

ای آہ دیکھ لی تری تیزی شبِ فراق
ان گرمیون پہ نرم نہ وہ دل شکن ہوا

اظہارِ حق پہ قصۂ یوسف دلیل ہی
اک طفلِ شیرخوار گواہِ سخن ہوا

ہم چھپ سکین نہ پائون وہ دیکھی صنم کی شکل
شانِ خدا یہ مرتبۂ برہمن ہوا

پروانہ کو جلاکے جلی شمع آپ بھی
ہیزم بنا کسی پہ جو آتش فگن ہوا

دیوانہ کسکے لب کا تھا میری کھلی جو فصد
قطرہ تھا جو لہو کا عقیقِ یمن ہوا

آتا کنارِ شوق مین ہر ماہ ایک ماہ
ایسا نہ دورِ گنبدِ چرخِ کہن ہوا

جمعیتون کو توڑ دیا عشقِ زلف نے
تا تار تار پریشان ختن ہوا

بیڑا ہی پار تیرے شہیدانِ عشق کا
دریائے آبِ تیغ اگر موجزن ہوا

سلطہ پہ چڑھیگا کیا کوئی اُس شوخ چشم کے
شیرون کا جس سے نشۂ جدا شاہرن ہوا

آئینہ مین پڑا انہین چہرے کا اُنکے عکس
پانی مین آفتاب کا پرتو فگن ہوا

عاشق کو اپنے آپ ہی پہلو مین دی جگہ
پروانہ تک مصاحب شمع لگن ہوا

کیا آفتاب داغ جگر سے ہوا مین خجل
گرمی سے اُسکے خشک وہ چاہِ ذقن ہوا

۱۸
دل نے پھنسا دیا تجھے پھندے مین زلف کے
رہبر جو واسطی تھا تجھے راہزن ہوا

اے بت ترا کلام دلیل دہن ہوا
گم تھا اگر جہان سے پیدا سخن ہوا

محشر مین اپنے ہاتھون بلا اپنے سر پڑی
گویا ہمارے حال کا تعویذ تن ہوا

زلف سیاہ چہرے پہ ڈالی جو یار نے
عالم سیاہ ہو گیا سورج گہن ہوا

مشکل تھا اسکے گوہر دندان کا سامنا
بے آبرو جہان مین دُرِّ عدن ہوا

اے راہروان ملک عدم تم تو چل بسے
کچھ بھی تمہین خبر ہے کہ کس کو محن ہوا

دے دے کے جان کسب کمال و ہنر کیا
ہم مر مٹے تو زندہ ہمارا سخن ہوا

عشاق لاکھون جنبش مژگان سے مر مٹے
اے ترک ایک تیر ترا صد شکن ہوا

آئینے مین جو یار کی تصویر دیکھ لی
حیرت سے آپ آپ ہوئے بت برہمن ہوا

الٹا جو پردہ یار نے چہرے سے باغ مین
لالہ سپید ہو گیا گل یاسمن ہوا

حوران تری جسے کبھی کوئی بہتر ہی پیرہن
میلا کبھی ہوا نہ کبھی یہ کہن ہوا

اللہ رے اشتیاق جو بیٹھے وہ بزم مین
ہر خلوتی شریک صف انجمن ہوا

چاہے جو زیست کر سے دنیا مین کر حذر
افسونِ پیرزن اجل کو کفن ہوا

گیسو کی طرح مین پریشان کلک مشکبار
قبضہ مین اپنے ملک خطا و ختن ہوا

اے ابر پھر رہیگی نہ کچھ تیری آبرو
دریا جو میرے آنسوؤن کا موجزن ہوا

حیران ہوا اک جہان کرشمے کو دیکھکر
شاید کہ آپ آئینہ سے غسل تن ہوا

سوتے مین رخ پہ پردہ گیسو کو ڈال کر
اندھیرا ہوا کہ قمر کو گہن ہوا

۱۹ اے واسطی نجات مین میری ہی کیا کلام
روز ازل سے معتقد پنجتن ہوا

اک دن بھی مہربان نہ یہ چرخ کہن ہوا — دار السرور کب مرا بیت الحزن ہوا
دشمن کی دشمنی تھی جو دلکو مرے پسند — زاہد کے دل جلانے کو مین برہمن ہوا
بوسہ لیا تو عمر ابد مجکو مل گئی — آب حیات آپ کا چاہ ذقن ہوا
پھرتا ہی آسمان بھی جو ہم دلجلوں کا ساتھ — عاشق مگر کسی کا یہ پیر کہن ہوا
کرتا تھا چشم یار سے دعوائے ہمسری — دیکھا اُسے تو کشتہ آہو ہرن ہوا
لی تونے ایسی مفتی و قاضی کی آبرو — لبریز اے صنم ترا چاہ ذقن ہوا
یار سخن کا بھی متحمل نہ تھا دہن — یہ وجہ ہوگئی کہ وہ بت بے دہن ہوا
تھا ناگوار طبع کو فرقت مین سارجیش — تلوار پڑ گئی جو کوئی خندہ زن ہوا
اٹھتا نہین ہی صحبت اغیار کا بھی بار — ایسا مریض عشق کو اب ضعف تن ہوا
مانند شیشہ مین دل عشاق نعرہ زن — جائے شکار سبزہ چاہ ذقن ہوا
کاٹے شب فراق مین کیا کیا نہ کوہ غم — عاشق بھی اپنے وقت کا اک کوہکن ہوا

۲۰ کیا خوف تجکو آتش دوزخ سے واسطی
مین تو غلام حضرت شاہ زمن ہوا

ثابت تجلیات سے وہ بے دہن ہوا — حرفوں سے لفظ لفظ سے ملکر سخن ہوا
پنہاں ہی اصل پایہ انواع مختلف — خلعت کہین بنا تو کہیں جا کفن ہوا
ہی روح جسکا نام وہ پیرا ہی تام ہی — اپنے ظہور کے لیے مین خود بدن ہوا
تھا اصل مین ادھر سے تو موسی کا مین سوال — ور پیہ وہ اسطرف سے جواب سخن ہوا
دریا بہائے ہوکے ہوا پر کبھی سحاب — بنکر کبھی مین بحر روان موجزن ہوا
مٹی سے چاک چاک سے پیمانہ بنگیا — پنبہ سے تار تار سے مین پیرہن ہوا

خار اسکے پیرہن مین بنا جاکے تخت کوش
اگر لباس گل مین مین نازک بدن ہوا

کہتا ہی کوئی مست تجھے کوئی محتسب
پیمانہ کش بنا کبھی ساغر شکن ہوا

نسرین ہو کہین گل ہو کہین نسترن کہین
نیرنگیان دکھانے کو صحن چمن ہوا

تجھسے ظہور حسن ہی تجھسے ظہور عشق
خود شمع خود پتنگ سر انجمن ہوا

موج و حباب بحر نظر آئے ایک سے
مین راہ معرفت مین اگر موجزن ہوا

۲۱
کہا ہی مین واسطی کو کیا مین نے واسطہ
مشہور ہو کے آکے خلق مین صاحب سخن ہوا

سپہ کفر پہ بدر سیہ جو اٹھے گا قلم میرا
گرے گا لشکر اسلام مین پڑھ کر علم میرا

جو یاد روے روشن مین نکل جائیگا دم میرا
چمک کر غیرت خورشید ہوگا داغ غم میرا

وہ آوارہ ہون ہرگز نہ لگا ہم سبا دشت مین
پھرے گا چشم آہو بنکے ہر نقش قدم میرا

مین وہ نخچیر ہون تیر نگاہ ناز قاتل کا
کہ حیران ہو کے منہ تکتے ہین آہوے حرم میرا

تماشا کرنے کیا رفتار ہی صحرا نوردی مین
زمین پر برق سان پڑتا نہین نقش قدم میرا

نہین ہی شمع مین کچھ غم اگر ہی تو اتنا ہی
پھرے گا ہو کے بیکس دربدر آوارہ غم میرا

مین بیگانہ ہون دل سے عشق مین دل مجھسے بیگانہ
نہ مجکو ہی الم اسکا نہ اسکو ہی الم میرا

جو ہمچشم سنگ اسود ہی تو ایمان کبھی سویدا ہی
خدا کا شکر ہی دل ثانی بیت الحرم میرا

پری رو مین ترا دیوانہ وہ بلقیس کا عاشق
سلیمان سے محبت مین نہین رتبہ ہی کم میرا

کوئی خم دوش پر لاتا ہی کوئی جام ہاتھون مین
وہ میکش ہون کہ دم بھرتے ہین افلاطون و جم میرا

شب فرقت کرونگا جب سفر مین بزم ہستی سے
چلے گی شمع لیکر ہاتھ مین روشن علم میرا

کسی کے دیکھنے کی مجکو وقت نزع ہی حسرت
تعجب کچھ نہین آنکھون مین اٹکا ہی جو دم میرا

پڑے مین سر جھکائے ترک سو تیغین جو آفت کی
نہین ممکن کہ نکلے تیرے کوچہ سے قدم میرا

جو لکھتا ہون لسے ای واسطی شکوہ رکاوٹ کا

۲۲ سر قرطاس پر رک رک کے چلتا ہی قلم میرا

فلک کیا سامنا کرتا ہی اُس ترک جفا جو کا
کہ فوج چشم پر بھاری ہی آکہ اوسکے بازو کا

یہ ادنی معجزہ دیکھو مرے ترک جفا جو کا
کہ مثل ماہ نو بڑھتا ہی کشتہ تیغ ابرو کا

نمازیں کیا سجود سہو وہ مسجد میں کرتا ہی
کیا ہی ترک سجدہ جسنے اُس محراب ابرو کا

شہید چشم جانان ہم ہیں وحشت اپنی ظاہر ہی
ہمارا گنبد مدفن نہیں گنبد ہی آہو کا

یہ کسکی زلف کے پرتو نے دریا کو کیا خوشبو
گمان ہر حلقہ گرداب پر ہی ناف آہو کا

میسر وصل کی شادی نہیں تو غم غنیمت ہی
اٹھے پہلو سے وہ پہلو میں اب ہی درد پہلو کا

ہوے حیران جو دیکھا ہمنے وہ خال تہ ابرو
خداوندا گذر کیونکر ہوا کعبے میں ہندو کا

چلے کیا کوہکن کی عشق میں پرویز کے آگے
مقابل اہل زر کے کام کیا ہی زور بازو کا

وہ موزون طبع ہین ہمکو جو ذوق بیت بازی ہو
تماشا ہین صنم آؤ سے ہم سنگ ترازو کا

تصور میں کسی کی آنکھ کے دم تن سے نکلا ہی
کفن میں میرے لازم ہی جریدہ شاخ آہو کا

مری مژگان پہ آنسو دیکھکر وہ ہنسکے کہتے ہیں
عجب ہی شاخ نرگس سے ہی پیدا پھول شبو کا

ترقی حسن کی ہر مرتبہ یہ قصد رکھتی ہی
چمک کر بدر بنجائے مہ نو اسکے ابرو کا

دو نیمہ تن کے ہونے میں عجب دلکو مزہ اٹھے
ہمارے سر پہ آرہ ہو جو سایہ اُسکے گیسو کا

کیا جب رات دعوی عارض گلرنگ کا تیرے
سحر کو آکے شبنم نے رخ گلزار پہ تھو کا

۲۳ خدا کا فضل ہی جو ہمکو گھر بیٹھے میسر ہی
تصور واسطی رہتا ہی اسکے کعبہ رو کا

ہوا ہی عشق ایسے مہروش کی چشم جادو کا
فلک ہی شیشہ افتادہ جسکے طاق ابرو کا

ہنر سے کم نہیں ہی عیب محبوب پری رو کا
مقام شک نہیں ہی بال جوہر تیغ ابرو کا

زمانے میں کہا ستھرا ؤ تیری چشم ساحر نے
حقیقت میں قضا کا ہاتھ چل جاتا ہی جادو کا

میسر خواب راحت ہو نکیونکر ہمکو محشر تک
کہ وقت نزع تکیہ ملگیا ہی اُسکے زانو کا

سخنداںوں نے اسمیں فکر کی ہر چند بہتیری
سمجھ مین آجتک آیا نہ مضمون بیت ابرو کا

خدا کیا ہی صنم زاہد کہ چلا کر پکارو ہمین
زبان پہ لیسے یان رہتا ہی ہر دم ذکر یاہو کا

خیالی ہاتھ شانے پر جو رکھا یہ بھی حیلہ تھا
جلایا اک یہین تعویذ اسنے میرے بازو کا

جنون عشق کامل ہی تو کوئی حسن دکھلاگے
کبھی تو طوق گردن مین ہو حلقہ تیرے گیسو کا

خیال زیب اہل زیب کو کیا ابھرنے کے
نہ وہ شانہ ہی مژگان کا نہ وہ آئینہ زانو کا

محبت ہو گئی اک کودک ابتال سے ہمکو
ہوا ہی طائر دل صید شاہین ترازو کا

بحمد اللہ کیا ہے تیغ جوہر دار سے اسنے
ہوا کچھ پاؤن کا احسان نہ کچھ دست و بازو کا

ہوا ابیدم لگایا ہاتھ جسنے زلف و مژگان کو
مقرر سانپ کا تھا زہر اسمین آئین بچھو کا

کیا ہی آتش دل نے کباب سوختہ ہمکو
وہی ہی داغ سینے کا وہی ہی داغ پہلو کا

وہ دیوانہ ہون کیسا تجھپا گرد ویرانہ تمہین
گرے کھا کھا کے غش مر چڑھ گیا ہے اک آہو کا

۲۴
جو دشمن جان کا ہوا ہو دل دینے سے کیا حاصل
نکلتی کبھی محبت بیوفا سے واسطی چوکا

قصۂ زیست ہی تمام کیا
اپنی ناکامیون نے کام کیا

ابھی دور تک ساتھ پہونچے تھے
دور سے کعبہ کو سلام کیا

ہجر نے سوز غم پہ چمکایا
داغ دل کو چراغ شام کیا

بیکسی کی کبھی جو قاتل نے
کاسۂ سر کو میرے جام کیا

گر کے زیر زمین فلک پہ گئے
پست ہو کر بلند نام کیا

عشق شیرین مین بیستون کاٹا
سچ ہی فرہاد نے بھی کام کیا

منہ جو کھولا تو ہمکو گالی دی
کچھ وہ بولا تو یہ کلام کیا

وعلیک السلام بھی نہ کہا
ہمنے اسکو اگر سلام کیا

صبح گیسو جو کھل گئے اسکے
سب نے قصد نماز شام کیا

چیخ اُٹھا تڑپ کے کہا صیاد — ہمنے نالہ جو زیر دام کیا
اس جنون نے نہ کام کا رکھا — لاکھ کا مونہا ایک کام کیا

٢٥ چاند سا منھ دکھا کے اُسنے تو
ہمکو اے واسطی تمام کیا

جسے پسند تھا جو حق نے وہ مذاق دیا — مجھے وفاق دیا غیر کو نفاق دیا
جو وحشت زر نے مجھے صدمۂ فراق دیا — تو جل کے مین نے بھی گھر دار کو طلاق دیا
کہا وہ کون ہین پہچانتا نہین ہین تجھین — جو نامہ بر نے مرا خط اشتیاق دیا
عنایت انکی تو ایسی تھی مگر صد شکر — کہ اذن بوسہ مجھے حسب اتفاق دیا
گدا ے خاک نشین نے ترے کبھی نہ لیا — فلک نے لاکھ فریدون کا شکوہ طاق دیا
مرے گناہ نکیوں کر ہون خارج دفتر — حساب کاتب عصیان نے بے سیاق دیا
یہ بیت نعت نبی کا ملا صلا مجھکو — کہ خلد مین مجھے اللہ نے رواق دیا
جواب شعلہ ہین جو قاصد نے کی عرق ریزی — تو ہمنے بھی اُسے جاگیر مین عراق دیا
کمال مردم دنیا سے تنگ تھا صد شکر — اجل نے آکے مجھے مژدۂ فراق دیا
فلک کے ہاتھ سے چھوٹا نہ کوئی اہل کمال — غریب ماد کو بھی صدمۂ محاق دیا

٢٦ ہمارے شعر کو اے واسطی وہی مجھو
خدا نے اپنے کرم سے جسے مذاق دیا

غضب خدا کا ہوا ہی عاشق یہ ایک معشوق بے نشان کا
مجھے تو خانہ خراب دل نے زمین کا رکھا نہ آسمان کا
اِدھر ہی کانٹونکو فکر دامن اُدھر گریبانپہ دست گلچین
چمن مین آکر ہی سخت مشکل خیال رکھین کہان کہان کا
سراے ہستی کو گھر مین سمجھا ہون کوئی دیکھے تو میری غفلت

پھنسا ہون آکر قفس مین لیکن ابھی تصور ہی آشیان کا
ادھر مین ہون مجھسے کعبہ چھوٹا صنم کدے کا ہی بند رستا
نہین ادھر کا نہین اُدھر کا نہین یہان کا نہین وہان کا
ادھر ہی خورشید کو خجالت اُدھر ہی مہتاب کو ندامت
نشان سجدہ مرے جبین پر چمک رہا ہی کس آستان کا
یہ جسم خاکی جو ہی بشر کا ہی جام جمشید سے بھی بڑھکر
اگر حقیقت کو اپنی دیکھے تو حال کھل جائے دو جہان کا
مرے تو گم ہین حواس خمسہ کدھر کو ڈھونڈھون کدھر کو جاؤن
کہ اُسکا گھر جس سے پوچھتا ہون پتا بتا ہی لا مکان کا
بہار کہتے ہین جس کو وہ ہی رخ کتابی کا ایک نسخہ
خزان کو سمجھو مسودہ ہی اُڑے ہوے رنگ عاشقان کا
چلا جو سوے عدم مسافر بوقت رخصت بہت حزین تھا
مگر عجب تھا وہان تماشا کہ پھر ادھر کو نہ آکے جھانکا
یہ عشق کا ہی عجیب بیمار مرتا وہ دور سے آئے پئے عیادت
جو قتل مرنے کے دیکھی صورت تو منھ کو دامن سے اپنے ڈھانکا
گیا تو کوچے مین اُس کے قاصد مگر یہان گنگ ہوکے آیا
ہزار پوچھو بیان کرتا نہین ہی احوال کچھ وہان کا
بہت حبابون نے گھر بنائے ہزار موجون نے جوش مارے
بڑھا گھٹا کب رہا بدستور حال اِس بحر بیکران کا
ہمارے داغ دل و جگر سے جہان سب واسطی ہی روشن
کہ جیسے خورشید و ماہ سے ہی فروغ ہر ایک آسمان کا

تمام

٢٧

خط کا پشتِ لبِ محبوب پہ آنا کیسا
دامِ صیاد میں یاقوت کا دانا کیسا

پوچھتا کوئی نہیں درد بٹانا کیسا
نہیں معلوم یہ آیا ہے زمانا کیسا

قہر میں تیر کماندار تری پلکوں کے
مثلِ غربال مرے سینہ کو چھانا کیسا

میں نہ موسیٰ نہ وہ قوال پسِ شعلۂ طور
لن ترانی کا سناتا ہے ترانا کیسا

غور سے دیکھ ذرا یہ کہیں حور یہ تو نہیں
دمبدم رنگ سا بدلتا ہے زمانا کیسا

ہو قیامت جو ہوا دش سے بچیں گھر بیٹھے
کہیں اس عہد میں آنا کہیں جانا کیسا

سو مرض ہوں تو کروں ایک کی ہرگز نہ دوا
درد سر کسکو ہے صندل کا لگانا کیسا

نگہِ ناز سے تیرے نہ بچا طائرِ دل
تیر پلکوں نے اڑایا ہے نشانا کیسا

خانہ بر دوش بگولے کی طرح پھرتا ہے
جنگلوں میں ترے وحشی کا ٹھکانا کیسا

نامہ بر پڑھ کے مرا خط جو وہ بگڑا بگڑا
صاف کہتا نہیں باتوں کا بنانا کیسا

نہیں معلوم کہ یہ دستِ کرم کس کا ہے
روز فوارہ لٹاتا ہے خزانا کیسا

عاجزوں کو تری تلوار کیا کرتی ہے قتل
سوئے پستی ہے یہ سیلاب روانا کیسا

غیر سے کہتے ہو ہاتھوں میں لگا دے مہندی
ہمکو آتا ہے مرے جی کا جلانا کیسا +

٢٨

وسطی جسکو بندھا اس رخِ گلگوں کا خیال
باغ کو رخ نکرے سیر کو جانا کیسا

رات کو کوچہ و بازار میں جانا کیسا
کچھ سمجھتے ہو یہ نازک ہے زمانا کیسا

چٹکیوں میں اسے اے شوخ اڑانا کیسا
ماہ کو کرکے شبِ تاب بنانا کیسا

پوچھتا کوئی نہیں بات بھی انکی افسوس
قبل اس عہد کے جنکا تھا زمانا کیسا

ابھی سویا ہوں میں اے شورِ قیامت تہِ خاک
آکے بالیں پہ مرے شور مچانا کیسا

شوق سے قتل کرو تم نہیں کیا کرتے ہو
خون بہانا ہے جو تمکو تو بہانا کیسا

میرے مرتے ہی ہوا تارکِ زینت وہ حسین
سرمہ آنکھوں میں کہاں زلف میں شانا کیسا

جلد اس منزلِ ہستی سے چلو ہم سفرو
اچھا فانی راہ خطرناک مین چھپانا کیسا

بوسہ ابرو کا مجھے دو کہ ہو مشہور سخی
کچھ بھی ہمت ہو اگر آنکھ چرانا کیسا

رخت عریان بدنی مر کے ہوا ہمکو نصیب
کام آیا ہی یہ ملبوس پرانا کیسا

خاکساری ہی تو انسان کو ثمر دیتی ہی
ہوکے پیوند زمین سبز ہی دانا کیسا

ضعف سے تا مین پہونچون جو کعبہ کو تو ہون صرف دعا
پانون اٹھتے نہین ہاتھونکا اٹھانا کیسا

سوجھتا کچھ بھی نہین شوق مین ہنگام وصال
پالگتی کیسی مری جان ستانا کیسا

۲۹ واسطی سامنے آیا دم ناوک فگنی
دیکھین اسوقت اڑاتے ہو نشانا کیسا

یاد آتا ہی کہ بے پردہ جنون ایسا تھا
خانۂ زنجیر سے باہر قدم اپنا نہ تھا

تھی شکستِ شیشۂ دل کی صدا آواز سو
اسکے سنگ آستان پر حشر کب برپا نہ تھا

حالِ دل سنکر ہمارا اُس پری رو نے کہا
بات ہی کل کی کہ ایسا ایکو سودا نہ تھا

اُسنے آنکو کہا کل آج ہی مین مر گیا
تھا مری حق مین قیامت وعدۂ فردا نہ تھا

طاق تھا وحشت کی فن مین گو نہایت قیس بھی
سامنا کرتا مرا ایسا تو دل گردا نہ تھا

پر وہ در آنکھو لیتے لیتے دل مرا چوری گیا
دوسرا اُنکے سوا بھیدی کوئی گھر کا نہ تھا

حسن مین گو یوسف کنعان کا تھا شہرہ بہت
تیرے منھ چڑھتا کبھی گر منھ اسکا نہ تھا

عہد طفلی مین بھی ایسے پیچ اسکو یاد تھے
بھولکر بھی داؤ پر میرے کبھی چڑھتا نہ تھا

شب تھا اُسکے پاس پر غفلت سے یہ ثابت نہین
اسکی محفل مین خدا جانے کہ مین تھا یا نہ تھا

جبتلک دیکھا نہ تھا اُس بحر خوبی کا جمال
صورت گرداب پانی منھ مین بھر آیا نہ تھا

۳۰ جل گیا برق جمال یار سے نور نظر
واسطی اس مین مقدر دیدۂ بینا نہ تھا

دیر سے اُٹھکے جو کعبہ مین وہ بت جا بیٹھا
برہمن روئے یہان تک کہ کلیسا بیٹھا

ہون وہ لاغر کہ جہان ضعف سے بیٹھا بیٹھا
نہ اٹھا جب صفت نقش کف پا بیٹھا

کون سامان تھا صحت کا شفا کیا ہوتی
پاس بیمار کے دم بھر نہ مسیحا بیٹھا

کوچۂ یار مین پہونچا تو بڑی مشکل سے
ہر جگہ ضعف سے مین راہ مین اٹھا بیٹھا

وقفہ اُس قلزم ہستی مین فقط تھا کوئی دم
سر اٹھاتے ہی حباب لب دریا بیٹھا

درہم داغ نہ کیونکر ہون مرے دلکو عزیز
کشور عشق مین ان سے مرا سکا بیٹھا

میکدے مین جو تجھے دیکھا نگہ او واعظ
تھی جو دلچسپ جگہ مین بھی یہان آ بیٹھا

فائدہ دیگی نہ زاہد کو ریائی طاعت
کیون پڑھین ایسی نمازین عبث اٹھا بیٹھا

وصل مین وہم اگر ہو تو نگھبرا اے دل
دیکھ انجام کو کیا نقش زلیخا بیٹھا

کسکے رونے سے یہ طوفان اٹھا کیا جانے
کچھ نہ پوچھو کہ مکان شہر مین کیا کیا بیٹھا

کھینچتا تھا نہ تجھے الفت گل مین اتنا
لے گلا بھی ترا اے بلبل شیدا بیٹھا

۱۳
واسطی عاشق قامت ہو یہ تم سمجھے بھی
پا کے یہ سایۂ شمشاد مین کیسا بیٹھا

تھا رند عجب کیا ہو رمضان مین اگر آیا
اے شیخ تبا مے کدے مین تو کدہر آیا

مطلب کوئی اپنا نہ شب وصل بر آیا
رخ سے جو ہٹی زلف تو سورج نظر آیا

آتا ہی نہین کوچۂ محبوب سے قاصد
کچھ دیر نہین شام نہ آیا سحر آیا

بیتابی دل سے جو گیا گھر مین مین اُسکے
بولا کہ تو ہی کون کہان سے ادھر آیا

سب کہتے تھے موقوف قیامت پہ ہے دیدار
دیکھا تو بہت ہنسنے نہ کچھ بھی نظر آیا

بیدار ہو بند آنکھ نہ کر خواب کہان تک
نقارہ بجا کوچ کا وقت سفر آیا

ہر اشک گل سرخ سے ہی سرخ زیادہ
شاید مری آنکھون سے یہ خون جگر آیا

پتا کوئی کھٹکا جو ہوا سے تو مین سمجھا
مایوس دبے پانو مرا نامہ بر آیا

دنیا سے اٹھونگا تو یہ خالق سے کہونگا
جس کام کو بھیجا تھا مین وہ کام کر آیا

صبح شب وصلت نہ کھلا یار کا جانا
کیا خوب ہوا غش مجھے پچھلے پہر آیا

کچھ ملک عدم کا نہ کھلا حال کسیکو
کوئی نہ کبھی جا کے اُدھر سے اِدھر آیا

بھر کر جو دیا غیر کو اس نے قدح مے
غصہ سے لہو آنکھوں میں میری اُتر آیا

آرام نہ خاک کیا عاقبت کار +
بھٹکا ہوا بھولا ہوا میں اپنے گھر آیا

مرجھائے ہوئے ہو تجھے تو اترا ہوا چہرا
وہ آج نئی شکل سے وقت سحر آیا

۳۲
میں مستی عشق جو پوچھا تو وہ بولے
پوچھو تو کدھر واسطی بے خبر آیا

قدم پر اُسکے تو اے سایہ میں غریب جدا
ترا نصیب جدا ہی مرا نصیب جدا

الگ جو عضو ہوا تن سے ہو گیا بیکار
حبیب سے ہو نہ یارب کوئی حبیب جدا

مریض غم جو ترا اُٹھ گیا ہے دنیا سے
دوا فروش جدا رو رہے ہیں طبیب جدا

سفر سے پھر کے وطن سے یہ حال ہے میرا
وطن سے اپنے ہو جیسے کوئی غریب جدا

محبت زن و فرزند میں نہ ہو غافل
بہت قریب ہیں وہ دن کہ ہوں قریب جدا

پس فنا بھی ہے یاں اشتیاق صحبت ناجنس
رہے مزار سے ہو مرقد رقیب جدا

بسر ہو کوچۂ جاناں میں عمر عاشق کی
نہ اس چمن سے ہو یارب یہ عندلیب جدا

مری زبان کو ہے ہر وقت نام یار کی رٹ
یہ خطبہ ہے ترے خطبے سے اے خطیب جدا

میں نالہ کش بھی ہوں ہمراہ گر اجازت ہو
کہیں سنا ہے سواری سے ہو نقیب جدا

یہ کون گور میں بیٹھا ہے پاؤں لٹکا کر
کہ ہاتھ ملتے ہیں عیسیٰ جدا طبیب جدا

۳۳
جدائی احمد و حیدر میں واسطی کیسی
کسی طرح نہیں نائب سے یہ نقیب جدا

دل نشیں کسکو نہیں ہے قد موزوں تیرا
سرو بھی سید کے مانند ہے مجنوں تیرا

خوب واقف مرا دل تجھ سے ہے اے نرگس یار
سامری سے بھی کہیں بڑھ کر ہے فسوں تیرا

استخوان میری غذا اسکے لیے ملتے تجھے کیا
اے ہما بخت کب ایسا ہی ہمایون تیرا

تو وہ شیرین ہی کہ فرہاد ہی تیرا عالم
تو وہ لیلی ہی کہ آفاق ہی مجنون تیرا

بھیجے دوزخ میں کہ فردوس میں مختار ہی تو
بد ہون یا نیک ہون ہر ایک طرح ہون تیرا

جائے تو کوچۂ قاتل میں ہی امید نہیں
نامہ بر حال ابھی سے ہی دگرگون تیرا

سلسلہ کیون نہ مری وحشت دل کا ہو دراز
بڑھ گیا حد سے سوا گیسوے شبگون تیرا

تنگ ہون اہل زمین کیون نہ ستم سے تیرے
طرز بیداد مین شاگرد ہی گردون تیرا

ہاتھ کیا میکدۂ دہر مین آئے مے عیش
غور کر کاسۂ سر دیکھ ہی وارژون تیرا

گل پہ بلبل ہی فدا سرو پہ قمری قربان
بارہ اے سرو گل اندام ہی مفتون تیرا

۴۴ واسطی پاے خم مے پہ ترا سر ہی مدام
میکشو مین ہی لقب کیون نہ فلاطون تیرا

وہ کبھی گالی ہمین جو ہو دینا
کچھ کہین ہم تو پھر نہ رو دینا

یا دم تیغ گان کی چھیڑ تو دیکھو
دل میں نشتر اسے ڈبو دینا

کچھ تو ملجاے بوسہ یا دشنام
دیجئے بھی مجھے جو ہو دینا

زردی عشق مرکے بھی نہ چھٹی
قبر پر زعفران بو دینا

دل وہ دین نذر بوسہ کرتے ہین
ایک لینا ہی ہمکو دو دینا

دم غنیمت ہی سعی کر اے دل
ہاتھ سے وقت کو نہ کھو دینا

پھر غم کے نشتر آتے ہین
ناخن دا کشتیان ڈبو دینا

چاہے کچھ اثر بھی اے اشکو
دیکھنا آبرو نہ کھو دینا

گل سے ہمکو غرض نہ شبنم سے
اس پہ ہنسنا نہ اس پہ رو دینا

چشم تر ہی تو دل مین داغ کہان
خوب آتا ہی اسکو دھو دینا

واسطی اسکے سامنے تو چلو

۳۵ | کچھ نہ کہتے بنے تو رو دینا

آہ کا بھی اسکی فرقت مین اثر جاتا رہا | جسمین آتے تھے ثمر اب وہ شجر جاتا رہا
آکے مضمون ذہن شاعر مین اگر جاتا رہا | اسقدر صدمہ ہوا گویا [illegible] جاتا رہا
چار جا مین ڈھونڈھتا پھرتا ہون ملتا نہین | یہ دل وحشی خدا جانے کدھر جاتا رہا
دل جگر دونون نہین کیا لیکے جاؤن یار تک | ہو سفر کیونکر کہ سامان سفر جاتا رہا
دل سے ملنا تو کہان اب آنکھ بھی ملتی نہین | وہ ہے آئین الفت کسقدر جاتا رہا
کیا کہون کیا کچھ زخم جگر سے تنگ ہون | اب تحمل درد کا اے چارہ گر جاتا رہا
[illegible] اب [illegible] آتے ہین وہ | کون کہتا ہے کہ الفت کا اثر جاتا رہا
ہون جہان مین بھی مثل [illegible] ایک [illegible] جدا | روتے روتے آنکھ سے نور نظر جاتا رہا
[illegible] مین ہو پوچھے ہم مسافر [illegible] | در بدر پھرتا چھٹا رنج سفر جاتا رہا
مر گیا غم مین تو پائی سب بلاؤن سے نجات | شدت تپ درد دل درد جگر جاتا رہا
میری بیتابی سے تھا آگاہ پھر کیون [illegible] | رحم تیرے دل سے بھی اے نامہ بر جاتا رہا
دل نے ایذا مین شب فرقت اٹھائین اسقدر | [illegible] روز قیامت کا بھی ڈر جاتا رہا
گر گیا تن سے جدا ہو قاتل تو کچھ پروا نہین | روز کا جھگڑا اٹھا سب درد سر جاتا رہا
کیا [illegible] کہین غصہ سے جو بیٹھا [illegible] | زر ہو کشتہ ہو گیا [illegible] زر جاتا رہا
[illegible] مین کہان اب وہ جوانی کا [illegible] | [illegible] جب پیدا ہوئی [illegible] جاتا رہا
چھپتا ہی رہا [illegible] دل [illegible] درد عشق | [illegible] کتنا رہا اور کسقدر جاتا رہا
جان سے [illegible] خاطر تھا وہ [illegible] | اور شاداں ہون گا دل سے غم اگر جاتا رہا

الفت [illegible] وفا جسکے ثمر تھے واسطی
گلشن عالم سے شاید وہ شجر جاتا رہا

۳۶

جو ہی چلا [illegible] آپ کا | [illegible] کیون نہ بنے [illegible] آپ کا

ہر زخم تن سے آتی ہی بوے گل جنان | چھپتا ہی کوئی کشتۂ شمشیر آپ کا
روشن ہوا سپہر پہ دیکھی جو کہکشان | یہ بھی ہی ایک قیدی زنجیر آپ کا
ناحق چڑھے تھے حضرت عیسیٰ تم اسکے منہ | دم بند کر دیا دم تقریر آپ کا
لکھنے کبھی نہ دی کی نزاکت جواب خط | اٹھتا نہین قلم دم تحریر آپ کا
ثابت ہی مرغ قبلہ نما کی طپش سے صاف | سیری طرح سے یہ بھی ہی نخچیر آپ کا
گردن وہی ہی جس پہ چلے آپکی حسام | سینہ وہ ہی جو ہو ہدف تیر آپ کا
رکھا سر سنان سر عاشق کو کاٹ کر | چمکے زیادہ کوکب تقدیر آپ کا
حیران رہین جو حضرت یوسف بھی دیکھ لین | چہرہ ہی محو شوخی وہ تصویر آپ کا

۳۷
عاشق نہین جو رخ گلگون کو واسطی
پھر وجہ کیا جو رنگ ہی تغییر آپ کا

آنکھون سے جھڑے ابر کو کیا کام پڑ گیا | رونے مین یہ گھٹا کہ گھٹا نام پڑ گیا
گیسو پکا یک اسکا نظر آگیا مجھے | آفت کے دام مین دل ناکام پڑ گیا
لوٹا خیال زلف نے اسباب صبر دل | ڈاکا ہمارے گھر مین سر شام پڑ گیا
آتے ہی قید مجلس دنیا مین ہم ہوے | گردن مین طوق گردش ایام پڑ گیا
وہ گرم خون ہون مین کہ لیا جسنے میرا نام | چھالا زبان پہ صورت صمصام پڑ گیا
مین محو یاد حق مین تھا زاہد معاف رکھ | غفلت مین ہاتھ اگر طرف جام پڑ گیا
دھوکے کیا تھا کیا کسی خوش چشم کے حضور | چالا جو تیری آنکھ مین بادام پڑ گیا
نالش نہ کی کبھی مین بھی اسکی سنی گئی | تاوان حسن خرید کے اسکا الم پڑ گیا
محفل مین آئینہ جو ہوا غیرت چمن | کس کا یہ عکس چہرۂ گلفام پڑ گیا
زلف بتان سے چھوٹ کے بھی قید ہم رہے | پیچھے ہمارے سایہ صفت دام پڑ گیا

تالو سے کیون زبان نہین لگتی ہی واسطی

۳۸ کس شوخ بیوفا سے تجھے کام پڑ گیا

چل بسے سب کون ہمدم رہ گیا — آشنا سے دل فقط غم رہ گیا

یاد اس عیسیٰ کی آئی وقت نزع — خیر کی اللہ نے دم رہ گیا

پھول پژمردہ ہوئے شمعیں بجھیں — کس کا جوبن کس کا عالم رہ گیا

جان مجھ لاغر کی ای غم اب چھوڑ — دیکھ تو تن میں لہو کم رہ گیا

دل مرا تھا یا کوئی مہمان سرا — گا عیش میں اپنی کبھی غم رہ گیا

شرم سے اس دیدۂ تر کے حضور — یہ گھٹا دریا کہ شبنم رہ گیا

چھپ گئی شکل سکندر خاک میں — دیدۂ آئینہ پُرنم رہ گیا

نام گل مرغ قفس نے جب سنا — لوٹ کر کیسا اسیر غم رہ گیا

تم بھی بوسہ دو اگر چاہو نمود — حاتمی سے نام حاتم رہ گیا

۳۹ ہو چکی سیر جہان ای واسطی
گھر کو چلیے دن بہت کم رہ گیا

در سے سر پھوڑا ایسے رسوا کیا — ہاتھ ملتے ہیں کہ ہم نے کیا کیا

پھلا مجکو جو اُن کو ہے سے سخت — دور تک منہ پھیر کر دیکھا کیا

ہوں وہ مجنوں ایک نالے نے مرے — دونوں عالم کو تہ و بالا کیا

سینۂ مرغ تو ٹوٹا آسمان پہ — کیا تماشا ہے تیر نے کیا

چشم تر رو دی تو کیا حاصل ہوا — جو کہ تقدیر کا لکھا لیا

تھے پیام مرگ تیرا اختلاط — آہ خوش نے تری ٹھنڈا کیا

شکل آئینہ سراپا نے ترے — غرق حیرت مجکو سر تا پا کیا

لاش تک تو نے نہ گڑوائی مری — واہ ای قاتل سلوک اچھا کیا

۴۰ غیر سے جو دور بیٹھا ہے سرم میں

اسنے پاس ای واسطی میرا کیا

جس نے کہ اک نظر مین مرا دل چرا لیا
کہتا ہی آنکھین پھیر کے وہ مین نے کیا لیا

ان سنگدل بتون نے بلایا نہ جب مجھے
آخر کو اپنے پاس خدا نے بلا لیا

اب احتیاج اسے کسی ایوان کی کیا رہی
رہنے کو جھونپڑا تو گدا نے بنا لیا

جو بوجھ عشق کا نہ ملائک سے اٹھ سکا
اس خاکسار نے اسے سر پر اٹھا لیا

دیکھا نہ ایک نے مرے سینہ کے داغ کو
یون اس چراغ کو تہ دامن چھپا لیا

ہونے لگا ہی انکے مکان تک گذر مرا
کچھ دے کے پاسبان کو جب سے ملا لیا

ملک عدم کی راہ بھی کتنی تھی شاہراہ
سیدھے گئے نہ ساتھ کوئی رہنما لیا

اٹھکر وہ میرے پاس سے کیسے خفا ہوے
دامن کو مین نے جب تہ زانو دبا لیا

دنیا مین کانون کان کسی کو خبر نہین
کیا جانے ہمنے کس کو دیا کس سے کیا لیا

یا اسم بخشئے تجھے یا بوسہ لیجئے
سمجھو کہ کام آئے گا اکدن دیا لیا

دنیا مین بیٹھنے کو جگہ امن کی نہ تھی
اچھا ہوا کہ ہمکو خدا نے اٹھا لیا

ان گلرخون مین نام کو بوئے وفا نہین
سو سو طرح سے ہمنے انھین آزما لیا

دونگا متاع صبر و دل و جان مین سب انھین
کچھ بد معاملہ ہون نہ کوئی دوا لیا

جتنی تھین مشکلین ہوئین آسان واسطی
جسوقت نام نامی مشکل کشا لیا

ام

دفعتاً شعلہ کو کلیجہ دم فریاد آیا
یاد تیرا ہو برا کیون وہ مجھے یاد آیا

بے طلب یاد جو لو اسی ستم ایجاد آیا
کیا کوئی اور تجھے تازہ ستم یاد آیا

قتل کرنیکو جو مقتل مین وہ جلاد آیا
شکر کی جا ہی کہ پچھلے مین اسے یاد آیا

ہون وہ بلبل کہ نہ جی بھر کے گلو کو دیکھا
اڑکے گلزار مین آیا تھا کہ صیاد آیا

جوش وحشت مین ہر اک مو بدن ہی نشتر
فصد کے واسطے بیکار وہ فصاد آیا

ہون وہ مجنون مجھے اندیشۂ ابلیس نہین / پاس سایہ کے نہ ڈر کر کبھی ہمزاد آیا
تیوری بدلے ہوے لال آنکھین کیے تیغ بکف / قتل کو میری نئی شان سے جلاد آیا
شکل گل وضع چمن کیسی ہے ہم کیا جانین / آنکھ کھولی تو نظر خانۂ صیاد آیا
ہوئی عبرت مجھے دیکھی جو سحر کو شبنم / مٹ گیا جو طرف گلشن ایجاد آیا
وائے غفلت مجھے ہر روز نئی فکر رہی / قصۂ عمر گذشتہ نہ کبھی یاد آیا
پانون پڑ پڑ کے یہ مقتل مین اُسے لائی ہے / قتل کو تیغ کے اصرار سے جلاد آیا
دادرس قافلہ مین کوئی جرس کو نہ ملا / منھ کو ہر چند کلیجہ دم فریاد آیا
تیری اِک آنکھ پہ ہے خال کا نقطہ ظاہر / اکطرف صاد نظر اکطرف ضاد آیا
وائے قسمت نہ ہوئی دولتِ نظارہ نصیب / منھ چھپائے ہوے سو پردے مین جلاد آیا
واہ اے جوش جنون خانۂ احسان آباد / کہ مری فصد کو فصاد پریزاد آیا
جور اصنام کا ہو شکر ادا کیا مجھسے / انکے باعث سے مصیبت مین خدا یاد آیا
کون شمشاد قد یار کا قمری نہ بنا / ہو گیا بندہ اگر سامنے آزاد آیا
گل و بلبل کی الٰہی چمنستان مین ہو خیر / گھر مین گلچین کے پئے مشورہ صیاد آیا
دیکھی ناخن سے زبس سینہ خراشی جو مری / کھا کے تیشہ بڑے سوچ مین فرہاد آیا

۴۲ واسطی جانب شیراز گذر ہو جو مرا / روح سعدی کو ہو تربت مین کہ استاد آیا

جو گرد شمع کوئی بزم مین پتنگ پھرا / گلے پہ خنجر رشک اپنے بیدرنگ پھرا
دہن سے بات جو نکلی کہین وہ چھپتی ہے / کمان سے چل کے نہ سوے کمان خدنگ پھرا
موے پہ بھی مجھے تقدیر نے دیا چکر / کہ آسیا کی طرح سے لحد کا سنگ پھرا
یقین نہین ہے کہ دل پھیر دے مرا لیکن / کہ اپنے قول سے وہ لعبت فرنگ پھرا
خط اسکے چہرۂ گلرنگ پر نکل آیا / غضب ہے سرخ زمین پہ سیاہ رنگ پھرا

تڑپ رہے ہین جو بسمل انھین تو رخصت کر
خدا کیواسطے اے ترک خانہ جنگ پھرا

وہ لقمہ ہون کہ لگایا جو بحر مین غوطہ
کہان کہان نہ مجھے ڈھونڈھتا نہنگ پھرا

سنائے ہین جو وہ افسانے جوش وحشت مین
اڑا دماغ ہرن کا سر پلنگ پھرا

٤٣ حریص سے نہ گئی واسطی تلاش جہان
کہان کہان نہ یہ تیمور ہوکے لنگ پھرا

دھر مین جم رہا نہ جام رہا
مے کشون کا جہان مین نام رہا

صبح با تو نہین ہوگئی شب وصل
قصۂ شوق ناتمام رہا

کام آئی قضا مصیبت مین
اب ہمین کیا کسی سے کام رہا

شکل راحت نہ ایکدن دیکھی
ہجر مین خواب و خور حرام رہا

بارہا اُس سے ہمکلام ہوئے
کیا دہن مین ہمین کلام رہا

آج اجل آئے کل اجل آئے
یہی اندیشہ صبح و شام رہا

جوش وحشت مین کیا مزا لوٹے
گرد پریون کا ازدحام رہا

ایکدن بھی نہ وصل کی ٹھہری
مدتون نامہ و پیام رہا

ہمسے گذر گئی اپنی
چار دن کب کبھی قیام رہا

اس ستمگر کے گھر مین نجانے پائے ہم
وان رقیبون کا اہتمام رہا

٤٤ دھیان ابرو کا واسطی نہ گیا
کشتۂ تیغ بے نیام رہا

پریون پہ تصدق دل دیوانہ رہیگا
ہر شمع پہ قربان یہ پروانہ رہیگا

مجنون کی جگہ پائی ہے وحشت مین جو مین نے
خالی نہ مرے بعد بھی ویرانہ رہیگا

سر بھی نہ ہلائین گے تہِ خنجرِ قاتل
ثابت قدم ہمتِ مردانہ رہیگا

ہوش آئیگا کب خدمت واعظ مین پہنچکر
وان بھی تو خیالِ خم و پیمانہ رہیگا

دیکھیگا تجھے ایک نظر جب کوئی عاقل
وحشی کی طرح عقل سے بیگانہ رہیگا

ہین دیدۂ و دل انکو اگر نذر کرونگا
دور آئنہ محفل سے الگ شانہ رہیگا

پیدائش مضمون پہ جب آجاے گی یہ فکر
باقی نہ کوئی معنی بیگانہ رہیگا

زندان مین جو وحشی کو ترے قید کرینگے
منہ خواب مین بھی جانب ویرانہ رہیگا

جبتک کہ زبان کو ہے مرے نطق کی طاقت
ہر وقت لبون پہ ترا افسانہ رہیگا

شمع رخ روشن پہ نظر جس کی پڑیگی
وہ گرد ترے صورت پروانہ رہیگا

۴۵
اے واسطی ایسے ہین اگر ہجر مین نالے
کاہیکو کوئی پھر ترا ہمخانہ رہیگا

کسی پر اے دل ناداں تجھے عاشق نہ ہونا تھا
یہی تھا قصد اگر تو زندگی سے ہاتھ دھونا تھا

سر محفل نہ اسکے سامنے اے چشم رونا تھا
نہ کرنا تھا اُسے رسوا نہ خود بدنام ہونا تھا

تجھے دی خلقت گل حق نے مجھکو خلقت شبنم
تری قسمت مین ہنسنا تھا مری قسمت مین رونا تھا

غرض تجھکو غم الفت مین ہوتا عیش ساحل سے
شناور کیون ہوے منجدھار مین کشتی ڈبونا تھا

نہ پوچھو عالم وحشت مین کیسی دل کی وسعت تھی
یہ سارا عالم اپنا دیکھا ایک کونا تھا

ہوئی منعم کی کیسی عمر ضائع جمع دولت مین
کھلی جب آنکھ غفلت سے نہ جاگا ہی تھی نہ سونا تھا

سمجھ کر عشق کرنا تھا تجھے آغاز الفت مین
عبث روتا ہے اب اے دل ہوا جو کچھ کہ ہونا تھا

ملی کب داغہائے دل سے فرصت ہمکو وحشت مین
یہی تھا اوڑھنا اپنا یہی اپنا بچھونا تھا

جو لی تھی موتیونکی ہار کی اس گل نے فرمائش
تجھے تار نگہ مین اشک کے موتی پرونا تھا

ہوئی کیا ہمسے نادانی کہ ناحق عمر ضائع کی
بڑی دولت ہے یہ اے دل نہ اسکو مفت کھونا تھا

لب شیرین سے اول کیون نہ بوسے ٹال کے لیتے
پسند طبع میٹھے سے سوا ہمکو سلونا تھا

۴۶
جو خواہش گلشن جنت کی رکھتا تھا قیامت مین
تجھے تخم عمل اے واسطی دنیا مین بونا تھا

ہوا عشقِ کمر میں جسم ایسا ناتواں اپنا / کہ اب تو جو دہن ڈھونڈھے نہیں ملتا نشاں اپنا
بنایا گردِ بادِ دشت ہمکو جوشِ وحشت نے / لیے پھرتے ہیں اپنے دوش پر ہر جا مکاں اپنا
ہمیں سے خوب تصور دولتِ دنیا کو سمجھے تھے / جو دیکھا ازسرِ نو پایا غلط نکلا گماں اپنا
نہ دیکھی سیر جو کی تھی گلگشتِ پھولوں کی / گلستاں میں ہوا آنا تو ہنگامِ خزاں اپنا
بلانے آئی ہے کسکو ہم اُسکے در پہ بیٹھے ہیں / نہ اٹھیں گے اٹھا رکھو غمزہ اے جورِ جہاں اپنا
چمن سے بڑھ کے راحت خانہ صیاد میں پائی / قفس میں یاد آئے خاک ہمکو آشیاں اپنا
ترے کوچہ سے مثلِ نقشِ پا ہم اٹھ نہیں سکتے / ضعیفی میں جو کام آیا تو جسمِ ناتواں اپنا
وہ محزوں ہیں کہ جائے خندہ ہمکو گریہ آتا ہے / اگر ہوتا ہے جانا سوئے کشتِ زعفراں اپنا
میسر ہے نظارہ وحشت رنگا گھر ہی بیٹھا نہ / ہوئے ہیں پیر لیکن بخت ہے اب تک جواں اپنا
ہمارے روئے گلگوں سے اُسے زیبا نہیں دعویٰ / ذرا آئینہ لیکر منہ تو دیکھے زعفراں اپنا
وہ رہرو ہیں کہ سمجھے راہ میں مزدور رہبر کو / سرِ گردن پہ اُسکے رکھدیا بارِ گراں اپنا
بڑی حیرت میں ہے تلوار پھیرے کسکی گردن پر / نظر آتا نہیں قاتل کو جسمِ ناتواں اپنا
محبت نے تمھاری کردیا مشہورِ عالم میں / ہر اکجا ذکر ہوتا ہے نہیں چرچا کہاں اپنا

۴۷
لگی کیا موتیوں کی واسطی ہم کو تو لگتی ہیں
سلامت ہے اگر یہ دیدۂ گوہر فشاں اپنا

بنائیں اس خراب آباد میں کیا ہم مکاں اپنا / زمیں ہے خون کی پیاسی عدو ہے آسماں اپنا
خزاں آئی تو بلبل باغ میں آکر یہ کہتی تھی / یہاں غنچہ یہاں گل تھا یہاں تھا آشیاں اپنا
حواس و ہوش میں اپنے پریشاں جوشِ وحشت میں / بیاباں گرد رہتا ہے ہمیشہ کارواں اپنا
کھلا تھا دار پر منصور کو جو رازِ سربستہ / مقرر دل سے ہم کہتے جو ہوتا رازداں اپنا
خفا کیوں باغباں ہے طائرِ رنگِ چمن ہیں ہم / گراں کچھ شاخِ گلبن پر نہیں ہے آشیاں اپنا
محیطِ دہر میں راحت کہاں جز خانہ بربادی / حباب آسا ہے راہِ سیل میں ہر دم مکاں اپنا

دل اک برق تجلی کے قد موزون پر آیا ہی
وہ طائر ہین کہ نخل طور پر ہی آشیان اپنا

پتا کیا پوچھتے ہو مجھسے میرے جسم لاغر کا
کرو نیچی نگاہین دیکھ لو موے میان اپنا

زبان سے روز وصف روے آتش رنگ کرتے ہین
سفینہ آگ کے دریا مین رہتا ہی روان اپنا

اڑاؤ نوجوانو ہم ضعیفون سے نہ بے پر کی
کہ اس گلزار مین برسون رہا ہی آشیان اپنا

تڑپ اتنا نہ پہلو مین دلا کچھ رحم کر ہم پر
مبادا ٹوٹ جائے بخیہ زخم نہان اپنا

ابھی منصور کے مانند مجکو دار پر کھینچین
اگر حق حق بتاؤن خلق کو نام و نشان اپنا

دہن ہی اسم اعظم مصحف رخ مین تو ظاہر ہی
کہ نقاش ازل نے یہ بنایا ہی نشان اپنا

۴۹
صفت ہی کام اپنا خط و خال و زلف جانانکی
وطن مدت سے ہی اے واسطی ہندوستان اپنا

گر حال مرا کچھ بھی اس بت سے کہا جاتا
انسان تو ہی وہ بھی کچھ رحم ہی آجاتا

اس ضعف کے عالم مین صحرا کو مین کیا جاتا
گر پانون مدد کرتے یہ کام چلا جاتا

صد شکر عیادت کو آئے نہ دم آخر
تعظیم نہ ہو سکتی مجھسے نہ اٹھا جاتا

کیا خط مین اسے لکھتا منشی تھا عدو میرا
یان اور لکھا جاتا وان اور پڑھا جاتا

سوت آئی شب وصلت کیا خوب ہوا اے دل
وہ کہتے کہ جاتے ہین یہ کس سے سنا جاتا

سامان تعیش تو حاصل نہین فرقت مین
ہوتا نہ اگر غم بھی جینے کا مزا جاتا

اے شمع رخو تم مین ہوتی نہ اگر گرمی
پروانے کی صورت یون مجھسے نہ جلا جاتا

تعریف جو تم کرتے غیرون کی مرے آگے
خاموش بھلا مجھسے کس طرح رہا جاتا

اُس در پہ اگر جاتا کچھ پانون نہ تھک جاتے
عشاق کے زمرے مین واعظ بھی گنا جاتا

افسوس کہ غیرون نے کھدوائی مری تربت
اے کاش زمین پھٹتی مین اسمین سما جاتا

افسون نہ پڑھے جاتے جادو نہ کئے جاتے
ملتے جو نہ تم مجھسے کیا کیا نہ کیا جاتا

مذکور رسا کا سل کیا تھا ضعف مجھو مالخ

۹۴	اے واسطی صحرا کو زندا لبنے مین کیا جاتا	

بھروسا عیش دنیا کا ہی کیا آخر فنا ہوگا
جو کچھ ہی آج وہ کیا ہی جو کل ہوگا وہ کیا ہوگا

خدا ہی غیب کا عالم کوئی انجام کیا جانے
نہین معلوم کس دن کس گھڑی کسوقت کیا ہوگا

حبابِ بحر کے مٹنے سے کچھ دریا نہین گھٹتا
مرے ہونے سے کیا حاصل نہ ہون گا مین تو کیا ہوگا

مٹا جو صفحۂ عالم سے بے نام و نشان ہوکر
گمان ہی مجھکو وہ میرا ہی حرف مدعا ہوگا

تمنا وصل کی ہمکو نہ صدمہ تیری فرقت کا
خوشی ہوگی تو کیا ہوگی جو غم ہوگا تو کیا ہوگا

نہ سمجھا تھا مین اس مشکل کو آغاز محبت مین
جو ہی اب آشنا انجام مین نا آشنا ہوگا

اسی امید پہ ہی اب مدار زندگی اپنا
وہ کب تک جھوٹھ بولین گے کبھی وعدہ وفا ہوگا

پھنسا لے مرغ دل صیاد اگر ہی شوق آرایش
کہ تیرے ہاتھ مین یہ طائر رنگِ حنا ہوگا

دباتا ہی فلک ناحق مرے طبع ملائم کو
یہ پانی ہی بھلا ضربِ عصا سے کیا جدا ہوگا

وہ شاہ ملک خوبی مجھ گدا کے پاس آے گا
کسی دن نقش حب آخر یہ نقش مدعا ہوگا

لب جان بخش کی الفت مین یہ عمر روان پائی
کہ میرا نقش پا بھی چشمۂ آب بقا ہو گا

محبت مال کی اے غافلو بیہودہ ہی بالکل
جدا ہو اُس سے تم پہلے کہ جو تمسے جدا ہو گا

عروج بام دولت مجھ گدا کو کچھ نہین مشکل
اٹھیگا جب سفر نردبان دست دعا ہو گا

نظر آئے گا ہر گل سبزۂ بیگانہ گلشن مین
دماغ دل اگر مشتاق بوئے آشنا ہو گا

مین نالان اس لیے اے واسطی مرقد مین لیٹا ہون
اٹھاؤنگا جو سر ہنگامۂ محشر بپا ہو گا

۵۰

ہی تپ ہجر مین احوال بہت زار مرا
کوئی مونس ہی نہ ہمدم ہی نہ غمخوار مرا

کوے قاتل کو لہو روکے بناؤنگا چمن
رنگ دکھلائیگا یہ دیدۂ خونبار مرا

ہی بتون کے لب لعلین سے محبت دل کو
رگ یاقوت سے ہو رشتۂ زنار مرا

نالشی بنکے چلون سامنے اُنکے شاید
آگے دھوکے ہین وہ لکھ لین کبھی اظہار مرا

نام تو اپنا بتا یا مجھے پر یہ بھی کہا
ذکر کرنا نہ کہین اور خبردار مرا

دختر رز سے بڑھا ربط یہان تک آخر
گھر ہوا اے بادہ کشو خانۂ خمار مرا

مثل شبنم ہوا ابھی رشک سے پانی پانی
داغ دیکھے جو کبھی لالۂ کہسار مرا

کیون خفا ہو مری صورت سے تم اے آزادو
مین گرفتار نہین دل ہی گرفتار مرا

خواب مین دیکھی ہی اک سیم بدن کی صورت
مین بھی منعم ہون زہے طالع بیدار مرا

۵۱ واسطی لیتے ہین جھنجھلا کے وہ مجھسے پوچھا
مفت کا کچھ نہین یہ سایۂ دیوار مرا

عمر بھر ہمنے بگولے کی طرح چکر کیا
پاؤن سے صحرا نوردی کے مہم کو سر کیا

صبر دل کھو کر تجھے قابو مین اے دلبر کیا
گھر لٹا کر ہمنے تیرے دل مین پیدا گھر کیا

جب جدا ہونے لگا صبح شب وصلت وہ مہر
میرے نالون نے بپا ہنگامۂ محشر کیا

چھوتے ہی اس زلف کے گم ہو گئے ہوش و حواس
ہمنے اپنے ہاتھ سے برباد اپنا گھر کیا

بندۂ بت ہو نہین کیون کرتے ہین طعن اہل حرم
میرے حق مین جو کیا اللہ نے بہتر کیا

دیکھکر مجھکو حسد سے بت برہمن ہو گیا
دی سزا حق نے اسے اپنا لئے پتھر کیا

اسقدر آئینہ دکھلانے سے تو کیون ہے خفا
چھیڑنے کیواسطے پیدا ترا ہمسر کیا

مالک تقدیر نے عہدون کی جب تقسیم کی
قیس و وامق کو محرر مجھکو سر دفتر کیا

مے کشی کا لطف ہمکو بحر ساقی مین کہان
جام مے لبریز آب چشم سے ساغر کیا

عین دریا بنگئے ہو کر فنا مثل حباب
کھو کے ہستی اور ہی عالم مین پیدا گھر کیا

شوق طاعت کرکے پتھر سے بنائی سجدہ گاہ
کچھ بتون کا پاس ہمنے کچھ خدا کا ڈر کیا

دولت دیدار قاتل جب ہوئی ہمکو نصیب
سر جھکا کر شکر کا سجدہ تہ خنجر کیا

بند کی ہمنے زبان جب کھل گئی سبکی زبان
ذکر خاموشی کا میری خلق نے گھر گھر کیا

غیر کو مین بھی زبانی یار کے بھیجون پیام
خلق مین محبوب کو خالق نے پیغمبر کیا

۵۲

جام کوثر ہاتھ آیا واسطی فردوس مین
نقد دل ہمنے جو نذر ساقی کوثر کیا

اشک کے قطرون سے ایسا پیرہن کو تر کیا
تار تار پیرہن کو رشتۂ گوہر کیا

کھو وہ مجنون بیڑیان پہنے ہوے اٹھے جو ہم
طرفہ محشر مین بپا ہنگامۂ محشر کیا

کیا تصرف ہے کہ خنجر سے لیا صندل کا کام
سر مرا کاٹا جو اسنے دور درد سر کیا

پیرو دل ہون ملیگی منزل مقصود مجھے
راہ کیا بھولیگا جسنے خضر کو رہبر کیا

واہ رے شوق شہادت تیغ سے جب سر کٹا
شمع کے مانند ہمنے اور پیدا سر کیا

کیا نگاہ مست ہی اُسکی کہ جب کی سیر باغ
سرو کو شیشہ بنایا پھول کو ساغر کیا

عشق کیونکر یار کے کندن سے چہرے کا چھٹے
غم کی بیماری نے چہرہ زرد و مثل زر کیا

قصد مقصد کا کیا جب فرق مقصد کٹ گیا
بخت بد نے ناخن تدبیر کو خنجر کیا

تیرے دیوانے کو زندان روک سکتا ہی کوئی
ہر جگہ دیوار میں ٹکرا کے پیدا در کیا

بزم جاناں میں جو دیکھا غیر کو حیران ہوا
گلشن جنت میں شیطان نے گذر کیونکر کیا

کس طرح لیجائیگا مضمون دور کچھ قاصد نہیں
شوق کے مضمون نے نامہ کو مرے دفتر کیا

جانتی ہی ساری خلقت تم خدائے حسن ہو
خط دیا جس نامہ بر کو تمنے پیغمبر کیا

کیا حقیقت ماہ کی ای آفتاب اوج حسن
تو نے اکثر مثل مہر و مہر کو شش در کیا

۵۳

منہ میں جو آیا کہا ناصح نے آکر ہمکو کل
کچھ نہ بولے واسطی ہمنے خدا کا ڈر کیا

کس رضامندی سے نذر تیغ قاتل سر کیا
لے ترا کہنا بھی ہمنے ای دل مضطر کیا

بہ گیا یا اڑ گیا خرمن نہیں پروا مجھو
کب شکایت سیل کی کب شکوۂ صرصر کیا

ہیں وہ طائر خانۂ صیاد میں آئی جو نیند
اپنے ہی بازو کا تکیہ ہمنے زیر سر کیا

غم اٹھائے اسقدر غم کا نہیں اب مجکو غم
سختی ایام نے دلکو مرے پتھر کیا

شہر لوں سے لوگ آتے ہیں زیارت کے لیے
لاغری نے تن کو میرے موئے پیغمبر کیا

ہی قیامت بزم میں اُس شوخ کا انداز رقص
ہر قدم پر اسنے برپا فتنۂ محشر کیا

گرم ایسا تھا سخن میرا کہ جب چھپنے لگا
ٹکڑے ٹکڑے اُسنے مطبع میں ہر اک پتھر کیا

خوبصورت ہو بچے تو داخل عصیان نہیں
کیا ہوا شبنم نے پھولوں کا جو دامن تر کیا

آئینہ دل کا کیا میں نے کدورت سے جو صاف
حق نے مجکو صاحب اقبال اسکندر کیا

دور گردون رہنے دیتا ہی کسے اک حال پر
ماہ کو اُسنے کبھی فربہ کبھی لاغر کیا

عالموں کو پوچھتا ہی کون اب اس عہد میں
ہی وہی علامہ جس نے خوب کسب زر کیا

آتے آتے نزع میں آیا ہے تو اے بیوفا	لب بھری نیت جو نظارہ ترا دم بھر گیا
جو ادا تیری ہے وہ تیغ قضا سے کم نہیں	تو وہ قاتل ہے کہ جسنے قتل بے خنجر کیا

۵۴
دلمیں اپنے کب طمع دنیا کی آئی واسطی
فرد باطل اسکو سمجھے خارج دفتر کیا

دل کو دعوے تھا بڑا صبر و شکیبائی کا	مر گیا نام ہی سنکر شب تنہائی کا
عمر سجدے میں ہوئی گو کہ بسر مثل قلم	غیر کاہش نہ ملا اجر جبین سائی کا
زندہ ہو جاؤں میں مر جاؤں اگر فرقت میں	درد اسے مرگ ہو یہ وقت مسیحائی کا
ہو گیا خاک جو میں خاک سے بھی خاک ہوا	مر کے سودا نہ گیا بادیہ پیمائی کا
خیف تجرید سے میں بھی ہوں جہاں میں مثل	جیسے ساکن ہو الف گوشہ یکتائی کا
ہے جو عاقل تجھے پرہیز ہنر لازم ہے	نافہ ہے دشمن جان آہوئے صحرائی کا
مرتے دم تک نہ ہوا فرد سے وہ زوج کبھی	پڑ گیا جس پہ کہ سایہ مری تنہائی کا
قابل دید وہ جلوہ ہو تو کوئی دیکھے	آنکھ کا ہے نہ قصور اس میں نہ بینائی کا
آنے دیتے نہیں اس شک سے کسی یار کو وہ	پردہ فاش اسمیں نہ ہو چشم تماشائی کا
کسی میکش کو نہ ہاتھ آئیگا جام مے عیش	دور یوں ہی جو رہا گنبد مینائی کا

۵۵
واسطی ہند سے روضہ پہ محمد کے چلو
شوق رکھتے ہو جو اس در پہ جبین سائی کا

ہے تجھکو جشن سالگرہ سے الم ہوا	اک سال زندگی کا مرے اور کم ہوا
قاتل کا میرے قتل سے تازہ ستم ہوا	میرے ہی دم سے تیغ اسکا دو دم ہوا
ہر چند ساری عمر چلے راہ عشق میں	واقف نہ بیخودی میں قدم سے قدم ہوا
اعضا میں کیوں نہ درد ہو بیچین ہے روح	گریاں ہوئی عروس تو سب گھر کو غم ہوا
رہنے لگا ہے دلمیں مرے اب بتوں کا دھیان	مشہور تھا جو کعبہ وہ بیت الصنم ہوا

جوشِ جنون مین داغ سرو دود آہ سے — تیرا فقیر صاحبِ تاج و علم ہوا
وہ زلف اڑ کے رخ پہ ہوا سے جو آگئی — سمجھا یہ مین کہ رات بڑھی روز کم ہوا
تیرے دہن سے تیری ہنسی سے حساب — دنیا مین اعتبار وجود و عدم ہوا
آتا تھا کب جنون مین مجھے جم کے بیٹھنا — رہبر تمھارے کوچے مین نقشِ قدم ہوا
دریا گھر کی گرد بیٹھی نہ دھوسکا — اشکون سے کب غبار مرے دلکا کم ہوا
کھینچا نہ خار کو رہ الفت مین پانوٗ نسے — مین اپنی دشمنی مین یہ ثابت قدم ہوا
ساقی نے دھوئین دل سے ہماری کدورتین — جامِ شراب چشمۂ آبِ کرم ہوا
نکلی نہ منھ سے آہ جو ٹوٹا ہمارا دل — کھائی شکست شاہ نے وارژون علم ہوا
ہنگامِ گریہ حال جہان مجھپہ کھل گیا — دل کی طرح سے دیدۂ تر جامِ جم ہوا
کیا جانئین اسکی بزم مین ایسا کیا ہی نگ دھنگ — اپنا تو اتفاق مہینون سے کم ہوا

۵۶ پالی کہین نہ عالم امکان مین جاے امن — کیا کیا نہ واسطی دل غمگین کو غم ہوا

خالی کبھی نہ فیض سے دستِ کرم ہوا — کب نور مہر ماہ مین جانے سے کم ہوا
نالے سے دل سراندار باب غم ہوا — میدان ہی اسکے ہاتھ جو صاحب علم ہوا
کسنے کیا ہی چاک گریبان صبح کو — بخیہ سے زخم کاری دل کب بہم ہوا
عارض کو اسکے سورۂ والشمس تو لکھا — پہ سرنگون مین صورت واو قسم ہوا
کرتا ہی روز وعدہ کہ کل ہم کرینگے قتل — دم اسکی تیغ کا کسی کاذب کا دم ہوا
لکھا جو وصف زلف مین آشفتگی کا حال — کاغذ سیاہ خامہ پریشان رقم ہوا
لکھا گیا نہ ہم سے ذرا حال زخم عشق — جب تک جگر نہ چاک برنگ قلم ہوا
سر مہ لگا کے کعبے مین آیا ہی حج کو کون — مذبوح بے چھری جو غزال حرم ہوا
اسلام و کفر کا ہوتہ عالم من کیون رواج — گیسو صنمکدہ تو دو ابرو حرم ہوا

احسان کا بوجھ اٹھا کے نہ بچتا یہ ناتوان
ممسک نے دست بخل جو کھینچا ستم ہوا

موت آئی مجھکو عشق لب لعل یار مین
آب حیات طالع واژون سے سم ہوا

دیکھو تو اسکے ابرو و چشم سیاہ کو
کعبے مین کیا غضب ہی مقام صنم ہوا

تیرے فقیر اسکو کبھی دیکھتے نہین
خجلت سے زرد اسلیے روے درم ہوا

نخوت سے کیا ملا کسی مردار خوار کو
اتنا ہوا کہ مقبرہ ناحق شکم ہوا

بیمار تیرے الفت عارض مین ہی چمن
چھوٹے نہین یہ پھولونکے منھ پہ ورم ہوا

۵۷ بیداد کب یہ دور فلک مین ہی واسطی
گردش سے چشم یار کی پیدا ستم ہوا

شعلۂ عشق جلا دے کبھی خرمن میرا
پاک ہو خار تمنا سے تو دامن میرا

حال دل دیدۂ خونبار سے ہوتا ہی عیان
گھر کا سب حال دکھاتا ہی یہ روزن میرا

شکوہ بیفائدہ اسکا ہی شکایت بیجا
دوست کسکا ہی کہ یہ چرخ ہی دشمن میرا

شمع روشن جو نہین ہی سر مرقد تو نہو
شکر صد شکر کہ ہی نام تو روشن میرا

جوش وحشت نے یہ کپڑونکے اڑاے پرزے
آستین ہی نہ گریبان ہی نہ دامن میرا

مر گیا دیکھکے مین برق تجلاے جمال
ہی مناسب کہ سر طور ہو مدفن میرا

سان پہ تیغ لگائی ہی مگر قاتل نے
جوش کھاتا ہی جو خون رگ گردن میرا

ذکر ہر جا ہی مرے عشق کا کعبہ ہو کہ دیر
شیخ واقف ہی معترف ہی برہمن میرا

مسی آلودہ لبونکی جو لکھونگا مین صفت
خامہ بنجائے گا شاخ گل سوسن میرا

کر دیا یاد خط یار نے بیہوش و خرد
آکے لوٹا سپہ مور نے خرمن میرا

وصف ابرو سی ہوا اور ہی کچھ رنگ سخن
آب شمشیر سے سیچا گیا گلشن میرا

۵۸ واسطی تا دم آخر کف افسوس ملے
آکے بیٹھے جو کبھی ہاتھ برہمن میرا

ہے غلط رحم کی ظالم سے تمنا کرنا
سخت مشکل ہے نئی بات کا پیدا کرنا

دیکھئے کیا ہو ابھی داغ ہیں دل میں دوچار
آگے آگے مرے گلشن کا تماشا کرنا

کیوں بلایا تھا جو منھ پھیرے ہوئے بیٹھے ہو
ہے ستم بھیج کے پھر واں سے چپ اکرنا

روز کہتے ہیں یہ قاصد سے کہ کل آئیں گے
خوب آتا ہے انھیں وعدۂ فردا کرنا

نامہ بر کہتے ہیں تجھ سے کہ ہیں وہ تند مزاج
پاس جانا نہ فقط دور سے مجرا کرنا

قہر ہیں انکی یہ پلکوں کے اشارے سو تیغ
دل مرا مد نظر ہے تہ و بالا کرنا

باغباں ہوگے نہ آزردہ تجھی پھانسی دے کے
نالہ اچھا نہیں اے بلبل شیدا کرنا

کی شکایت جو نہ آنے کی شب وصل کہا
دیکھئے خوب نہیں شکوۂ بیجا کرنا

۵۹	واسطی ہمکو تو اندیشہ اسی بات کا ہے وقفہ زیست نہیں ہے ابھی کیا کیا کرنا	

اُس گل کے قدم میں لالہ عذاروں کی چمک کیا
خورشید کے نزدیک ستاروں کی چمک کیا

انجم کا نہ لو نام مرے داغ کے آگے
ہے سامنے بجلی کے شراروں کی چمک کیا

تو مہر جہانتاب حسیں اور ہیں ذرے
ذرے ہوں ہزاروں تو ہزاروں کی چمک کیا

بندھوا ہیں گھوڑے کے نئے نعل جو اُسنے
دکھلاتی ہے ضو راہ میں چاروں کی چمک کیا

چہرے کا ترے عکس جو کشتی پہ پڑا ہے
اللہ ہی ان گوٹے کے ہاروں کی چمک کیا

چھوڑے تھے انار اُسنے جو شب ہاتھ سے اپنے
سچ ہے کہ تماشا تھی اناروں کی چمک کیا

۶۰	دور روز غرور اور یہ آفاق ہیں رنگیں اے واسطی ان ظلم شعاروں کی چمک کیا	

کثرت داغ سے گلدستہ بنا دل تو کیا
نکریں وہ جو تماشا سر محفل تو کیا

مہر کو دیدۂ شبپر کی نہیں کچھ پروا
دل زاہد نہ ہوا حسن پہ مائل تو کیا

ایسی افتاد رہ عشق میں پڑتی ہے بہت
گر گیا ہاتھوں سے عاشق کے اگر دل تو کیا

جمع دولت سے ہوا فائدہ کیا قارونکو
نہ ہوئی دولت دنیا ہمین حاصل تو کیا

بے نیازی کی ہی اُس قاتل عالم نے صفت
مر گیا پانون رگڑ کر کوئی بسمل تو کیا

جی لگے گا نہ پس مرگ مرا حورون مین
نہ ملا خلد مین وہ حور شمائل تو کیا

ذرے خورشید کے آگے کہین پاتے ہین فروغ
خوبرو ہون گے اگر تجھسے مقابل تو کیا

شوق دل ہی جو یہی دم مین پہونچ جائینگے ہم
کوچہ اُسکا ہی اگر سیکڑون منزل تو کیا

حُسن تیرا ہی کہ برسون نہین ای یار زوال
ماہ اک شب جو ہوا چرخ پہ کامل تو کیا

۶۱
واسطی حق نہین ہوتا کسی صورت مغلوب
مدعی تجھسے کرے دعوے باطل تو کیا

دل جا کے پیش عارض جانانہ جل گیا
پہونچا قریب شمع تو پروانہ جل گیا

آیا نہ راست کفر پرستون کو اختلاط
گرمی یہ کی بتون نے کہ بتخانہ جل گیا

ای برق تو نے سمجھا دونگا مین تجھے
خرمن کا میرے کوئی اگر دانہ جل گیا

آتا تھا خط کب اُسکے رخ صاف پر پسند
پریون کو دیکھ کر دل دیوانہ جل گیا

وحشی وہ ہون کہ گرمی رفتار سے مری
جنگل مین آگ لگ گئی ویرانہ جل گیا

بے یار مین نے بزم طرب مین وہ آہ کی
شیشہ پگھل گیا کہین پیمانہ جل گیا

کیا پوچھتے ہو مجھسے مرے دل کا حال تم
وہ گھر ہوا خراب وہ کاشانہ جل گیا

۶۲
تھا باغبان کی جان کا جنجال واسطی
اچھا ہوا کہ سبزۂ بیگانہ جل گیا

انسان گو کہ حاکم افلاک ہو گیا
آغاز مین جو خاک تھا پھر خاک ہو گیا

اہل صفا کا جوش جنون آج سے نہین
دامان صبح روز ازل چاک ہو گیا

دو اشک یار کے جو گرے میری خاک پر
سمجھا یہ سب گناہون سے مین پاک ہو گیا

اُس شہسوار نے جو کمی کی تو کیا ہوا
سر اُڑ کے آپ بستۂ فتراک ہو گیا

میرے لحاظ نے اسے گستاخ کر دیا / بیباک تھا وہ اور بھی بیباک ہو گیا
آفت کی چال تھی کہ چلے وہ جو دو قدم / ہنگامۂ حشر کا تۂ افلاک ہو گیا
خون شفق میں غرق ہوا خندۂ سحر / شادی کے بعد کون نہ غمناک ہو گیا
کانٹوں نے دشت میں نہیں چھینا مرا لباس / عریاں میں آپ بانٹ کے پوشاک ہو گیا
شیدائے چشم مست کا کیا پوچھتے ہو حال / گذرا جہان سے دفن تہ تاک ہو گیا
گرداب پیچ کھاتے ہیں موجیں تباہ ہیں / دریا میں غرق کیا کوئی پیراک ہو گیا

۶۳
چمکا دیا یہ یار کی دانتوں نے واسطی
تار شعاع ریشۂ مسواک ہو گیا

نازکی سے ہاتھ میں لیکر وہ خنجر رہ گیا / اضطراب شوق سے بسمل تڑپ کر رہ گیا
میرے گھر جب شب کی شب وہ ماہ پیکر رہ گیا / رشک سے منہ دیکھکر مہر منور رہ گیا
تیر سکتا ہے کوئی جوش محیط عشق میں / چار ہی ہاتھوں میں بازوئے شناور رہ گیا
کس نے رکھا پاؤں قعر گور میں میرے سوا / ساتھ جو مجمع تھا وہ باہر کا باہر رہ گیا
کیا پیمبر کو ملا معراج میں قرب خدا / فاصلہ قوسین کا اللہ و اکبر رہ گیا
لوگ پہونچے بزم جاناں میں نہ بخت نارسا / حلقۂ بیرون در بنکر میں لاغر رہ گیا
کوہکن نے دیکھ لی سینہ خراشی جب مری / شرم سے مانند تیشہ سر جھکا کر رہ گیا
پرتو رحمت سے تیرے اک جہاں ہے سرفراز / میں فقط اے آفتاب ذرہ پرور رہ گیا
عشق چشم یار میں ایسا ہوا لاغر جسم / گھٹتے گھٹتے موئے مژگاں کے برابر رہ گیا
میں یہ سمجھا آج چمکا اختر طالع مرا / شب کی شب وہ ماہ مہماں جب مرے گھر رہ گیا
پڑ گیا پستاں پہ اسکا ہاتھ جب ہنگام رقص / تھام کر ہاتھوں سے دل میں بھی برابر رہ گیا
خاک میں تن ملگیا پر دلکی سوزش ہے وہی / چھپ کے خاکستر کے پردے میں یہ اخگر رہ گیا
مٹ گئے اعضائے تن پر نالۂ دل ہے بلند / لٹ گیا سارا گلستاں پہ صنوبر رہ گیا

داخل جنت کیا رحمت نے اسکی بے حساب
پردہ ہم سے مجرمونکا روز محشر رہگیا

تھی تجلی برق کی اس آئنہ رو کا جمال
آئنہ حیران ہوا ششدر سکندر رہگیا

ایکساعت پاس بٹھلا کر اٹھایا یار نے
اختر طالع مرا دم بھر چمک کر رہگیا

منزل مقصد پہ پہونچے رہروان راہ عشق
ٹھوکرین کھاتا مین برگشتہ مقدر رہگیا

جب نہ ہو تقدیر یاور فائدہ محنت سے کیا
خضر پہونچے آبحیوان تک سکندر رہگیا

اہل غم کو بھی ترقی و تنزل ہے ضرور
آہ پہونچی عرش پر آنسو زمین پر رہگیا

جستجو مین اسکے پھرتے پھرتے ماہ چاردہ
گھٹتے گھٹتے ناخن پا کے برابر رہگیا

۶۴
واسطی بھیجون مین کسکو قاصدی کیواسطے
گم ہو عنقا راہ مین تھک کر کبوتر رہگیا

دشت وحشت مین جو مین دیوانہ گرم نالہ تھا
گرد باد اٹھتا تھا جو وہ شعلہ جوالہ تھا

رات کو پردہ جو لب پر ہمارے نالہ تھا
سرمۂ چشم سیاہ یار کا دنبالہ تھا

بے رخ جانان ہمارے دل جلانیکے لیے
آسمان پر ماہ بھی اک آگ کا پرکالہ تھا

تم نہ آئے تھے تو یہ باغ اپنے نالو سے تھا گرم
قطرۂ شبنم لب ہر برگ پر تبخالہ تھا

تھا حسینون کا جو حلقہ بزم مین گرد آپکے
تم نگاہونمین مری مہتاب تھے وہ ہالہ تھا

طرفہ دیکھی سیر ہمنے اپکے جانیکے بعد
پھول تھا جو باغ مین ہر داغ مثل لالہ تھا

جلوہ دکھلا کر مجھے اک بت نے دیوانہ کیا
ساحر بابل تھا یا جادوگر بنگالہ تھا

مینہ برسنا ہجر جانان مین یہ تھا دل پر گران
تھا مری چھاتی پہ سل برسات مین جو ژالہ تھا

آپکی پازیب کی جھنکار تھی یا صور حشر
جی اٹھا زیر زمین جو مردۂ صد سالہ تھا

سبحہ کو قیمت صہبا مین زاہد نے دیا
جو گرہ مین نقد اجر طاعت صد سالہ تھا

۶۵
جن دلون زورون پہ تھی وحشت ہماری واسطی
شیر صحرائی بھی اپنے سامنے بزغالہ تھا

کس حسین پر دل سودا زدہ مفتون نہ ہوا
کون لیلیٰ نظر آئی کہ مین مجنون نہ ہوا

نظم اس دست حنا بستہ کا مضمون نہ ہوا
جب تلک فکر سے شاعر کا جگر خون نہ ہوا

دل وہ کیا دل ہے کہ جو خاک مین گر کر پس مرگ
مرکزِ دائرہ گردشِ گردون نہ ہوا

عشق اور حسن کا قصہ کبھی ہوتا ہے تمام
عمر بھر فیصلۂ لیلےٰ و مجنون نہ ہوا

دشتِ وحشت مین تعلی سے تعلی پائی
آبلہ پا لو کا تھا کون جو گردون نہ ہوا

وصفِ رخسارۂ جانان سے کیا تازہ سخن
کب گلِ سر سبد اپنا گل مضمون نہ ہوا

ہمہ تن عالمِ وحشت مین رہی عریانی
سایۂ بید لباسِ تنِ مجنون نہ ہوا

وصف ابرو کا جو لکھا تو بڑھی قدر سخن
دائرہ کون تھا جو طاق فریدون نہ ہوا

تھا وہ سرگشتہ کہ گنبد بھی مرے مدفن کا
کبھی ساکن صفت گنبد گردون نہ ہوا

وادیِ نجد مین کب ناقۂ لیلےٰ ٹھہرا
کچھ بھی ظاہر اثرِ نالۂ مجنون نہ ہوا

زندہ در گور مجھے ضعف نے وحشت مین کیا
تن پہ کس روز پڑی گرد کہ مدفون نہ ہوا

تیرے بیمار محبت کی شفا مشکل ہے
کب خجل اُسکی دوا کر کے فلاطون نہ ہوا

تیرے چھالون نے کیا لوٹ کے طوفان برپا
اے جنون کون وہ ہامون تھا جو جیحون نہ ہوا

عین شاہی مین چھٹا مجھسے وہ درویش لپسر
سایۂ بال ہما تجکو ہمایون نہ ہوا

کیا ترے مصرع قامت کو کہون مصرع سرو
یہ وہ مضمون ہے جو تقطیع مین موزون نہ ہوا

۶۶	واسطی چاہیئے ارباب دول کو عزلت حصہ چہرہ نکا ہوا اُنکا جو مدفون نہ ہوا	

ایسی شوخی نہ تھی غمزہ نہ تھا یہ ناز نہ تھا
جسنے یوسف کو بھی دیکھا تو یہ انداز نہ تھا

اے دل عشق مین تھا مشورہ دینا لازم
تجھسے اے دل کوئی پوشیدہ مرا راز نہ تھا

آ گیا اُسپہ اگر دل تو تعجب کیا ہے
ایسا دنیا مین کوئی شاہد طناز نہ تھا

تیغ پہ تیغ پڑی خم سر تسلیم رہا
مجھسا دنیا مین کوئی عاشق جانباز نہ تھا

کر کے مقتول وہ دیتے ہین حیات جاوید
اس طرح کا تو مسیحا مین بھی اعجاز نہ تھا

تخلیہ اُس سے رہا یہ کہ شب وصلت مین
مختل کیسی مرا دل بھی مرا دمساز نہ تھا

گذر اُسکے در دولت پہ مرا کیا ہوتا
کیا وہان کوئی بھی دربان در انداز نہ تھا

خاکساری ترے کوچہ کی ہوئی ہمکو نصیب
قیس کو باد یہ گردی مین کچھ اعزاز نہ تھا

تو وہ لیلی ہے کہ ہین سیکڑون مجنون تیرے
جو کہ تجھمین ہے وہ لیلی مین بھی انداز نہ تھا

اور اعضا کی شب وصل شکایت ہے عبث
دم آخر کی طرح دم بھی تو دمساز نہ تھا

وہی عالم ہے جوانی مین جو تھا طفلی مین
حسن بیساختہ کب اُسکا خدا ساز نہ تھا

واسطی تو وہ ہے شاعر کہ مقابل تیرا
طوطی ہند نہ تھا بلبل شیراز نہ تھا

۶۷ ردیف باے موحدہ

جو بعد مرگ ہوئی مجکو جستجوے شراب
دکھائی خلد مین رضوان نے مجکو جوے شراب

وہ مست ہون نہ غم محتسب سے خوف نہین
لگی ہون جام جو ٹوٹے کوئی سبوے شراب

شراب اتنی پلا نا ضرور ہے ساقی
کہ مست ہون مری رگ رگ سے آے بوے شراب

سنبھل گیا ہین اگر یا نون نشہ مین کانپے
زمین پہ گر کے گرائی نہ آبروے شراب

وہ بادہ خوار ہین نازک دماغ ہون ساقی
کہ غش می مجھے کرتی ہے مست بوے شراب

ہماری توبہ بھی توبہ ہے کوئی اے زاہد
کہ دل ہے جانب مینا نگاہ سوے شراب

مزے سے صحبت رندان کبھی نہین خالی
نہین شراب تو رہتی ہے گفتگوے شراب

دکھاے اب نہ مجھے سبز باغ بادہ فروش
خدا کرے کہ عنایت کرے سبوے شراب

رقم کیے ہین یہ اُس چشم مست کے مضمون
کہ سطر سطر ہے دیوان مین مرے جوے شراب

نماز سجدہ مستی ہے میکدہ مسجد
وضوے آب ہے ساقی مجھے وضوے شراب

بہار آتے ہی یہ مست ہو گیا زاہد | کہ جام ہاتھ مین ہے دوش پہ سبوے شراب

۶۸
وہ بادہ خوار ہون اے واسطی کہ روز مجھے
نکل کے میکدے سے ڈھونڈھتی ہے بوے شراب

کچھ غم نہین کہ بعد مرے ہوگا گھر خراب | غم ہے کہ درد دل نہ پھرے دربدر خراب
شاعر ہے بیوقار ہے مضمون اگر خراب | فرزند ناخلف سے ہے نام پدر خراب
کوچہ مین تیرے جمع ہین سب شیخ و برہمن | ویران اُدھر ہے دیر حرم ہے اِدھر خراب
ملتا نہین ہے جو مرے محبوب کا پتا | پھرتا ہے شہر شہر مرا نامہ بر خراب
جاے امان کہان ہے خرابات دہر مین | آیا جو اس خرابے مین ہے کسقدر خراب
ملنے کی تیرے کوئی نکلتی نہین ہے راہ | مٹی ہے رہروونکی سر رہگذر خراب
بد طینتون سے نیک عمل کی نہ رکھ امید | جو ہے شجر خراب ہے اُس کا ثمر خراب
رونا دلا بہت نہ محبت مین چاہیے | پانی پڑے زیادہ تو ہون گھر کے گھر خراب
جب سے ہین اشک گرمی سوز جگر سے خشک | آنکھین ہین صورت صدف بے گہر خراب
صیاد نے پھنسا کے بھی لینے دیا نہ چین | کیسے کتر کتر کے کیے بال و پر خراب
کیا دہر مین ہے گردش گردون سے انقلاب | آباد تھا جو کل ہے وہی آج گھر خراب
عالم مین کاملونکا کوئی قدردان نہین | برباد اہل علم ہین اہل ہنر خراب
وعدہ کیا ہے جسنے تو دعوت مین آ ضرور | سامان ورنہ جائیگا اے بے خبر خراب

۶۹
اللہ کا خزانہ یہ دولت ہے واسطی
صرف کرین نہ مصرف بیجا مین زر خراب

سوتا ہے میرے ساتھ مرا یار روز و شب | طالع ہے ان دنون مرا بیدار روز و شب
ہے گرم اُسکے حسن کا بازار روز و شب | آتے ہین ہر طرف سے خریدار روز و شب
کیونکر نظارۂ رخ محبوب ہو نصیب | حیرت مری ہے بیچ کی دیوار روز و شب

مہتاب سے غرض نہ مجھے آفتاب سے
پیش نظر ہی یار کا رخسار روز و شب

ڈوبے ہمارے خون مین اے کاش تیر یار
ہین خشک پیاس سے لب سوفار روز و شب

جرأت جو ہو تو چل صف مژگان کے روبرو
کہتا ہی یہ جگر سے دل زار روز و شب

رکھتا ہون بند آنکھین تمہارے خیال مین
حاصل ہی مجکو دولت دیدار روز و شب

مسجد مین کون جائے نماز و نکے واسطے
ہون میہمان خانۂ خمار روز و شب

کیونکر نہ اُس حسین کا فلک پر دماغ ہو
ہون مہر و ماہ جسکے طلبگار روز و شب

کم کوہکن سے فرقت محبوب مین نہین
ہم بھی تو کاٹتے ہین یہ کہسار روز و شب

کہدو یہ باغبان نے کہ ہم خود نہ آئین گے
رکھتا ہی بند کیون در گلزار روز و شب

باندھی ہی اُسنے ایسی مرے قتل پر کمر
چھٹتی نہین ہی ہاتھ سے تلوار روز و شب

صحت کسی مریض کو ہوئی نصیب کیا
آنکھین تمہاری آپ ہین بیمار روز و شب

وہ دن گئے کہ زانوے جانان تھا زیر سر
اب زیر سر ہی پشتۂ دیوار روز و شب

۷۰
روشن ہی مہر و مہ کی ضیا سے یہ واسطی
ہی اُنمین اُسکا پرتو رخسار روز و شب

لوث دوئی سے پاک ہی کیا دامن حباب
جو ہی سو تن حباب وہ پیراہن حباب

گردن کشی سے اہل صفا کو ہی احتراز
نکلی سواے سر نہ کبھی گردن حباب

سرکش کو کبر خانہ خرابی کا ہی سبب
سر مین جو ہی ہوا وہی ہی دشمن حباب

گھُل کر مُوا ہون اس بت خوبی کے عشق مین
تجویز بہر دفن کرو مدفن حباب

کپڑے نہ پیرہن مین سماتا وہ زار ہون
ملتا جو مجکو خانۂ بے روزن حباب

پلکین بوقت گریہ نہین گرد چشم تر
دریا مین خس یہ جمع ہی پیرامن حباب

غالب جو حرص ہو تو نہ کیون بیٹھ جائے دل
موج ہوا سے تندی برہم زن حباب

یون دہر بے ثبات مین اپنا قیام ہی +
دریا مین جس طرح کوئی دم مسکن حباب

۷۱

ای واسطی ہی خنجر قاتل کی نالشی
ہی دست موج مین جو سر بے تن حباب

رخ جو اُس بت کا ہی زلف پرشکن مین آفتاب
برہمن کہتے ہین آیا ہی گہن مین آفتاب

کانپتا ہی خوف کے مارے سپاہی دیکھکر
آ نہین سکتا مرے بیت الحزن مین آفتاب

دو قدم کاندھا جو تم تابوت کو دیکر چلو
چہرہ مردیکا چمک کر ہو کفن مین آفتاب

گیسوؤنکا تمکو دھوکا ہو اگر بد نظر ہو
آفتاب بن کے آئے انجمن مین آفتاب

کون آیا سیر کو جو پرتو رخسار سے
پتا پتا بوٹا بوٹا ہی چمن مین آفتاب

پھول ہاتھ آئین اگر باسی تمھارے ہار کے
ہار لے رشتہ کے ابھی گوندھے کرن مین آفتاب

چاہ نخشب مین اگر تھا ماہ روشن جلوہ گر
خال روشن ہی ترے چاہ ذقن مین آفتاب

اہل محفل کی تمنا ہے دلی یہ ہی کہ ہو
جام دست ساقی پیمان شکن مین آفتاب

طرز آڑا لے کہین اگر اُسنے تری رفتار کے
گرم ہی سارے ستارو نسے چلن مین آفتاب

پوچھتا ہی ہر سحر طالع طمع کی راہ سے
بت ہی اک سونیکا چشم برہمن مین آفتاب

وصل کی شب یو ہین یارب جلوہ گر انجم رہین
تفرقہ ڈالے نہ انکی انجمن مین آفتاب

داغ غم ہی اسطرح میرے دل پر داغ مین
جس طرح ہو جوت گرد و نکے دہن مین آفتاب

کوچہ گردی کی ہی تا شہر زلیخا اختیار
ہی تلاش یوسف گلپیرہن مین آفتاب

نیک مردون سی ہی روشن دل کو ربط ای واسطی
آ گیا انجا ز حیدر سے سخن مین آفتاب

۷۲

ردیف تاے فوقانی

مریخ ہی اُس بانی بیداد کی صورت
لال آنکھین نظر آتی ہین جلاد کی صورت

اُس طفل کی آنکھین ہین اگر صاد کی صورت
ابرو و ہین خلعت اُستاد کی صورت

ہوتا ہی ہمین خال کے نقطے سے یہ روشن
ہی صاد تری چشم مگر صاد کی صورت

دربان کو ہی یہ حکم کوئی آنے نپائے
ظالم نے نکالی نئی بیداد کی صورت

بیوجہ نہین مجکو تمناے شہادت
دیکھونگا دم ذبح تو جلاد کی صورت

بیوجہ تڑپتا نہین یہ مرغ دل اپنا
آئی ہی نظر صید کو صیاد کی صورت

سر پھوڑ لئے سنگ در محبوب پہ جاکر
کیون کوہ کنی کیجیئے فرہاد کی صورت

بیوجہ یہ ہر وقت نہین جوش جنون کا
آئی ہی نظر ایک پریزاد کی صورت

لگتا ہی نہین اُس قد موزون سے کسیطرح
دیکھی نہین کیا باغ مین شمشاد کی صورت

اللہ ہی کیا جوش مرے دیدۂ تر کا
یہ بحر بھی ہی دجلۂ بغداد کی صورت

ہم کھینچتے ہین صفحۂ دل پہ تری تصویر
قرطاس کے خواہان نہین بہزاد کیصورت

ای تیغ روان ہو نہ ابھی حلق پہ تھم جا
جی بھر کے تو ہم دیکھ لین جلاد کی صورت

۳ ے

ای واسطی اللہ ری افلاک کی گردش
ہر دم ہی نئی عالم ایجاد کی صورت

وہ پریزاد خفا ہو جو کہون حور کی بات
چپ رہون اب یہی سوجھی ہی مجھے دور کی بات

کیون نہ دے دلکو ضیا اُس بت مغرور کی بات
کہ زبان نور کی ہی نور کا منھ نور کی بات

ذکر ہم یار کی محفل کا کیا کرتے ہین [illegible]
لب موسیٰ پہ ہی خلوتکدۂ طور کی بات

نہ خفا ہو جو مین ہر صبح کرون تجھکو سلام
ای شہ کشور خوبی یہ ہی دستور کی بات

کشور حسن مین سلطان جنون کا ہی عمل
کون سنتا ہی یہان قیصر و فغفور کی بات

زیر لب تم مجھے کہتے ہو خدا جانے کیا
پاس آکر کہو سنتا نہین مین دور کی بات

جاہلون سے مین کہون کلمۂ حق کیا حاصل
پیش ازین بھی تو نہ سمجھا کوئی منصور کی بات

پھٹ گئے زخم کے انگور خوشی کے مارے
تیرے زخمی نے سنی جب مئے انگور کی بات

لب جان بخش کے بوسے کے طلبگار ہین ہم
آپ عیسیٰ ہین تو سنیے کسی رنجور کی بات

آپ سمجھیں مری تقریر کو موسیٰ کا کلام
بات اغیار کی ہی بلعم باعور کی بات

واسطی جشن کا ساماں ہو کہ ہو آمد یار
صرف جو چاہو کرو یہ تو ہو مقدور کی بات

۷۴ ردیف ثائے مثلثہ

ابتلک تو نہ کچھ کھلا باعث
آپ خاموش کیون ہین کیا باعث

لے گئے ہمکو جرم رحمت تک
مغفرت کی ہوئی خطا باعث

بخت واژون کی دیکھنا تاثیر
درد دل کی ہوئی دوا باعث

سلسلہ آہ کا جو ہر جاری
ہی ترا گیسوئے رسا باعث

نہین رہتے وہ بے نقاب کبھی
منھ چھپانے کی ہی حیا باعث

آگیا ہین جو بزم مین بے اذن
کون آزردگی کا تھا باعث

ہی مرے عجز سے غرور ان کا
ہی جفا کی فقط وفا باعث

ہوگئے خود بخود وہ بیگانے
پوچھتے کیا ہین آشنا باعث

۷۵
واسطی کسکی ہی تلاش تمھین
پھرتے ہو شہر شہر کیا باعث

ردیف جیم عربی

درد فراق کا نہ کسی نے کیا علاج
سمجھے ہین اس مرض کو اطبا بھی لاعلاج

کس طرح ہو امید کہ جائیگا درد دل
جز شربت وصال نہین ہی دوا علاج

تجویز زہر کرگئے ہین جتنے حکیم ہین
تیرے مریض غم کا ہی سب سے جدا علاج

جاتا نہین مرض مجھے ہوتی نہین شفا
ہر چند ابتدا سے ہین بے انتہا علاج

قوت سی آگئی جو ملا بوسۂ ذقن
گویا کہ آب سیب پیا لگ گیا علاج

بیمار عشق کا ترے جینا محال ہی
بیکار سب دعائین ہین ناحق دوا علاج

کہتا ہی ہر طبیب مری نبض دیکھ کر
شاید کہ یہ بچے جو کرے خود خدا علاج

اب کیا مجھے مرض مین شفا کی رہی امید
آئے مسیح بھی نہ مرا ہو سکا علاج

۷۶
ہی واسطی دماغ طبیبون کا عرش پر
مین ہون غریب کون کریگا مرا علاج

عہد مین تیرے ہوا یہ بیوفائی کا رواج
مٹ گیا سارے جہان سے آشنائی کا رواج

یہ سمجھتا تو سکندر کیون بناتا آئینہ
ہو گیا یون سارے جہان مین خودنمائی کا رواج

انقلاب دہر سے کیا قلب ماہیت ہوئی
اب کدورت کا ہی تھا پہلے صفائی کا رواج

وا نہین کرتا کسیکے دل کی اب کوئی گرہ
مرتضیٰ تک تھا فقط مشکلکشائی کا رواج

چھا گیا ہی کفر کعبہ کو کوئی جاتا نہین
ہی بتون مین بسکہ دعوائی خدائی کا رواج

حکم حق سے سجدہ آدم کو فرشتون نے کیا
روز پیدائش سے پہلا جبہہ سائی کا رواج

جانتا ہون تجکو مین ای گیسوے خمدار یار
تجھ سے عالم مین ہوا ہی کج ادائی کا رواج

ملتے ہین دو وقت تو اب تجکو ہوتا ہی عجب
ہو گیا ہی یہ زمانے مین جدائی کا رواج

۷۷
لکھنؤ مفلس ہوا بعد زوال سلطنت
واسطی پہلے نہ تھا ایسا گدائی کا رواج

لایا ہمین قفس کی طرف آب و دانہ آج
کیسا چمن کسے خبر آشیانہ آج

لاشے پہ میرے جمع ہی سارا زمانہ آج
کثرت یہ ہی کہ شانے سے چھلتا ہی شانہ آج

کس کی ہوئی سفر سے یہ آمد کہ عید ہی
گھر گھر خوشی ہی عیش و طرب خانہ خانہ آج

سجدہ مین سر ہین سارے جہان کے جھکے ہوئے
کعبے سے کم نہین ہی ترا آستانہ آج

کم ہم کبھی قیس و وامق و فرہاد سے نہین
اسکا زمانہ کل تھا ہی اپنا زمانہ آج

ہنگام رقص طائر دل صید ہو گیا
کیا اُسنے چٹکیون مین اُڑا یا نشانہ آج

امید ہی قوی کہ وہ آجائین کل تلک
خط لکھکے نامہ بر تو کیا ہی روانہ آج

اب ہم کہان کہ نزع مین آنکھین اُلٹ گئین
اُلٹا ہوا ہی اپنی نظر مین زمانہ آج

امید ہی کہ ختم ہو فردا سے حشر تک
اُس زلف کا شروع ہوا ہی فسانہ آج

کل انقلاب دہر سے ماتم کا ہوگا شور
جس محفل نشاط مین ہی شادیانہ آج

کیسا زمانہ مجکو نہ اپنی خبر رہے
مطرب سنا خدا کے لیے وہ ترانہ آج

ہی صبح عید تم بھی چلو سیر کے لیے
ہی صبح عید گاہ مین سارا زمانہ آج

سچ کہیے کس کی بزم مین جانیکا قصد ہی
کیسے بدل کے زلف مین ہوتا ہی شانہ آج

آیا ہی بزم یار سے آزردہ جو رقیب
کچھ تو ہوا ہی ذکر مرا غائبانہ آج

مدت کے بعد آئی طبیعت جو رنگ پر
ای واسطی کہی غزل عاشقانہ آج

ردیف جیم فارسی

۷۸

دیکھے ہین جب سے تری زلف گرہ گیر کے پیچ
خوب سمجھا ہون کہ یہ ہین مری تقدیر کے پیچ

وہ ہی باتون مین فلاطون ہو تو پھنس جاتا ہی
کون ایسا ہی جو سمجھے تری تقریر کے پیچ

دست و پا ڈھیلے ہوسے ہوگئے جتنے تھے بکیت
نہ چلا ایک بھی آگے تری شمشیر کے پیچ

صاف لکھیے جو مرے حق مین ہو منظور نظر
دیکھیے دیکھیے اچھے نہین تحریر کے پیچ

عاشق زلف یہ کہتا ہی کہ ہی مار سیاہ

دیکھتا ہی جو مرے پانون مین زنجیر کے پیچ
ہمکو معلوم ابھی مکر و فریب اس کے نہین
جانتا ہون مین جو انو فلک پیر کے پیچ
کبھی ٹلتی ہی بگولے کی طرح یہ گردش
عمر بھر ساتھ ہین میرے مری تقدیر کے پیچ
تیرے دیوانہ کا کیا خاک لگے باغ مین جی
عشق پیچے نے کہان پائے ہین زنجیر کے پیچ
کوئی دنیا کے فریبون سے نکل سکتا ہی
کیسے اس بھول بھلیان مین ہین تعمیر کے پیچ
واہ اے ترک عجب حسن سے باندھی ہی کمر
تیرے ٹپکے مین نظر آتے ہین تصویر کے پیچ
واسطی ہند مین ہی انکا مکان حیران ہون
کیونکر آتے ہین انھین مردم کشمیر کے پیچ

ردیف حاے مہملہ ۷۱

ہاتھ سے اُسکے جو کل ہمنے کیا نوش قدح — عمر بھر ہوگا نہ وہ ہمکو فراموش قدح
وصف جو اُسمین ہین پوچھے کوئی ہم رندون سے — فی الحقیقت ہی عطاپاش خطاپوش قدح
وہ مسیحا جو تجھے منھ سے لگائے اپنے — بول اُٹھین ابھی تیرے لب خاموش قدح
جلد او دختر رز پردۂ مینا سے نکل — ہی ترے شوق مین کھولے ہوئے آغوش قدح
طرز اڑائے ہین تری چشم کے اُسنے ای ترک — کیون نہ ہو رہزن عقل و خرد و ہوش قدح
دختر رز کو نہین میخانہ مین گھونگھٹ درکار — کہو ساقی سے نہ ہو طالب سرپوش قدح
ہی شب وصل اُٹھے نشۂ مے مین لذت — ہمنے بھی نوش کیا تم بھی کرو نوش قدح

شوق دیدار سے ہر طالب گفتار ای مست — ہمہ تن چشم تھا اب ہی ہمہ تن گوش قدح

۸۰
واسطی لیکے فلک سے مین کرون مہر کیا
سچ ہی کوڑی کا ہی بے بادۂ سر جوش قدح

مدت ہوئی کہ وردِ زبان ہی دعائے صبح — اُس گل کی بو مگر نہین لاتی ہوائے صبح
دورِ زمانہ درہم و برہم ہی کس قدر — ہی صبح جائے شام تو ہی شام جائے صبح
مہتاب و آفتاب گریزان ہین خوف سے — میرے سیاہ خانہ مین کیا خاک آئے صبح
آخر کسی طرح نہین ہوتی شب فراق — گم ہو گئی ہی صبح مگر اے خدائے صبح
روے صبیح یار جو دیکھے یہ ہو خجل — تا روز حشر سایہ نہ اپنا دکھائے صبح
پیری مین اب کہان وہ جوانی کی گرمیان — گل کر گئی چراغ سحر کو ہوائے صبح
عاشق رخ حبیب کا کیا کوئی مر گیا — ماتم مین کس کے چاک ہی جیب قبائے صبح
دونون ہین بارِ فرقتِ جانانہ مین مجھے — قصہ کہون مین شام کا یا ماجرائے صبح
پی شام ہی کو جتنی میسر ہوئی شراب — رکھی نہ ایک بوند بھی باقی برائے صبح
ساقی چلے شراب کہ بزم چمن ہو گرم — ہی سیر سبزہ سرد چلی ہی ہوائے صبح
عارض کے بدلے بوسہ لیا اُسکی زلف کا — شب کو ادا کرے کوئی جیسے قضائے صبح

۸۱
دولت ہی کون جسکو جہان مین نہین زوال
ای واسطی ہی شام ہمیشہ قفائے صبح

خونین جگر ہی دیدۂ خونبار کی طرح — دونون مین سرخ لالۂ کہسار کی طرح
بیت الحرم مین جاؤن جو دیندار کی طرح — اِستادہ آگے بت ہون گنہگار کی طرح
آمد ہو اُسکی چاہیے در بھی کھلا رہے — تا صبح میرے دیدۂ بیدار کی طرح
ہی پستی نصیب سے رفعت کہان نصیب — پامال خلق ہون سرِ بازار کی طرح
بختِ سیہ سے ایک ہین فرقت مین روز و شب — تاریک روز بھی ہی شبِ تار کی طرح

ایسا ہوا ہون زار کہ مجھکو عجب نہین
قطرہ ڈبوئے قلزم زنخار کی طرح

داغ جنون نے سر کو کیا ہی جو سرفراز
کیا خوشنما ہی طرۂ دستار کی طرح

لکھا ہوا ہی اپنا خطِ شوق نامہ پر
سر پر لپیٹ لے اِسے دستار کی طرح

تن ٹنگیا ہی نالہ کشی سے جو ارغنون
رگ رگ سے آرہی ہی صدا تار کی طرح

چلتا ہی فرشِ گل پہ وہ نازک بدن اگر
چبھتے ہین پانو مین رگِ گل خار کی طرح

اُس بت کے دردِ عشق مین اتنا تو زار ہون
لپٹون گلے سے اُسکے مین زنار کی طرح

دلچسپ عکس بھی ہی خطِ سبز یار کا
ہم بیٹھے آئنہ مین نہ زنگار کی طرح

مشتاق ہوکے در پہ تمھارے گئے تو ہم
حیران مگر کھڑے رہے دیوار کی طرح

عالم کے دائرے مین ہو گیا سیر ضعف مین
ہون پاشکستہ نقطۂ پرکار کی طرح

پیر و قلندر و سے ہوے ہو جو واسطی
کردار راست چاہیے گفتار کی طرح ۸۲

ردیف خاے معجمہ

آئینہ کو کہان یہ بسیرِ صفاے رخ
مقدور ہی کہ رخ سے تمھارے ملائے رخ

قائم رہے ہمیشہ الٰہی صفاے رخ
ہو عمر بھر نہ خطِ سیہ آشنائے رخ

روشن ہین آسمان پہ خورشید و ماہ بھی
ایسی تو وہ مگر نہین رکھتے ضیاے رخ

لیتے ہین یہ بلائین جو دونون بڑھا کے ہاتھ
میری طرح ہین کیا ترے گیسو فداے رخ

وہ راست باز ہو نہین کہ آتا نہین پسند
شطرنج مین مجھے کوئی مہرہ سواے رخ

بلبل بہت اُداس ہی گلشن مین باغبان
چھوٹے نہ پھر سمائے اگر گل کا پاے رخ

طوبیٰ ہی قد تو چشمہ کوثر چہِ ذقن
جنت سے کم نہین چمنِ دلکشاے رخ

سینے مین دل مرا ورقِ آفتاب ہو
لکھون جو کلکِ فکر سے اسپر ثناے رخ

اللہ رے حیا جو مین آجاؤن سامنے
پردے مین گیسوؤنکے وہ مجھسے چھپاے رخ

خورشید کو جو سایہ دکھاتا نہ ہو کبھی
کب چشم دشت ہی کہ وہ مجکو دکھائے رخ

سائل ہین جمع دولتِ دیدار کے لیے
کہہ دو ذرا کہ حسن کی دولت لٹائے رخ

۸۳ مرنے کے بعد اپنی لحد پہ چڑھائینگے گل
ای واسطی ہی سرخ ہمارے ہوائے رخ

کیونکر تری طرف سے پھرے مبتلا کا رخ
ہٹتا نہین ہی قبلہ سے قبلہ نما کا رخ

کیا جانے کس رقیب نے کان اسکے بھر دیے
مجھسے پھرا ہوا ہی جو اُس بیوفا کا رخ

شاید ہی منفعل رخ پر نور یار سے
ہوتا نہین ادھر کو جو مہر سما کا رخ

کیا جانتا نہین یہ سگ یار کا ہی حق
کیون میرے استخوان کیطرف ہی ہما کا رخ

چھلکے اب اور اختر طالع یقین ہی تو
اٹھتا ہون سحر دیکھکے اُس مہ لقا کا رخ

پہلے ہی لیکے جام و سبو گھر سے ہم چلے
دیکھا جو ہمنے جانب گلشن گھٹا کا رخ

ہو سیر روز حشر جو الٹی ہوا چلے
ہو رند کا سپید سیہ پارسا کا رخ

پوچھو نہ کچھ تلاطم دریاے غم کا حال
ڈوبا سفینہ زرد ہوا نا خدا کا رخ

نفرت ہی اسکا نام جو اُسنے سفر کیا
دیکھا نہ راہ بھر کہین مردم گیا کا رخ

گرمی سے ہو رہے ہین بہت بادہ کش ہین تنگ
ابر آئے یا خدا کہین بدلے ہوا کا رخ

فقرا کسی رقیب کا شاید کہ چل گیا
کچھ اور ہی ہی آج مرے آشنا کا رخ

اسکو بھی کوہ غم ہوئی کاہید گی مری
یہ وجہ ہی کہ زرد ہوا کہربا کا رخ

شام شب فراق کی آمد ہی میرے گھر
ڈرتا ہون اسطرف کو ہی کالی بلا کا رخ

۸۴ شطرنج کیون عزیز ہی منعم کو واسطی
چاندی کا ہی پیادہ نہ کوئی طلا کا رخ

ردیف دال مہملہ

جاے وان کس نشان سے قاصد
نا بلد ہی مکان سے قاصد

اُس نے بیتا وہ پڑھ کے خوب بیان
خط لکھوں زعفران سے قاصد

نامۂ شوق کا جواب لکھے
ہی بعید اسکی شان سے قاصد

ایسا قاتل ہی خط لکھا ہی جسے
ہاتھ دھو اپنی جان سے قاصد

ڈرتے ہیں قاصدی کے اہل زمین
آئے کیا آسمان سے قاصد

جب گیا ہی وہان پھر آیا ہی تو
بارہا درمیان سے قاصد

آنکھیں روشن ہوئیں کہ مژدۂ وصل
سنکے آیا ہی کان سے قاصد

نامہ لکھنا ہی تو ہی لا کاغذ
کاغذی کی دکان سے قاصد

وہ سنائیں ہزار دیکھ کے خط
کچھ نہ کہنا زبان سے قاصد

کوچۂ یار کا نشان نہیں ہے
جائے وان کس نشان سے قاصد

ہی ٹھکانا نہ یار کا دربار ہے
جائیو آن بان سے قاصد

کوچۂ یار کا پتا رکھ یاد تو
نہ اتر جائے دھیان سے قاصد

ورنہ کیا فائدہ جو آیا تو
پھر کے سائے جہان سے قاصد

۸۵
خاک پہونچے گا واسطی اس تک
نہیں واقف مکان سے قاصد

پاؤں ہیں فوج غم پہ ظفر یا علی مدد
جلدی کہیں ہو جنگ ہو سر یا علی مدد

ہوتا چلا ہی غم کے تلاطم سے دل لہو
آتا چلا ہی منہ کو جگر یا علی مدد

تلواریں کھینچ کھینچ کے آئے ہیں جنگ جو
کرتا ہوں میں بھی چست کمر یا علی مدد

سامان کو تم نے شر کے منہ سے بچا لیا
مجکو بھی دو بلا سے سپر یا علی مدد

کالی بلا سے کم نہیں کچھ رنج و غم کی رات
پیدا ہو جلد اس کی سحر یا علی مدد

لاکھ اس طرف ہیں دشمن جانی قوی قوی
تنہا ہیں ناتوان ہوں ادھر یا علی مدد

اچھا ہوں یا برا ہوں تمہارا ہوں ہر طرح
لازم ہی تمکو میری خبر یا علی مدد

ممکن نہین گرا سے نظر سے مجھے کوئی ✦ ہین آپ دستگیر اگر یا علیؑ مدد
کچھ خوف تیغ حادثۂ دہر سے نہین ✦ دست امان اگر ہی سپر یا علیؑ مدد

۸۶ بھولے یہ نام پاک کسی دم نہ واسطی
ورد زبان ہوا ٹھتے پہر یا علیؑ مدد

کیا عجب جو ہو وصلت فرقت صنم کے بعد ✦ ہوتی ہی خوشی اکثر آدمی کو غم کے بعد
مشکلو لنسے طے کی راہ ہمنے صورت سوزن ✦ اک کنوان ہوا درپیش ہمکو ہر قدم کے بعد
ہو کے صاحب دین ہم کیا ہون طالب دنیا ✦ بت کو کس طرح پوجین سجدہ حرم کے بعد
خار زار ہستی کا پر خطر ہی کیا رستہ ✦ امتحان ہر روی ہی یہان قدم قدم کے بعد
وعدہ کر چکے ہین وہ آئین گے میرے گھر مین ✦ ہی یقین نہ بولین گے جھوٹ اب قسم کے بعد
جس طرح ہی دریا موج موج کے پیچھے ✦ ہی ہجوم دل مین یہان ہجوم غم کے بعد

۸۷ خوف کچھ بھی مرنے کا واسطی نہین مجکو
پھر بھی ہست ہونگے ہم عاقبت عدم کے بعد

ردیف ذال معجمہ

ہمین تو قند کے شربت سے ہی شراب لذیذ ✦ ہر اک لقمۂ الوان سے ہی کباب لذیذ
طعام خوان فلک کی عیان ہی ہمیں کی ✦ پنیر ماہ نہ ہی نان آفتاب لذیذ
جنان کا شوق ہی مرنے کے بعد اتنے لیے ✦ سنا ہی خلد مین ہو گی بہت شراب لذیذ
اگرچہ خوان جہان مین ہین لذتین لاکھون ✦ کمال لقمۂ غم ہی مرے حساب لذیذ
ضرور ہی دل سوزان مین اسکے خال کا دھیان ✦ سنا نہین ہی کہین بے نمک کباب لذیذ
جو اس سے ہوکے کسی رات بے نمک سوئے ✦ تو مل گیا ہمین حلوا میان خواب لذیذ
نہ بھیج بہر سزا مجکو پاس قاضی کے ✦ کہ تیرے ہاتھ سے البتہ ہی عذاب لذیذ
اگرچہ چشمۂ حیوان کی دھوم ہی قاتل ✦ زیادہ اس سے تری تیغ کا ہی آب لذیذ

۸۸ لیئے ہین سیب زنخدان کے وسطی بوسے
ثمر ملا ہمین قسمت سے انتخاب لذیذ

ردیف رائے مہملہ

کیا کہون صدمے ہین کیا میرے دل غمناک پر
پھٹ پڑے ہین آسمان لو ایک مشت خاک پر

پانوؤن اس انداز سے رکھتے ہین وہ کچھ خاک پر
دل فرشتونکے لیے جاتے ہین ہفت افلاک پر

ہون یہ ہمشکل دانۂ انگور ہین آنسو مرے
فوق ہے مژگان ترکو وار بستِ تاک پر

کچھ نہ سمجھا کی عبث چاہِ زنخدان کی صفت
پڑ گیا پانی مرے آئینۂ ادراک پر

تنکہ وچنین لوٹ عصیا لئے رہا دامن بچی
ناز ہو کیونکر نہ آنکھونکو نگاہِ پاک پر

مثل گل کچھ تنگدستی کی ہمین پروا نہین
ہنستے ہین ہم آپ اپنے جامۂ صد چاک پر

جی مین ہے آنسو بہاتا جاؤن مین اُسکے حضور
استخارہ دیکھکر تسبیح خاک پاک پر

میرے اشکونکے تلاطم سے جو سب ڈوبا جہان
پڑ گئے لاکھون گھڑے پانی کے سر افلاک پر

جلد تھی بدِ نظر اے دل اگر اُسکی طلب
نامہ بر بھی عبث خط بھیجنا تھا ڈاک پر

تیرے دیوانے نے خاک ایسی اُڑائی دشت مین
گردبادونکا گمان ہے سبکو ہفت افلاک پر

مجھے جو دانا اُگا جب اُسنے کیا پیوندِ خاک
پس گیا دل آسیائے گردشِ افلاک پر

۸۹ وسطی دنیا و مافیہا سے کیا مطلب ہمین
بیٹھے ہین ہم آستانِ سیدِ لولاک پر

رشک آیا یہ مرے داغِ دل غمناک پر
لالہ صحرا نے پٹکا اپنا سا سر خاک پر

دیکھتے ہین جب مہ و خورشید کو افلاک پر
جانتے ہین دو پیالے پھر رہے ہین چاک پر

بام جانان پر کبھی اپنا گذر ہوتا نہین
عیسیٰ وادریس پہونچے کسطرح افلاک پر

ہے یہ بعد مرگ بھی رنگین بیانی کا اثر
داغ ہو طاؤس اگر لوٹے ہماری خاک پر

لوٹتے ہین دور ہم وہ تمسے ہے اتنا قریب
رشک آتا ہے تمھارے بستۂ فتراک پر

بادشاہ وقت ہیں سایہ میں اُس کے جو رہتے
چتر شاہی کا گمان ہو دار بست تاک پر

کیا دکھاؤں داغ دل اُس آفتاب حسن کو
دن کو آتے ہیں ستارے کب نظر افلاک پر

یار کو لکھتا نہیں میں حال دل اے واسطی
چھین لینگے غیر خط ڈاکا پڑیگا ڈاک پر

ہوں بشکل نقطۂ پرکار لیکن دل مرا
سیر کرتا ہے ہمیشہ مرکز افلاک پر

برق ساں ہو گرم تپایا اپنے دل کے داغ کا
ابر سے بڑھکر ہے دامن دیدۂ نمناک پر

ڈالتا ہے تیرے لاغر پہ جو ادبار آسمان
اسقدر باران آفت ایک مشت خاک پر

۹۰
واسطی میرے لہو کی چھینٹ تھا اُس کے پہیں
پاے نہ صفوں پر چھٹے ہیں کیوں اُس کی پوشاک پر

اعضاے تن میں نور رخ لالہ فام نور
وہ گل ہے آفتاب کی صورت تمام نور

شکر خدا کہ دل ہے ہمارا تمام نور
کعبہ کے جس طرح در و دیوار و بام نور

اُس حور کے حضور حقیقت پری کی کیا
بیدار شکون نے یار کا رکھا ہے نام نور

نکلا ہے خط کمان رخ جاناں ابھی ہے
ہوتا ہے آفتاب کا کم وقت شام نور

موسیٰ نے پائیں پھر طرف طور ہی یقین
دیکھیں جو تیرے چہرہ کا بالاے بام نور

اُس چہرہ پہ نقاب اگر ہے تو کیا ہوا
ابر تنک میں دیتا ہے ماہ تمام نور

ہے برق طور چہرۂ ساقی جو پیش چشم
ہم مست دیکھتے ہیں عجب بیچ جام نور

حیران عمر بھر تو نظارہ سے ہم رہے
دیکھیں تو دیکھیں یار کا روز قیام نور

آسے وہ زلف یار تو چمکیگا دل کا داغ
دیگا کبھی چراغ نہ بے وقت شام نور

نظارہ یار دیکھ لیں نزدیک و دور سے
اللہ لقا سے رخ سے کہ ہو جائے عام نور

گورے بدن کا اُس کے اگر وصف میں لکھوں
چمکے مرے کلام میں پھر لاکلام نور

۹۱
مرکر نہ یاد اُس رخ روشن کی جائیگی
اے واسطی رہیگا لحد میں مدام نور

غم کسی کو ہو ہی صدمہ اس دل ناکام پر
لوٹتا ہون نالۂ مرغان زیر دام پر

مست ہون صدمہ نہین غم مین بھی مجھ ناکام پر
دور ساغر کا گمان ہی گردش ایام پر

بوسہ ہو جائے عطا کوئی کہ تم ہو سیم تن
چاہئے منعم کو دینا کچھ خدا کے نام پر

پھول کوئی اس طرح کا باغ عالم مین نہین
قطع زیبائی کا جامہ ہی ترے اندام پر

الفت چشم و ذقن مین مر گیا ہی یہ غریب
فاتحہ ہو سیب پر عاشق کا یا بادام پر

شام کو بہر طلب جاؤن تو کہتے ہین کہ صبح
جب بلاتا ہون سحر کو رکھتے ہین وہ شام پر

نالہ پر درد ہی اور سینہ پر داغ ہی
یا دھوان چھایا ہی آتش خانۂ حمام پر

اے موذن وصل کی شب تو نا یہی تھی اذان
قہر حق ٹوٹے تری آواز بے ہنگام پر

خیر ہو یارب کہ نکلا عارض جانان پہ خط
ہندوؤنکی ہی چڑھائی کعبۂ اسلام پر

میکدے سے جب گیا وہ مست جھنجھلائے ہم
شیشے سے شیشے کو توڑا جام پٹکا جام پر

وائے غفلت یاد اتنا بھی نہین ہی اب ہمین
آئے تھے مامور ہو کر دہر مین کس کام پر

ہاتھ ساقی سے جو آیا ساغر مے گر پڑا
بخت نافرجام پا روؤن شکست جام پر

خوبصورت ہو بہت پریونکے سایہ کا ہی خوف
بال کھولے شام کو دیکھو نہ آؤ بام پر

	واسطی اللہ دکھلائے جوار کربلا جان دیتا ہون حسین ابن علی کے نام پر	۹۲

آج جامے سے ہی وہ ترک ستمگر باہر
جاؤن اس عالم امکان سے نکل کر باہر

خیر یارب کہ ہوا میان سے خنجر باہر
شمع وہ چہرۂ پر نور ہی فانوس مکان

وان رہون جا کے برابر ہون جہان گھر باہر
کیا توقع مجھے احباب سے ہو مرگ کے بعد

روشنی ایک سی رات تو نکو ہی اندر باہر
الفت کاکل پر پیچ سے مشکل ہی نجات

قبر تک آ کے چلے جائینگے باہر باہر
نکلون اس بھول بھلیاں سے مین کیونکر باہر

گردش چرخ مجھ آوارہ کی ہی زیست تلک
کیا چلے گی وہ گھڑی جسکا ہو چکر باہر

کون آتا ہی چمن مین صفت باد بہار — کہ ہوئے جاتے ہین جامے سے گل تر باہر

اب وطن مین نہ شناسا ہی نہ غربت مین کوئی — ہون وہ بیکس کہ برا ہی مجھے گھر باہر

انکو آسیب دم شمشیر ہی پیاسو لئے عزیز — ہی زبان منھ سے یہان وائے مقدر باہر

باغ مین جانیکا بے یار جو کرتا ہون قصد — غنچے کہتے ہین چٹک کر کہ تجھے باہر باہر

ایک تم ہو کہ نہین تمکو عنایت مجھ پر — گل ہی بلبل سے نہ قمری سے صنوبر باہر

نامہ اُس ترک کو لکھون تو قاصد نہ ملے — چاہ سے ڈر کے نہو ایک کبوتر باہر

اُس شہ حسن کے در پہ ہون کیا خاک مقیم — روز پھکواتے وہ ہو کوچہ سے بستر باہر

پانون رکھے ہو جو رہ مدحت گیسو مین قلم — چاہیے حد سے نہ ہو بال برابر باہر

ابر جب چاہیے ہو اس دیدۂ تر سے ہی چشم — کبھی چشمہ سے نہ ہوگا یہ سمندر باہر

طالب رتبہ اگر ہی تو قدم گھر سے نکال — تاج تک پہونچے صدف سے ہی جو گوہر باہر

تنحل گردون کا تقاضا ہی کہ مینخانے مین — خم سے مے ہونے نپائے کوئی ساغر باہر

٩٣	واسطی دولت دنیا کا بھروسا کیا ہی کہ کفن سے تھا ہی دست سکندر باہر	

ہو جو غرفے سے تمھارا رخ انور باہر — پھینکے آئینہ کو محفل سے سکندر باہر

نکلے سینے سے نہ کیونکر دل مضطر باہر — کہ سپند آگ سے جاتا ہی اچھل کر باہر

داغ دل قبر مین روشن ہی تربت شمعین — روشنی رہتی ہی یان رات کو اندر باہر

دیکھے ہو جو مانگ کسٹ جاتی ہین اجل کے قریب — نکلین کیا بحر محبت سے شناور باہر

کیا حرارت ہی کہ آنکھون سے لگے تبخالے — برج آبی سے گیا نجم مقدر باہر

یہ شب وصل وہ مستی سے مر گھبرائے — شب کو سو بار گئے گھر سے نکلکر باہر

نجد مین قیس کو غم ہی تو فقط اتنا ہی — لیگیا کوچۂ لیلے سے مقدر باہر

دیکھو سمجھو مرے اشکو نکو نہ جھوٹے — خون دل پیکے نکالے ہین یہ گوہر باہر

نکلہ گو یو نکو ترے دہی عشرت کے دن
کہ شفاعت سے علی ہین نہ پیمبر باہر

لامکان دور نہیں وادی دلسے تو قریب
مشت پھرتا ہی ترا ادا ہمسے باہر

کیا کرو نہین تپ فرقت کی حرارت کا بیان
آگ سی جلتی ہی تن بین مرے اندر باہر

نہ کھے ہم خط ہو ترے چاہ ذقن بیچ دیکھا
نکلی ہی جو رہ روزن سے برابر باہر

ہون وہ غم دوست کہ رکھتا ہون تمنا و غم
چبھ کے نکلے نہ رگو نسے مری نشتر باہر

کھولتا بھی ہی جو دروازہ قفس کا صیاد
پانون رکھتا نہین بین طائر بے پر باہر

قطب آفاق ہون بین نقطۂ پرکار کی طرح
دائرہ بگڑے اگر جاؤن نکل کر باہر

۹۴ ہم نہین قادر نہ ہو میری جو سندیلہ بین
واسطی داد سخن دینگے سخنور باہر

جو دل آزار ہین خوش ہین وہ دل آزاری پہ
کیسے گل ہنستے ہین بلبل کی گرفتاری پہ

دیکھکر نبض جو سمجھا ہی کہ ہی عالم یاس
ہاتھ ملتا ہی مسیحا مری بیماری پہ

دل پہ ہر وقت جو غفلت کا پڑا ہی پردہ
رشک آتا ہی اسے آنکھونکی بیداری پہ

منعمون سے کہو الدن ہی مکان زیر زمین
پھولے بیٹھے ہین عبث قصر کی گلکاری پہ

دیکھکر شکل تری اب نہین لیتے کبھی نام
جان دیتے تھے جو یوسف کی خریداری پہ

ہون وہ میکش مرا کاشانہ بھی ہی میخانہ
بوتلین مے کی چنی رہتی ہین الماری پہ

ہو کے سینے سے مرا نالۂ پر سوز بلند
ٹنگیا ہی کلس اس گنبد زنگاری پہ

سیر کو آئے وہ یوسف یہ توقع ہی کہان
کیا ہو تسکین خبر مردم بازاری پہ

ابر روتا ہی کبھی برق کبھی ہنستی ہی
ہو رہا ہی یہ تماشا مری میخواری پہ

۹۵ واسطی بولیگا کا ہیکو کوئی میری طرف
مرتے ہین اہل جہان اسکی طرفداری پہ

کیا ہی بخت نے اس شوخ سبزہ رنگ سے دور
ہمارا آئینۂ دل ہو خاک زنگ سے دور

جو حسن و عشق مین ہی اتحاد ظاہر ہی
نہ بو سے رنگ جدا ہی نہ بو ہی رنگ سے دور

لڑائی رہتی ہی ہر وقت ہے سے اور دل سے
نیا ہی معرکہ اس ترک خانہ جنگ سے دور

کہان ہی اسکا مداوا مرض جو خلقی ہی
کرے نہ داغ کو مرہم تن پلنگ سے دور

مژہ سے اسکے نہ ہو دل کا سامنا یارب
خدا کرے یہ نشانہ رہے خدنگ سے دور

عجب ہی ہجر مین اس بت کے چور چور ہی دل
شکست شیشے نے کھائی ہی کیسی سنگ سے دور

کمال تنگی عالم سے تنگ آیا ہون +
نکل کے جاؤن کہان اس مکان تنگ سے دور

وہ بیٹھتے نہین ہرگز ہمارے پہلو مین
ہر اک بزم مین رہتے ہین عار و ننگ سے دور

۹۶
گرہ مین ہند سے ای واسطی ارادہ کیا
مکان یار کا ہی کشور فرنگ سے دور

نیند آئے فرقت جانان مین کیونکر رات بھر
نیزو کی انیان ہین جب آنکھون مین اختر رات بھر

حال فرقت کا کہون کیا دل کی بیتابی سے مین
گاہ گھر مین گاہ دروازے کے باہر رات بھر

نامہ بر کہتا کہ ہی تسبیح تیرے نام کی +
صبح تک گنتے ہین ہم گردون پہ اختر رات بھر

چھت گری دیوار بیٹھی صحن دریا ہو گیا
لائے کیسے کیسے طوفان دیدۂ تر رات بھر

پاے جانان سے نہ اٹھا ایکدم بھی اپنا سر
صبح تک سجدے کیے ہمنے برابر رات بھر

پاسبانون کے سہارے سے ہوئی کچھ شکل زیست
کان مین آئی صدائے حکم حیدر رات بھر

وائے قسمت شام سے تا صبح لڑتے ہی رہے
بعد مدت کے جو وہ ٹھیرے مرے گھر رات بھر

چشم مست یار کا جاتا نہین دل سے خیال
اپنے محفل مین ہی ساقی دور ساغر رات بھر

یاد کرتے ہین ہمین وہ کب کہ ہین بھولے ہوے
[illegible]ب جو ہچکیان آئین برابر رات بھر

ابرو و مژگان جانان کا تصور کب نہین
سر پہ شمشیر ہی گردن پہ خنجر رات بھر

۹۷
اسکے گھر مین تو گذارا تھا کہان ای واسطی
گرد کوچے کے لگائے ہمنے چکر رات بھر

تیرے گھر مین ہو بھلا اپنا گذارا کیونکر
یار و اغیار کا آنا ہو گوارا کیونکر

کھڑکیان چھوپی گئین روزن در بند ہو
دیکھین اب انکا میسر ہو نظارا کیونکر

پھیرتے دل نہین قابو مین جو اپنے لاکر
یہ تو کہئے کہ ہوا مال تمھارا کیونکر

نفرت اقرار سے انکو تھی مگر ایکبار
ہاتھ پہ ہاتھ خدا جانے کہ مارا کیونکر

برہمن دشمن جان شیخ عدو سے قلبی
کعبہ و دیر مین اپنا ہو گذارا کیونکر

گالیان دین ہمین اتنا تو بتا اے قاصد
شرم تھی انکو لیا نام ہمارا کیونکر

قید آفت سے چھڑایا ہے جنون نے ہمکو
ایسے محسن سے کرے کوئی کنارا کیونکر

خال رخ دیکھکے اس مہر کا حیران ہوئین
دنکو نکلا ہے الٰہی یہ ستارا کیونکر

صبر کا نام نہ دل مین مرے غمنے چھوڑا
اڑکے بارود تک آیا یہ شرارا کیونکر

گر پڑا راہ مین غش ہوکے نہ پھر ہوش آیا
نہین معلوم مجھے اسنے پکارا کیونکر

٩٨
سوز غم دلکو گوارا ہے یہ حیرت ہے مجھے
واسطی آگ پہ ٹھہرا ہے یہ پارا کیونکر

توصیف حور کی تو نہ اتنا ملال کر
عاشق ترا ہون اور نہ کچھ احتمال کر

قاتل یہ روز عید ہے کچھ تو ثواب لے
ڈسنے کے بدلے مجکو چھری سے حلال کر

صیاد نے قفس مین مری پھر نہ لی خبر
ظالم کہان گیا مجھے آفت مین ڈال کر

غنچے ہی منھ پھولائے نہین مجھسے باغ مین
نرگس بھی دیکھتی ہے تو آنکھین نکال کر

دل نے کہان کہان مری مٹی خراب کی
نادم ہوا بغل مین مین دشمن کو پال کر

ناصح بھی اسکے ساعد سیمین جو دیکھ لے
رہجائے دونون ہاتھ [illegible] بھال کر

تاثیر جذب عشق زلیخا سے پوچھیے
یوسف کو لائی مصر مین گھر سے نکال کر

دل مین جگر مین سینے مین ہے درد آ چکا
برچھی لگائیے تو ذرا دیکھ بھال کر

وہ نا قبول ہون کہ نہ دریا کرے قبول
ساحل پہ پھینکدے مری کشتی اچھال کر

آیا ہے تو جو تیر و کمان لیکے دشت میں　　صید پلنگ کر کہ شکار غزال کر

۹۹ کی چشم التفات اگر اس نے غیر پر
جانے دے واسطی نہ کچھ اسکا خیال کر

شب وصل صنم گذری کچھ ایسی مختصر ہوکر　　کہ گویا گھر میں میرے شام آئی تھی سحر ہوکر
پڑا رہتا ہوں نقش پا کی صورت اسکے کوچہ میں　　سراپا چشم ہوں شاید کہیں نکلیں ادھر ہوکر
غضب کیا ہے جو اچھا تو ان میں ضعف پیری ہے　　یہ روشن ہے زوال آتا ہے دنکو دوپہر ہوکر
تواضع چاہیے انسانکو جب حاصل ہو عزت　　شجر آخر کو جھکتا ہے زمین پر بار ور ہوکر
رہیگی کب ہوائے زلف میں جمعیت اعضا　　ملینگے خاک میں آخر کسی دن منتشر ہوکر
ہوا عشق کمر میں رفتہ رفتہ زار میں ایسا　　تن لاغر نظر سے چھپ گیا تار نظر ہوکر
قدم رکھا ہے کوئے عشق میں لیکن نہیں واقف　　کدھر سے میں ادھر آیا ہوں اب جاؤں کدھر ہوکر
ملا ہوں خاک میں لیکن تعلی ہے وہی باقی　　پہونچتا ہوں فلک پر دم میں میں بلند نظر ہوکر
مرے گھر وقت شب وہ مہروش آیا تو کیا آیا　　جو جلوہ بھی دکھایا اسنے تو نور سحر ہوکر
مآل سرکشی کیا ہے یہ پوچھے سرو سے کوئی　　اکڑنا اسقدر اچھا نہیں ہے بے ثمر ہوکر
یہی ہے ضعف میں مجکو جو شوق بوسۂ عارض　　پہونچ جاؤنگا اس تک ذرۂ گرد نظر ہوکر
چلوں خط لیکے اپنا میں بھی اس محبوب کے آگے　　سکندر پیش نوشابہ گیا خود نامہ بر ہوکر

۱۰۰ ہوئی ایام پیری میں یہ لغزش ہرزہ گردی سے
کہ آخر گھر میں بیٹھے واسطی ہم دربدر ہوکر

تمنا ہے جو وہ شمشاد قد گذرے ادھر ہوکر　　جھکاؤں سر قدم پر اسکی شاخ پر ثمر ہوکر
نہیں ہے کرکے خط تحریر پروا مجکو قاصد کی　　تقاضا شوق کا ہے خود چلوں میں نامہ بر ہوکر
نگین کا وہ ہوا طالب جو مجھسے بہر انگشتر　　دو ٹلکا بنگیا آنکھوں میں دو ٹکڑے جگر ہوکر
فروغ شعر گوئی خاک ہوا ایام پیری میں　　دل روشن ہمارا بجھ گیا شمع سحر ہوکر

میانِ یار کے بوسے کا گر ہو اشتیاق ایسا
دہن میرا وہین رہجائیگا بیم کمر ہوکر

زوالِ عہد پیری یاد آئے نوجوانون کو
گھٹا اوجِ فلک پر اسلیے پورا قمر ہوکر

حوادث سے اگر چاہے حفاظت بھاگ دولت سے
کہ قطرے کو ہی وحشت لوٹ جائینگے گہر ہوکر

برنگ بوے گل رفتار ہو اُس سروِ رعنا کی
سعط وہ گلی ہوجائیگی نکلا جدھر ہوکر

سوا اُس خوشکل کے دیکھون اگر مین اور کی صورت
سعطل پائے مردم کو کرے رشتہ نظر ہوکر

پہونچے خطِ شوق مین اُس غیرتِ بلقیس کو جھپ کر
سلیمان جائین خود ہُدہُد کے بدلے نامہ بر ہوکر

وہ مجرم ہون جو جھکر سامنے تیغِ غضب آئی
بچایا مجکو میری روسیاہی نے سپر ہوکر

عجب اُس نیمچے نے اسلحہ مین حسن دکھلایا
ہوا ہی پیش سب مین مرکز کاف کمر ہوکر

۱۰۱
جنون کے جوش مین سر واسطی اُس در سے جب ٹپکا
وہین موے پریشان رہگئے زنجیر در ہوکر

کھوٹے ہوئے جو پھرتے ہین سر آسمان پر
کیا نالشی ہین شمس و قمر آسمان پر

کب ہین یہ آفتاب و قمر آسمان پر
دونون ہین میرے داغِ جگر آسمان پر

پہونچون مین بامِ یار پہ یارب شتاب یون
جاتی ہی جس طرح کہ نظر آسمان پر

پھونکی ہی آپ قالبِ خاکی مین حق نے روح
کیونکر نہ ہو دماغِ بشر آسمان پر

قاتل نشان ہی ترے کشتون کے خون کا
کب ہی شفق یہ شام و سحر آسمان پر

اعجاز ہی علاج وہ بیمار غم ہون مین
کیونکر مسیح کو ہو خبر آسمان پر

کیا تیری جستجو مین یہ انجم تباہ ہین
پھرتے ہین جو ادھر سے اُدھر آسمان پر

دیکھون شبِ فراق کی ہوتی ہی کب سحر
کرتا ہون بار بار نظر آسمان پر

اس بام تک رسائی عاشق ہو کس طرح
ممکن نہین کسی کا گذر آسمان پر

آتی نہ زور شور سے چل ای ہوائے آہ
طوبے کا گر پڑے نہ شجر آسمان پر

فرقت مین شور نالہ یہ اتنا ہوا بلند
گوشِ ملائکہ ہوے کر آسمان پر

۱۰۲ باہر چلی جو روح مرے تن سے واسطی
باغِ جنان کے کھل گئے در آسمان پر

ہی خون فشان جو یہ مژہ تر زمین پر
لالہ اُگا ہوا ہی برابر زمین پر

ہنگام رقص آپ کی ٹھوکر زمین پر
برپا کرے نہ فتنۂ محشر زمین پر

اعضا کا اُنکے خاک کے نیچے نہین نشان
رکھتے نہ تھے قدم جو تو نگر زمین پر

اُس مہروش کو دیکھکے کہتا ہی سب جہان
اترا ہی آفتاب یہ کیونکر زمین پر

میخانے مین گر گذر محتسب ہوا
ٹوٹے پڑے ہین شیشہ و ساغر زمین پر

بیجا نہین جو اُسکو کہون آفتاب حسن
ہین جس کے نقش پا مہ و اختر زمین پر

نالون سے میرے گر گئے ہر باغ کے شجر
گویا بچھا ہی فرش مشجر زمین پر

بد اصل ہین جو لوگ اُنھین تعلیم ہی عبث
کھیتی ہری نہ ہو کبھی بنجر زمین پر

دیبا و خز کا فرش مبارک ہو شاہ کو
مرد گدا ہون ہی مرا بستر زمین پر

ذرے نہین شرار پڑے پانون جس جگہ
تقدیر لائی ہی مجھے کس سر زمین پر

سقف فلک شگاف ہین یہ نالہائے دل
ڈرتا ہون گر پڑے نہ یہ پھٹکر زمین پر

۱۰۳ حق نے کیا تجھے ملکِ کشورِ سخن
اے واسطی ہی غل مرا ہر سر زمین پر

سوزش دل نے کیا نالہ بلند آخر کار
کہ اُچھل جاتا ہی مجمر سے سپند آخر کار

شربتِ وصل علاج دلِ شیدا نہ ہوا
مرضِ ہجر ہوا بڑھ کے دوچند آخر کار

بے ثباتی ہوئی عالم کی جو ثابت مجھکو
ترک دنیا کو کیا دل نے پسند آخر کار

خانۂ عشق عجب بھول بھلیان کی ہی جا
ہو گیا دل اسی در بند مین بند آخر کار

اپنے اعضا سے بھی بیجا ہی رفاقت کی امید
ایکدن ہونگے جدا بند سے بند آخر کار

عاشقِ زار سے بھاگیگا کہانتک وہ شوخ
کھینچ لائے گی کشش بنکے کمند آخر کار

دل سمجھتا ہی جو ہی مشق ریاضت مین مزا
صاف ہوتا ہی جو رس بنتا ہی قند آخر کار

بارگیسو سے نہ کرنی تھی محبت ای دل
مین نہ کہتا تھا کہ پہونچیگا گزند آخر کار

امن کی جا کوئی دنیا مین جو مجکو نہ ملی
خانۂ گور کیا مین نے پسند آخر کار

شانۂ اُس زلف کا ہوگا دل صد چاک مرا
بام مقصود پہ پہونچے گی کمند آخر کار

۱۰۴ واسطی چرخ ستمگر سے بقول صائب
بر چہ بر داشت شکست ارچہ فگند آخر کار

ہوگا دل سلسلۂ زلف مین بند آخر کار
میری گردن مین پڑیگی یہ کمند آخر کار

حسن تا چند کبھی خط کا نکلنا ہی ضرور
آتش رخ سے دھوان ہوگا بلند آخر کار

عشق وہ ہی کہ جھنکاتا ہی کنوین عاشق کو
چاہ بابل مین فرشتے ہوئے بند آخر کار

آکے رندون مین ملا ساغر مے پینے لگا
یہی مشرب ہوا زاہد کو پسند آخر کار

حسن چمکیگا تمھارا کہ ہی جوبن پہ شباب
دن چڑھے ہوتا ہی خورشید بلند آخر کار

سوزش دل یہ ہی تو دل کا ٹھکانا ہی کہان
خاک ہوجائیگا جل کر یہ سپند آخر کار

دیکھتے دیکھتے ہو جائیگی دونی جوبن گا ہ
حسن جانان نظر آئیگا دوچند آخر کار

مہربان ہوکے وہ گل دیگا کبھی بوسۂ لب
اپنے حصہ مین بھی آئیگا یہ قند آخر کار

ہوگی جب عفو کی بازار کی گرمی منظور
جنس عصیان کو کریگے وہ پسند آخر کار

پستی بخت نے مرکر بھی نہ چھپا چھوڑا ا +
قید خانے مین ہوئے گور کے بند آخر کار

۱۰۵ واسطی واہ عجب فکر سخن کام آئی
شعر کرنے لگے میرے وہ پسند آخر کار

کیا حق شفاعت اس طرح ثابت پیمبر پر
دل وجان سے ہوا قربان شبیر و شبر پر

علی و مصطفیٰ شبیر و شبر میرے حامی ہین
یقین ہی ہوگئین مُہرین بخشش کے محضر پر

اُتاریگے کبھی مشکلکشا دست مبارک سے
گنا ہونکا جو بھاری بوجھ رکھا ہی سر پر

یقین ہی جام کوثر ساقی کوثر سے پاؤن گا
عطش مین شوق لیجائیگا جسدن مجکو کوثر پر

محب وہ ہون کہ جب چلتا ہون مین راہ محبت مین
قدم پڑتا ہی میرا پاسے سلمان و ابا ذر پر

نہین کچھ خوف میزان و صراط و حشر سے مجکو
کہ نازان ہون تولاے آل و اصحاب پیمبر پر

گدائے کوچہ مولا کیا جب سے مقدر نے
تفوق ہی مجھے سبطرح سے خاقان و قیصر پر

ہے کشکول کا وہ مرتبہ ہی جو شرف حاصل
بجائے تاج رکھدو نہین اگر فرق سکندر پر

نہین ہی دھیان کچھ دلمین مرے اپنی سیادت کا
رگڑتا ہون سر تسلیم کو مین پاسے قنبر پر

حسین ابن علی کے ساتھ میدانمین اگر ہوتا
گلا اپنا عوض حضرت کے رکھدیتا مین خنجر پر

تمنا دلمین رہتی ہی مرے ہر لحظہ ہر ساعت
ہے سینے مین کرو مین جبہ سائی جاکے اُس در پر

۱۰۶ مرض سے وسطی دل تنگ ہی یا احمد مرسل
کبھی تو ہاتھ رکھیے آکے اسکے سینہ و سر پر

انسان کو زندگی مین ہی خوف خدا ضرور
ہی وعدۂ الست کی سب کو وفا ضرور

قرآن مین امر و نہی کے احکام ہین عیان
بد جانتا ہی جسکو وہ ہی کام کیا ضرور

نیکی کی کیا امید ہو مجکو رقیب سے
طینت ہے جس کی بد وہ کریگا دغا ضرور

ہر چند ہی وہ خالق عالم بڑا کریم
انسان کو چاہیے کہ کرے التجا ضرور

آکے تو آئیے ہیر عیادت کھڑے کھڑے
کرنی تھی ایسی آپکو تکلیف کیا ضرور

ہر چند آج ہجر مین ہون مبتلائے غم
ٹل جائیگی کبھی مرے سر سے بلا ضرور

اُن کی زبان سے کلمۂ آمین نکل گیا
مقبول آج ہو گی ہماری دعا ضرور

منھ سے لگا کے یار نے ہمکو دیا ہی جام
کچھ تو اثر کرے گی مرض مین دوا ضرور

مطلب نہین ہی کچھ مجھے تاثیر ہو نہ ہو
جائے گی عرش تک مری آہ رسا ضرور

مہمان جب تمنے مجکو بلایا ہی بزم مین
تجویز تخلیہ کا مکان ہو جدا ضرور

جو چاہین آج ہمپہ کرین ظلم اہل ظلم
محشر کے روز اُنکو ملے گی سزا ضرور

طفل و جوان و پیر یہ جتنے ہین آدمی
آئے گی اپنے وقت پہ اُنکی قضا ضرور

سب پر تو آپکی ہی عنایت بڑی بڑی
لازم مری طرف بھی ہی چشم عطا ضرور

غوطے لگا رہے ہین جو دریاے فکر مین
ہاتھ آئینگے اُنھین گہر مدعا ضرور

۱۰۷ بیٹھے ہین آ کے روضۂ احمد پہ واسطی
جنت یہین کرے گا عنایت خدا ضرور

پایا ہی اوج مین نے جو بام حبیب پر
کیا چھٹ کے آسمان گرا ہی رقیب پر

تیرا مریض عشق تھا کب قابل علاج
الزام لوگ رکھتے ہین ناحق طبیب پر

پیچھے ہمارے داغونکے پھولونکی بو کرو
بھیجو درود پہلے خدا کے حبیب پر

سب پر نگاہ مہر ہی اُنکی ہر رنگ مہر
موقوف کچھ نہین ہی بعید و قریب پر

جو ریسی بوسہ آپکا عاشق نے کب لیا
تہمت نہین ہی تمکو مناسب غریب پر

لٹکا دے شاخ گل سے قفس جا کے باغ مین
صیاد مہربان ہو کبھی عندلیب پر

مر بھی گیا وہ پر وہی باقی رہی خلش
کانٹے چڑھائے ہمنے مزار رقیب پر

۱۰۸ کس درجہ بد مزاج ہی وہ طفل واسطی
ملّا پہ روز قہر ہی آفت ادیب پر

پیدا کیے سب جسنے وہ پنہان نہین ظاہر
روشن ہی جہان مہر درخشان نہین ظاہر

تن پر اثر نشتر مژگان نہین ظاہر
زخمی ہون مگر زخم رگ جان نہین ظاہر

سالک ہون پر ابتک رہ عرفان نہین ظاہر
مومن ہون مین دل سے مگر ایمان نہین ظاہر

صد شکر ہی پردے مین ابھی راز محبت
کچھ داغ جو ہین زیر گریبان نہین ظاہر

جو رزق مقدر ہی پہونچتا ہی وہ سب کو
ممنون ہی جہان صاحب احسان نہین ظاہر

زخم دل و جان کسکے تبسم سے ہین خندان
پر شور زمانہ ہی نمکدان نہین ظاہر

گلخن سے سوا سینۂ سوزان مین ہی گرمی
دکھلاؤن کسے آتش سوزان نہین ظاہر

چلمن مین ہین سب ارض و سما گو کیطرح سے / یہ طرفہ تماشہ ہی کہ چوگان نہین ظاہر
پوشیدہ وہ ہی چاہ ذقن خط سیہ مین / ظلمات تو ہی چشمۂ حیوان نہین ظاہر
سینے مین چھپائے کوئی کیا داغ محبت / کیا نور چراغ تہِ داماں نہین ظاہر
درویش ریائی سے حذر تجکو ہی لازم / یہ دام تہِ خاک ہی پنہان نہین ظاہر
باطن مین تو ہی سلسلۂ الفت گیسو / ظاہر مین مرا حال پریشان نہین ظاہر
عالم کو تجسس ہی پڑے پھرتے ہین رہرو / ہی گنج کہان خاک مین پنہان نہین ظاہر
چاہیے جو نمود اپنی مرے دل پہ لگا زخم / جوہر ترے اے خنجر مژگان نہین ظاہر

۱۰۹ اے واسطی احوال مرا سب پہ ہی پنہان / کافر ہون مین یا مرد مسلمان نہین ظاہر

ردیف زاے معجمہ

پیتے ہین ماہ صوم مین میکش شراب روز / اُلٹا یہ رند لوٹ رہے ہین ثواب روز
غیرونکے ساتھ انکو ہی شغل شراب روز / سینے مین سوز غم سے ہی یان دل کباب روز
آنکھوں مین خاک جھونکتے ہین سارے راہ رو / مٹی ہی کوے یار مین اپنی خراب روز
بوسے وہ روز دیتے ہین لیکن گنے ہوے / ناصح مرے حساب ہی روز حساب روز
مدت ہوئی کہ ہی شب فرقت کا سامنا / کب تک رہیگا مجھپہ یہ نازل عذاب روز
دیدار روے یار کا مشتاق اگر نہ ہو / نکلے نہ آسمان پہ یہ آفتاب روز
ملتی نہین ہی بھیک در یار سے کبھی / دیتے ہین سائلون کو وہ اپنے جواب روز
گرمی کی فصل آئی ہی دن بڑھ گئے ہین کچھ / کرتا ہی دوپہر کو وہ خورشید خواب روز
منعم فقیر ہوتے ہین درویش بادشاہ / دور فلک سے دیکھتے ہین انقلاب روز
نامہربان وہ ہمپہ ہین غیرونپہ مہربان / انپر تو لطف رہتا ہی ہمپر عتاب روز
کہتے ہین وہ کہ اپنی اگر چاہتے ہو قدر / آیا کرو نہ گھر مین مرے تم جناب روز

آج ایک گل میں دو ہیں فرد انقاب تین	ہمسے زیادہ ہوتا ہی انکا حجاب روز
سارے شہسوار ہیں آمادہ سفر	پاتا ہوں میں ہر ایک کو پا در رکاب روز

۱۱۰ کس دن نہیں ہی ذکر رخ یار واسطی
قرآن پڑھا کرتے ہیں حاصل ثواب روز

ردیف سین مہملہ

جب تک جیے رہے صنم بیوفا کے پاس	ڈرتے ہیں مر کے جاتے ہوئے اب خدا کے پاس
بیمار عشق کو ہی طبیبوں سے کام کیا	اس درد کا علاج فقط ہی قضا کے پاس
ہم امتی نہ پہونچینگے کیا بام یار تک	کیسے رسول عرش پہ پہونچے خدا کے پاس
پھنس جائیں عاشقوں نکلے نہ کسطرح مرغ دل	آفت کا جال ہی تری زلف رسا کے پاس
ان عارضوں کو ہمنے جو دیکھا یقین ہوا	بدر الدجی کا جلوہ ہی شمس الضحی کے پاس
بیمار کیوں وہ چشم ہی با وصف قرب لب	مسکن ہی اس مریض کا دار الشفا کے پاس
اسکا ہی مستحق تو سگ کوچہ حبیب	یا رب نہ استخوان مرے پہونچیں ہما کے پاس
کس منہ سے شکر خنجر قاتل ادا کروں	دنیا سے سرخرو مجھے بھیجا خدا کے پاس
انکا غرور میری لگاوٹ سے بڑھ گیا	کھنچنے لگے وہ دور جو بیٹھا میں جا کے پاس
موت آگئی جو لینے لگے بوسۂ دہن	دی جان ہمنے چشمۂ آب بقا کے پاس
معشوقوں سے امید ہی عشاق کو عبث	تکیہ گدا کا ہی در دولت سرا کے پاس
آیا نہ میرے گھر کبھی وہ شاہ ملک حسن	یوں بادشاہ سیکڑوں آئے گدا کے پاس

۱۱۱ اسواسطے نجف کو میں جاتا ہوں واسطی
مرقد بنے تو روضۂ مشکلکشا کے پاس

باقی نہیں ہی مجھکو کسی بات کی ہوس	اک رہگئی ہی تیری ملاقات کی ہوس
دنیا میں پارساؤں کو ہم آزما چکے	ہی التفات پیر خرابات کی ہوس

پایا کوئی جواب نہ جبنے سوال کا
اس برہمن بچہ سے رہی بات کی ہوس

میرے سلام ہی کو کیا سیجیے قبول
اس سے سوا نہیں ہے مدارات کی ہوس

درگاہ میں تو مانگ چکے ہم دعا وصل
کعبے میں رہ گئی ہے مناجات کی ہوس

پی ابر دیکھ کے بادہ کشی کا نہیں مزہ
ساقی کمال ہے ہمیں برسات کی ہوس

جب سے سنی ہے پیر خرابات کی صفت
زاہد کے دل میں بھی ہے ملاقات کی ہوس

پابند کب ہوں چار حد و ہفت چرخ کا
وحشت میں چار کی نہ مجھے سات کی ہوس

آئے تھے کچھ نہ لیکے نہ جاتے ہیں لیکے کچھ
بیسود ہے تلافی ما فات کی ہوس

۱۱۲
مانع ادھر ادب ہے ادھر شرم واسطی
رہ جائے کیوں نہ حرف و حکایات کی ہوس

سنے چمن میں اگر تیری داستان نرگس
ہوائے شوق میں آنکھوں سے ہو رواں نرگس

مگر ہے شیفتہ نرگس بتان نرگس
جو ایسے باغ میں ہے زار و ناتوان نرگس

وہ بے بصر ہیں جو تشبیہ ایسی دیں ناقص
کہاں وہ چشم فسوں ساز اور کہاں نرگس

ہوائے نرگس جاناں میں موت آئی ہے
چڑھائیگا مری تربت پہ باغبان نرگس

ترا غلام ہے جو نرگس ہے صحن گلشن میں
تری کنیز ہے اے رشک بوستان نرگس

بغور چشم صنم دیکھتی ہے حسرت سے
کبھی زمیں کو کبھی سوئے آسمان نرگس

لگا کے آنکھوں میں سرمہ ابھی تو بینا ہو
ذرا جو پائے تری خاک آستان نرگس

نہ کر سکے تری آنکھوں کی ایک بھی توصیف
ہزار صورت سوسن ہو صد زبان نرگس

تمہاری آنکھ سے کیونکر میں دوں اسے تشبیہ
خزاں رسیدہ ہے نرگس یہ بے خزان نرگس

بہار حسن نے تازہ یہ گل کھلایا ہے
چمن ہے کوچہ ترا چشم پاسبان نرگس

نہیں ہے حسن پسند و نکو دشت باغ سے کم
ہرن کی آنکھ یہاں دلربا وہاں نرگس

کہو کہ آنکھ لڑائے نہ شوخ چشموں سے
کرے نہ صفت بہار اپنی رائیگان نرگس

عصا ہی ہاتھ مین ہر وقت رنگ چہرہ ہی زرد
یہ عشق چشم مین کس کے ہی ناتوان نرگس

تمھاری آنکھیں بھی ہین باغ حسن مین بمثل
چمن مین رکھتی ہی کیا شاخ زعفران نرگس

چمن مین کیا کسی یوسف جمال کو دیکھا
خوشی سے مثل زلیخا ہوئی جوان نرگس

۱۱۳
یہ کس کی چشم کا ہی واسطے مین عاشق ہون
کہ باغبان مجھے دیتا ہی ارمغان نرگس

ردیف شین معجمہ

رہتی ہی ہمکو دید رخ یار کی تلاش
جس طرح عندلیب کو گلزار کی تلاش

پایا کہین نہ کی تو بہت یار کی تلاش
سرشتہ مفت ہم رہے بیکار کی تلاش

بیٹھے ہین پانون توڑکے ہم کوئے یار مین
بلبل نہین کہ ہمکو ہو گلزار کی تلاش

پہونچا گلی مین آپ کی آخر کو سر کے بل
دیکھی حضور نے یہ گنہگار کی تلاش

دو بوسہ کے لب آپ سے ہین ہم امیدوار
دس بیس کی نہ ہمکو ہو دو چار کی تلاش

دیکھا جو غور سے وہ ہماری بغل مین تھا
رہتی تھی ہمکو جس بت عیار کی تلاش

قسمت سے چاہتے ہین سکندر کا مرتبہ
ہی ہمکو یار آئنہ رخسار کی تلاش

نفرت ہی ہمکو جسسے تو خالی نہین جہان
کر لینگے ہم بھی اوس طرحدار کی تلاش

پردہ مین چھپ کے بیٹھے ہو کیا عاشقو سے تم
یوسف ہو تمکو چاہیے بازار کی تلاش

ایسا ہمارے داغ کی گرمی سے جل گیا
خورشید کو ہی سایۂ دیوار کی تلاش

تنگ آ گئے ہین اپنا گلا کاٹ کر مرین
اسواسطے ہی ہمکو ہین تلوار کی تلاش

۱۱۴
آنسو ہین اپنے گوہر شہوار واسطے
کسواسطے ہو گوہر شہوار کی تلاش

ہوا ہی یون دل نالان قدوم یار سے خوش
ہو جیسے مرغ چمن آمد بہار سے خوش

تمھین بھی چاہیے عشاق کی برابر قدر
کرے جو عدل رعایا ہو شہریار سے خوش

سما گیا یہ تلون مزاج مین کیسا
کبھی وہ جاڑے سے ناخوش کبھی ہین جاڑے سے خوش

بڑھا دی قیمت مے سیفروش نے ایسی
ہزار سے نہ وہ ہوتا ہی دو ہزار سے خوش

پہ سر کے بھی ہی گراں سنگ بہر فاتحہ وہ
ملول آ کے تھے اُٹھے مرے مزار سے خوش

ہمارے دلکو تو نفرت ہی گرد کلفت سے
ہوا کرے ہی اگر آئنہ غبار سے خوش

وہ چشم دیکھ رہی ہی مرا دل پہ داغ
شراب نوش ہی کیا سیر لالہ زار سے خوش

ہمارے فاتحہ لینے راضی ہین وہ تو دور نہین
سنا یہ ہی کہ خدا بھی ہی روزہ دار سے خوش

نکل کے روح الٰہی ادھر مین رہ جائے
نہ اس عذار سے خوش ہین نہ اس دیار سے خوش

۱۱۵
وفا کرے کہ جفا اس کی کچھ نہین پروا
ہر ایک طرح ہون اے واسطی مین یار سے خوش

ردیف صاد مہملہ

خانقہ مین آ کے دکھلائے جو وہ جانانہ رقص
صورت صوفی کرے زاہد بھی بیتابانہ رقص

شکر ہی پہونچا تہِ شمشیر قاتل آج سر
مثل بسمل چاہیے اے ہمت مردانہ رقص

راہب بتخانہ ہوا ہی یار یا شیخ حرم
تو جہان جائے کرے شادی سے صاحبخانہ رقص

قلقل مینائے مے ان گھنگرو نکی ہی صدا
مست کر دیتا ہی مثل گردش پیمانہ رقص

اے پری رو دیکھ کر دور فلک سمجھے یہ ہم
عالم وحشت مین کرتا ہی ترا دیوانہ رقص

بصحرا ہو گئے لاکھون جو رقص اسنے کیا
ڈر یہ ہی دم مین نہ کر دے شہر کو ویرانہ رقص

شمع رو محبوب آیا کیا عجب ہو کر جو خوش
مثل فانوس خیالی اب کرے کاشانہ رقص

وارد مہمان سر ہی وہ کہ آئی ہی بہار
صورت طاؤس کرتا ہی مسافرخانہ رقص

بیخودی چھائیگی گرم رقص ہو گئے تم اگر
ہوش سے کردیگا اہل بزم کو بیگانہ رقص

وصل جب معشوق سے ہو کیون نہ عاشق شاد ہون
گرد پھر کر شمع کے کرتا ہی ہر پروانہ رقص

واسطی بزم نشاط دہر ہی کیا بے ثبات

کیون نظر آئے نہ ہمکو بازی طفلانہ رقص

۱۱۶ ردیف ضاد معجمہ

ماہ تابان ہی کہ خورشید درخشان عارض ۔ بلکہ دونون سے چمکتا ہی دو چندان عارض
دیکھے سعدی بھی ترا روے کتابی تو کہے ۔ بوستان ایک ہی اور ایک گلستان عارض
تیرے نظارے سے کیونکہ ہو نہ ایمان کامل ۔ کعبہ ہی ابروے خمدار تو قرآن عارض
زلف کے طالب دیدار ہین ہندو ہر شب ۔ دیکھنے آتے ہین ہر روز مسلمان عارض
آہ پری ہی مرے نزدیک مناسب ہی مثال ۔ لشکر مور جو خط ہی تو سلیمان عارض
سرو قد غنچہ دہن نرگس میگون نرگس ۔ زلف پرپیچ ہی سنبل گل خندان عارض
چار پردون سے ہی اسے مہر عیان لمعہ ۔ کبھی پردے مین نہ ہوگا ترا پنہان عارض
رقص کرتے ہین جو وصاف آگان ہوتا ہی ۔ زیر دامن ہی چراغ تہ دامان عارض
جس طرح شمع پہ پروانہ پھرین گرد ترے ۔ اک نظر دیکھین اگر یوسف کنعان عارض
عاشق اک حور کا ہون میری نظر مین واعظ ۔ کوثر اسکا ہی دہن روضۂ رضوان عارض
اسنے حیران کیا اسنے پریشان کیا ۔ تو ہی گیسو ہی ترا آفت دوران عارض
پر تو ماہ سے اڑتے ہین کتان کے پرزے ۔ رکھے عاشق کو نہ کیون چاک گریبان عارض
تیرا نظارہ ہی بے شبہ تماشاے بہشت ۔ حور پیشانی پہ نور ہی غلمان عارض
سامنا یار اگر نور و ضیا مین ہو گا ۔ جیت لیگا مہ و خورشید سے میدان عارض

[illegible]

۱۱۷ واسطی لاکھ دوائین ہون نہین فائدہ کچھ
کیا کہون کیسی ہوئی ہی تپ ہجران عارض

ردیف طاء مہملہ

ہم تو انکو روز و شب لکھتے ہین خط ۔ انکو کیا پروا ہی کب لکھتے ہین خط
طاق نسیان پر ہی وان خط کا جواب ۔ منتظر ہم ہین کہ اب لکھتے ہین خط

ایک وہ پرزہ تلک لکھتے نہیں
اور ہمکو دوست سب لکھتے ہیں خط

مفت کا کاغذ سیاہی مفت کی
ہم تو شغلاً بے سبب لکھتے ہیں خط

کچھ تو لازم ہے رقیبوں کو سزا
روز ہمکو بے ادب لکھتے ہیں خط

چاہیئے جاوے قلم سے کے قلم
جا بجا بنت العنب لکھتے ہیں خط

دیکھیے کس کو کریں وہ سر قرار
بے سمجھے ہیں قاصد بے مطلب لکھتے ہیں خط

کاٹتے ہیں سر قلم کا بار بار
جب سمجھ وقت غضب لکھتے ہیں خط

اک نہ اک تحفے کی فرمائش ہے روز
جبکہ بے مطلب وہ کب لکھتے ہیں خط

مجھسے وہ آئینۂ دل کیوں نہ لیں
کس لیے سوئے حلب لکھتے ہیں خط

شکر ہے کچھ تو ہوئے وہ مجھسے صاف
ہے شکایت جب نہ تب لکھتے ہیں خط

۱۱۸
نام کاتب بھی لفافہ پہ نہیں
واسطی وہ بھی عجب لکھتے ہیں خط

ہاں تیری ہی کچھ ہے کچھ اے نکتہ دان غلط
اسکی کمر غلط ہے نہ اسکا دہان غلط

ہمکو تو دور چرخ سے ملتی نہیں امان
بے فیض کہتے ہیں ہے آسمان غلط

قصہ سنو نہ غیر کا قصہ سنو مرا
یہ داستان سچ ہے وہ داستان غلط

کرتے ہیں کب زبان سے وہ اقرار وصل کا
قاصد میں جانتا ہوں ترا ہے بیان غلط

کیا وصف اسکے روئے کتابی کا ہو بیان
سعدی کی جسکے سامنے ہے بوستان غلط

کہتے ہیں لوگ دام سے بلبل رہا ہوئی
لیکن ہے محض یہ خبر اے باغبان غلط

مہمان ہوا ہے آج کی شب غیر کا وہ ماہ
[illegible] نہیں ہے ہمارا گمان غلط

یوسف کے اشتیاق میں رہرو چلے وطن
ایسا نہ ہو کہ راہ کرے کاروان غلط

کب ہے شکر میں اس لب شیریں کا ذائقہ
ہو ادعا سے طوطی شیریں بیان غلط

شاعر وہ ہوں کہ دوں [illegible]
باندھے جو کوئی قافیہ شایگان غلط

کیا کیجیے جو آپ سے جاتا نہین پڑھا
ہمسے تو کیجے خط ہی ہمارا کہان غلط

مجھ پیر سے یہ ضد ہی کہ کرتا ہین جو بات
کہتا ہی چھیڑنے کو مرے وہ جوان غلط

مضمون وصل کا کبھی ملتا نہین پتا
مشہور ہی جہان مین خط تو امان غلط

تھا واسطی کو مہر و وفا کا ترے خیال
بیچارہ دل مین رکھتا تھا اپنے گمان غلط

ردیف ظای معجمہ

119

نظر پڑا تجھے کیا کوئی گرم خو واعظ
کہ اپنے ہو گئے ٹھنڈے ترے وضو واعظ

سمجھ نہ پیر سبوکش کو بیوضو واعظ
غلط ہی محض جو سمجھا ہوا ہی تو واعظ

نہ دیکھ پیر مغان کیطرف حقارت سے
بڑھی ہوئی ہی کہین تجھسے آبرو واعظ

سنین جو قلقل مینا کو مست ہون دونون
رہے نہ تجھکو نہ ناصح کو گفتگو واعظ

سیہ جو چہرۂ میخوار ہی نہ ہنس اتنا
یہی تو ہو گا ترا اسمہ گلو واعظ

مرید پیر مغان ہی مین جانتا ہون تجھے
سنبھل نہ دون کی لے میرے روبرو واعظ

کبھی اگر نہین سونگھی ہی زلف دختر رز
ترے دماغ مین ہی یہ کہان کی بو واعظ

شراب خانہ مین ہین شاد رند ساغر نوش
جنان کی تجھکو مبارک ہو آرزو واعظ

بہار ایسی یہ بدلی یہ باغ یہ سبزہ
پیے نہ مے تو پیے تو مرا لہو واعظ

اگر ہو مد نظر سے فردوش تک جانا
اٹھا لے دوش پہ اپنے کوئی سبو واعظ

خدا سے ڈر نہ بتا دختر رز کو تر دامن
بہک بہک کے نہ کر ایسی گفتگو واعظ

یقین ہی حشر مین زنجیر پا ہون تیرے لیے
یہ جسقدر کہ تری ریش مین ہین مو واعظ

وہ مست جانب مسجد کبھی جو آنکلا
تو ہاتھ جوڑ کے بیٹھے گا روبرو واعظ

جو واسطی سے ذرا بات مین گذر اسکا
سمجھ کے کعبہ کرے سجدہ چار سو واعظ

ردیف عین مہملہ

۱۲۰

تمام رات جو کرتی ہے اشکباری شمع
ہماری طرح سے عاشق ہے کیا تمھاری شمع

ہمیشہ کرتی ہے تا صبح اشکباری شمع
شب فراق میں ہمدرد ہے ہماری شمع

اثر ہوا ہے جو اسکو ہماری صحبت کا
ہمیشہ کرتی ہے رات کو اشکباری شمع

شب الم میں جو تو میرے ساتھ گریاں ہے
بہت ہے تجھ پہ شاید کہ رات بھاری شمع

عجب نہیں ہے کہ زخمی کرے تجھے شب ہجر
کہ آئی شعلہ کی باڑھ ہوئے کٹاری شمع

یہ کسکے افعی گیسو کی بندھ گئی ہے ہوا
کہ آج ہوتی ہے خاموش باری باری شمع

کرو جو غور تو اس سے ہے اسکو کیا نسبت
کہ چہرہ یار کا نوری ہے اور ناری شمع

ذلیل ہوتی کہ پروانوں کو جلایا تھا
سحر کو خوار ہوئی تیرے سے سدا ماری شمع

لحاظ وہ نہیں کرتی مرا تو کیا شکوہ
کہاں پتنگ کی کرتی ہے پاسداری شمع

ہمارے جلنے کا کرتے ہیں ذکر پروانے
تمھارے مصحف رخسار کی ہے قاری شمع

ضیاے عارض روشن سے بزم روشن ہے
نہیں اگر تو نہ ہو بزم میں تمھاری شمع

مقابلہ جو کیا تیرے روے روشن سے
اسی کی جیت ہوئی لاکھ بار ہاری شمع

ستم کی تیغ ہے محفل میں واسطی گلگیر
اٹھا رہی ہے عجب سر پہ زخم کاری شمع

ردیف غین معجمہ

۱۲۱

جیسے ہیں سوز غم سے دل پرمحن میں داغ
ایسے کہاں ہیں لالہ و سوسن چمن میں داغ

کیا غم بیان میں ہو کے اگر پیرہن میں داغ
یارب لگے نہ قبر کے اندر کفن میں داغ

ظالم نے سر و چراغان بنا دیا
سر سے قدم تلک ہیں ہمارے بدن میں داغ

اللہ رے کسکو یہ مشق بیٹھنا
شیریں کے ہاتھ سے ہیں دل کوہکن میں داغ

مضمون باندھے سینہ پہ داغوں کے جست
تا حشر لگے لباس عروس سخن میں داغ

حج حرم کا جب سے کہ عازم ہے وہ صنم
ہاتھوں لئے شیخ کے ہیں دل برہمن میں داغ

افشائے راز عشق کی کھاتے ہیں ہم قسم
لب بھی اگر ہلیں تو زبان ہو دہن میں داغ

سامان عیش ہجر میں آتے ہیں کب پسند
کی سیر لالہ زار اٹھائے چمن میں داغ

ایسی جلی ہے تیری نزاکت کو دیکھکر
لالہ کی طرح ہیں جگر یاسمن میں داغ

گل ہیں کہاں کہ تحفۂ احباب میں کرون
غربت سے لیچلونگا میں اپنے وطن میں داغ

اس ڈر سے بوسہ میں نہیں لیتا شب وصال
ایسا نہ ہو لگے ترے سیب ذقن میں داغ

بلبل ہمارے نالۂ موزون سے یہ جلی
طاؤس کی طرح ہیں سراپا بدن میں داغ

آہو سے چشم یار نظر سے جو ہے نہان
چیتے سے بھی سوا ہیں ہمارے بدن میں داغ

بے یار جب گئے صفت شمع واسطی
پایا ہمارے دل نے ہر اک انجمن میں داغ

۱۲۲

سوز جگر میں ٹھنڈا ہی ہو چکا دل میں چراغ
تیرہ محفل ہے ہوا خاموش محفل میں چراغ

سجدہ میں مجنون کو کیا درکار شب کو روشنی
چہرۂ لیلی ہے خود فانوس محمل میں چراغ

یاد گیسو میں سر مژگان ہیں یہ لخت دل
جس طرح ہون رات کو دامان ساحل میں چراغ

قتل کو میرے جو آیا ہے اندھیری رات میں
ساتھ ہی تلوار کے ہے دست قاتل میں چراغ

رو بہ اعلا ہے اسفل کو کوئی رتبہ نہیں
کب سما سکتا ہے چشم ماہ کامل میں چراغ

ہے ہجوم غم دل پر داغوں کیسی ہے شب
قافلہ اترا ہے روشن ہیں یہ منزل میں چراغ

جس جگہ معشوق ہو وان عاشقوں کا ہے گذر
آتے ہیں پروانے جب جلتا ہے محفل میں چراغ

یہ اک افسردہ شرارہ وہ تجلی زار حسن
کس لئے منہ چڑھتا ہے سوچے تو ذرا دل میں چراغ

واہ ری قسمت اسی سے میرا خرمن جل گیا
شب کو روشن تھا جو کشت سیر حاصل میں چراغ

کانپتا ہے واسطی ڈر سے ٹھہر سکتا نہیں
جس طرح ہون رات کو دامان ساحل میں چراغ

۱۲۳ ردیف فاء

جائین الیاس و خضر چشمۂ حیوان کیطرف
ہم تو آئینگے ترے چاہ زنخدان کیطرف

جاؤن وحشت مین نہ کیون دشت و گلستان کیطرف
خار دامن کیطرف گل ہین گریبان کیطرف

پھانس کے بلبل ہلے یہ پائی ہی قفس مین راحت
خواب مین منہ نہین کرتی ہی گلستان کیطرف

تا فراموش نہ ہو دل کو کبھی مرگ کی یاد
روز ہو آتے ہین ہم گور غریبان کیطرف

ہون وہ دیوانہ جو مین شہر مین آجاتا ہون
لوگ ہوتے ہین روان ڈر کے بیابان کیطرف

قید سے چھوٹ کے ایسا سوچ رہا ہون دل مین
جاؤن گلشن کیطرف یا مین بیابان کیطرف

ہی توقع کہ جلا دے وہ لگا کر ٹھوکر
لیچلو نعش مری کوچۂ جانان کیطرف

ہی یقین پھر نہ کبھی سیر چمن کو جائین
کبھی آجائین جو وہ کنج شہیدان کیطرف

لے پیراہن یوسف کا ہی یعقوب کو شوق
اے صبا مصر سے لیجا کبھی کنعان کیطرف

قید کر کے جو نہ تم لوگے خبر کیا ہوگا
قاف تک آئینگی پریان مرے زندان کیطرف

لا کو دکھلاے ترے ہجر مین جلوہ شب کو
آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھون کبھی غلمان کیطرف

آج بھی یون ہی لگے بحث کرین کچھ باہم
تم ہو ہندو کیطرف ہم ہون مسلمان کیطرف

واہ رے شوق مری خاک بھی ہی ریگ روان
مر کے رہتا ہون روان کوچۂ جانان کیطرف

۱۲۴

ہی اگر شاہ خراسان کی زیارت منظور
واسطی ہند سے چل شہر خراسان کیطرف

ہر اک غیر سے ہر یگانے سے واقف
مین شہر آشنا ہون زمانے سے واقف

گیا بھول کر پھر نہ دیر و حرم مین
ہوا جو ترے آستانے سے واقف

مکان کنج عزلت ہی مدت سے میرا
نہ آنے سے واقف نہ جانے سے واقف

قفس مین پھنسا ہون کئی روز گذرے
نہ پانی سے واقف نہ دانے سے واقف

دہان تنگ کو ترے [illegible] سمجھے
جو ہو غنچہ کے کارخانے سے واقف

کہاں وہ نہیں پر کہیں وہ نہیں ہی
کوئی کس طرح ہو ٹھکانے سے واقف

الٰہی مری آہ پہونچے اثر تک
یہ ناوک کبھی ہو نشانے سے واقف

وہ چالاک رہوار عمر رواں ہی
کہ اب تک نہیں تازیانے سے واقف

ہیں دیوانہ تب سے ہوں آشفتہ اسکا
کہ جب تھے وہ گیسو نہ شانے سے واقف

زمانے کی چالیں کوئی مجھسے پوچھے
کہ ہیں خوب ہوں اس زمانے سے واقف

وہن اُس صنم کا تھا معلوم کسکو
ہوئے واسطی مسکرانے سے واقف

ردیف قاف ۱۲۵

نہیں پڑھتا وہ دلبر نامۂ شوق
لکھیں گے ہم برابر نامۂ شوق

گیا کیا نامہ بر نے مجکو رسوا
لیے پھرتا ہی گھر گھر نامۂ شوق

لفافہ کھل گیا پہونچا جو اُس تک
ہوا جامے سے باہر نامۂ شوق

لکھے ہیں شوق کے مضمون جو ہمنے
ہوا ہی ایک دفتر نامۂ شوق

ہم اپنا حال دل یہ لکھکے روے
سراپا ہو گیا تر نامۂ شوق

نہ پوچھو گرمی مضمون کا احوال
ہوا بال سمندر نامۂ شوق

پسینا اُسکا پڑھتے وقت ٹپکا
ہوا کیسا معطر نامۂ شوق

پڑھیگا کیا کہ وہ بت سنگدل ہی
لکھوں میں خاک پتھر نامۂ شوق

گلی تک یار کی خود اُڑکے پہونچا
تھا ہُدہُد یا کبوتر نامۂ شوق

کبوتر ہی نہ قاصد ہی نہ ہُدہُد
وہانتک پہونچے کیونکر نامۂ شوق

کوئی جھونکا ہوا کا کاش آجائے
اُڑا لیجائے صرصر نامۂ شوق

وہ نو خط خوشنویسی میں ہی یکتا
لکھوں بہتر سے بہتر نامۂ شوق

زیادہ طاقت پرواز بخشی
کبوتر کو ہی شہپر نامۂ شوق

۱۲۶

نہیں ہے واسطی کوئی جو قاصد
چلو تم آپ لیکر نامۂ شوق

جب کھلے منصور پر اسرار حق — کر کے جانبازی کیا اظہار حق
ہو مرا سینہ تجلی زار حق — دل میں آتے ہیں نظر انوار حق
ہے شنیدہ و دیدہ میں فرق صریح — جانتے ہیں طالب دیدار حق
ہے نہاں اُسکا دہن اُنکی کمر — ہوں عیاں کیونکر یہ ہیں اسرار حق
نالہ کرتے آئینگے جب سر روش — اور ہوگی گرمی بازار حق
نعرہ ہو کرتے تھے جو رات بھر — ہیں وہ نالان بلبل گلزار حق
دیکھتے ہیں چار سو وہ ایک نور — صدق دل سے ہے جنہیں اقرار حق
ربِّ عالم کون ہے اُسکے سوا — پرورش سب خلق کی ہے کار حق
سچ نہیں کیوں نہ وہ حق حق کہیں — ہیں جو مست ساغر سرشار حق
ہیچ سمجھا ہیں کیوں نہ وہ کونین کو — جنکے ہونٹوں پر چڑھے تکرار حق
صرف تبلیغ رسالت تھے نبی — کس سے ہو سکتے ہیں ایسے کار حق
مل سکے کس طرح بے اُنکے خدا — مصطفٰے ہیں مالک سرکار حق

گر اُٹھے پردہ دوئی کا واسطی
پھر نہ کوئی کر سکے انکار حق

۱۲۷

ردیف کاف عربی

کوئی کیا پہونچے اُس والا مکان تک — پہونچ جاتے جو دم میں لامکان تک
پھری رستے سے جب میری قسمت — نہ آئے وہ کرم فرما مکان تک
سبھی کچھ تھا صرف سے نوشی کیا سبب — ہوا بے خان ومان پہونچا مکان تک
گئے واپس تھے ہم مسافر — نہ آئے پھر کے پھر اصلا مکان تک

اٹھا لیوں ہی اگر رونے کا طوفان — یقین ہی بیٹھ جائے گا مکان تک
اٹھا بستر سے جب میں بے لگاوٹ — لگا لایا حسین کیا کیا مکان تک

۱۲۸ بلاتا ہی کہاں نا فہم اوسکو — نہیں ہی واسطی تیرا مکان تک

بوالہوس اور عشق گیسو واہ ای پیر فلک — ہاتھ میں مجنون کے خاک اس کی زنجیر فلک
ای قمر طلعت ترا دیوانہ ہی کب پیر فلک — کہکشان و ہالہ ہیں طوق و زنجیر فلک
خاکساری میں بھی رفعت سے تعلق ہو بھا — تن ہی خاکی دل ہی کہ آئینہ میں تصویر فلک
سمجھے دیکھا سایۂ ایوان جو کوے یار میں — کھینچ لی ہی خاک کے تختے پہ تصویر فلک
ماہ نو کو دیکھکر آئیگا اُس ابرو کا دھیان — ایک دن جوہر کریگی تجکو شمشیر فلک
کسب کرتا ہی وہ مہر و ماہ اون علم نجوم — آج کل چمکا ہوا ہی نجم تقدیر فلک
دل جو روشن ہو تو پاسے رتبۂ عالی بشر — خسرو خاور کو کیا مشکل ہی تسخیر فلک
آفتاب داغ کھوئیگا سیہ کاری مری — شب سے ہوتی ہی زیادہ ونکو تنویر فلک

فکر عالی سے ہوے مضمون عالی واسطی — کیون زمین شعر پھر پائے نہ توقیر فلک

۱۲۹ ردیف کاف فارسی

اُس خط سیہ سے نہیں گیسو کا جدا رنگ — اللہ کی قدرت سے ملا رنگ میں کیا رنگ
سچ ہی کہ فقیر الفت عارض میں نہیں کون — صد برگ بھی گلشن میں ہی درویش سدا رنگ
چین آئے شب فرقت جانا نہیں مجھے خاک — جو پھول ہی بستر پہ وہ رکھتی کوئی سا رنگ
ہم تا بقدم زرد ہیں وہ تا بقدم سرخ — انکا ہی جدا رنگ ہمارا ہی جدا رنگ
ہم خوب سمجھتے ہیں کہ خون ہونگے ہزارون — پہونچی جو ترے ہاتھ تو لائے گی حنا رنگ
معلوم ہوا ہمکو کہ حربا ہی زمانہ — ہر وقت بدلتا ہی یہ کمبخت نیا رنگ

بیجرم نکر قتل ڈر اللہ سے قاتل
لائیگا کسی روز یہ خون شہدا رنگ

گلشن مین ہوا اس دیدۂ خونبار سے جل
ہر پھول سے کہتی ہی یہ بلبل کہ تمہارا رنگ

جس صبح ہوا اس رخ روشن سے مقابل
منھ زرد شب ماہ کا چہرے سے اڑا رنگ

130 کس گل سے ہوا ہجر کا یون چھائی ہی زردی
چہرے کا مرے واسطی ایسا تو نہ تھا رنگ

نیرنگی جہان کے ہین ہمکو پسند رنگ
قوس قزح کی طرح ہین اس مین کئی چند رنگ

ممکن نہین کہ پہونچے نہ بام مراد تک
باندھے گی کچھ تو نالۂ دل کی کمند رنگ

دنیا فلک کے دور سے ہر روز ہی نئی
کیا کیا دکھا رہا ہی یہ طاق بلند رنگ

جاتا نہین تصور چشم سیاہ یار
کس طرح سرمئی نہ ہو ہمکو پسند رنگ

تمنے سوار ہوکے دکھائی نئی بہار
گلگون ہوا خوشی سے بدل کر سمند رنگ

نیرنگی جہان کا جو لکھتا ہون حال مین
حرباصفت بدلتا ہی کاغذ کا بند رنگ

رخ زرد ہوگا درد کی شدت سے واسطی
لائیگا کچھ نہ کچھ یہ دل دردمند رنگ

ردیف لام

131

ہی جو شکل آئنہ لبریز شوق یار دل
دیدۂ حسرت سراپا ہی پئے دیدار دل

شکوہ ناممکن ہی اس آئینہ رو کے روبرو
مہر خاموشی ہی لب پر کیا کرے اظہار دل

یا الٰہی مجھکو وہ چشم بصیرت کر عطا
بند آنکھین کرکے لوٹے دولت دیدار دل

دیکھیے کس روز ہو دولت شہادت کی نصیب
کوچۂ قاتل مین جاتا ہی سو سو بار دل

سیر عالم دیدۂ بیدار سے ممکن نہین
بند کر لیتے ہین آنکھ اپنی جو ہین بیدار دل

پڑ گئی افتاد ہاتھون سے گرا دل دیکھنا
پاؤن کے نیچے نہ آجائے دم رفتار دل

دھیان رہتا ہی جو ہر دم تیری چشم مست کا
میکدہ ہی پیکر خاکی مرا میخوار دل

زخمی تیغ تغافل کسنے در پردہ کیا
غنچہ ساں رکھتا ہوں سینہ میں افگار دل

خوف کیا مجکو یہ گر دہن اگر وقت پسند
تو چمن زار محبت میں گل بیخار دل

اے خیال یار جان تازہ کر آکر عطا
ہے یہی وقت مسیحائی کہ ہے بیمار دل

عشق بت میں چھوڑ کر کعبہ دکھایا مجکو دیر
کیا کہوں ہے کیا معاذ اللہ کجرفتار دل

جان آنکھوں میں سما کرتی ہے یار بیخبر ہے
شمع میں دیکھتا ہے کیسی حسرت دیدار دل

ہے شب فرقت میں یہ وحشت کہ نیند آتی نہیں
پھاڑ کر آنکھوں کو تکتا ہے در و دیوار دل

دل دیا میں نے جو بوسے کی عوض تو خوش ہوئے
کاش ہوتے پاس میرے اور بھی دو چار دل

لے لیے اس ترک نے [illegible] ایمان و دین
لٹ گیا رہزن کے ہاتھوں قافلہ سالار دل

١٣٢	ہو گیا ہے حال پری کے عشق میں دیوانہ اب ورنہ تھا اے واسطی سب سے ہشیار دل	

غم ہجر ہو گئی نہ کم بے سرو سامانی دل
کشتی نوح نہیں کشتی طوفانی دل

آئنہ کس پہ نہیں حال پریشان میرا
پوچھ لو زلف پریشان سے پریشانی دل

کھینچ مانی مری تصویر تو آئینے پہ
میری صورت سے عیاں ہے مری حیرانی دل

ہاتھ اس زلف کی زنجیر پہ اپنا نہ پڑا
کام آئی نہ کبھی سلسلہ جنبانی دل

بھول جاؤ گے فروغ رخ انور اپنا
ابھی دیکھا نہیں تم نے رخ نورانی دل

اسکو پھر اس سے ہے ترجیح بھلا کیا نسبت
بانی کعبہ براہیم خدا بانی دل

جان تک کعبہ ابرو پہ تمہارے ہے نثار
عید کا دن ہے کرو شوق سے قربانی دل

شہر ویران ہے کوئی ایک بھی ہمدرد نہیں
جا کے پھر کس سے کہیں قصہ ویرانی دل

١٣٣	واسطی گو کہ جہاں میں ہیں بہت شہر وسیع دیکھو انصاف سے تو ایک نہیں ثانی دل	

کوئی لیکیا ہے ابھی ابھی مرے تن سے صبر و قرار دل

یہ بڑا عذاب ہے جان پر کہ رہا طپش پہ مدار دل
جو میں خاک میں بھی ملا تو کیا کہ بگڑ کے اور بھی بن گیا
مجھے کم نہیں ہے یہ مرتبا کہ مٹا مٹا تو غبار دل
جو پڑیں مجھ پہ ہوں آفتیں پڑیں لاکھ مجھ پہ مصیبتیں
نہ کروں میں ترک وفا کبھی یہ ہے مجھ سے دار و مدار دل
ترے درد و غم میں جو مر گیا نہیں رنج اسکا مجھے ذرا
کہ ترے حریم خیال ہی میں بنے گا میرا مزار دل
جو حواس خمسہ ہوں گم مرے جو ہوں عقل و صبر و خرد جدا
ترے عشق میں رہے مبتلا کہ ہے کیمیا یہ غبار دل
کبھی ترک حرص میں سوچنا کبھی فکر مال میں دوڑنا
یہ غضب تلون طبع ہے نہیں اک روش پہ قرار دل
کبھی زلف کا اسے دھیان ہے کبھی رخ کا اسکو خیال ہے
یہی صبح و شام ہے مشغلہ یہی شغل لیل و نہار دل
کوئی پوچھے مجھ سے جو مہرباں ترا حال عشق میں کیا ہوا
میں کہوں کسی سے تو کیا کہوں کہ عذاب جان ہے فشار دل
جو عیاں تجلی طور تھی جو لگی تھی آگ پہاڑ میں
وہ گیا تھا اڑ کے ہوا سے کیا کوئی شعلہ بھی شرار دل
جو وہ شوخ پاس سے اٹھ گیا تو ہوا ملال کا سامنا
جو خوشی گئی تو غم آپ کا نہ رہا تہی یہ کنار دل
گل داغ کیسے شگفتہ ہیں گل زخم کیسے ہیں تازہ رو
کبھی آؤ دیکھو نظر کرو کہ ہے دیدنی یہ بہار دل

جو نظر مین اُسکے ضیا نہ تھی تو ذرا بھی ہملو شفا نہ تھی

١٣٤ وہ چڑھا عالم نظر پہ جو واسطی سب اتر گئی تپ عا . دل

اُسکی جبہری سے ہی مشکل مین دل کس طرح ڈالین کسی کے ہلین دل

قطع راہ معرفت آسان نہ تھی تھک کے بیٹھا اس کڑی منزل مین دل

عاشق رنجور کی یارب ہو خیر لے چلا ہی کوچۂ قاتل مین دل

دیکھ قاتل ہاتھ اپنے دل پہ رکھ کیا نہین ہی سینۂ بسمل مین دل

وہ ہی جاذب اور مین مجذوب ہون کیا کرون ہی قبضۂ عامل مین دل

جسمین رہتے تھے زمین و آسمان سوت آئی ملگیا وہ گل مین دل

بزم جانان سے اٹھائین ناتوان رہگیا چھٹ کر کر محفل مین دل

بیوفاؤن سے ہی امید وفا ہی عبث اندیشۂ باطل مین دل

واہ رے شوق شہادت رہگیا بنکے جوہر خنجر قاتل مین دل

سحر ہی چاہ ذقن مین واسطی
کیون نہ گرتا اس چہ بابل مین دل

١٣٥ ردیف میم

لکھتے ہی لکھتے ہوگئے ہم اہی نامہ بر تمام ہوگا نہ خط شوق ہمارا مگر تمام

سارے جہان کو قتل کیا تیغ یار نے ویران پڑے ہین شہر ہوئے گھر کے گھر تمام

شب اُسکو اپنا حال سنانے لگے جو ہم بولے کہ ہوگا کاہیکو یہ تا سحر تمام

تربت ہی کتنی دور کہ آخر ہی اپنی عمر منزل قریب آ گئی ہوا اب سفر تمام

اے چشم اتنو اشک بہانے مین کر کمی دامان و آستین و گریبان ہین تر تمام

سینہ مین اپنے دل ہی کہ جام جہان نما آفاق وقت فکر ہی پیش نظر تمام

پاؤ مژہ نے کیسے چبھوئے ہین خار غم چھلنی ہوا ہی چھنکے ہمارا جگر تمام

ہے بعد مرگ بھی جو تپ ہجر کا اثر
ذرے ہین اپنی خاک لحد کے شرر تمام

۱۳۶
ای واسطی ہوا بھی نہ کھائی جہان کی
پیدا ہوئے اُدھر تو ہوئے ہم اِدھر تمام

چھیڑا نہ تجکو مرے سر کی قسم
نامہ بر بلکہ پیمبر کی قسم

آج مین لونگا کوئی جام ضرور
ساقیا ساقی کوثر کی قسم

اس سے بڑھ کر ہی بھلا کون حساب
کھائین کیا اپنے مقدر کی قسم

پائون کو جو نہ لگا سکتے تھے ہاتھ
اب وہ کھاتے ہین مرے سر کی قسم

فتنہ انگیز ہین باہین اُس کی
کھایئے شورش محشر کی قسم

سب پیام اُس سے مرے کہدیا
نامہ بر تجھکو پیمبر کی قسم

سگ جانان کی بجا ہو سوگند
کھاتے ہین اپنے سے بہتر کی قسم

نہ اُٹھینگے ترے کوچے سے فقیر
بو علی شاہ قلندر کی قسم

زہر دو یا مجھے مقتول کرو
تمکو شبیر کی شبر کی قسم

سانپ وہ زلف ہی ڈسنگ آہین نہین
کھاؤن کعبے مین مین حیدر کی قسم

بندۂ عشق تمہارا ہون مین
ای بتو خالق اکبر کی قسم

تجکو اُس قد کی ہے سوگند پسند
فاختہ کیا ہو صنوبر کی قسم

حشر مین تجکو بچا لیجیے گا
یا حسین اکبر و اصغر کی قسم

۱۳۷
لیتے ہین وہ نہ پڑ دباؤن عبث
واسطی تمکو مرے سر کی قسم

غزل مین یہ مضمون کسی منشی سے لکھوائین گے ہم
اب نہ تو آئے گا ای ظالم تو مر جائین گے ہم

عرض یہ ہے کی کہ میرے حق مین کچھ ارشاد ہو

ہنس کے فرمایا کہ اچھا کچھ تو فرمائین گے ہم

ہو دلِ بیتاب شوقِ وصل مین بے اختیار
اب نہ سمجھے گا یہ ہر گز لاکھ سمجھائین گے ہم

خاکساری مین ہمارا ضعف کام آجائے گا
نقشِ پا بنکر ترے کوچے مین جم جائین گے ہم

یہ مثل سچ ہی نہین اپنے کیے کا کچھ علاج
دیکھے دل اس بیوفا کو سخت پچھتائین گے ہم

ہو دوالی سیر کو نکلا ہو وہ رشکِ قمر
اپنے داغون کے چراغان اُسکو دکھلائین گے ہم

گر کبھی جوشِ جنون سے عقل زائل ہو گئی
راہ مین بے اختیار اُس سے لپٹ جائین گے ہم

وہ تو ہین عیار پر ہمکو بھی گھاتین یاد ہین
چل گیا فقرہ اگر گھر تک لگا لائین گے ہم

ٹھوکرین کھلوائے گی کب تک رہِ دشوارِ عشق
منزلِ مقصود تک آخر پہونچ جائین گے ہم

کیا عجب ہو موسمِ گل مین جو توبہ ٹوٹ جائے
ساغرِ لبریز جب دیکھین گے لہرائین گے ہم

اُس کمر کی اُس دہن کی گر محبت ہو یہی
دم ہی دم مین دیدۂ بلبل سے چھپ جائین گے ہم

اُس بتِ ترسا سے جب کرتے ہین ہیری سعی لوگ
ہنسکے کہتا ہو ابھی کچھ اور ترسائین گے ہم

خنجر و شمشیر کی حاجت نہین کچھ بہر قتل
دیکھیے ترچھی نظر سے آپ مر جائین گے ہم

مجکو سمجھاتے ہین یہ احباب کیسے ہین شفیق
یہ نہین کہتے اُسے سمجھا کے لے آئین گے ہم

ہول روز حشر سے ہمکو ڈراتا ہے عبث
ایسے وعظون سے تو اے واعظ نہ ڈر جائین گے ہم

کوئی یہ کہدو ابھی آئین نہ تربت مین ملک
دو گھڑی ٹھہرین تھکے ماندے ہین سستا لین گے ہم

جانتے ہین راہ پر آتا ہے کب وہ شہسوار
کب تلک کاغذ کے گھوڑے روز دوڑائین گے ہم

راہ مین گھر سے وہ دیکھین کب تلک آتا نہین
واسطی قسمین اُنھین لوگون سے دلوائین گے ہم

۱۳۸

جب سے عاشق ہین ترے اے کافر عیار ہم
اٹھ گیا ہم تنگ پہنے پھرتے ہین زنار ہم

ہین ترے بخشش فیض عشق سے اے یار ہم
نرگس بیمار کے مانند ہین بیمار ہم

کس طرح اب دل کے دینے سے کرین انکار ہم
اپنے منھ سے کہ چکے ہین آپ ہی اقرار ہم

جب سے ہین وارفتۂ آئینۂ رخسار ہم
ہل نہین سکتے جگہ سے صورت دیوار ہم

تم اگر بیٹھوگے دست غیر سے چھو لونگے ہار
حشر کے دن دیکھنا ہونگے گلے کے ہار ہم

عشق ابرو مین یہ ہی شوق شہادت اندنون
دیکھتے ہین روز اٹھکر صبح کو تلوار ہم

عشق مین دیکھا سیہ مستی کا بھی انجام نیک
یاد گیسو مین رہا کرتے ہین شب بیدار ہم

بنگیا وحشت مین اپنا تاج سر داغ جنون
اب نہین رکھتے ہین سر پر حاجت دستار ہم

رحم آیا عشق لیلی مین جو انکو ہمپہ
کان مین ہمنے کہا کرتے ہین تمکو پیار ہم

پہ جو گذری خبر اسکی ہی تمکو یا نہین — رات بھر رویا کیے بیٹھے پس دیوار ہم
سامنے اس نکتہ چین کے گفتگو دشوار ہی — سوچتے ہین دل مین اک اک بات سو سو بار ہم
وہان کی شب کچھ تکلف کی نہین ہی احتیاج — طفل کے باتین کیجیے ہین محرم اسرار ہم

۱۳۹
دیکھیے لے جنس دل کو کون یوسف واسطی
گھر سے اپنے لے چلے ہین جانب بازار ہم

زبان دل سے کرتا ہون مین شکوہ ذکر ہو ہر دم — خموشی مین بھی یون رہتی ہی اسکی گفتگو ہر دم
وصال یار کی رہتی ہی دل کو جستجو ہر دم — مرے دم مین ہی جبتک دم یہی ہی آرزو ہر دم
تصور سے یہ دل آئینہ ہی شکل خیالی کا — رہا کرتا ہی اپنے یار سے رو برو ہر دم
طہارت سی طہارت دیدۂ گریان سے حاصل ہی — تمھاری یاد مین کرتا ہون مین تازہ وضو ہر دم
نہین ممکن کہ پہچانون نہین نیرنگیان تیری — جو میرے سامنے آے بدل کر بھیس تو ہر دم
ہوا خواہی مری کیونکر پسند طبع ہو اسکو — ہوا سے بھی لڑا کرتا ہو جو بیگانہ خو ہر دم
کوئی پیدا کریگا شر دکھاتا ہی جو وہ گیسو — دماغ چاہئین عطر فتنہ کی آتی ہی بو ہر دم
صفائی کیا نہین ہی تمکو منظور نظر ہمسے — سبب کیا ہی کہ اب الجھی ہوئی ہی گفتگو ہر دم
کہا ہی قاریون نے حرف حلقی ہاے ہوز کو — نکلتا ہی یہان تو بے وساطت دل سے ہو ہر دم
تری زلفون پہ دست غیر سے جو کچھ گذرتی ہی — زبان شانہ کہہ دیتی ہی سب تجھسے موبمو ہر دم
ادھر سیتا ہی وہ اور اسطرف مین چاک کرتا ہون — رفوگر چاک دامن کو کرے کب تک رفو ہر دم
ہوا میری طرح کیا ہی پریشان عشق گیسو مین — اڑاتی پھرتی ہی کیون خاک سر پر کو بکو ہر دم

۱۴۰
نجس ہی دامن دل واسطی جو بوش عصیان سے
کرے اشک ندامت کاش اسکو شست و شو ہر دم

دل کے اس شوخ سے قاصد با دب بعد سلام — کہیو میرا یہ پیام
غم فرقت مین مری زیست کا لبریز ہی جام — ہو چکا کام تمام

وہ مرے حال سے واقف نہ مجھے اسکی خبر	غم سے کیونکر ہو مفر
نہ کبھی خط نہ کتابت کوئی نامہ نہ پیام	ایسے جینے کو سلام
ملک ہستی میں نہیں کچھ بھی بجز درد و الم	اس سے بہتر ہے عدم
غور سے اسکو جو دیکھا تو ہے وحشت کا مقام	کیا کریں اسمیں قیام
ساقیا سارے زمانے پہ کیا تو نے کرم	ایک باقی رہے ہم
رہے آغاز سے مطلب نہ ہو انجام سے کام	دے ہمیں بھر کے وہ جام
صدمۂ ہجر یہ جھیلیں ہیں کہ ہے ناک میں دم	تیرے قدموں کی قسم
اے صنم بہر خدا وصل کا اب بھی ہو پیام	تا یہ حاضر ہو غلام
ڈر سے رسوائی کے اب آپ نہیں ملتے ہیں	مجھسے راضی تو رہیں
خیر پوشیدہ رہے آج سے پیغام و سلام	ہے مجھے کام سے کام
دشت وحشت میں گریبان کے اڑائے پرزے	خوب دکھلائے مزے
کرکے دیوانہ گیسو کیا ہر سو بدنام	ایسی وحشت کو سلام
عشق گیسو نے کیا ہے مجھے آوارہ وطن	اے بت عہد شکن
باد صرصر کی طرح دشت نوردی سے ہے کام	نہیں اک جا پہ قیام
میری صحبت میں نہ آیا کبھی وہ رشک پری	یاں رہی منتظری
اسی امید میں آخر کو ہوئی عمر تمام	موت کا اب ہے پیام
یوں تو کہنے کو کیے وصل کے لاکھوں اقرار	بلکہ اک دن میں ہزار
ہیں ملے جب ذکر کیا صبح کو تمنے کہا شام	یوں ہوئی عمر تمام
لوگ آغاز میں کہتے ہیں کہ ہے اسکو جنون	کیا میں تدبیر کروں
ہو بہ عشق کا سمجھا تھا نہ میں یہ انجام	مفت بدنام ہے نام
مجکو بدنام سمجھکر جو کیا ہو یہ کرم	اب تامل ہے ستم

لطف کی راہ سے اے ساقیِ ہنگو فرجام — دے مجھے جام پہ جام
مجکو معلوم تھا آفت ہین بت عربدہ جو — ہین بلا وہ گیسو
طائر دل کو پھنسا رکھتے ہین پھندے ہین مدام — دوش پہ ڈالکے دام
اس لیے آکے لبا یا تھا فقط خانۂ گور — نہ چلے آپکا زور
تھک کے سویا تھا کہ ٹھوکر مین ہوئی نیند حرام — اے مرے فتنہ خرام
تیرے فقرون کی سماعت کا ہے مشتاق یہ دل — نہین اب کوئی مخل
قتل کر سیف زبانی سے مجھے وقتِ کلام — تا یہ قصہ ہو تمام
کسلیے بو مجھے پھولون کی سونگھاتی ہے صبا — اس سے حاصل کیا
نکہتِ گیسوے مشکین نے لبا یا ہے مشام — کچھ نہین عطر سے کام
بھول جانا نہ مرے قاصد فرخندہ قدم — اُنھی عیسیٰ کی قسم
یہ زبانی بھی سنا دیجیو خط دیکے پیام — ترک ہے آب و طعام
نزع مین وصل کی تحریر کا آیا ہے جواب — ہم تو ہین پا برکاب
صدمۂ ہجر نے جب اپنا کیا کام تمام — تب یہ آیا ہے پیام
یا تو ازادہی یا وصل سے دلشاد کرو — کچھ تو ارشاد کرو
واسطی جگر افگار تمھارا ہے غلام — کچھ نہین اسمین کلام

ردیف نون

۱۴۱

پاک کرنا آنسوؤ ن کا ہے جو کار آستین + — ہے تماشا چشم پرخون بہار آستین
میرے اعضا بھی مگر دشمن ہین ہجر یار مین — ہاتھ بھی مجکو نظر آتے ہین مار آستین
یہ اڑین دست جنون سے پیرہن کی دھجیان — اب کوئی تار گریبان ہو نہ تار آستین
یار کی دامن کشی نے کر دیا یہ ناتوان — اُٹھ نہین سکتا مگر ہاتون سے بار آستین
ہے لباس یار بھی محبوب مجکو مثل یار — جان ہے قربان دامن دل نثار آستین

جامہ میں تیرا اگر اے گل مصور تھا کوئی
واہ کیا تصویر میں نقش و نگار آستین

ہیکسو نکو بھی فلک رکھتا نہیں آفت سے باز
صورت گل چاک ہے جیب و کنار آستین

محو ہے ہر روز شغل خاکبازی میں وہ طفل
کب ہے فکر گرد دامان و غبار آستین

۱۴۲
ساعد سیمیں سے اسکے واسطی جب پا فیض
کہکشاں سے کیوں نہ بڑھ جائے وقار آستین

یاد میں اسکی جھکاتا ہوں جو سر سجدہ میں
لامکاں تک مجھے آتا ہے نظر سجدہ میں

یا تو مسجد میں تھا یا ملک عدم میں پہونچا
یاد آئی جو مجھے اسکی کمر سجدہ میں

تھی نہ اتنی بھی شب وصل کہ پڑھتا میں نماز
شام ہوتے ہی ہوا وقت سحر سجدہ میں

پنج وقتہ جو ہے مصروف عبادت زاہد
مست میخانہ میں ہیں آٹھ پہر سجدہ میں

خار و خس جتنا ہے سب راہ فنا میں بچھائے
روئے اتنا تو مرا دیدۂ تر سجدہ میں

شکر واجب ہے خدا کا جو اگر دے دولت
پر ثمر ہے جو وہ ہے شاخ شجر سجدہ میں

ہے کسی ابروے پرخم کا تصور مجکو
زیر محراب جھکاتا ہوں جو سر سجدہ میں

بزم وحدت میں جو بیٹھے تو خودی سے کیا کام
بیخبر ہے جسے اپنی ہی خبر سجدہ میں

۱۴۳
واسطی ایک اسی در کا جبیں سا ہوں میں
ہیں جہاں شام و سحر شمس و قمر سجدہ میں

ہمارے چھیڑنے کو سب جو تیرا نام لیتے ہیں
تو دونوں ہاتھوں سے ہم دلکو اپنے تھام لیتے ہیں

خموشی میں کسی پردہ نشیں کا نام لیتے ہیں
وہ سالک ہیں کہ ہم دلسے زباں کا کام لیتے ہیں

فقط ہے حکم ہمکو پنج وقتہ سجدے کرنے کا
بہت دیتے ہیں ہمکو اور تھوڑا کام لیتے ہیں

رضا ساقی کی ہے درکار سودا کچھ نہیں مشکل
ابھی نقد دو عالم دیکے ہم اک جام لیتے ہیں

نمازیں اپنی کیا ہیں جو زطاعت ہیں کیا واقف
یہ کافی ہے کہ تیرا نام صبح و شام لیتے ہیں

نہی غفلت ہے غفلت یہ دن بھر چھائی رہتی ہے
سحر سے سوکے کروٹ پھر نہیں تا شام لیتے ہیں

خطا کرتے ہین دل کو جو پسند آنکا جھٹلانا
خوشی سے اپنی ہم تو آپ پر الزام لیتے ہین

خدا چاہے تو ہم میدان ہستی سے نکل جائین
بہت جلدی عنان ابلق ایام لیتے ہین

یقین ہوتا ہے اسدم کو کوئی ہمکو یاد کرتا ہے
کہ ہر دم ہچکیان ہم نزع کے ہنگام لیتے ہین

بتون سے تنگ آئے بتکدے سے ہو گئی نفرت
خدا چاہے تو راہ کعبۂ اسلام لیتے ہین

چمن مین جا کے سرو و گل سے جی بہلائینگے اب ہم
کہ ہم سے دون کی یہ سرو گل اندام لیتے ہین

تجھی پر ختم ہے سب بانکپن ان بانکے ترچھون کا
جو تجھکو دیکھتے ہین میان سے صمصام لیتے ہین

کوئی دم خواب راحت کسطرح صیاد کو آئے
کہان نالون سے دم مرغان زیر دام لیتے ہین

پھنسانا ہے انہین منظور شاید عندلیبونکو
زر گل دیکے گلچین مول کیون گلدام لیتے ہین

۱۴۴
علی کی دستگیری سے ہین قائل واسطی ہمتو
ہزارون سیکڑون گرتے ہوؤنکو تھام لیتے ہین

اپنی آنکھون سے تماشا کی بنیائی ہین
نظر آتا نہین وہ جسکے تماشائی ہین

قائل اس بات کے ہم اے بت ہرجائی ہین
عقل رکھتے ہین وہی جو ترے سودائی ہین

وہ ادھر قتل پہ آمادہ ہین شمشیر بکف
ہم ادھر بالنہ پہ مصروف جبین سائی ہین

داغ دل سوز جگر اس رخ روشن کا خیال
یہی دو تین مرے مونس تنہائی ہین

پنجروزہ ہے جہان گذران کا میلا
چار دن کے لیے ہم لوگ تماشائی ہین

شیخ صاحب یہ سبکے سفر اڑا یا میرا
یہ تو کچھ حضرت مجنون کے بڑے بھائی ہین

چاہیے صحبت جہال سے انسان کو گریز
ہیچ اس بزم مین سب مردم صحرائی ہین

خوبرویون سے خدا جوک مین رکھے محفوظ
یہ جو کمرو نہین ہن سب آفت بالائی ہین

شوق مین ہمنے کیا بوسۂ گیسو جو طلب
ہنسکے بولے کہ بڑے آپ بھی سودائی ہین

شام سے ہمتو سر راہ ہین مشتاق قدم
اب تلک گھر مین وہ مصروف خود آرائی ہین

آنکھین انجم کی جو گردون پہ کھلی رہتی ہین
کیا مرے ماہ لقا کے یہ تماشائی ہین

۱۴۵ واسطی حال جنون مین نہ ہمارا پوچھو
لاؤبالی ہین جہان گرد ہین سودائی ہین

جاؤن کہان حوادثِ عالم کہان نہین — کس شہر کی زمین ہے جہان آسمان نہین
مضمون مدعا مرا کچھ چیستان نہین — دو ٹکی جواب تمھین جو آ جائے ہان نہین
دل کی شگفتگی سے ہوا زرد رخ مرا — شرمندہ کم موج بادِ خزان نہین
جا ہی ملینگے یاروں سے ہم تا ضرور ہے — کچھ اتنا دور قافلۂ رفتگان نہین
کس دن دل و جگر سے اُبلتا نہین لہو — پیوستہ کچھ یہ دیدۂ تر خون فشان نہین
منبر تلک عروج تمھارا ہے واعظو — کچھ پیر میفروش سے اونچی دکان نہین
کچھ ہجر مین کہا تمھین جل کر تو ہو نہ تنگ — شکوے یہ دوستانہ ہین جھگڑے کہان نہین
کعبہ سے کچھ غرض ہے نہ مطلب ہے دیر سے — کیا ہمکو ہر سجدہ ترا آستان نہین
جیسی ہین گوش یار مین سونے کی بجلیان — ایسا تو ماہ نو ترا اے آسمان نہین
وہ تند خو کہیگا جو مجھکو بھلا برا — مین بھی کہونگا کیا مرے منھ مین زبان نہین
رخصت ہوئی بہار یہ کیسی ہوا چلی — گلچین نہین چمن مین کوئی باغبان نہین
اُٹھ جاؤنگا مین دیر سے اے بت خفا نہو — کعبے مین جا نہین کہ خدا مہربان نہین
رہتا ہے میرے خانۂ دل مین خیال یار — ایسا کوئی مکین نہین ایسا مکان نہین
ہم آنکو دیکھکر ہوے بیخود تو یہ کہا — کیا جانئین یہ کہان ہین ہمارے یہان نہین
پہونچونگا بام یار تلک مین ضعیف بھی — ہے آہ تو کمند اگر نردبان نہین
امید عرض حال کہان عیب حسن سے — گویا ہمین جان دہن مین زبان نہین

۱۴۶ کیا فائدہ خضاب لگانے سے واسطی
سب جانتے ہین تجھکو کہ تو نوجوان نہین

رتبہ ہمارے دل کا کسی پہ عیان نہین — وہ ہے اگر مکین تو یہ کیون لامکان نہین

قابل بیان کے مرا سوز نہان نہین
دوزخ کی آگ مین کبھی یہ گرمیان نہین

چاہِ ذقن مین مجکو جو وہ ڈھونڈھنے نہ دین
حاجت نہین ہی کیا مرے گھر مین کنوان نہین

تیرِ نگہ کا بھی نہ بنا سکے مجھے ہدف تو
ایسا کشیدہ مجھسے وہ ابرو کمان نہین

اب تک تو میری اُسکی محبت مین ہی یہ فرق
مین اُس سے بدگمان ہون وہ بدگمان نہین

جاتی ہی میری آہ تو ہفتم فلک سے پار
کس طرح یہ کلید درِ آسمان نہین

ایسا ہوا ہون خشک مین قاتل کے رعب سے
قطرہ بدن مین خون کا دمِ امتحان نہین

یارب کرون تجسس یاران رفتہ کیا
کوئی پتا نہین ہی کسی کا نشان نہین

لپٹے ہین جاکے یہ مرے سرخ آنسوونکے تار
اُنکی گلی مین پھولونکی یہ بدھیان نہین

رہجاتی ہی ہمیشہ مرے دلمین دلکی بات
اظہار حال کرنیکے قابل زبان نہین

رہتے ہمارے دلمین کہ پردہ نشین ہین آپ
پردے کا کوئی دہر مین ایسا مکان نہین

کیا کیا کیے تھے وصل مین اقرار آپ نے
کہئے تو اب وہ منھ نہین یا وہ زبان نہین

ساقی شراب کہنہ کا دے تو کوئی قدح
پھر دیکھون کون کہتا ہی مجکو جوان نہین

اے تیر آہ کردے مشبّک فلک کو جلد
تاریک گھر جہان ہی کوئی تابدان نہین

۱۴۷ ابرو کے عشق مین ہون دل افگار واسطی
ہوا احتیاج تیر یہ ایسی کمان نہین

اعضا ہین ایسے نرم کہ جسکا بیان نہین
سارے بدن مین اُنکے کہین استخوان نہین

لازم تجھے غرور یہ اے باغبان نہین
وہ کونسا ہی باغ کہ جسکو خزان نہین

گلشن کو میرے عشق نے مقتل بنا دیا
تیرا شہید ناز ہی یہ ارغوان نہین ہو

طائر وہ ہون کہ اڑکے جہان سے نکل گیا
یاد نشیمن و قفس و آشیان نہین

پابند عشق زلف بت سنگدل ہون مین
کٹ جائین کاٹنے سے یہ وہ بیڑیان نہین

قاشین ہین چند لخت جگر کی جو میرے پاس
بھیجون یہ اور پاس مرے ارمغان نہین

حوروں کی گرد تو نہیں ہیں یہ طوق زر
گوری سی گردن کوئی نہیں تیری جو ٹریان نہیں

سنتا ہوں سب کی اپنی میں کہتا نہیں کبھی
سرتا قدم ہوں گوش دہن میں زبان نہیں

چھپتی ہوں اپنی آنکھ سے میں مثل مردمک
ہرچند کوئی میری نظر سے نہاں نہیں

بھاری ہی ہمارے پاؤں میں کیوں ہیں بیڑیاں
منت کے طوق اسکے گلے میں گران نہیں

بلبل ہوں ایک گل کا پر آزاد طبع ہوں
پروائے گل مجھے طلب بوستان نہیں

روکوں میں کس طرح کہ یہ منھ زور ہے بہت
قابو میں میرے توسن عمر رواں نہیں

بند آنکھ کی تو چشم زدن میں پہنچ گئے
کچھ دور اسکے کوچے سے باغ جنان نہیں

سنکر ہمارا حال نہ منھ کو بنائیے
سچی ہے یہ بنائی ہوئی داستان نہیں

۱۴۹
تازہ سخن سنے نہ سنے کوئی واسطی
دل اپنا قدر دان ہے اگر قدر دان نہیں

غربت میں ہم پھنسے ہیں وطن جانتے نہیں
کنج قفس میں ذوق چمن جانتے نہیں

کرتے خیال لب میں تلاش عقیق ہم
مجبور ہیں کہ راہ یمن جانتے نہیں

پردہ نہ فاش ہوگا پس مرگ شکر ہے
میرا مزار وزد کفن جانتے نہیں

بند آنکھیں کرکے دل کو کیا اسنے پائمال
یہ چوکڑی غزال ختن جانتے نہیں

قند و نبات وصف لب یار میں ہیں شعر
میرا مذاق اہل سخن جانتے نہیں

کیونکر نصیب لذت بوس و کنار ہو
کس جا کمر کہاں ہے دہن جانتے نہیں

کیا جانیں حال عاشق گیسوے یار کا
جو صدمہ ہائے طوق و رسن جانتے نہیں

پامال کرکے چلتے ہو تم رہرووں کے دل
طاؤس و کبک بھی یہ چلن جانتے نہیں

غیرت کا ہے مقام نہ اوچھے لگاؤ ہاتھ
خنداں ہیں کیوں یہ زخم بدن جانتے نہیں

اعضائے تن کو توڑ کے نکلیں تو کیا عجب
نالے ہمارے راہ دہن جانتے نہیں

خواہان آب تشنۂ دیدار ہیں عبث
اندھا کنواں ہے چاہ ذقن جانتے نہیں

۱۴۹
جو کم سواد ہین نہ سنا انکو اپنے شعر
ای واسطی وہ قدر سخن جانتے نہین

جو دلمین تھی وہ کہتے ہم وصل کی شب باتین
کچھ بھی نہ کہا ہمنے کہنے کی تھین سب باتین

ہی انکو حیا مانع کرتے ہین وہ کب باتین
کرنے نہین دیتا ہی یان پاس ادب باتین

شرمائے جھجھکتے تھے منہ ہمسے چھپاتے تھے
اب دیکھئے کیا کیا وہ کرتے ہین غضب باتین

پیغام مرا قاصد موقع سے ذرا کہنا
ہمعمرون سے وہ اپنے کرتے نہ ہون جب باتین

ای یار یگانون کے کہنے کو تو کیا کہیے
غیرون کی بھی سنتے ہین ہم تیرے سبب باتین

اس عشق کے رمزون کو کامل ہو تو کچھ سمجھے
باریک اشارے ہین اور غور طلب باتین

کیا عرض کرون اسنے موقع تو ملے مجھکو
منہ پھیر کے کرتے ہین غیرون سے وہ اب باتین

آیا ہی اگر زاہد خوش ہوگا بہت سنکر
رندون کے بھی جلسے مین ہوتی ہین عجب باتین

سو بار مین جاتا ہون کچھ کہہ نہین سکتا ہون
کرنے نہین دیتا ہی کمبخت ادب باتین

سر کو نہ پھرا ناصح آہستہ نصیحت کر
کیا تجھسے نہین ہوتین بے شور و شغب باتین

۱۵۰
ای واسطی اب کسکا ہی عشق ترے دلمین
ہر بات مین گرمی ہی تیری ہین عجب باتین

وہی اگلے بکھیڑے آج ای مہرو نکلتے ہین
سمجھکر بات کیجیے جنگ کے پہلو نکلتے ہین

نقاہت نے مری ایسی ہی کاوش مین باندھی ہی
دہن سے بے صدا نالے برنگ بو نکلتے ہین

تری مژگان و ابرو کے جو عاشق بات کرتے ہین
تو خنجر کے کنائے تیغ کے پہلو نکلتے ہین

یہان گھنگرو گلے مین بولتا ہی سوت آئی ہی
وہان سامان رقاصی کا ہی گھنگرو نکلتے ہین

بنا ہون سرو آتشبار سوز عشق قامت سے
شرارے آگ کے تن سے بجاے مو نکلتے ہین

خضر کی زندگی تھی جاکے ظلمت سے جو پھر آیا
کہین زندہ مقیم کوچۂ گیسو نکلتے ہین

ولا اس ماہ کے حسن صباحت کا ہین کشتہ ہون
کہ میری خاک سے نخل گل شبو نکلتے ہین

اشارہ عاشقوں کے خون کا در پردہ ہے شاید
پہنتے ہیں وہ سوہا اوڑھ کر شالو نکلتے ہیں

ہے کیونکر زلف لہرے گل اندامون کے چہرون پر
چمن میں سونگھنے کالے گلون کی بو نکلتے ہیں

ہوئی ہے چشم چشمہ فیض کا دانتوں کی الفت میں
زبانہ رہ دل سے موتی مرے آنسو نکلتے ہیں

بھرا ہے حسن میں ہر عضو تن ہے یار کا ایسے
کمر پتلی ہے جتنی اُتنے ہی بازو نکلتے ہیں

وہ وحشی ہون کہ میری آہ آتشبار سے شب کو
چراغ غول بنتے ہیں اگر جگنو نکلتے ہیں

ترے کشتہ کی خاک قبر سے اے ترک وحشی اب تک
کبھی خنجر کبھی چھریان کبھی چاقو نکلتے ہیں

۱۵۱
چمن میں واسطی اُسکے لبون سے شیرین تر
پھر کون سے کوئی پتون کے شگفتہ لو نکلتے ہیں

کون ذرہ ہے جو تیرے فیض سے صحرا نہیں
کون قطرہ تجھسے اے بحر کرم دریا نہیں

زخمی تیغ نگاہ شرمگین ہون اس لیے
دیدہ سوزن کو دل کا زخم دکھلاتا نہیں

چرخ نے کیون استخوان میرے ملائے خاک میں
ہے سگ جانان جو آزردہ ہما عنقا نہیں

چاک کرتے ہیں وہ آندھی ہے جو دست جنون
پھیلتا ہے اُسکے آگے دامن صحرا نہیں

گھٹتے ہیں سیپارہ گل سر پہ رکھکر باغبان
تجھسا گل گلزار عالم میں کوئی پھولا نہیں

چشم و ابرو میں کو ہے ایسی دو رنگی نا پسند
نام کو بھی میرے گلشن میں گل رعنا نہیں

ہیں مکین اسمین خیالات بتان سیم تن
بت کنشت دل ہے میرا کوئی پتھر کا نہیں

یاد چشم مست میں آنسو بہانا ہے عبث
کشتی مے کے لیے کچھ حاجت دریا نہیں

دیدہ و دل سے ہے کیا حاصل اگر الفت نہو
شیشہ و پیمانہ ہے بیکار اگر صہبا نہیں

حسن گل کو دیکھکر بھولی ہے بلبل اسقدر
صید سے صیاد باز آیا قفس میں جا نہیں

۱۵۲
کون روز حشر میری کاسی کیگا واسطی
عضو تن اُسکے ملک اُسکے کوئی میرا نہیں

دیدہ غور سے دیکھا تو یہان کچھ بھی نہین
نیست ہو نیست ہے ہستی کا نشان کچھ بھی نہیں

کون کہتا ہے کہ وہ موئے میان کچھ بھی نہیں
راز پوشیدہ وہی ظاہر میں عیان کچھ بھی نہیں

لامکان تک جو گئے اہلِ حقیقت سمجھے
وسعتِ ذاتِ خدا کون و مکان کچھ بھی نہیں

وہی کہتا ہے لبوں سے جو دہن سنتا ہوں جو میں
یہ دہن کچھ بھی نہیں ہے یہ زبان کچھ بھی نہیں

عکس پڑ جائے جو اسکا نظر آئے سب کچھ
فی الحقیقت مرا دل آئینہ سان کچھ بھی نہیں

کیوں گلے کٹتے ہیں عشاق کے کوچے میں ترے
یوں اگر ناز ہے تو وان تیغ و سنان کچھ بھی نہیں

یاد میں اسکی جو دم گذرے غنیمت جانو
خوب سمجھو کہ جہان گذران کچھ بھی نہیں

جن امیروں کو بڑا طبل و علم پر تھا غرور
مر گئے ایسے کہ اب انکا نشان کچھ بھی نہیں

شام گیسو سحرِ رخ پہ نظر کرتا ہوں
شب آدینہ و روزِ رمضان کچھ بھی نہیں ہے

آنکھیں اس فتنۂ عالم کی ہیں منظورِ نظر
میری آنکھوں میں یہ آشوبِ جہان کچھ بھی نہیں ہے

شاعروں نے فقط اک بات بنا رکھی ہے
وہ کمر کچھ بھی نہیں ہے وہ دہان کچھ بھی نہیں

کس طرح پہونچوں میں وابستۂ عدم تک دیکھوں
راہ میں قافلے والوں کا نشان کچھ بھی نہیں

۱۵۲ واسطی عشق کے بازار میں رکھا ہے قدم
جانتا ہوں کہ یہان غیرِ زیان کچھ بھی نہیں

وہ میکش ہوں جو یاد آیا مجھے پیمانہ تربت میں
تو حوروں نے لیا آئین شیشہ و پیمانہ تربت میں

جلیگا حشر تک داغِ دلِ دیوانہ تربت میں
رہیگی روشنی خود شمع کی پروانہ تربت میں

عزیز و اقربا سارے لباسی دوست تھے میرے
کفن پہنے ہوئے کوئی بھی ساتھ آیا نہ تربت میں

گدا و شاہ بعدِ مرگ زیرِ خاک یکسان ہیں
سکندر لیگیا کب شوکتِ شاہانہ تربت میں

زمانے سے گئے ہم کام کیا ہمکو زمانے سے
نہ اپنا یاد آتا ہے نہ اب بیگانہ تربت میں

وہ شاہِ کشورِ خوبی جو بہرِ فاتحہ آئے
کفن ہو جائے ہمکو خلعتِ شاہانہ تربت میں

نہیں جاتی ہے الفت کی بعدِ مرگ کیفیت
کیا کرتا ہوں ہر دم نعرۂ مستانہ تربت میں

کبھی ممکن نہیں ہشیار ہونا خوابِ غفلت سے
ہلاتے ہیں عبث احباب میرا شانہ تربت میں

فقط ہین آدمی کو حاجتین دنیا کی دنیا تک — کسی ڈے کو کب ہی فکر آب و دانہ تربت مین
پھکے صور سرافیل ای پر پروا ایک نالے مین — قیامت ہو جو اٹھو بیٹھے ترا دیوانہ تربت مین
ہوئے مدفون جو ہم اس شمع رو کا نامہ آ پہونچا — ملا کیا غل کی جا گیر کا پروانہ تربت مین
یہی ترغیب ہی ہر دم لحد سے قاف کو چلیے — سنا تا ہی ہمین کیا کیا دل دیوانہ تربت مین

۱۵۴ یہان آئے تو پائی واسطی الطاف آبادی — سنا تھا زیست مین ہمنے کہی ویرانہ تربت مین

نوخیز سبزہ ہون نہ گل نو دمیدہ ہون — مین اس چمن مین طائر بال و پر بریدہ ہون
مشتاق تیغ ظلم ہون ایسا کہ مثل شمع — پیدا ہوا و سر مین اگر سر بریدہ ہون
سر شکین زاہدون کے جو وہ ساغر شراب — تو بہ کہے مین ہر شکست آفریدہ ہون
گیسو لٹک کے کہتا ہی یون قدِ یار سے — تو صورت علم ہی تو مین بھی جریدہ ہون
پیری ہی چشم کم سے نہ دیکھین عدو مجھے — ابھی ہین انکے واسطے تیغ خمیدہ ہون
گلشن مین اس سے یوسف گل کا ہی یہ کلام — تیرا غلام ہون مین ترا زر خریدہ ہون
لب آشنائے خندۂ شادی ہین اسطرح — ہمرنگ گل اگرچہ گریبان دریدہ ہون
پیش نظر جو بزم طرب کا مآل ہی — جب دیکھو آئنہ کی طرح آبدیدہ ہون
پھیلے ہین عالم غربت مین میرے پانون — ہر چند مثل جادہ بمنزل رسیدہ ہون
خنجر و نکو سا منے مرے مارے ہین اسنے تیر — اسواسطے کمان کیطرح سے کشیدہ ہون
وہ رخ ہوا آفتاب قیامت ہی تاب مین — مین مثل صبح حشر گریبان دریدہ ہون
ملتا ہون خاک مین ہین کوئی دم کی دیر ہی — اس غمکدے مین قطرۂ اشک چکیدہ ہون
ہو سکے ہو کیون خفا جو ہون امیدوار لطف — اس خوان پر مین نعمت الوان چشیدہ ہون
لینے لگے چمن مین جو وہ وحشیون کے نام — گل بول اٹھا کہ مین بھی گریبان دریدہ ہون

ہی انتخاب دہرہ دیوان واسطی

۱۵۵	ہر شعر کہہ رہا ہے کہ میں سب میں چیدہ ہوں

شب فرقت ہم اس امید پر فریاد کرتے ہیں
کوئی شاید کہے چلیے تمھیں وہ یاد کرتے ہیں

بتان سنگدل ایسے ستم ایجاد کرتے ہیں
کہ عاشق تنگ آ کر خدا کو یاد کرتے ہیں

کبھی چٹکی بجاتے ہیں کبھی تلوے دکھاتے ہیں
وہ بیٹھے بیٹھے کیا کیا شعبدے ایجاد کرتے ہیں

حسین ہیں سنگدل تو ہمکو کیا مانند آئینہ
تماشا دوستا ہیں کب شکوۂ بیداد کرتے ہیں

اجل سے کہہ دو ٹھہرے تیغ سے کہہ دو ذرا دم لے
کوئی دم ہم تماشائے رخ جلاد کرتے ہیں

دم آخر جو آئیں ہچکیاں سمجھے کہا دل نے
خدا کا شکر وہ بھولے ہوؤں کو یاد کرتے ہیں

تمنا ہے کہ دل پامال ہو راہ محبت میں
ہم اپنے گھر کو اپنے ہاتھ سے برباد کرتے ہیں

غم و درد و الم کی دل میں کثرت ہے تو خوش ہیں ہم
غنیمت ہیں یہ جلسے دو گھڑی دل شاد کرتے ہیں

مجھے تحریر کرتے ہیں سلام اغیار کے خط میں
نئی شوخی ہے یہ تازہ ستم ایجاد کرتے ہیں

۱۵۶	غزل میں واسطی مضمون جو انکے لکھتے ہیں تو ہر ہر شعر پر استاد سو سو صاد کرتے ہیں

وہ سو سو گالیاں جب تک زبان سے ارشاد کرتے ہیں
غنیمت یہ سمجھتا ہوں کہ تجھکو یاد کرتے ہیں

قیامت ہے کہ ہم بینا نہ تھیں چشم بینا سے
ترا نظارہ تو اعمائے مادر زاد کرتے ہیں

لکھیں عنوان خط پر کیا کہ نام اپنا بھی ہم بھولے
یہ بھولے ہیں کہ پہروں سوچتے ہیں یاد کرتے ہیں

تصور ہے جو مر کر بھی ہمیں اک سرو قامت کا
احبا دفن زیر سایۂ شمشاد کرتے ہیں

وہ ہیں مے نوش آنکھوں سے بجا لاتے ہیں ہم انکو
جو ہمکو حضرت پیر مغان ارشاد کرتے ہیں

گھسیٹا ہے ہمیں کانٹوں میں لیجا جوش وحشت نے
کہ موئے تن بھی کار نشتر فصاد کرتے ہیں

برا ہو ناتوانی کا کہ ہمکو ایک مدت سے
زبان و دل تلاش طاقت فریاد کرتے ہیں

زمانے میں کیا دور فلک نے قحط اب ایسا
مری تردامنی پر اب حسد زہاد کرتے ہیں

عبث امید ہے اہل زمین کو آسمانوں سے
مروت اپنے مقتولوں سے کب جلاد کرتے ہیں

کون قتیل تیغ نہین ہی کون اسیر دام نہین
عرض جو کی یہ جاکے کسی نے واسطی در پر حاضر ہی
۱۵۸ ہنسکے کہا خلوت ہی یہان دربار ہمارا عام نہین

نہ پوچھ مجھسے کہ تو کون ہی کہان ہون مین
یہی نشان ہی میرا کہ بے نشان ہون مین

جگہ مری ہی دفتر کہان کہان ہون مین
ہر ایک لفظ مین معنی صفت نہان ہون مین

شریک قافلہ ہون پر نہین ہی یہ معلوم
صدا کے زنگ ہون یا گرد کاروان ہون مین

وہ اوج ہون کہ مقابل نہین مرے پستی
زمین جسکی نہین ہی وہ آسمان ہون مین

عجب ہی کیون مری اس بزم مین نہین توقیر
یہان کیا کوئی ناخواندہ میہمان ہون مین

جو پاس آؤ تو باتین کرو ہنسو بولو
خدا ہی جانے کہ پھر تم کہان کہان ہون مین

چلین گے ضعف مین کیا تیر میری آہون کے
کہ دل شکستہ ہون آخر ہی ہوئی کمان ہون مین

دہن کا انکے نشان شاعرونکو کیا معلوم
مجھسے پوچھو کہ سیاح لامکان ہون مین

عتاب و لطف مین ہی قول اسکے ابرو کا
کلید قفل دل و تیغ خونچکان ہون مین

وہ سرفروش ہوے کیا کہان گئے جانباز
بس ایک آپ ہین اور وقت امتحان ہون مین

کہان قیام ہی کیسے مقام کی صورت
سرائے دہر مین دو دن کا میہمان ہون مین

اک اور ہاتھ لگا تیغ کا اے قاتل
چھٹون بلا سے تڑپتا ہون نیمجان ہون مین

تم اپنے دل پہ دھرو ہاتھ فاتحے کے لیے
تمہارے دلمین ہون ہر چند بے نشان ہون مین

کسیطرح تو پہونچ جاؤن اسکی محفل مین
خدا کرے کسی عاشق کی داستان ہون مین

سنائی حالت دل انکو باتون باتون مین
دیا مغالطہ مین نے کہ قصہ خوان ہون مین

لڑے گا مجھسے تو جیتے گا خاک ترک فلک
نئی امنگ نیا زور نوجوان ہون مین

۱۵۹
عیان ہی سب پہ کہ شاگرد مین اسیر کا ہون
ہی واسطی یہی باعث کہ خوش بیان ہون مین

۱۵۷	خدا اچھا ہے تو انکا آدمی آئے کہے مجھسے چلو اے واسطی جلدی وہ تمکو یاد کرتے ہین	

صحبت زاہد تخت بری ہے رند کا وان کچھ کام نہین
نغمہ نہین ہے ساز نہین ہے شیشہ نہین ہے جام نہین

رسم حسینون مین یہ نئی ہے مہر و وفا کا نام نہین
عشق مین اُنکے حسن پرستو کون ہے جو بدنام نہین

حال نہین معلوم ہے اُسکا چین نہین آرام نہین
ہجر مین کیونکر دل کو ہو تسکین نامہ نہین پیغام نہین

جلوۂ جانان کیا کوئی دیکھے جب وہ نگاہون سے ہو پنہان
چہرۂ روشن صبح بنارس زُلف اودھ کی شام نہین

چشم حقیقت بین سے نظارہ کوئی کرے تو روشن ہو
غیر ظہور نور خدائی حسن رخ اصنام نہین

منھ کو بنائے بیٹھے ہو کیون باتین کرو کچھ دل تو لگے
بھول گئے کیا گرمی و شوخی لب پہ جواب دشنام نہین

فخر ہے گمنامی کو تو دیکھو وقت پہ کیسی کام آئی
دیکھ لیا محشر کا بھی دفتر اُس مین ہمارا نام نہین

تیغ نظر نے قتل کیا اور زخم بدن پہ کوئی نہین
عین رضا سے ہم ہوئے بسمل قاتل پہ الزام نہین

فاختہ عاشق مسرو چمن ہر گل سے اُلفت بلبل کو
لطف ہمین کیا سیر چمن سے ساتھ جو وہ گلفام نہین

ابرو و گیسو کی اُلفت مین سارے جہاں کو کاہش جان

الم کے عشق مین اسد رہے ناتوان ہوئین
کہ ڈھونڈھے مجھے نہین ملتا نشان کہان ہوئین

کلام چہرے کا ہی مہر آسمان ہوئین
وہ مانگ کہتی ہی ہنسیا سے کہ کہکشان ہوئین

دکھاؤ شکل مری جان کہ نیم جان ہوئین
فراق مین کسی بسمل کے ہچکیان ہوئین

ہزار بار نہ آٹھو اٹھ کے کس طرح بیٹھون
کہ ضعف سے صفت گرد کاروان ہوئین

شہید کرنا مجھے اس مین ہی ضرر تیرا
الم کا اور دہن کا ترے نشان ہوئین

خیال قد مین جو قدمو نپہ سرو کے مین گرا
معاف کیجیے پھسلی ہوئی زبان ہوئین

نہین ہی عشق فقط مجھ مین شان حسن بھی ہی
بجا ہی مین جو کہون خط توامان ہوئین

اگرچہ چرخ سے رتبہ بلند ہی میرا
یہ آرزو ہی تری خاک آستان ہوئین

زمانہ ہی جو مرے روے زرد پہ خندان
ریاض دہر مین کیا شاخ زعفران ہوئین

یہ شوق دید مین ہی آمد و رفت دل کو
کہ اڑ کے مردمک دیدۂ بتان ہوئین

چبھے ہین خار بیابان کے پانون سے تا کہ
جنون کہین نہ چڑھے سر پہ نردبان ہوئین

فراق یار مین کیا ضعف جسم زار کہون
اڑائے پھرتے ہین آہین وہ ناتوان ہوئین

نہ کیون ہو دل مرا صد چاک سلنے اسکے
وہ شوخ ماہ کی صورت ہی تو کتان ہوئین

۱۶۰ خدا کرے کہ کوئی واسطی مری بھی سنے
آخر وقت ہی ذکر گذشتگان ہوئین

کیا دیکھین ہم فروغ رخ یار رات دن
گرد نظر ہمارے ہی دیوار رات دن

فرقت مین ہی یہ حال تن زار رات دن
گویا پڑا ہی فرش پہ اک تار رات دن

دیکھو تو سیر تم صف عشاق کی ذرا
اٹھ اٹھ کے بیٹھتی ہی یہ دیوار رات دن

فرقت مین کم قفس سے نہین ہی مرا بدن
دل ہی مرا کہ مرغ گرفتار رات دن

مجھ سے بڑھکے میرے گناہون کا مرتبہ
کرتے ہین اس رحیم کا دربار رات دن

سعد و نحس ہی اگر کہ یار کا نشان
پھر کس مین باندھتے ہین وہ تلوار رات دن

سوتا ہی اب جو فتنۂ عالم ہمارے پاس
ہم مثل بخت رہتے ہین بیدار رات دن

دیکھا جو رُخ کو زلف سے مشکین کسی گئین
کس قید مین ہی طالبِ دیدار رات دن

جب سے کہ عفو کا اُنھین پیدا ہوا ہی شوق
کرتے ہین جستجوے گنہگار رات دن

منصور سے سوا ہوئین تر گانکے عشق مین
وہ ایک دن تھا مین ہون سرِ دار رات دن

پہنتے ہین دشت مین جو پچھالون کے منتظر
سوکھی زبان نکالے ہوے خار رات دن

رہ رہ کے کیا ہنساتی ہی زخمون کو مثل برق
ہی اُسکی تیغ قہقہہ دیوار رات دن

ہی قتل عاشقون کا شب و روز اُنکا کام
ہی بحر خون کی موج وہ تلوار رات دن

بلبل قفس کو باغ مین صیاد رحم کر
دینگے دعائین مرغ گرفتار رات دن

اس ماہ وش کے ہاتھ جہان بکتا ہی دل
ہی خوب چاند کچھ مین بازار رات دن

اک دن تو پھر سیر مرے دل مین آیئے
داغون سے کیا شگفتہ ہی گلزار رات دن

۱۶۱
کچھ دشمنون کا خوف نہین مجکو واسطی
حامی ہین میرے حیدرِ کرار رات دن

آئینہ سے ہی اُنکو سروکار رات دن
اپنے ہین آپ طالب دیدار رات دن

دنیا مین ہجر یار ہی عقبے مین وصل یار
اِس پار دن ہی رات تو اُس پار رات دن

کیا چشم سرمگین تری ہندو ہی اے صنم
گردن مین ڈالے رہتی ہی زنار رات دن

دلمین مکین ہی وہ مری آنکھین نہین ہین باز
وا ہین یہ اُسکے روزنِ دیوار رات دن

یان ہوش ہی نہین رُخ و گیسو کی یاد مین
کیون سیر گھر مین آتے ہین بیکار رات دن

اک نقطہ ہی یہ مرکز عالم کہ جس کے گرد
پھرتی ہی فکر صورتِ پرکار رات دن

کیونکر تمھارے رُخ سے اُٹھاؤن نقاب کو
ڈرتا ہون مین کہ ہو نہ کہین یار رات دن

معدوم وہ کمر ہی دہن کا نشان نہین
پھرتا ہی میرا واہمہ بیکار رات دن

سینہ ہی چاک داغ جگر کے نہان نہین
رہتا ہی اب کھلا درِ گلزار رات دن

ہر شب شب برات ہی ہر روز روز عید
رہتا ہی میرے گھر مین مرا یار رات دن

شاعر ہون جذب دل نے کیا کسقدر اثر
پڑھتے ہین اسکو وہ مرے اشعار رات دن

ہین وصل و ہجر گردش ایام کے سبب
اُٹھو چلو جہان نہ ہوا ہو یار رات دن

گردش سے مہر و ماہ کی ثابت ہوا مجھے
پھرتے ہین تیرے طالب دیدار رات دن

آنکھون پہ نہ بند ہو ہم میکشون کی راہ
یارب کھلا رہے درِ گلزار رات دن

گذر ہوگیا ہی فرقت جانان مین مجکو گور
کہیے وہ باتے ہین در و دیوار رات دن

۱۶۲
کیا مصحفی کی روح کا ہی فیض واسطی
ہی وقت فکر شعر مددگار رات دن

وہ دہن ہون جسمین سخن نہین وہ سخن ہون جسمین صدا نہین
وہ مکین ہون جسکا مکان نہین وہ مکان ہون جسکا پتا نہین

نہ کسی کا دل نہ نگاہ ہون کہون سچ تو علم و آگہ ہون
کوئی حال مجھسے نہان نہین کوئی راز مجھسے چھپا نہین

مری ذات عین صفات ہی جو صفات ہی وہی ذات ہی
مری کُنہ مجھسے نہ پوچھیے کہ مقام چون و چرا نہین

نہ تو موج ہی نہ حباب ہی وہی بحر ہی وہی آب ہی
جو نگاہِ غور سے دیکھیے کوئی اور غیر خدا نہین

وہی نخل ہی وہی شاخ ہی وہی اصل ہی وہی فرع ہی
یہ تمام جلوے اُسی کے ہین کوئی اور اُسکے سوا نہین

یہ وہ راز ہی رہِ معرفت نہین سوجھتی ہی کوئی جہت
وہ طریق تیرہ و تار ہی کوئی جسمین راہنما نہین

مرا نام حضرت عشق ہی دلِ عاشقان مین مقام ہی

وہ مرض ہون جسکی دوا نہین وہ ہون درد جسکی شفا نہین

بدن آدمی کا تو خاک ہی ہمہ تن جو روح ہی پاک ہی

جسے شوق فقر و فنا نہین اُسے زندگی کا مزا نہین

مجھے خوف کچھ نہین واسطی ہی مرا طریق قلندری

۱۶۳ غم عشق یار مین جان دی مجھے بعد مرگ فنا نہین

وہ وفا بھی نکرین اور جفا بھی نکرین
ہم شکایت نکرین انکا گلا بھی نکرین

کھینچ لایا ہی جو اے جذبۂ محبت انکو
اور اتنا کر اثر مجھسے حیا بھی نکرین

زہر کھاتے نہین دیتے مرض فرقت مین
ہے یہ منظور کہ ہم اپنی دوا بھی نکرین

چاہتا ہی دل مضطر کہ غم ابروئین
بیٹھ کر کعبے مین ہم یاد خدا بھی نکرین

وصل منظور ہی گر مجھسے نہین ہی انکو
تو مجھے شیفتۂ ناز و ادا بھی نکرین

ایسے آمادۂ ایذا ہین کہ وہ چاہتے ہین
پانون رگڑا کرین بیمار قضا بھی نکرین

مانگنے سے ہی طبیعت کو تنفر ایسا
حاجتین لاکھ ہون درپیش دعا بھی نکرین

ہم ہین ثابت قدم ایسے کہ جو ہم ہون جہان
حرکت قطب کے مانند ذرا بھی نکرین

ضعف کا ہی یہ تقاضا تہہ بیمارون سے
لاکھ ہو درد یہ بستر سے اٹھا بھی نکرین

پاس رکھنا نہین منظور جو دلمین انکے
کیون بلاتے ہین مجھے یاد کیا بھی نکرین

ذبح وہ اسلیے منھ پھیر کے کرتے ہین ہمین
کہ نظارہ تہ شمشیر جفا بھی نکرین

وصل مین بوسۂ رخ وہ نہین دیتے تو نہ دین
دام کاکل مین گرفتار کیا بھی نکرین

سرو شمشاد کو اس قد نے دیا ہی یہ پیام
گھٹ کے ملتے نہین تو مجھسے بڑھا بھی نکرین

۱۶۴
بیخودی چاہیے اے واسطی اتنی غالب
بت تو کیا مال ہین ہم خوف خدا بھی نکرین

موسم گل ہی ہوئی گلگون چمن مین کیا نشہ نہین
گردش پیالۂ ساقی انجمن مین کیون نہین

نہ گئے تصویر کیا نظارۂ صیاد سے
طاقتِ پروازِ مرغانِ چمن مین کیون نہین

جب تلک زندہ ہین ہم مٹتا ہی کوئی سوزِ عشق
ہی بدن مین روح تو گرمی بدن مین کیون نہین

گھورتا ہی تیرے روے آتشین کو بار بار
اے صنم آشوبِ چشم برہمن مین کیون نہین

اُس سیہ رو چاند کو دیکھو عجب کا ہی مقام
اس سیاہی سی ظلمت پر گہن مین کیون نہین

کیا خوشی ہی حال والونکو کہ ہین عریان مست
کوئی پوچھے تو تم اپنے پیرہن مین کیون نہین

تیغ کے نیچے تو دکھلاؤ جبین و رخ مجھے
آرسی مصحف یہان قولہ دلہن مین کیون نہین

معتکف مسجد مین چھپ بیٹھا ہون کہتے ہین یہ شیخ
بت اگر یہ ہو تو دیرِ برہمن مین کیون نہین

جبکہ شیرین کی مشقت سے تراشی تھی شبیہ
اے فلک وہ سنگِ قبرِ کوہکن مین کیون نہین

کوچۂ قاتل سے آیا ہی بظاہر تندرست
پھر سبب کیا جان قاصد کے بدن مین کیون نہین

بعد مرنے کے اگر دستِ جنون بیکار تھا
تار ثابت کوئی پھر میرے کفن مین کیون نہین

سیکڑون ہوتے ہین دل زخمی نکلتے ہو جدھر
نوک برچھی کی تمھارے بانکپن مین کیون نہین

ساتھ چھوٹا عاشق و معشوق کا یہ کیا ہوا
تم جہان گل ہو وہین بلبل اُس چمن مین کیون نہین

۱۶۵
اِس زمین مین بھی کہے کیا اچھے اچھے شعر نظم
واسطی بے شبہہ کامل اپنے فن مین کیون نہین

دل ہی جو خواہان ہدفِ تیرِ ستمگر مین ہون
آرزو ہی گلے کی تہِ خنجر مین ہون

زار میرا بھی بدن ہی صفتِ موے کمر
شکر صد شکر کہ اب تیرے برابر مین ہون

صاف آئینہ صفت دل ہی مرے پہلو مین
ہی بجا اب جو کہون مین کہ سکندر مین ہون

نامہ خود شوق کے مضمون سے اُڑا جاتا ہی
کیا غرض مجکو کہ ممنونِ کبوتر مین ہون

اُلفتِ قامتِ موزون مین مجھے آئی ہی موت
یا خدا دفن تہِ ظلِ صنوبر مین ہون گا

دلِ صد چاک کو اس شوق مین آتا نہین چین
کہ کبھی شانۂ گیسوے معنبر مین ہون

کیون زیادہ نہ ہو ہر وقت مرا جوشِ جنون
اُس پری رو سے جدا واے مقدر مین ہون

ہجر مین جی نہین لگتا ہے اکیلے گھر مین
کیا تڑپ ہے کبھی اندر کبھی باہر مین ہون

بعد مرنے کے نہ اتنا مرے مردے کو دبا
اے زمین چاہیے ترحم ہے کہ لاغر مین ہون

اس پری رو کا گذر ہے مرے کاشانے مین
آج رتبے مین سلیمان کے برابر مین ہون

شکر ہر حال مین واجب ہے خدا کا مجھ پر
دس سے بہتر ہون اگر بیس سے بدتر مین ہون

صورت محشر ہون مرے نالۂ دل کا ہے یہ قول
قد یہ کہتا ہے ترا فتنۂ محشر مین ہون

آب خنجر سے گلا کوچۂ قاتل مین ہو تر ہو
طالب خلد نہ اب تشنۂ کوثر مین ہون

شرب ساقی کے لیے کیا جام کی حاجت ساقی
میرے چلو کا یہ ہے قول کہ ساغر مین ہون

جان تک دینے کو موجود ہون دل لے کر کیا
حسب مقدور نہین آپ سے باہر مین ہون

۱۶۶ واسطی اُسنے منگا بھیجی ہے جیسے پوشاک
مارے شادی کے بجا جامے سے باہر مین ہون

وہ کیفیت ہو آ جائے جو زاہد بادہ خوار ہوئین
کوئی دیوانہ ہو جیسے تماشا ہوشیار ہوئین

مرے لخت جگر ہین جس طرح اشکون کے تار ہوئین
کہان خوش رنگ گل ایسے ترے پھولونکے ہار ہوئین

نہین ہے غائبانہ کون عالم مین ترا عاشق
شبیہین کیا نہین کھنچ کھنچ کے جاتی ہین دیار ہوئین

وہی ہے رعب ستان مے الفت کا مرنے پر
کھٹرے ہین شیر انکے نہین مرے مزار ہوئین

وہ اپنی آہ کی اندھی ہے سوے باغ اگر جائے
پہل جل ہو ترے بھاگر درختونکی قطار ہوئین

بہا یا پشت ور رو خاک کو یہ میرے اشکون نے
مکانو مین نہ مردے ہین نہ زندے ہین مزار ہوئین

کہا اس طفل نے شکونین جب لخت جگر دیکھے
بہانے پھول یہ لالے کے کتنے اشتہار ہوئین

موے پر دردسر ہے کشتگان عشق کا باقی
مناسب ہے اگر صندل کے تختے ہون مزار ہوئین

عبث سودائے طفلان حسین مین عمر ضائع کی
ہوئی برباد مشت خاک اپنی فی سوار ہوئین

زمانے مین کہان اے گل ہے تجھسا گلبدن کوئی
وہی بو باس ہے باسی ترے پھولونکے ہار ہوئین

تصور جب گیا ابرو کا آئی یاد پلکون کی
بچے تلوار سے تو گھر گئے ہم نیزہ دار ہوئین

سبب کیا ہے کہ صحبت مین ٹھہرتے کم ہو یان دم بھر
کبھی دو دو پہر تم بیٹھتے تھے مل کے یارون مین

ہمارے خون ناحق کو عبث قاتل چھپاتا ہے
خبر یہ ہو چکی مشہور چھپ کر اشتہارون مین

۱۶۷ مسیحائے سخن ہو واسطی سب پہ یہ روشن ہے
رہے گا نام زندہ روز محشر تک دیارون مین

بتون کو کیا مین سجدہ چاہتا ہون
جو چاہا تھا خدا سے چاہتا ہون

بجائے مو ہون یارب تن پہ آنکھین
ہمہ تن اسکو دیکھا چاہتا ہون

رہین دیر و حرم آباد دونون
بھلا دل کا خدایا چاہتا ہون

کہان کا رابطہ امید وصل کیسی
کبھی پوچھین وہ اتنا چاہتا ہون

مین دیکھون تمکو اور تم مجکو دیکھو
دکھا کر شکل دیکھا چاہتا ہون

نہ چھیڑین شرع مین احباب مجکو
بہت جاگا ہون سویا چاہتا ہون

گلے مین طوق یا ہو وہ حلقۂ زلف
اب اس سے بڑھ کے مین کیا چاہتا ہون

کہا دل چھین دو اُٹھتے تو بولے
بھلا مین کیا تمھارا چاہتا ہون

اُٹھا کر کعبہ و بتخانے سے پانو
اب اُنکے در پہ بیٹھا چاہتا ہون

جھکاتا ہون ابھی سر زیر خنجر
ترے ابرو کا ایما چاہتا ہون

کنوین اٹھے مجھے کیا اچکا سے
کہا تھا منھ سے اتنا چاہتا ہون

بجا ہر دم ہے میری اشکباری
جگر کے داغ دھویا چاہتا ہون

کہا دل نے جو مین اُس در سے اٹھا
ذرا بیٹھو مین بیٹھا چاہتا ہون

۱۶۸ نہیں ہو لب چپ ہون واسطی مین
کوئی مضمون سوچا چاہتا ہون

گلون کو تیغ بکف صبح و مسا آپ ہی ہین
جانتا ہون کہ مرے حق مین قضا آپ ہی ہین

عکس اپنا کبھی آئینے مین دیکھا تو کہا
منھ چرا تھا کیون مرے نام خدا آپ ہی ہین

سیل آنکھوں نہیں نہیں شرم نگاہوں نہیں نہیں
کتنے بے الفت و بے مہر و وفا آپ بھی ہیں

ہنسکے بولے جو انھیں بام پہ چڑھکر دیکھا
سر سے ٹلتے نہیں کیا کوئی بلا آپ بھی ہیں

حسن میں کم نہیں کیا حضرت یوسف سے کہوں
ماہ کنعان ہیں جو وہ ماہ لقا آپ بھی ہیں

کہنے لگے آپ کے ساتھ ہیں یہ ای حضرت دل
کسقدر مدعی دوست نما آپ بھی ہیں

میں بھی خلوت میں جو پہونچا تو کہا کیا کہنا
کس طرح آ گئے مگر کوئی بلا آپ بھی ہیں

نام اُس بت کا لیا حضرت واعظ تمنے
راہ بتلائی مجھے راہ نما آپ بھی ہیں

پہونچے مقتل میں جو ہم قول کے تلوار کہا
آئیے آپ تو شریک شہدا آپ بھی ہیں

یا علی تمنے جو مشکل تھی مری آسان کی
حق تو یہ ہے کہ بڑے عقدہ کشا آپ بھی ہیں

۱۶۹ .

داغ سینے کے ورم اشک ہیں آنکھوں کے گہر
واسطی اب تو امیر الامرا آپ بھی ہیں

تفاوت کچھ نہیں پیش نظر ہو دین و دنیا میں
ہوسے ہیں ملکے دونوں ایک تل چشم تماشا میں

نہ نکلا اُنسے آسان کام بھی جب کوئی دنیا میں
عزیز و اقربا کام آئینگے کیا خاک عقبا میں

لگائیگا یہاں کیا کوئی عاقل عیب عریانی
میں تھا ہشیار دیوانہ کہ آ بیٹھا ہوں صحرا میں

جو آنکھیں بند کیں کیا کیا نہ شکلیں سامنے آئیں
تماشا ہے عجب اس پردۂ ترک تماشا میں

خزانِ غم بہار عیش ہے اس باغ میں توام
یہی باعث ہے جو دو رنگ ہیں گلہائے رعنا میں

جو دل ہے صاف نیک و بد کا پردہ ہو نہیں سکتا
شرابیں آگئے تو چھپ نہیں سکتے ہیں مینا میں

نہیں معلوم کیا فتنے بھرے ہیں جسم خاکی میں
کہ وحشی بھاگتے ہیں دیکھکر انسانکو صحرا میں

جہاں میں آکے دیکھا سب مگر کچھ بھی نہیں دیکھا
کہ حیرت سے سمایا کچھ نہ اپنے چشم بینا میں

وہ کشتہ ہوں کہ مرنے پہ مری قسمت کی محرومی
اثر باقی نہیں رکھتی ہے انفاس مسیحا میں

جو بد نیکو نہیں کہ جائے کسیکو کیا ضرر پہونچے
نجس دریا نہ ہو جائے نہائے سگ جو دریا میں

جو گھبراتا ہوں طول عمر سے دل مجھسے کہتا ہے
نہیں کچھ دیر آتی ہے اجل امروز فردا میں

ذرا غفلت تو دیکھو یار تک کس طرح پہونچیگا — کبوتر کی جگہ باندھا ہی نامہ بال عنقا پہ ہین
غم انجام ہو ہر دم تو برہم نظم عالم ہو — نہین ہی بے سبب غفلت ہماری دار دنیا مین
وصال عاشق و معشوق کب ہوتا ہی عالم مین — موے ہین وامق و فرہاد و مجنون اس تمنا مین
ہزارون سختیان جھیلین ہزارون غم دیکھے — بسر کی زندگی ہمنے انھین ابناے دنیا مین
نہ ہوگا زندگی مین خاک کا اطلاق انسان پر — نہ قطرے کو کہو دریا ملے جب تک نہ دریا مین

۱۷۰	اٹھا لیجائینگے محشر سے ہم ای واسطی اسکو بڑا ہنگامہ ہوگا کیا کوئی پوچھیگا غوغا مین	

پردہ نہ چاہیے کوئی زنہار درمیان — میرا ترا امکان ہی دیوار درمیان
ہوتا نہ عمر بہر سر و گردن کا فیصلہ — پڑتی اگر نہ یار کی تلوار درمیان
کعبہ جو سطرف ہی تو بتخانہ اسطرف — پایا ہی ہمنے کوچۂ دلدار درمیان
دیتا سزا رقیبون کو مجبور ہون مگر — تیرا قدم ہی ای بت عیار درمیان
قصد دیار یار ہی اللہ کو ہی علم — دشمن منزلین ہین کہ دو چار درمیان

۱۷۱	جاتا مین تا بہ گلشن مقصود واسطی ہوتا اگر نہ وادی پرخار درمیان	

جمع کیون ترکش مین یہ بیکار تیرے تیر ہین — کشتۂ حسرت حرم کے سیکڑون نخچیر ہین
محترم وہ میرے دل کے نالۂ شبگیر ہین — جو قنادیل حرم کے باعث تنویر ہین
جب سے آنکھین لڑ گئین بچنا ہوا اسکا محال — یہ تری ترچھی نگاہین کیا قضا کے تیر ہین
ہین سنے خنجر و نکو لتاڑا خوب جب انکے حضور — ہنسکے بولے آپ تو ان مرشدون کے پیر ہین
پھنس نہ جائین کس طرح عشاق کے پاے نگاہ — حلقۂ گیسو تمہارے حلقۂ زنجیر ہین
واہ ری تحریر وصف تیغ ابرو کا اثر — حرف سطر وشین نہین ہین جوہر شمشیر ہین
ہین وہ دیوانے کیا ہی ہمکو وحشت نے شکار — جادۂ صحرا کہا ہین خار صحرا تیر ہین

اُنکے بازو کی جو مچھلی کو لگایا مین نے ہاتھ
ہنسکے بولے آپ بھی شاید کہ ماہیگیر ہین

جن فقیرونکو ملی ہی کچھ ترے کوچے کی خاک
انکو دعوی ہی کہ ہم بھی صاحبِ اکسیر ہین

مے ہمین تھوڑی سی عطا ہو یا بہت مختار ہو
مغبچو ہم مست مفلس راضی تقدیر ہین

خوبرویونکی جو لکھی ہی صفت ہر شعر مین
سب ورق دیوان مین میرے صفحۂ تصویر ہین

دیکھ لی ہی اُس صنم کی شکل کیا میری طرح
دیر مین خاموش کیون بت صورتِ تصویر ہین

گڑگڑا کر ہاتھ جوڑے وصل پر راضی کیا
زمرۂ عشاق مین ہم کیسے ذی تدبیر ہین

کیون لگاتے تم نہین ہو سرمہ و بنالہ دار
ہو تو تیر انداز بے پیکان تمھارے تیر ہین

ہی غنیمت ذات تیری وسطی اس عہد مین
مصحفی ہین اور نہ سودا ہین نہ زندہ میر ہین

۱۷۲ ردیف واو

مرے اشکون کی طغیانی نہ پوچھو
ہوا جاتا ہی دل پانی نہ پوچھو

مرے دل کی پریشانی نہ پوچھو
نہ پوچھو اے مرے جانی نہ پوچھو

کسی آئینہ رو کے ہم ہین عاشق
ہماری وجہ حیرانی نہ پوچھو

فراقِ یار مین جیتے رہے ہم
ہوئی کیسی پریشانی نہ پوچھو

دماغ و دل ہوے بے صبر و طاقت
ہوئی کیا خانہ ویرانی نہ پوچھو

جو پیش آئی ہی پیش آئیگی آخر
سوادِ خطِ پیشانی نہ پوچھو

بہار آئی کیا ملبوس صد چاک
جنون مین وجہ عریانی نہ پوچھو

خضر پوچھین جو مجھ آوارہ کا حال
کہے غولِ بیابانی نہ پوچھو

وہ نقشہ شکل یوسف سے ملاؤن
جو فرق اول و ثانی نہ پوچھو

۱۷۳
جدائی مین بھی زندہ وسطی ہی
بتو حالِ گران جانی نہ پوچھو

کیون نہ چھیڑون سے ہے ملنے کا توہم مجھکو
یاد کرتے نہین چھوٹون کی کبھی تم مجھکو

خشک اس درجہ نقاہت نے کیا جسم مرا
ذہن خطرے سے ہو تاب تکلم مجھکو

وہ خوشی رنج سے بدتر ہو دلائے جو لعب
خندۂ زخم پہ آتا ہے تبسم مجھکو

اپنی صورت کا جو کرتا ہون تصور دل مین
کیا تماشا ہے کہ آتے ہو نظر تم مجھکو

ہے بجا الفت ابرو مین یہ بیتابی دل
ڈنک ہر وقت لگاتا ہے یہ کژدم مجھکو

شام سے آتی ہے جب اسکی دو گردش کی جگہ
شب گذر جاتی ہے گنتے ہوئے انجم مجھکو

بیجا ظلم کرے کیون نہ وہ ظالم مجھ پہ
جانتا ہے کہ نہین خو سے تظلم مجھکو

پھر گئی ڈھونڈھ کے سو بار اجل مین نہ ملا
الفت مو سے کمر نے یہ کیا گم مجھکو

دعوی عشق کے شاہد ہین مرے نالہ و آہ
صادق القول ہون کاذب نہ کہو تم مجھکو

پیتے پیتے جو شراب آئی اجل بادہ کشو
یہ وصیت ہے کرو دفن تہ خم مجھکو

رو کے جب مین نے کہا آپ بڑے ظالم ہین
ہنسکے فرمایا کہ پہچان گئے تم مجھکو

وصف اُس بحر لطافت کا ہو شاید مجھسے
بہر تقریر ملے ہین لب قلزم مجھکو

ہون وہ وحشی کہ زیادہ خفقان ہوتا ہے
نظر آتا ہے جہان مجمع مردم مجھکو

ایک دو جام مین ساقی مرا کیا ہوگا بھلا
دم مین پی جاؤن اگر ہاتھ آئین جو سبو خم مجھکو

۱۶۴
واسطی بہر عیادت وہ دم نزع آئے
وائے حسرت کہ نہین تاب تکلم مجھکو

سوا مرنے کے کیا چارہ غم فرقت مین غمگین کو
غم شیرین مین کھویا کوہکن نے جان شیرین کو

نہ ہوا ای منعم مغرور ہم بہتر سمجھتے ہین
تمھارے تکیہ دیبا سے اپنی خشت بالین کو

دم رقص ای مسیحا اہل محفل کو یہ وحشت ہے
کہ ٹھوکر سے نہ تو جاندار کر دے شیر قالین کو

زر و دولت سے شکوہ بے نیازی کیون حاصل ہو
جو دیکھے اک نظر بھی خواب مین اُس ساق سیمین کو

وصال یار کا مژدہ سنا ہے بعد مرنے کے
دم آخر مرے بالین پہ کیون پڑھتے ہو یسین کو

نہ ہوتا کچھ تعلق تو ہمارا دل نہ خون ہوتا
کبھی شانہ کو دیکھا اٹھاتے پاے نگارین کو

فروغ حسن عارض سے دل اسکا کیون پانی ہے
نظر بھر کر جو دیکھے آئنہ اُس مہر خودبین کو

لگائی یار نے مہندی نہین گوری ہتیلی مین
بھرا گویا ہے گلرنگ سے جام بلورین کو

شب فرقت مین اکثر رہا سر پیر اہن سے
کبھی بالین سے پائین کو کبھی پائین سے بالین کو

تمہاری آنکھون کی شوخی کو اگر وہ ایک نظر دیکھے
تو سمجھ ناسمجھ کر اپنی کا بھول جائے آہوے چین کو

بتان لکھنؤ کو ہمنے اِن آنکھون سے دیکھا ہے
اُٹھا کر آنکھ کب دیکھینگے ہم بتخانہ چین کو

سیہ دِن بکرنا قصوں کا دل نہین رکھتا
کسی نے زنگ آلودہ نا دیکھا تیغ جبین کو

شب فرقت کوئی مونس نہین ہے غیر تنہائی
بھلا شب بھر تو رونے دو ہماری شمع بالین کو

غضب ہے تو رکر گل دل جو لوٹے عندلیب دیکھے
جو ہوتا دسترس کرتا قلم مین دست گلچین کو

نگاہ شوق سے دیکھا اٹھاتے پاے نگارین کو

۱۷۵	مرے اُستاد کے اُستاد تھے ای واسطی کامل وہ کہتے آفرین سُنتے جو میری نظم رنگین کو	

جب یہ لکھا کہ ہمارے یار سے قلم نہو
وہ دست کش ہون تیغ سے الیاس تم نہو

غم دوست ہو کہین راحت دوراں کا غم گیا
کس طرح مجھکو شادیِ ایام غم نہو

وہ گم رہ ہون راہِ طلب مین کہ مثل ریگ
کوسون چلون مین راہ مین نقش قدم نہو

ڈرتا ہون حرف گیریِ مردم آب مین
کوتاہ میری عمر مثال قلم نہو

جھوٹے ہی وعدہ کر کے مجھے خوش کیا کرو
دل کو جو ہے امید محبت وہ کم نہو

لازم ہے اہل دل کو نہو غیر کا خیال
کعبہ ہے اُسکا نام جو بیت الصنم نہو

مین کیونکے پھنسا ہوا ہون زمانے کے دام مین
دشمن پھنسے بلا مین تو کیون مجکو غم نہو

مضمون زلف یار کے لکھنے کا ہے خیال
کس طرح کلک فکر پریشان رقم نہو

وہ سر نہین ہے جسمین نہ سودا ہو عشق کا
وہ دل نہین ہے جسمین ترا داغ غم نہو

خونِ جگر سے چاہیے لبریز جام دل
پیدا نہین نصیب اگر جام جم نہو

اظہار عشق مین ہو روانی زبان کو کیا
جبتک شگاف دل مین برنگ قلم نہو

بیمار عشق ہون مین طبیبون کو کیا خبر
دیکھو کہین علاج مرے حق مین سم نہو

دیکھین جو تیرے حسن خدا داد کو کبھی
پھر طالبان حور کو فکر ارم نہو گا

۱۷۶
بخشش گناہگارونکی ہوتی ہی واسطی
ممکن نہین کریم کا ہم پر کرم نہو گا

خوش ہو مین غم کے آنیسے اب مجکو غم نہو
یارب کبھی خوشی یہ مرے دل سے کم نہو

آئے نہین وہ کھانے کی کھالی قسم نہو
ایسا غضب نہو کہین ایسا ستم نہو

سو سو لگائے وار پہ اللہ ری دشمنی
شک ہی اونکی اٹھین کہ کہین ان مین دم نہو

کیونکر ہو اسکا دوست نہو جسکو جس سے فیض
خاموش ہو چراغ تو اسکو غم نہو

نیچی نگہ رہے جو دم طوف خوب ہی
دیکھو کہین شکار غزال حرم نہو

ہی موج خیز بحر فنا مین اسی کو خوف
لنگر کیطرح جو کوئی ثابت قدم نہو

کیا جانے سوز دل مرا اشکو لئے ہی جین
شبنم سے آتش تف خورشید کم نہو

رو کر جو مر گیا سو طریق امید مین
کیون اسکی آنکھ راہ مین نقش قدم نہو

قاتل یہ قتل کر کے مجھے شرمسار ہی
کس طرح اسکی تیغ کی گردن مین خم نہو

کانٹون مین پانون غیر کے کوچہ مین آ پکے
جس روز درمیان تمہارا قدم نہو

محراب تیغ ابروے قاتل کے سامنے
ہی سرکشی جو گردن تسلیم خم نہو

رو رو کے مین زمین کو بہا دون انکی گر
ڈر ہی کہ اسپہ آپ کا نقش قدم نہو

ذکر جلی کے ساتھ خفی بھی ضرور ہی
دل کش نہین ہی نغمہ اگر زیر و بم نہو

ان رہروونکی خاک کوئی کر سکے تلاش
جنکا کہ راہ مین کہین نقش قدم نہو

۱۷۷
قصد سفر ضرور کرین ہم بھی واسطی
پر خوف رہزنون سے جو راہ عدم نہو

تابع فرمان کرو ئین کس طرح محبوب کو
جذب جاذب کرسکے طاقت کہان مجذوب کو

عشق آیا دلمین جسدم ہوگئی بیکار عقل
ڈر نہین ہی حاکم معزول سے منصوب کو

عشق سے خانہ خرابی ہی نرالی نہین قدیم
ہجر یوسف سے سہے کیا کیا نہ غم یعقوب کو

مظہر حق جتنے ہین انکی حقیقت ایک ہی
دیکھ چشم غور سے ہر ایک زشت و خوب کو

ہی خدا غفار بخشے گا نہ کیون میرے گناہ
بخش دیتے ہین حبیب النسان مجرم معتوب کو

کربلا کرتا ہی نازل صبر کرنیکو عطا
صبر بخشا تھا خدا یا جس طرح ایوب کو

جل کے آخر گل ہوا بلبل کی چربی سے چراغ
عشق کر دیتا ہی باہم طالب و مطلوب کو

کچھ نہ پوچھو اک زمانے سے رقابت ہی مجھے
جسکو دیکھو چاہتا ہی وہ مرے محبوب کو

۱۷۸ الفت دل اس بیوفا کو دون مین کیونکر واسطی
کون لیتا ہی جہانمین جنس نا مرغوب کو

مجھے تم غیر کا شیدا نہ سمجھو
خدا کیواسطے ایسا نہ سمجھو

جو سمجھانے کی باتین ہین وہ باتین
کہے جاؤنگا سمجھو یا نہ سمجھو

کہے دیتا ہون پچتاؤ گے آخر
مرے سمجھانے کو اچھا نہ سمجھو

نہ آنا کب تمھارا زیبا کرکے وعدہ
شکایت ہی بجا بیجا نہ سمجھو

اسے گالی جو دی تمکو دعائین
غضب کی بات ہی اتنا نہ سمجھو

یہ کیسی ہی سمجھ یہ فہم کیا
جو اپنے ہون انھین اپنا نہ سمجھو

مین سمجھا خوب سب باتین تمھاری
نہین سمجھا نہین سمجھا نہ سمجھو

مرا دل ترک دنیا مین ہی اک شیر
ترلیجو تم سگ دنیا نہ سمجھو

فراغت سے رہو تم دل مین میرے
تمھارا ہی یہ گھر میرا نہ سمجھو

لحد پر میری وہ غیروں سے بولے
ابھی زندہ ہی یہ مردا نہ سمجھو

جہان یہ واسطی عبرت کدہ ہی

ترانہ جگمگاتا میلا نہ سمجھو

۱۷۹ ردیف ہائے ہوز

مثلِ آبِ موجزن ہر دم ہی آب آئنہ
شوقِ نظارہ مین ہی کیا اضطراب آئنہ

تیرے پرتو سے بڑھی ہی آب و تابِ آئنہ
آفتاب ای مہروش ہی ماہتاب آئنہ

کیون نہو مکتب مین افزون آب و تاب آئنہ
روبرو اُس طفل کے جب ہو کتاب آئنہ

اک نظر سے دیکھتا ہون دوست اور دشمن کو مین
دل مرے سینہ مین ہی گویا جواب آئنہ

کیون نہ محفل پر گمانِ منزلِ خورشید ہو
پرتوِ عارض ہی تیرا آفتابِ آئنہ

آج کل ہی اُس بتِ خودبین کو زینت کا خیال
ہی یہ تاثیرِ دعاے مستجاب آئنہ

بزمِ عالم مین بڑل زنگِ کدورت سے ہی پاک
ہی مناسب دیجئے اسکو خطاب آئنہ

جانتا ہی خوب یہ روشن ہی جسکی چشمِ فہم
حیرتِ دل ہی مری تعبیرِ خوابِ آئنہ

دیکھتے جاتے ہین وقتِ قتل وہ اپنا ہی منھ
ہاتھ مین تیغِ مصقل ہی جوابِ آئنہ

نیک و بد دونون ہین یکسان اہلِ دل کے واسطے
دوست دشمن پر کھلا رہتا ہی باب آئنہ

پرتوِ عارض اگر تیرا بڑھاوے آبرو
چشمۂ خورشید بنجاے سراب آئنہ

اُس رخِ روشن کا نظارہ ہی جسے با وضو
مردمِ دیدہ کو ہی درکار آب آئنہ

پرتوِ رخ نے چھپایا ہی رخِ روشن ترا
ہی غلافِ آئنہ جیسے نقاب آئنہ

۱۸۰

رتبہ پایا ہی یہ اُسکے نورِ رخ سے واسطی
روشن الدولہ بہادر ہی خطاب آئنہ

دیکھ تو کرتا ہی خاطر سب کی یکسان آئنہ
جسقدر رکھتا ہی اپنے گھر مین مہمان آئنہ

کب ہوا ہو جہ خلوت گاہِ خوبان آئنہ
پاک دل ہی پاک باطن پاک دامان آئنہ

عکس سے اُس حور کے ہی گل بدامان آئنہ
تازگی مین بلکہ ہی گلزارِ رضوان آئنہ

آسمانِ حسنِ محفل کو کہون تو ہی بجا
عکس سے اُس رخ کے ہی خورشیدِ تابان آئنہ

باعثِ حیرت ہے ایسا اس پریرو کا خیال
مین تو دیوانہ بنا ہون اور حیران آئینہ

عکس پڑجائے جو میرے سینۂ پر داغ کا
چشم کو آئے نظر سرو چراغان آئینہ

اس پری کو دیکھکر تنہا نہین دیوانہ مین
چاک ابھی کرتا اگر رکھتا گریبان آئینہ

چھپ نہین سکتا سِرِ مو عشقِ زلفِ یار کا
ہو گیا آخر مرا حالِ پریشان آئینہ

کس جگہ روشن دلون کی قدر عالم مین نہین
مینہ بان لاکھون ہین سکندر گھر مین مہمان آئینہ

حسن پہ مغرور کیا اس شوخِ خود بین کو کیا
کیا کہون کیسا ہے میرا دشمنِ جان آئینہ

۱۸۱ منہ لئے اس طفل سے گیسو کشا ہو واسطی
اب نہ دیکھے گا کبھی خوابِ پریشان آئینہ

روبرو شیخ کے کل کی تھی ہنسی سے توبہ
توبہ توبہ مین کرون بادہ کشی سے توبہ

تابہ مقدور اُسے دل نے بہت سمجھایا
نفسِ سرکش نے مگر کی نہ بدی سے توبہ

کہنے سننے سے مین ظاہر مین ہوا ہون تائب
کون کرتا ہے جوانی مین خوشی سے توبہ

دل کے زاہد سے ہوئی سخت ندامت ساقی
عمر بھر اب نہ ملونگا مین کسی سے توبہ

روبرو اُس بتِ سفاک کے جی چھوٹ گیا
کی ہے قاصد نے بجا نامہ بری سے توبہ

توبہ ایامِ جوانی مین جو ٹوٹی ٹوٹی ہے
شیب مین چاہیے توبہ شکنی سے توبہ

۱۸۲ ترک ظاہر مین ہو تمکو جو کیا کیا حاصل
واسطی دل سے حذر چاہیے جی سے توبہ

ہے اسطرح اثر مری آہِ رسا کے ساتھ
ہو ربط جیسے نکہتِ گل کو صبا کے ساتھ

کہتے ہو صاف ہم تمھین پہچانتے نہین
یہ بے مروتی یہ سلوک آشنا کے ساتھ

اے لاغری بنا مجھے مانندِ برگِ خشک
اُڑتا پھرون مین صحنِ چمن مین ہوا کے ساتھ

بیماریِ فراق سے مرنا قبول ہے
چھوڑا اسا نہ ہر کوئی ملا دو دوا کے ساتھ

کچھ اپنی نارسائی قسمت نئی نہین
برتا ہے دشمنی ہے اثر کو دعا کے ساتھ

کعبہ ہو خواہ دیر اُدھر ہو رجوعِ قلب
اچھا وہی ہے اُدھر جسکو خدا کے ساتھ

تم ہیں وفا نہیں تو وفا ہمکو کیا ضرور
سچ ہے دغا ہی چاہیے اہلِ دغا کے ساتھ

گر جیتے جی گذر نہ ہوا کوے یار میں
پہونچین گے خاک ہوکے وہان ہم ہوا کے ساتھ

رہبر ہے اِک وادیِ الفت میں دل مرا
کیون راہ میں چلون میں کسی رہنما کے ساتھ

پھر دیکھو کیا نکالتے ہیں رنگ دست و پا
پیسوا تو میرے دل کو بھی برگِ حنا کے ساتھ

کچھ شک نہیں ہے انکے شفاعت میں روزِ حشر
ہونگے جو لوگ حضرتِ خیر الوریٰ کے ساتھ

۱۹۳
معلوم سب کو قدرِ آئمہ ہے واسطی
ساتھ اُنکے ہے خدا یہ ہیں اپنے خدا کے ساتھ

ردیف یاے تحتانی

عدم سے ہم جو جہانِ خراب میں آئے
ہزار فتنے ہماری رکاب میں آئے

خطا ہوئی کہ جہانِ خراب میں آئے
ہم اپنے پانوٴن سے قیدِ عذاب میں آئے

حیا نہ عالمِ رویا میں بھی گئی اُنکی
نقاب پوش وہ آئے جو خواب میں آئے

لکھا ہے ایک ستمگر کو ہمنے نامۂ شوق
یقین ہے سرِ قاصد جواب میں آئے

یہ اضطراب کی خو ہے کہ اب جو وصل بھی ہو
ذرا نہ فرق مرے اضطراب میں آئے

نہا کے بال سکھانے جو بیٹھے دھوپ میں وہ
ہزار موجِ قزح آفتاب میں آئے

یہ جاننا کسی عاشق کا ہے دلِ سوزان
جلی بھنی ہوئی بو جس کباب میں آئے

ڈرے یہ حضرتِ زاہد ذرا نہ رندون سے
ذلیل ہونے کو بزمِ شراب میں آئے

کہان ہے مجھکو بتا دخترِ رز کی اے واعظ
پڑھے ہیں ہمنے بھی ام الکتاب میں آئے

یہی نہ جرم کہ زلفونکو چھو لیا ہم نے
خفا ہوئے وہ بڑے پیچ و تاب میں آئے

وہ بحرِ حسن نہائے تو بہرِ زینتِ گوش
گہر نکل کے صدف سے حباب میں آئے

جو پانوٴن کوچۂ جاناں میں جا کے سو جائیں
ریاضِ خلد نظر انکو خواب میں آئے

خوشی سے کیون نہ کرے ہمکو نوش وہ قاتل
ہمارے خون کی بوجب شراب مین آسئے

دکھاکے چہرہ کسی شب نہ ہمکو شاد کیا
بغیر پردہ نہ آئے جو خواب مین آسئے

۱۸۴
ڈگے قدم نہ طریقت مین واسطی چھکے
وہی تو ظل رسالت مآب مین آسئے

صحرا ہی بوستان جو ہی فرقت حبیب کی
آواز زاغ ہی کہ صدا عندلیب کی

آتی ہی کیا ادھر کو سواری حبیب کی
آواز آرہی برابر نقیب کی

بزم بتان مین دل کو مرے پوچھتا ہی کون
مٹی خراب ہی اُمرا مین غریب کی

ہر قدمین بیقراری دل کا رہے علاج
سینہ پہ شکل کھینچ کے رکھدو حبیب کی

کرتے ہو کیا وصال مین ذکر شب فراق
صورت خدا دکھائے نہ دیو مہیب کی

تیرے مریض عشق کا بڑھتا گیا مرض
تدبیر ایک کام نہ آئی طبیب کی

کیونکر چھپاؤن اُسنے مین دل کا کراہنا
معلوم ہی انھین یہ صدا ہی قریب کی

صیاد قید کرکے نہ بلبل کو شاد ہو
کچھ ہی خبر کہ آہ غضب ہی غریب کی

پچھتا رہی ہی دام مین پھنسنے کی اب نہین
صیاد کو ہی فکر عبث عندلیب کی

رکھتا ہی ہاتھ تن پہ کبھی دیکھتا ہی نبض
بگڑی طبیعت اُنکی بن آئی طبیب کی

ہمراہ لیکے غیر کو آئے وہ قبر پر
باقی ہی بعد مرگ برائی نصیب کی

۱۸۵
جانباز واسطی سا تمھین ہاتھ آگیا
سوگند کھائیے تو تمھارے نصیب کی

تمکو باور مری الفت نہ سہی
کیجیے جور مروت نہ سہی

اپنے کوچے مین پڑا رہنے دو
مین نہین قابل صحبت نہ سہی

گالیان مجکو دیا کیجیے روز
لطف و اشفاق و عنایت نہ سہی

سر کے بل آؤنگا بلوائیے تو
نہ سہی پاؤنمین طاقت نہ سہی

چار آنکھین تو کبھی ہونے دو ‏— پھر نہ ہو انکو مروت نہ سہی
گالیان دے کے اٹھاتے ہو مجھے ‏— نہ اٹھونگا مجھے غیرت نہ سہی
سب حسین کرتے ہین لعنت اسپر ‏— عشق مین جسنے ملامت نہ سہی
عالم فقر مین ہین بے پروا ‏— نہ ملی ہمکو جو دولت نہ سہی
تیرا عاشق تو مین کہلاتا ہون ‏— نہ سہی میری حقیقت نہ سہی
بت پرستی نہ چھٹیگی واعظ ‏— عاشقونکی کوئی ملت نہ سہی
جور ہی روز کیا کیجئے آپ ‏— گر نہین لطف کی عادت نہ سہی

۱۸۶ کوے جانان مین تو مسکن پایا ‏— واسطی قابل جنت نہ سہی

سوچتا ہون کہ معاند ہی مرا دل کیا ہی ‏— پھر یہ کہتا ہون یہ اندیشہ باطل کیا ہی
ضعف سے راہ کا کٹنا ہی نہایت دشوار ‏— کوچۂ یار الہی کئی منزل کیا ہی
آکے خرمن جو غریبون کی جلا جاتی ہی ‏— برق سے کوئی یہ پوچھے تجھے حاصل کیا ہی
نکلی جاتی ہی تجھے دیکھ کے جو جان مری ‏— تو ہی اے رشک مسیحا مرا قاتل کیا ہی
چھپتا آج بہت ہی تری مہندی کا جو رنگ ‏— خون کسی کشتۂ بیداد کا شامل کیا ہی
سچ تو یہ ہی کہ کوئی چیز نہین تجھسے عزیز ‏— جان دینے کو بھی سوچو وہین ہم دل کیا ہی
صدمہ دیتی ہی جو ہر وقت گرفتارونکو ‏— زلف بھی اے مرے اللہ سلاسل کیا ہی
چشم تر نالے مرے دیکھکے سب کہتے ہین ‏— آج چھڑیون کا یہ میلا سر ساحل کیا ہی
آہ ہی دل ہی جو اس شوخ کا سنکر ایسے موم ‏— لحن داؤد ہی آواز سلاسل کیا ہی

۱۸۷ واسطی گو مین گنہگار بہت ہون لیکن ‏— مصطفےٰ شافع محشر ہین تو مشکل کیا ہی

زمانے نے اک دم بھی راحت نہ دی ‏— کبھی غم سے ہمکو فراغت نہ دی

نہ دی آسمان نے جو عزت نہ دی
غنیمت ہے یہ بھی کہ ذلت نہ دی

بڑا شکر یہ ہے کہ اللہ نے
کسی کے ستانے کی طاقت نہ دی

محبت ملی جسکو سب کچھ ملا
دیا کچھ نہ جسکو محبت نہ دی

ابھارا تو شوخی نے انکو مگر
حیا نے تکلم کی رخصت نہ دی

کوئی عیش بے رنج آتا ہے ہاتھ
خدا نے بھی بے موت جنت نہ دی

حسین سیکڑوں ہیں پہ اللہ نے
کسی کو بھی تیری سی صورت نہ دی

قدمبوس ہوتے تو ہم وصل میں
ادب نے تو لیکن اجازت نہ دی

زمانہ گیا محفل یار میں
ہمیں ایک دربان نے رخصت نہ دی

قیامت تو یہ ہے کہ تقدیر نے
جسے دل دیا اسکو دولت نہ دی

۱۸۸
مرے ہمدموں نے مجھے واسطی
تسلی کبھی روز فرقت نہ دی

کن آفتوں میں جان مری تا سحر رہی
یارب شب فراق کہاں موت مر رہی

مجنوں سے ہمنے نجد کی جاگیر بانٹ لی
دو ٹکڑے ہوکے نصف ادھر نصف ادھر رہی

پرویز و کوہکن میں بڑی کشمکش ہوئی
لیکن کھلا نہ حال کہ شیرین کدھر رہی

بزم نشاط میں نہ گیا اسکا بانکپن
تلوار وقت رقص بھی زیب کمر رہی

پوچھا تو حال یار نے گھبرا کے بار بار
اچھا ہوا کہ شدت درد جگر رہی

پردہ اٹھا کے اسنے دکھائی کبھی نہ شکل
تکرار میرے یار کے دو دو پہر رہی

پہونچا نہ ہمکو تیغ حوادث سے کچھ ضرر
کالی گھٹا چمن میں ہماری سپر رہی

اٹھی ہمیشہ ہجر میں لذت وصال کی
تصویر کب نہ یار کی پیش نظر رہی

توصیف روے یار کے لکھنے کیواسطے
خورشید کے بغل میں بیاض سحر رہی

آب آب ہوگیا مری آنکھوں کے روبرو
کیا خاک ابرو تری ای ابر تر رہی

۱۸۹
لا تا وہ کس طرح خبر یار واسطی
قاصد کو اسکے آگے نہ اپنی خبر رہی

والنقاب رخ پہ نور ہوا چاہتی ہے
بزم مین روشنی طور ہوا چاہتی ہے

کچھ خبر ہے کہ تری زلف سیہ ہوگی سفید
رنگت اس مشک کی کافور ہوا چاہتی ہے

اب نہ گھبرا کہ شب ہجر ہے آخر اے دل
روز روشن شب دیجور ہوا چاہتی ہے

یہی دن رات کا رونا ہے اگر فرقت مین
چشم گریان مری ناسور ہوا چاہتی ہے

قتل کر کے مجھے بیخوف نہ گھر مین بیٹھو
یہ خبر خلق مین مشہور ہوا چاہتی ہے

تیغ ابرو پہ ترے زہرہ کی پڑی ہے نگاہ
زخم کھا کھا کے مگر چور ہوا چاہتی ہے

آکے بیمار کے بالین پہ وہ اٹھ جاتے ہین
تپ جو اتری تھی بدستور ہوا چاہتی ہے

ڈالتی ہے ترے چہرے پہ نگاہین ہر بار
نرگس اب آنکھو لئے معذور ہوا چاہتی ہے

۱۹۰
ہے خبر آئے گا گھر مین مرے وہ آئنہ رو
واسطی کلفت دل دور ہوا چاہتی ہے

چاہے جب صید پہ صحرا مین وہ توسن ڈالے
سرنگون شیر ہرن بیٹھے ہین گردن ڈالے

مفلسی ہے کہ بچا لی ہے ہر اک آفت سے
ہاتھ بے توشہ مسافر پہ نہ رہزن ڈالے

حور کا بھی یہ مجھے رنگ کہ عاشق ہون ملک
تری تصویر کا بالو مین جو روغن ڈالے

یاد مژگان سے ترے یون ہو کے دلمین سوراخ
جیسے رخنے کسی قرطاس مین سوزن ڈالے

مائل اس زلف پہ پھر دل ہے خدا خیر کرے
مجکو لیجا کے بلا مین نہ یہ دشمن ڈالے

اسکی محفل سے جو اٹھنے کا کرون قصد تو کاش
الجھے زنجیر مرے پاؤن مین دامن ڈالے

شیخ بھی دیکھے تو اے بت ترا دیوانہ ہو
غیر ممکن ہے نہ جادو تری چتون ڈالے

خوف صیاد سے دل خون ہوا بلبل کا
کیا عجب منھ سے لہو یہ دم شیون ڈالے

تیغ ابرو کا دل زہم سے کیا جائے خیال
بیٹھ جائے جو کوئی آب مین آہن ڈالے

سوزشِ دل نہ مٹے گی مرے رونے سے کبھی / اور بھڑکے جو کوئی آگ میں روغن ڈالے
رخِ گلرنگ نہ دکھلاؤ کہ ہو کر بیمار / خون منھ سے نہ کہیں لالۂ گلشن ڈالے
بند مٹھی میں کہیں موج ہوا ہوتی ہے / ہاتھ اس بُت کی کمر میں نہ برہمن ڈالے
دیکھ لی تیری سواری مگر اب خوف یہ ہے / طوق گردن میں نہ نعلِ سمِ توسن ڈالے

۱۹۱ واسطی کس لیے لاتا ہے بتوں کے پیغام / فرقِ اوقات میں میری نہ برہمن ڈالے

شکل دیکھے جو زلیخا سرِ بازار تری / ہو ابھی چھوڑ کے یوسف کو خریدار تری
دل بھی لے جان بھی لے عذر ہے کس کو سرِ مو / مجھ سے بل کرتی ہے کیوں کاکلِ خمدار تری
شوق میں پاس تو آتے ہیں مگر ڈرتے ہیں / پھونک ڈالے دل نہ کہیں گرمیِ رخسار تری
بھولتا ہی نہیں جھگڑا جو رہا وصل کی شب / ایک اک بوسے پہ یاد آتی ہے تکرار تری
اک جہان ابروے پرخم پہ ترے مرتا ہے / کون گردن ہے کہ جس پر نہیں تلوار تری
جب کروں قصد میں پھاند کے گھر میں پہنچوں / ایسی اونچی نظر آتی نہیں دیوار تری
نہ سمجھنا کہ زمانہ ہے طرفدار مرا / گفتگو ہو تو کہیں چار مری چار تری
کبک و طاوس تو انسان نہیں کیا جانیں / کب اڑا سکتے ہیں یہ شوخیِ رفتار تری
منتظر بیٹھے رہے طالبِ دیدار بہت / کبھی آئی نہ سواری سرِ بازار تری
بوسہ بد بد کے جو تو گنجفہ کھیلا جو کا / اس میں ہر طرح سے ہے جیت مری ہار تری
نیستی کا ہے نشان عالمِ ہستی میں محال / ہاتھ آئے ہمیں کیونکر کمر اے یار تری

۱۹۲ واسطی تو نے کیا وصف جو ان دانتوں کا / صاف موتی کی لڑی بن گئی گفتار تری

دل کے ٹکڑے مژہ کا دیدۂ تر سے ٹپکے / ثمرِ پختہ محبت کے شجر سے ٹپکے
رو چکا ہوں میں بہت مجھ کو رلاتے کیا ہو / کس طرح نخل ٹپک کرتے ثمر سے ٹپکے

کس مزے سے لیے بوسے ترے رخسار و زنخ کے
ہاتھ کچھ آئے ادھر سے کچھ ادھر سے ٹپکے

تم جو اٹھ جاؤ مرے گھر سے تو سامان ہو کر
بیکسی سقف سے دیوار سے در سے ٹپکے

کیوں نہ سفاک کہیں یار تری آنکھ کو ہم
کیسے کیسے نہ جوان تیر نظر سے ٹپکے

نامہ خونیں جگروں کا تو لیے جاتا ہے
راہ میں خون کبوتر کے نہ پر سے ٹپکے

کس پری چشم کے دانتوں کا یہ آیا ہے خیال
آج آنسو جو دم گریہ گہر سے ٹپکے

۱۹۳ نالے گردوں پہ نہیں فرقت جانانہ میں اشک
دیدۂ واسطی خستہ جگر سے ٹپکے

مہوشوں میں سرو قامت غنچہ لب چھوٹے بڑے
ہیں ملاتے جان عاشق سب کے سب چھوٹے بڑے

ایک مجنوں عاشق لیلی تھا ای رشک پری
تیرے دیوانے ہیں سب اہل عرب چھوٹے بڑے

مجھ کو اب منھ لگاتے ہیں نہ پیر میفروش
پھر گئے مجھ مست سے کیوں سب کے سب چھوٹے بڑے

نیک مردوں کو بچائے مردم بد سے خدا
مار کر دم یاں ہیں موذی غضب چھوٹے بڑے

ذرے افشاں کے جھڑ کے جو جبیں یار سے
آسمان پہ بن گئے تارے وہ سب چھوٹے بڑے

انقلاب دہر نے ایسا کیا پست و بلند
جو بڑے تھے ہو گئے چھوٹے وہ اب چھوٹے بڑے

کب ہے دنیا میں ترقی و تنزل سے نجات
گردش ایام سے ہیں روز و شب چھوٹے بڑے

کربلا والوں سے بہتر کون ہے آفاق میں
مرتبہ میں ایک ساں ہیں پنجتن سب چھوٹے بڑے

۱۹۴ ذوق سا جسکو ہو وہ سمجھے شعر میرے واسطی
ہیں عداوت میں برابر یہ رطب چھوٹے بڑے

جب میری آہ سرد برنگ صبا چلی
بولا وہ گل کہ خوب ہی ٹھنڈی ہوا چلی

جب دم وہ تیغ غمزۂ کافر ادا چلی
مریخ کی خبر کو فلک پر قضا چلی

آنکھیں نہ پھیر پھیر کے سبکو دکھائیے
پس جائیگا زمانہ جو یہ آسیا چلی

ایسے ڈرے کہ اڑ گئے نسرین چرخ سے
بندوق سی نکلے جب مری آہ رسا چلی

گلبن پہ زاغ بیٹھے ہین بلبل قفس مین قید
کیسی یہ باغ دہر مین الٹی ہوا چلی

لوگون نے اُنسے میری شکایتین کی بہت
مجبور یہ ہوے کہ نہ انکی ذرا چلی

تھین بسکہ یاد لالہ عذارونکی گرمیان
دل پھنک گیا جو صبح کو ٹھنڈی ہوا چلی

دین گالیان رقیب کو تمنے مرے عوض
یون اپکی زبان چلی بھی تو کیا چلی

اس فتنہ گرنے چھوڑی نہ اٹکھیلیونکی چال
تلوار چال ڈھال پہ بھی بار ہا چلی

مین خاک مین ملا تو خوشی یار کو ہوئی
تربت پہ چال کبک سا کی وہ کفش پا چلی

محفل سے انکی مین جو اٹھا تو یہ سب کہا
اچھا ہوا کہ گھر سے ہمارے بلا چلی

چھلا نہ دست یار کا ہمکو میسر ادیا
چالاکی تیری کچھ بھی نہ دزد حنا چلی

۱۹۵
دل کی شکستگی کا اثر تھا یہ واسطی
تن پر مرے ہزار جگہ سے قبا چلی

بجا ہے دل کو جو اورون کی آرزو کم ہے
کہ اس جہان مین کوئی تمسا خوبرو کم ہے

کہین کسی سے نہ بے التفاتیان انکی
ہزار شکر شکایت کی مجھکو خو کم ہے

تمہارا لخلخہ و زلف جسنے سونگھا ہے
وہ جانتا ہے کہ مشک ختن مین بو کم ہے

بغیر گریہ مین لون کسطرح سے نام صنم
ثواب ورد و وظائف مین بے وضو کم ہے

حرارت تپ غم سے یہ زہرہ آب ہوا
کہ دونون آنکھون مین پانی ہے اور لہو کم ہے

کہو سپہر سے سر پر نہ بار غم رکھے
ہمین اٹھانے کو کاندھے پہ کیا سبو کم ہے

جو دیکھتے ہین کبھی برہمن یہ کہتے ہین
بتون مین نام خدا تم سا خوبرو کم ہے

کرون عداوت دشمن کا مین گلا کیونکر
جو میرا دوست ہے در پردہ کیا عدو کم ہے

یہ فیض عشق سے اب مجکو بے نیازی ہے
کہ دل مین دولت دنیا کی آرزو کم ہے

ملین جو تجکو وہ قاصد تو بات کم کرنا
کہ نازکی سے انھین تاب گفتگو کم ہے

یہ عکس آئنہ کہتا ہے روبرو انکے
نہ تجھسے حسن مین مین کم نہ مجھسے تو کم ہے

نگاہِ مست سے ساقی کے رہتے ہین ہم مست
اسی سے تو طلب شیشہ و سبو کم ہی

بجھے گی پیاس نہ زنہار تیغ قاتل کی
کہ ضعف تن سے رگون مین مرے لہو کم ہی

سپہر و شمس و قمر جن و انس و حور و ملک
وہ کون ہین کہ جنھین تیری جستجو کم ہی

نکل کے گھر سے گرامی صاحب وقار سفر
رہے صدف مین تو گوہر کی آبرو کم ہی

۱۹۶
وہ شب کو آئے تھے کیا واسطی عیادت کو
کہ آج شدت درد دل و گلو کم ہی

وحشی تمھاری چال جو وحشت کی چل گئے
دونون جہان سے ایک قدم مین نکل گئے

آئی خزان بہار چمن سے ہوا ہوئی
تیور گلون کے چار ہی دن مین بدل گئے

اس صاف رخ پہ آنکھ ٹھہرتی تو کس طرح
چکنی زمین تھی پانون نظر کے پھسل گئے

نظرون سے گر چکے تھے امیرون کے ہم فقیر
پر یا علیؑ زبان سے نکلا سنبھل گئے

اک روز بھی جو وصل میسر ہوا ہمین
دل سے تمام عمر کے ارمان نکل گئے

فرقت مین تیری کثرت اموات یہ ہوئی
یارو نکے غسلخانہ مین مردے بدل گئے

کیا کیا نہ منہ چڑھا تھا عدو کھائی منہ کی آج
کی گھات ہمنے غصے مین دیکھا تو ٹل گئے

جھنجھلا کے بولے وہ جو لگایا بدن پہ ہاتھ
دیکھو کہ پانون حد ادب سے نکل گئے

پہلو دبا کے بیٹھے جو اُس شمع رو کا ہم
کیسے رقیب رشک سے محفل مین جل گئے

بوسے لب و دہن کے ہمین دینگے خوش حسین
فقرے کس طرح سے ہمارے جو چل گئے

پھولون کا حسن لالہ و گل نے دکھا دیا
دیوانے تیرے جا کے چمن مین بہل گئے

۱۹۷
اُس گورے جسم کا جو کیا وصف واسطی
مضمون ہمارے نور کے سانچے مین ڈھل گئے

نہایت قلت فرصت کا غم ہی
تمنا مین بہت ہین عمر کم ہی

سزا دو جسقدر تجکو وہ کم ہی
مین مجرم ہون سر تسلیم خم ہی

اگر دنیا نہین ہی کسکو غم ہی — ہمین تو خواہش عقبی بھی کم ہی
بتون کی یاد سے خالی نہین دل — جو کعبہ تھا وہی بیت الصنم ہی
حباب سا کرون کیا کشتی مین — ثبات زندگانی ایک دم ہی
نہین کچھ احتیاج جام ساقی — ہمین چلو ہمارا جام جم ہی
دو دن جیتا ہون تو دیکھین کیا ہو حشر — سحر نزدیک آئی رات کم ہی
ادا و ناز مین جا سے زیادہ — فقط تجھ مین وفا ای یار کم ہی
کیونکر مست ہو سکین جب وہ ساقی — کہے پی لے تجھے میری قسم ہی
ہنسی پہ کیون مجھے آوے نہ رونا — کہ تو ام اس جہان مین عیش و غم ہی
ملے کیونکہ سراغ عمر رفتہ — کہ اس رستے مین گم نقش قدم ہی

۱۹۸
چلو ای واسطی ہی سیر لازم — کہ کوچہ یار کا باغ ارم ہی

لی بتکدے کی راہ نہ سوے حرم چلے — جب صبح کو اُٹھے اسی کوچے کو ہم چلے
گلشن مین ناز سے جو گرو صنم چلے — مقدور کبک کیا ہی کہ پھر دو قدم چلے
سستی نے راہ عشق کی ایسا کیا ضعیف — دو دو گھڑی ٹھہر گئے جب دو قدم چلے
راحت طلب نہین ہمین چلنا قبول ہی — دوزخ سے کون جانب باغ ارم چلے
رو لے مین نامہ لکھ نہین سکتا مین یار کو — قرطاس تر ہی اشک سے کیونکر قلم چلے
بیمار ہون مین الفت مژگان یار مین — آرے کی چال کیون نہ دم نزع دم چلے
دیکھا جو روے یار ہوے خشک اشک چشم — نکلا جو مہر نجم پکارے کہ ہم چلے
تیزی دکھاتے طبع جو ابرو کے عشق مین — منہ مین زبان صورت تیغ دو دم چلے
کچھ لطف زندگی کا اُٹھایا نہ ساقیا — محفل مین جام بھی نہ چلا تھا کہ ہم چلے
بھر بھر کے جام مو مجھے دیتے ہین پیچھے — صد شکر میکدے مین مرے رنگ جم چلے

مجبور ہیں کہ الفت بت سنگ راہ ہے
کس روز ہم نہ در پہ ترے سر کے بل چلے

ہم نالہ کش بھی ساتھ محرم ہیں ہو لیے
درگاہ کو جو اُسکے مکان سے علم چلے

جو قتل جنبشوں میں ہو گیا کو وہ دشت خون
فرہاد و قیس بہر کے قائم ہوا ہم چلے

باندھے سفر پہ اپنی کمر بھی جو واسطی
اُس جی سے اوس کی جانب ملک عدم چلے

۱۹۹

اُٹھ کر تمہاری بزم سے ہم بیٹھ کر چلے
چھوٹے تھوں نا کہی آ سکے ہم نہ پوچھا کدھر چلے

آئے مرے دماغ میں ہاں گلبدن کی بو
یارب کبھی ادھر بھی نسیم سحر چلے

کس رہ پہ راہ کوچہ جانان ورانہ ہو
پہونچے نہ ایک کوس بھی دو دو پہر چلے

ہم راہی عدم ہو کے پوچھا تو آ سکے
ہے عزم کس طرف کا کہو تم کدھر چلے

پوچھو مجھ سے حال حسینوں کی بزم کا
چھلنی ہے دل کہ سیکڑوں تیر نظر چلے

اُڑ کر یہ خط شوق پہنچ جائے یار تک
یارب ہوا کی چال میرا نامہ بر چلے

سجدہ کا قصد پانو پر اُسکے اگر نہیں
کیوں سر کے بل سپہر کے شمس و قمر چلے

ٹھوکر سے کون ہو گئے ہیں زندہ دم خرام
ہم تو تمہارے پانو کے ہاتھوں سے نشتر چلے

مدت کے بعد ہم جو گئے اُسکے سامنے
گھبرا کے پوچھنے لگے کہیے کدھر چلے

آئے تو ساتھ ساتھ یہ اچھا کیا سلوک
خنجر ہماری چھاتی پہ احباب دھر چلے

اٹھتا ہے آج پردہ یہ کس کے عذار سے
ہر سو سے دیکھنے کو جو اہل نظر چلے

آیا ہے اُسکا یوں دل پُر داغ میں خیال
جس طرح بوستان میں نسیم سحر چلے

جب تک رہے جہان میں بیہوش ہم رہے
اتنی خبر نہیں کدھر آئے کدھر چلے

پستان یار دیکھ کے آتا ہے یہ خیال
اُٹھے گا ذائقہ کہ یہ تازہ ثمر چلے

ملجائیگا اُسی کی مدد سے وہ سرو قد
باغ جہان میں حکم سے جسکے شجر چلے

تقدیر سے مٹینگے اسیر کبھی کو ستم عشق کے
برپا ہم اپنے نالوں سے ہنگامہ کر چلے

چھوڑون نہ ساتھ سایہ صفت راہ مین کبھی — مین بھی اُسی طرف کو چلون وہ جدھر چلے
ایک ایک دم مین سیکڑون خالی گئے سبُو — دن زندگی کے یون ترے بیمار بھر چلے

۲۰۰ نورِ یقین یہ ہمکو دیا حق نے واسطی
آنکھون سے سوے روضۂ خیر البشر چلے

راہ مشکل ہی بہت وصل بتِ بے پیر کی — ٹھوکرین کہلوائیگی گردش مجھے تقدیر کی
تیرہ روزی مین شکایت کیا کرون تیر کی — ہی یہ سب ظلمت مدادِ خامۂ تقدیر کی
یاد ہی ہر دم جو گیسوے بتِ بے پیر کی — میرے شیون مین صدا ہی نالۂ زنجیر کی
دل جو ٹوٹے آہ سے امید کیا تاثیر کی — چل سکے کیونکر شکستہ ہو کمان جب تیر کی
جا کے کعبے سے پھر آیا دیر مین بے اختیار — کھینچ لائی مجھکو الفت اُس بتِ بے پیر کی
ہو جو یادِ روے جانان شب کو بھی رہتا ہو دن — میرے گھر مین کیا ہو حاجت مہر کی تنویر کی
عالمِ ہستی مین آکر در بدر پھرتا ہون کیون — کھینچ لائی ہی مجھے گردش مری تقدیر کی
وصفِ زلفِ یار مین الجھی رہی میری زبان — گتھیان سلجھین نہ میرے رشتۂ تقریر کی
جیتے جی سنتوئی سے کیا خاک ہو امیدِ وصل — یار رہ کشتہ ہو تو خاصیت ملے اکسیر کی
غیر کا محتاج کب ہو خدا جسکو فروغ — کچھ بھی شمعِ ماہ کو حاجت نہین تنویر کی
ہو گیا ہون چپ جو مجھ پر چھا گئی ہی بیخودی — خواب مین انسان کو طاقت ہی کب تقریر کی
تا زمانے مین نہ کوئی پھر کرے دعواے عشق — میرے قاتل نے مری لاش اسلیے تشہیر کی
وصف کرتا ہون جو اُسکے تیغِ ابرو کا رقم — قط نہین میرے قلم پر بار ہی شمشیر کی
چاہیے کیا پردہ ہمکو اہلِ حیرت کے حضور — قابلِ دیدار ہین آنکھین کہان تصویر کی
جا کے کہہ شہر مین قاتل آپ کو ثر کیا ہون — یاد ہی لذت مجھے آبِ دمِ شمشیر کی

۲۰۱ واسطی جب آگیا دریاے وحشت کو جوش
بہگئی سب مثلِ خس فرزانگی و زیر کی

زخم ہر دل میں ہیں مژگانِ بتِ بے پیر کے
ہیں زمانے میں نشانے سیکڑوں اُس تیر کے

تھے وہ مجنوں ہو گیا خونِ سیہ اپنا کسیس
ہم ہوے جوہر تو جوہر کھل گئے شمشیر کے

اُس کمانِ ابرو کو لکھا ہمنے جس دم خطِ شوق
اڑ چلا قاصد ہمارا پر لگا کر تیر کے

سُنتے ہیں درکار ہیں اُس طفل کو منت کے طوق
کاش لیجائے کوئی حلقے مری زنجیر کے

ہوں مریض اُس سیم تن کا کیمیا گر ہو حکیم
نسخے ہیں درکار مجھ بیمار کو اکسیر کے

طعن کرتے ہیں عبث پیرِ مغاں پر اہلِ زہد
فہم رکھتے ہیں تو ہوں اگر مرید اس پیر کے

وصل کی بھی طرفہ صحبت ہی کہ میں حیران وہ چپ
ہو کوئی تصویر جیسے سامنے تصویر کے

ہوں وہ دیوانہ کہ زنداں ہی مرا میدانِ حشر
صورِ اسرافیل ہیں نالے مری زنجیر کے

کرکے زخمی ناوک افگن نے بڑا احسان کیا
طائرِ بے پر تھا میں مجھکو دیئے پر تیر کے

اُس خطِ رخسار کے معنی سمجھ سکتا ہی کون
پڑھنے والے فی الحقیقت ہم ہیں اس تحریر کے

جلد لے ای ترک بہر ساقیِ کوثر خبر
دیر سے پیاسے ہیں ہم آبِ دمِ شمشیر کے

بھوک کھو دیتی ہی یادِ گیسوئے پیچانِ یار
سیر کرتے ہیں مجھے دانے مری زنجیر کے

وقتِ گریہ ہی جو اُس بالے کی مچھلی کا خیال
تار اشکوں کے ہیں رشتے دامِ ماہی گیر کے

نخلِ قد کو کیا ہدف کرکے کیا تونے ہرا
کونپلوں کی طرح پر نکلے ہیں قاتل تیر کے

خوشنما کتنی ہیں اُس سینے پہ گوری چھاتیاں
سرنگوں رکھتے ہیں وہ ساغر پیہ گویا شیر کے

بارک اللہ کیا زبان ہی کیا بیان ہی واسطی
جتنے اہلِ نطق ہیں قائل ہیں اس تقریر کے

۲۰۲

مرا اشکِ چشم اشکِ شبنم نہیں ہی
یہ قطرہ سمندر سے کچھ کم نہیں ہی

کہاں رات کاٹی کدھر جا کے گئے ہو
رخ پہ جوبن وہ رنگت وہ عالم نہیں ہی

مثل ہی کہ جی ہی تو سارا جہاں ہی
اگر ہم نہیں ہیں تو عالم نہیں ہی

شبِ وصل میں یوں نہ افسردہ بیٹھو
یہ ہی عید کا دن محرم نہیں ہی

ٹھہر کب تلک قتل آفاق تا قاتل
قضا تھک گئی تیغ مین دم نہین ہی

ملے خاک مین خاندان کیسے کیسے
وہ ہی کون جس گھر مین ماتم نہین ہی

تصور جو اس رخ کا ہی میرے دلمین
یہ ذرہ بھی خورشید سے کم نہین ہی

تری زلف سے اسکو کیا دونین نسبت
کہ سنبل مین یہ پیچ یہ خم نہین ہی

ہنر سے ہی نام بشر تا قیامت
زمانے مین ہی جام اگر جم نہین ہی

وہ کہتے ہین عاشق کو دشنام دیکر
کہ دنیا مین جو مین ہون حاتم نہین ہی

۲۰۳
مرا حال دل واسطی کون جانے
کوئی آشنا کوئی محرم نہین ہی

جانے سے تیرے ایسی اداسی چمن مین ہی
پتو نہین جو ثمر ہی وہ مردہ کفن مین ہی

جو صید ہی وہ کوچۂ ناوک فگن مین ہی
کہسار پر ہی کبک نہ آہو ختن مین ہی

کیا نشۂ حیات نے ہمکو کیا ہی مست
شیشے مین مرکر روح ہمارے بدن مین ہی

نکلے گا پھنس کے بھول بھلیان سے کس طرح
دل قید اسکی زلف شکن در شکن مین ہی

دونون لب اسکے وقت تکلم ہین دو گواہ
اب کیا کلام اسکے ثبوت دہن مین ہی

مجھسے رقیب کو ہی عداوت اسی قدر
قصاب سے جو کینہ دل برہمن مین ہی

آیا یہ دھیان خال لب یار دیکھ کر
گلنار پیرہن حبشی کے بدن مین ہی

مہتاب کیا اترتی ہی دستار آفتاب
انا چیر دن دھاڑے تری انجمن مین ہی

قمری ہلاک سرو ہی بلبل خراب و گل
نیرنگ ساز حسن ہی جس پیرہن مین ہی

عکس ذقن ہی سینہ پہ چہرہ پہ عکس زلف
جو عضو ہی وہ آئنہ اسکے بدن مین ہی

گلزار بھی ہی کشتہ تری تیغ ناز کا
رنگ شہید لالۂ خونین کفن مین ہی

عشاق کی سپید ہین آنکھین بچھی ہوئی
یا چاندنی کا فرش تری انجمن مین ہی

کعبہ مین آکے تمنے جلایا یہ دیر کو
ناقوس اہل کعبہ ہر برہمن مین ہی

تار نگاہ وہم ہی ہر تار پیرہن
اس پر نہین اُٹھانے کی طاقت بدن مین ہے

بلبل کے رنگ خون سے قفس ہی ریاض خلد
ایسی بہار کب کسی صحن چمن مین ہے

۴۴ یون تو جہان مین لاکھ سخنور ہین واسطی
استاد فن وہی ہی جسے دخل فن مین ہی

کیا فائدہ ہی روح جو مجرم کے تن مین ہی
روشن ہی شمع اور اندھیرا لگن مین ہی

اُس سرو سے یہ عشق ہمین اس چمن مین ہی
پوشاک بھی ہی فاختی جو بن مین ہی

داغ فراق جسم پہ بوٹون سے کم نہین
کھوا سبا کی بہار مرے پیرہن مین ہی

دیوانون کی عقل پہ پتھر پڑے ہین کیا
کعبے کا سنگ بت کدہ برہمن مین ہی

کیا سحر ہی کہ اسنے کیا دو ضد کو جمع
شیرین دہن پہ بھی وہی تلخی سخن مین ہی

کیا جلد خط سے حسن رخ یار سٹ گیا
کل تھی بہار آج خزان اس چمن مین ہی

لاغر ہون اسقدر مجھے کافی ہی بہر عرق
تل بھر عرق جو یار کی چاہ ذقن مین ہی

کیون فکر اسکی کشف حقیقت مین کیجیے
حکم خدا ہی روح جو اپنے بدن مین ہی

اڑ کے چلے خزان کا کیون اسکے فرق پر
اک سرکشی کی شاخ نہال چمن مین ہی

کہتا ہی ہو مکان نہ یہی میرے خواب کا
وحشت کا اجل کا یہ دل ہر کہن مین ہی

سمجھا ہے مین تموج دریا کو دیکھ کر
ایسا ہی پیچ زلف شکن در شکن مین ہی

چھوٹی مین یار کی ہی جو سورج بھی چاند بھی
دونون کا ایک وقت گذر یان گہن مین ہی

مین ستار مکے بھی ہون جو مشتاق وحشیار نہ
کیا تار و پود جیب نیا کفن مین ہی

دیا دوسے چشم سے نین [illegible] کا دل مرا
استاد یہ بھی شعبدہ بازی کے فن مین ہی

رونق فزا رہے گا نہ پیرہن حسن یار
گل ہوگی شمع صبح کو جو انجمن مین ہی

مشکل نگاہ خوش ہوا سے وطن [illegible]
کتنی ہی دور جائین پھر آنا وطن ہی

[illegible] بیقراری دل سے جو [illegible]
لوگون کو یہ گمان کہ یہ مردہ کفن مین ہی

ناقص جو خدا ہو خوبیانی سے کیا حصول
کیا فائدہ جو بد متبرک کفن میں ہو

۲۰۵ حیران ہیں لوگ دفن کریں مجھکو واسطی
مردے کو خوف دزد کفن کا کفن میں ہے

شب کیا وہ زلف میں حالت عجب طاری ہوئی
گور کی شب سے بھی مجھکو رات یہ بھاری ہوئی

ہے سفر اس ملک عدم کا آ گئے موئے سفید
نور کا تڑکا ہوا چلنے کی طیاری ہوئی

پھنس گئے گیسو میں تماشائے رخ جانان کیا
ہمکو آزادی سے بہتر ہے گرفتاری ہوئی

آئے دن برسات کے میکش ہوئے پھر کامیاب
نہر جو دو فیض بہر میکدہ جاری ہوئی

آ سکے لڑکوں نے جو گھیرا چار جانب سے مجھے
جوش وحشت میں وہ مجھکو چار دیواری ہوئی

خادم مشتاق حوریں ہیں تو پریاں قاف میں
کیا مبارک ہمکو انکی نازبرداری ہوئی

پارسا سارا زمانہ اب مجھے کہنے لگا
فرقت جانان میں الہی ترک میخواری ہوئی

شکر ہے کیسے شب وصلت ہمارے دن پھرے
پاس آیا وہ مسیحا دور بیماری ہوئی

بے سخن دانوں کی محفل کس طرح ہو قدر شعر
مصر میں پہونچے تو یوسف کی خریداری ہوئی

۲۰۶ واسطی احوال میرا دیکھکر بولے طبیب
فہم قاصر ہے بیان کیسی یہ بیماری ہوئی

سیکڑوں ہونے کو ہیں بسمل ابھی
دم نہ لے اے خنجر قاتل ابھی

دیکھ رقص اضطراب دل ابھی
میری بالیں سے نہ جا قاتل ابھی

باڑہ وہ تلوار کی دیکھیں تو ہو
طائر رنگ حنا بسمل ابھی

وائے قسمت مجھسے درباں نے کہا
ہو گئے خلوت میں وہ داخل ابھی

وہ کھڑے ہنستے ہیں کچھ کھلتا نہیں
لیگیا کوئی چرا کر دل ابھی

آتش عارض سے بچ جاؤں اگر
تاک کر گولی لگائے تل ابھی

کیا شکایت بیدلی کی کیجیے
پھیر دینگے وہ ہمارا دل ابھی

ابھی موذن ایک دم خاموش رہ
وہ ہوئے ہین خواب مین غافل ابھی

ہارے تھے ہین وستِ دیابدت سے ہم
دور ہے دریا کا پر ساحل ابھی

سب کہا ہین سے فیکہ میر اسیر آثار
کس خوشی سے بول اٹھا قاتل ابھی

شکر ہے اتنا کہ وہ ظالم تجھے
جانتا ہے رحم کے قابل ابھی

مرگئے زخمی منہ نہ اپنا چھپ سے
ہین کشادہ دیدۂ بسمل ابھی

گور تک آکر ہوئے رخصت بخیر
یہ نہ سمجھے پہلی ہے منزل ابھی

۲۰۷
واسطی لکھون جو وصف تیغ یار
مرغ مضمون کیون نہ ہو بسمل ابھی

سیاہ بخت رہے تیرہ روزگار رہے
عدو کی آنکھ مین اسیر بنا ہم غبار رہے

ہمیشہ ہجر مین مشتاق وصل یار رہے
خزان مین منتظر آمد بہار رہے

وہ چشم مست عجب ہے کہ ہے نہ ابرو
کہین سنا ہے کہ کعبے مین بادہ خوار رہے

فراق یار مین تو آج تک نہین آتی
کہان تلک ترا اے موت انتظار رہے

جو بعد مرگ ہو مجھکو ہوائے افعی زلف
خموش کیون نہ چراغ سر مزار رہے

اٹھائے گردش قسمت سے ہمنے پیچ پہ پیچ
ہزار طوق ہمارے گلے کے ہار رہے

ڈرے ہین داغ جو عاشق کو اس سے ہے یہ مراد
کہ عمر بھر ہمہ تن چشم انتظار رہے

بہشت کیا نہ ملے جب جحیم مین بھی جگہ
تمھین لکھو کہ کہان یہ گناہگار رہے

شراب پی کے لیا بوسہ چشم ساقی کا
خدا کا شکر کہ مستی مین ہوشیار رہے

فراق مین بھی ملی ہمکو کب نہ لذت وصل
ہمیشہ خواب مین بھی اُس سے ہمکنار رہے

بگڑ گئے ہے ہمارا جو دل رقیب سے
کسی کا خاک زمانے مین اعتبار رہے

وہ قصد رکھتے ہین مجھ سخت جان پر وار کرین
الٰہی آبرو سے تیغ آبدار رہے

اٹھائے ہجر کے صدمے بہت نہ موت آئی
رہے تو زندہ مگر سخت شرمسار رہے

فلک نے پست کیا یہ بلند قدرون کو
جو شہسوار ہوے تھے وہ بے سوار رہے

۱۰۸ بہت ضرور ہی ہو طبع دوسرا دیوان
کہ واسطی یہ زمانے مین یادگار رہے

جو چشم کوہ یہ دو دن بہ اشکبار رہے
کبھی نہ سنگ مین باقی کوئی شرار رہے

جنون کو دیکھنے آئی ہین قاف سے پریان
خدا کرے کہ مرے سر پہ جن سوار رہے

وہ چشم ہو مرے دل سے نہ یا خدا غافل
ہرن کو دِ لنظر شیر کا شکار رہے

شراب الفت ساقی ہے تیز و تند ایسی
جو ایک قطرہ پیون عمر بھر خمار رہے

سکھاؤن اسکو اگر اپنے دل کی بیتابی
سپہر پر نہ کبھی قطب کو قرار رہے

بہ رنگ سایہ پھرین خاک زخم سینہ چاک
کسیکا سایہ گیسو جو مشکبار رہے

وہ آکے خاک کو روندین جو بار نگین سے
تو کیون نہ پھولون کی چادر سر مزار رہے

مین جن دوست اگر ہون بہار پر حاکم
قریب گل کے کسی باغ مین نہ خار رہے

شب فراق ہوئی اپنے گھر مین عید کا دن
کہ صبح تک کسی مہر و سے ہمکنار رہے

سر مزار وہ دین راہوار کو کاوہ
خدا کرے کہ مرے گرد یہ حصار رہے

بلند قدر کیا مر کے خاکساری نے
ہوا پہ کیون نہ ہمیشہ مرا غبار رہے

گیا نہ دل سے کبھی دھیان انکی پلکون کا
ہزار تیر کے ہم خستہ جان شکار رہے

مٹے نہ داغ جوانی کا دل سے پیری مین
خزان مین پیش نظر رات دن بہار رہے

۱۰۹ کبھی نہ گھر مین کیا تم نے واسطی کو طلب
کہان تلک کوئی در پر امیدوار رہے

نبض کیطرح سے سو مرتبہ چل کر بیٹھے
کیا سفر ہی رہے سرگرم سفر گو بیٹھے

مر کے بھی مجھپہ کیا لاکھ بلاؤن نے ہجوم
میری تربت پہ جو آکر وہ کھلے سر بیٹھے

قاصد یار سے منظور رہین دو دو باتین
کہدو ناصح سے کہ دروازے کے باہر بیٹھے

رتبۂ پیرِ خرابات انھین کیا معلوم
تک رہے ہین جو یہ واعظ سرِ منبر بیٹھے

نہین ممکن کہ خوشی خانۂ دل مین آئے
غم و اندوہ کے پہرے ہین برابر بیٹھے

خسروِ حسن وہ تو ہے کہ ہما ہنجا سے
تیرے دیوار پہ آکر جو کبوتر بیٹھے

دیکھکر اُسکی مژہ دلکو یہ ہوتی ہے ہوس
یا خدا میری رگِ جان پہ یہ نشتر بیٹھے

زخم سے زخم غمِ ابرو و مژگان سے لگے
تیغ پر تیغ پڑے تیر برابر بیٹھے

کوہکن جانبِ کہسار گیا نجد مین قیس
دل مین جو آگیا سودا اُٹھ کے کر بیٹھے

آکے وہ سیم بدن پاس مرے بیٹھ گیا
ہیچ ہے ملجاتی ہے دولت کبھی گھر بیٹھے

غم ترا آئے تو دون خانۂ دل مین جگہ
داغِ سودا کو جو منظور ہو سر پر بیٹھے

غلغلہ نالہ و فریاد کا محفل مین اُٹھے
ایکدم آکے جو وہ فتنۂ محشر بیٹھے

۱۱۰ واسطی وادیِ وحشت مین رہے سرگشتہ
نہ کبھی راہ مین دم لینے کو دم بھر بیٹھے

جلوۂ رخسارۂ جانان ہمارے دل مین ہے
طور پر جو شمع روشن تھی وہ اس محفل مین ہے

زاہدِ عزلت نشین کس فکرِ بیجا حاصل مین ہے
وسعتِ کونین خلوت ہے اگر وہ دل مین ہے

رنج سہتے پھرتے ہین یہ ناحق عاملو نکلے ملین ہے
ساری راحت حصۂ مجنونِ لایعقل مین ہے

گوشۂ عزلت مین ہمکو خوف دشمن کا نہین
خار سے محفوظ ہے وہ آبلہ جو دل مین ہے

اب بھی آجا وہ مسیحی جان مین پڑ جائے جان
وقتِ آخر بھی یہی حسرت ہمارے دل مین ہے

بوسہ گستاخانہ کیا زخمِ جگر نے لے لیا
چین ابرو کیطرح سے خنجرِ قاتل مین ہے

چلتے چلتے کیا عجب پہونچین اُسکے در تلک
پائے شوق اب برق آسا گرمِ منزل مین ہے

خاک اڑانا حق مجنون مین ہو کیسا مضر
روئے لیلی آج سو سو پردۂ محمل مین ہے

جلوۂ رخ کیا چھپے گا لاکھ پردہ سے کبھی
شمع ہو فانوس مین لیکن ضیا محفل مین ہے

لب تلک اُس مست کے پہونچون جو پیمانا کا سر گر
جامِ مے بننے کی استعداد میری گل مین ہے

دل تڑپتا ہی مگر اس تک پہونچنا ہی محال
پر فشانی کے سوا کیا پردۂ محمل مین ہی

کھینچتا ہی جذب جانبازونکا جو اپنی طرف
کشمکش مین تیغ ہی قاتل بڑی مشکل مین ہی

پوچھتے ہین مجھسے وہ باتین نہین جنکا جواب
کہتے ہین دیکھین تو کس جا درد تیرے دل مین ہی

چاہتا ہون رو کے دھوؤن قبل ہو دو ناز برس
خون کا میرے جو دھبا خنجر قاتل مین ہی

ٹتی ہی کثرت سے کوئی وحدت اہل صفا
سیر عالم کرکے ہر پائے نگہ منزل مین ہی

نجد مین لایا ہی سر و نالۂ مجنون پہ پھل
ہی قفس مین فاختہ لیلے نہین محمل مین ہی

ہم ہین جو رفتار جانان کے اٹھاتے ہین مزے
کیا ثمر قمری کو عشق سرو بی باگل مین ہی

یاد دے قاتل کا دکھنا ہی جو اسکے حق مین جرم
کانپتا ہی خوف سے رشتہ تن بسمل مین ہی

۱۱۱
واسطی ہوگا نہ مطلب چرخ ظالم سے حصول
دل کو لاحاصل تردد فکر لاحاصل مین ہی

گرم جو راہ طلب مین ہی بڑی مشکل مین ہی
خوف سنگ راہ رہرو کو کڑی منزل مین ہی

سرمہ کیا خون سیہ زخم تن بسمل مین ہی
بے صدا زنجیر جوہر خنجر قاتل مین ہی

مدتون سے سوز داغ عشق یکسان دلمین ہی
انتہا بھی ابتدا سے شمع اس محفل مین ہی

ایک مجنون کیا نظر آتے ہین مجنون سیکڑون
تو وہ لیلی ہی کہ تیرا عشق سب کے دل مین ہی

جھوٹے وعدے کرکے مجکو آجتک ٹالا کیے
اب تو کچھ سچ سچ بتا دو کیا تمھارے دل مین ہی

حاجیون کیطرح آتے ہین جو سب مشتاق قتل
سنگ اسود نصب کیا یارب در قاتل مین ہی

فاتحہ خوانونکا احسان کس سے اٹھتا شکر ہی
بے نشان مدفن ہمارا کوچۂ قاتل مین ہی

ساتھ ساتھ آکر احبا تب تلک رخصت ہوے
سامنا کس بیکسی کا پہلی ہی منزل مین ہی

کیون نہ دل گمراہ ہو اس گیسوے مین فشان دیکھکر
شب کو ہر جگنو چراغ غول اس منزل مین ہی

لاغری نے قیس کو کیا واصل لیلی کیا
چشم رشتہ تار و پود پردۂ محمل مین ہی

گرد باد اٹھکر ہزارون نجد مین مشتاق ہے
قیس اب تک انتظار صاحب محمل مین ہی

ہر جگہ جلتے ہین وہ ہی جنکی قسمت مین طپش — شمع سوزان خسرو و درویش کی محفل مین ہی
رنگ و روغن کھوئیگی چہرے کا میرے ایکدن — خوف لونی کا بھی اس دیوار کی کہگل مین ہی
فیض ہی درکار اسکا کیا قریب اور کیا بعید — بحر کی قربت پہ تشنگی کسقدر ساحل مین ہی
صحبت اہل طمع کردیتی ہی ہمت کو پست — بھیک کا لقمہ وہان کاسۂ سائل مین ہی
یہ مکان اسکا ہی دو گوشے ہین جسکے دو جہان — دو جہان سے بڑھ کے گنجائش ہمارے دلمین ہی
ہمدلی محبت مین جو یک جان و دو قالب ہی مزہ — دلمین دل ڈالین کسی نے یہ ہمارے دلمین ہی
ابروے خمدار ہی بالائے مژگان جلوہ گر — یا علم تیغ کشیدہ پنجۂ قاتل مین ہی

منہ کی کھائینگے بحث مین کیونکر نہ جاہل واسطی
کور ناواقف بلند و پست سے منزل مین ہی

۱۱۴

عاشقون سے بڑھ کے معشوقونکا دل مشکل مین ہی — آرزو پوری کرین کیونکر جو سب کے دل مین ہی
بے طلب ایسا ہجوم یاس کیسے دل مین ہی — میہمان ناخوانده ہی وارد جو اس محفل مین ہی
بارش کے ڈورے سے جانانونکے حق مین کم نہین — نشۂ مے کا جو ڈورا نرگس قاتل مین ہی
کیا نہین تمنے سنا ہوتی ہی دل کو دل سے راہ — ہی وہی دلمین ہمارے جو تمہارے دل مین ہی
کرتے ہین تہمت دورنگی کی عبث اہل سفر — فرق کب مثل جرس اپنے زبان و دل مین ہی
جسم سے بڑھکر ہی دنیا مین اذیت روح کو — مشکل اس راکب کو پیدل سے سوا منزل مین ہی
پستی ہمت سے ہی یہ دوری راہ طلب — کچھ ہی کوتہ درازی اسکی اس منزل مین ہی
جس جگہ تم ہو ہجوم عاشقان کیونکر نہ ہو — کثرت پروانہ گرد شمع ہر محفل مین ہی
حاجت ترمیم کچھ قانون ہمت کو نہین — کب کلی درکار کوئی دامن ساحل مین ہی
کم بیاض رخ بیاض چشم بینا سے نہین — آنکھ کی پتلی کا عالم اسکے رخ کے تل مین ہی
وہ ترا چاہ زنخدان ہی کہ جس کی چاہ مین — غم سے دل خالی فرشتونکا چہ بابل مین ہی
جو تن خاکی ہی قلب صاف سے خالی نہین — نور کا اک نقطہ بھی اس صفحۂ باطل مین ہی

ہین دو سنگ آسیا دونون تہ و بالا مگر
دست منعم مین سکون گردش کفِ سائل مین ہی

بند رو سے خلق پر دروازہ کر مثل حباب
دم کا وقفہ ہی کشائش عقدۂ مشکل مین ہی

دشت کو سیراب یہ چھالون کے پانی نے کیا
جو بگولا ہی وہ اک فوارہ اس منزل مین ہی

ڈھا رہے ہو کیا سمجھکر کعبۂ دل کو مرے
ای بتو خوف خدا بھی کچھ تمھارے دل مین ہی

۱۱۳
راہ الفت مین مسافر ہین بہت ای واسطی
کوئی پہونچا انتہا کو اور کوئی منزل مین ہی

ہم ہین اُسکے پاس اب کوئی نہین محفل مین ہی
ہی یقین ہو آرزو پوری جو اپنے دل مین ہی

ذائقہ کیا جانین کیا نظارۂ قاتل مین ہی
رقص کرتی ہی جو پتلی دیدۂ بسمل مین ہی

مثل ریگ شیشۂ ساعت ہون ایسا دشت گرد
ہی وطن مین بھی سفر ہر دم قدم منزل مین ہی

اُس صنم کا ظاہر و باطن کبھی یکسان نہین
پھول سے نازک ہی تن پتھر کی سختی دل مین ہی

راہِ حق مین اسقدر مشق ریاضت کیجیے
جسم خاکی روح بنجائے یہ اپنے دل مین ہی

بچ کے ہفتاد و دو ملت سے طریق حق مین چل
دیکھ تو جادون کی کثرت کیسی اس منزل مین ہی

رخ پہ خط نکلا عبث ہی آئنہ کا دیکھنا
تھی جو صورت آپکی اب وہ ہمارے دل مین ہی

گرد اپنے شعلۂ جوالہ سان پھرتے ہین ہم
اول و آخر برابر عشق کی منزل مین ہی

ای اجل پہونچا دے مجھ نالانکو یار تک شتاب
قافلہ اہل عدم کا بے جرس منزل مین ہی

جیسی صحبت ہو نہ ویسا کسطرح ہو آدمی
مادہ ہر فطرت کا خمیر گل مین ہی

خاکسارونکو نہین دنیا مین بڑھ چلنے کا دھیان
پانو نے جب دیکھو پیچھے نقش پا منزل مین ہی

عشق حق مین جان دی منصور نے پروانہ وار
دل مرا کیا جانے کس اندیشۂ باطل مین ہی

رہرو و کیا خوف کٹ جائیگی ہو کیسی ہی راہ
پاس دونون پانونکے مقراض ہر منزل مین ہی

معنی روشن سے مل رہتے ہین آخر قدردان
مجمع پروانہ بھی ہی شمع جس محفل مین ہی

رنج دیتا ہی دلا کر یاد آرام وطن
دشمن پنہان ہمارا نقش پا منزل مین ہی

۱۱۴ باعث غم ہی جہانمین بشر بنیے واسطی
عاقلونسے بڑھ کے رہتے مفتہ غافل مین ہی

جفا بلا سے تمہاری سرشت ہی مین سہی
غم فراق مری سرنوشت ہی مین سہی

شب وصال مین وہ بیٹھے ہین جدا مجھسے
ہے نصیب کا دوزخ بہشت ہی مین سہی

ملون ہر ایک سے ہو جائین تا عیان بد و نیک
حصول مرتبہ کچھ خوب و زشت ہی مین سہی

جو تجکو کعبے کے آنے مین عذر ہو کوئی
غرض ہے وصل سے ای بت کنشت ہی مین سہی

نہین عزیز جو غیر و نکو داغ عشق ترا
گھر اُسکا میرے دل غم سرشت ہی مین سہی

جو دفن تم نہین کرتے ہو سنگسار کرو
ہماری نعش نہان سنگ و خشت ہی مین سہی

کوئی مقام ہو سجدہ خدا کو واجب ہے
حرم نہین تو عبادت کنشت ہی مین سہی

۱۱۵ کسی گنوار نے بیچی ہے واسطی یہ زمین
وصال چاہیے گندم کی کشت ہی مین سہی

رُک رُک کے پیرواز جو ہر وقت سانس ہے
کیا کوئی خار غم کی مرے دلمین پھانس ہے

رکھا جو غش مین یار نے سینے پہ میرے ہاتھ
منھ پھیر کر کہا کہ ابھی اسمین سانس ہے

کیونکر قدم وہ فرش گل تر پہ رکھ سکے
جسکو کہ نازکی سے رگ گل بھی پھانس ہے

ہیچ اب شاہ و گدا کی ہے زیر خاک
جب لاش سڑ گئی تو حقیقت مین پانس ہے

نسبت نہین ہے قامت جانانسے سرو کو
کاواک اک درخت ہے گویا کہ بانس ہے

گل برگ خشک اُس رخ رنگین کے سامنے
سنبل حضور کاکل مشکین کے گھانس ہے

۱۱۶ قسمت گدا کو شاہ کرے دم مین واسطی
کچھ اہل آسمان کی عجب ڈھلنس ٹھالنس ہے

عشق کا آغاز ہے ای دل ابھی
دیکھیے پیش آئے کیا مشکل ابھی

تھا کہان ای قیس اتنا تو بتا
اٹھ گیا تھا پردۂ محمل ابھی

کیسے تو کرلوں جگر کو بھی شریک — پوچھتا تھا مجھ سے درد دل ابھی
دیکھیے کیونکر ہو الفت ہو طے — تھک چلے ہیں دور ہے منزل ابھی
ایک جبر کا اور بھی تلوار کا — دم ترے بسمل میں ہے قاتل ابھی
ملتے ہیں کے جو دو بوسے وہ دین — دولت کونین ہو حاصل ابھی
کوچۂ محبوب میں میری طرح — ڈھونڈھتا ہے کوئی میرا دل ابھی
شمع عارض سے جو تم الٹو نقاب — میں ہوں پروانہ سر محفل ابھی
تھک گئے ہیں چلتے چلتے ہم مگر — منزلوں ہے عشق کی منزل ابھی
ہیروت نے کہا پھر مانگیے — ہم جو بوسے کے ہوئے سائل ابھی
ہوں وہ مجنوں دیکھ لے لیلیٰ اگر — خود اٹھا دے پردۂ محمل ابھی

اک نظر دیکھیں اگر مشکل کشا
واسطی آسان ہو مشکل ابھی

۱۱۷

اہل طمع کو گنج زر و گنج سیم دے — قانع ہوں گنج صبر مجھے یا کریم دے
گھبرائے کیوں نہ دیکھ کے بیمار عشق کو — سمجھے جو درد کو تو دوا بھی حکیم دے
یارب پھر آئے گھر میں ہمارے وہ گل کبھی — پھر آمد بہار کا مژدہ نسیم دے
عین عطش میں آئے جو دولت کا بھی خیال — دریا ہزار ہا مجھے دُرّ یتیم دے
ہے شان یہ نہ دست حنائی دکھاؤ تم — مانگوں جو میں مجھے ید بیضا کلیم دے
دشمن ترا وہ ننگ جہاں ہے کہ روز حشر — جائے جحیم میں تو دُھائی جحیم دے
فوج الم کہ فوج شیاطین کا ہے ہجوم — اللہ ہر جگہ سے مجھے فتح عظیم دے
اہل زمین کو خاک فلک سے امید ہو — جب یہ دلی جا کو عطا م رحیم دے
بے مانگے منعم کو دو دو شالے کرے عطا — مفلس طلب کرے تو نہ اسکو گلیم دے
میں بھی شریک انجمن خاص ہوں کبھی — لیکن جو اذن آپ کا لطف عمیم دے

۱۱۸
سنجیدہ شعر تیری طرح سے کرے وہ نظم
اللہ واسطی جسے طبع سلیم دے

شباب میں مجھے فکر مآل کار رہی
خزان کے خوف سے پژمردہ یہ بہار رہی

فقط نہ زخمون پہ چھڑکا نمک تبسم نے
شمیم زلف معنبر بھی مشکبار رہی

محبت اُس گلِ خوبی کی کب گئی دل سے
تمام عمر یہ میرے گلے کا ہار رہی

رفاہ غم کا سبب ہے جہان مین آزادی
خزاں مین سرو چمن کی وہی بہار رہی

ترے مزار بھی پایا نہ غم کے ہاتھون چین
تپش سے دل کی مری روح بیقرار رہی

یہ میرے دل پہ عنایت ہے اب تصور کی
کہ روز سامنے آنکھون کے شکل یار رہی

عبث غرور ہے وصل عروس دنیا پہ
یہ چار دن بھی نہ شوہر سے ہمکنار رہی

وہ عندلیب نے پایا ہے مہربان صیاد
قفس چمن مین رہا جب تلک بہار رہی

مریض عشق کو صحت ہوئی نہ نکلی جان
طبیب ایک طرف موت شرمسار رہی

چمن سے کہدو نہ پھولے کمال شادی سے
خزان بھی ہوگی اگر چار دن بہار رہی

شب فراق کی الجھن کا مختصر ہے یہ حال
تمام شب مرے ہونٹوں پہ جان زار رہی

نگاہ اُسنے جو پھیری دکھاکے نرگس مست
تمام عمر مجھے مستی خمار رہی

قضا کے ہاتھ سے اب کیا چھٹے گی دولت عمر
بہت دنون یہ مرے پاس مستعار رہی

لحد تلک مجھے پہونچا کے سب ہوے رخصت
بس ایکبار رونے کو شمع سر مزار رہی

تصور مژۂ یار ایک دن نہ گیا
تمام عمر یہ برچھی جگر کے پار رہی

جہاں ہجوم حسینان سنا وہاں پہونچے
کہاں کہاں نہ ہمیں جستجوے یار رہی

۱۱۹
کہاں گیا تھا تو اسوقت واسطی کمبخت
کہ اُسکے کوچے مین تیری بہت پکار رہی

ترا یہ حسن یہ جوبن رہے رہے نہ رہے
یہ نوبہار یہ گلشن رہے رہے نہ رہے

جو قتل یار نظر ہے تو پھیر بھی خنجر — جھکی ہوئی مری گردن رہے رہے نہ رہے
کیا ہے جلوۂ جانان نے ایک کعبہ و دیر — نزاعِ شیخ و برہمن رہے رہے نہ رہے
امید دل کے تلوّن سے مجھکو پڑتی ہے — یہ میری جان کا دشمن رہے رہے نہ رہے
خزان قریب چمن آچکی ہے اب دیکھیں — بہارِ لالہ و سوسن رہے رہے نہ رہے
ضیائے دل کا خدا ہے اگر یہی ہے حرص — ہوا میں شمع بھی روشن رہے رہے نہ رہے
چمن میں فصلِ گل آئی جنون ہے شورش پہ — سلامت اب مرا دامن رہے رہے نہ رہے
یہ چار دن کی جوانی بہت غنیمت ہے کہ — ترا یہ رنگ یہ روغن رہے رہے نہ رہے
امید زیست کی ہمکو عبث ہے پیری میں — چراغ صبح کو روشن رہے رہے نہ رہے
ابھی تو قبر پہ احباب عرس کرتے ہیں — ہجوم پھر سرِ مدفن رہے رہے نہ رہے
یہی ہے اشک فشانی تو صبرِ دل کیسا — وفور سیل ہے خرمن رہے رہے نہ رہے
کہان کی شرم وہ مائل ہیں بیحجابی پہ — یہ پردہ اور یہ چلمن رہے رہے نہ رہے
جو نالے کرنے ہیں اے دل تجھے تو اب کرلے — پھر آگے طاقتِ شیون رہے رہے نہ رہے
چمن میں رہتی ہے نالان تجھ کے یہ بلبل — کہ شاخ گل پہ نشیمن رہے رہے نہ رہے
ابھی سے ربط بڑھاؤں میں اُنسے یکسان میں — یہ سادگی یہ لڑکپن رہے رہے نہ رہے
محلے والے عداوت پہ پاسبان دشمن — گلی میں یار کی مسکن رہے رہے نہ رہے

۱۲۱
تجھی کو ہاتھ لگی واسطی نشستِ ردیف — کہے گا کیا کوئی دشمن رہے رہے نہ رہے

چلوں ساتھ اسکے یہ یارا کہان ہے — کہ وہ سایہ سے اپنے بدگمان ہے
خدا کے گھر میں جو چاہے وہ جائے — نہ دربان ہے نہ کوئی پاسبان ہے
عبث کہسار کاٹا کوہکن نے — نہ سمجھا یہ کہ محنت رائگان ہے
غم و اندوہ اس میں آکے کیا جائیں — بہت دلچسپ یہ دل کا مکان ہے

چمن کو کیا ترے عارض سے نسبت
خدا اس بوستان کا باغبان ہے

کیا زخمی مجھے کس گل نے یارب
دہن جس زخم کا ہے عطردان ہے

ہنسین کیونکر نہ مجکو دیکھکر وہ
کہ روے زرد کشت زعفران ہے

زمانے مین ہے جو اُس پہ ہے عاشق
اسی یوسف کا یہ سب کاروان ہے

نہ کیونکر سونگھکر دیوانے ہون مست
شراب ناب بوے ارغوان ہے

خبر کر دے سگ لیلی کو کوئی
کہ مجنون ایک مشت استخوان ہے

۱۲۲
رقم کی واسطی توصیف گیسو
دوات اپنی نہین ہے عطردان ہے

اسطرف ہے تیغ وہ شمشیر زن باندھے ہوے
اُسطرف ہم سر پہ پھرتے ہین کفن باندھے ہوے

کیا ملے بوسہ کہ ہے گھیرے ہوے اُس رخکو خط
دوسرا حلقہ ہے زلف پر شکن باندھے ہوے

الفت خط سیہ مین چھا گیا ہے بسکہ کفر کا
شیخ ہے زنار مثل برہمن باندھے ہوے

تاخت آئی ہے اجل کی گھر مین مجنون کس طرح
بھاگنے پر ہین کمر اہل وطن باندھے ہوے

سرو قد کو گیسوے جانان کو سنبل کیا کہون کا
شاعرون کے ہین یہ مضمون کہن باندھے ہوے

کیا عجب اک دم مین نو نو سے جو عاشق ہون شہید
بازون پر ہے وہ قاتل نورتن باندھے ہوے

سنگ پر تیشہ لگاتا تھا تو ملتا تھا مزہ

تھا جو شیرین کا تصور کوہکن باندھے ہوے

چشم لیلےٰ کا یہ وارفتہ ہو گھبراے گا جی
گرد مجنون کے ہین حلقہ کیون ہرن باندھے ہوے

ہین فقط یادِ رُخِ پُرنور مین گریان نہین
آنسوؤن کا تار ہو شمع لگن باندھے ہوے

دیکھکر ساقی کو کیا محفل مین حسرت چھا گئی
چپ لبِ ساغر ہین شیشے ہین دہن باندھے ہوے

اُس شکار افگن کی صحرا مین اگر آمد نہین
کیون کھڑے ہین صفِ غزالانِ ختن باندھے ہوے

کسکی آمد انجمن مین ہو کہ دروازے کی سمت
ٹکٹکی ہین سارے اہلِ انجمن باندھے ہوے

بیقراری نے یہ تڑپایا کہ بالکل کھل گئے
پٹیون سے تھے جو میرے زخمِ تن باندھے ہوے

واسطی مجھسا کہان ہو شاعرِ نازک خیال
تازہ کر دیتا ہون مضمون کہن باندھے ہوے

۱۲۳

جب تلک ربطِ گل و خار کا گلشن مین رہے
یا خدا ہاتھ مرا یار کی گردن مین رہے

چاہیے سلسلہ وحشت کا کبھی قطع نہو
ہاتھ فارغ ہو گریبان تو دامن مین رہے

اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد ہو الگ عالم سے
کیون رہِ خطرِ شیخ و برہمن مین رہے

محفلِ عیش بنائینگے ہم اپنے دل کو
تو سہی یار ہمارا اسی مسکن مین رہے

سروِ آزاد کی صورت سے تھے آزادہ روش
نہ ہرے ہم کبھی جہاد و چمن مسا و چمن رہے

دیکھکر میرے جنازہ کو یہ ہنسنا کیسا ہے
چاہیے صاحبِ ماتم کو کہ شیون مین رہے

داغ دل کی ہے ضیا سینۂ پر سوز مین یون
روشنی جیسے چراغ تہِ دامن رہے

دفن کرتے ہین یہ مردیپہ عبث مردیکو لوگ
مین یہ ڈرتا ہون نہ جھگڑا کہین یان کفن مین رہے

آؤ در پردہ مری آنکھ کے پردے مین رہو
چاہیئے پردہ نشین کو کہ وہ چلمن مین رہے

مسی آلودہ لبون سے جو کرے ہمچشمی
تیرگی کیون نہ نصیب گل سوسن مین رہے

خوف صیاد و خزان جب ہو دلِ بلبل مین
مطمئن ہو کے وہ کیا خاک نشیمن مین رہے

حضرت عشق کی دیتا ہون قسم اے وحشت
تار کوئی نہ گریبان نہ دامن مین رہے

کام کیا آئے ہمارے یہ گلِ زخم جگر
ہار بنکر نہ کبھی یار کی گردن مین رہے

کبھی اس دار محن مین نملی غم سے نجات
خوش نہ پیری نہ جوانی نہ لڑکپن مین رہے

ہوتی ہے صاحب جوہر کی سفر سے توقیر
بے بہا لعل کی کیا قدر جو معدن مین رہے

کیا کرون مین جو پھرائی ہے مجھے گردشِ بخت
کس طرح سنگ کو چکر نہ فلاخن مین رہے

پیرہن چاک کیا جب سے ہوے ہم پیدا
ہاتھ مشغول نہ تسبیح نہ سمرن مین رہے

آتشِ عشق جلائے یہ دل و جان و جگر
برق کو چاہیے دلسوزیِ خرمن مین رہے

واسطی رو رہے ہون گل مضمون پیدا
بھر لے دامن کو کوئی پھول نہ گلشن مین رہے ۱۴۴

اجل نہ آئے جو ہجر جانان مین اور جئے تو کسکو غم ہے
مٹے ہوے ہین جو راہِ الفت مین یہین ہستی انھین عدم ہے
بہت تھا مین ہجر مین پریشان تجھے تو یہ آنکھین ڈھونڈھتی تھین
کرم کیا اچھے وقت آئی اجل مبارک ترا قدم ہے
پڑا ہے رخسارِ آتشین کا جو آب مین آئینے کے پر تو
حضور دیکھین نیا تماشا کہ آگ پانی یہان بہم ہے
عجب ہے قسمت کہ گردن و سر کا اب بھی چلتا نہین ہے جھگڑا

سر اپنا محراب تیغ قاتل مین ایک مدت ہوئی کہ خم ہی
کہو یہ رہزن سے غیر مانگے نہین مین دشتِ جنون مین تنہا
یہ متصل اشک ہین کہ لشکر زبان پہ نالہ نہین علم ہی
یہ کون ترک شکار افگن شکار کو سوے دشت آیا
کہ پاے ہر آہوے رمنا رہ مین ہی سلاسل جو موج رم ہی
لکھے یہ مضمون شوق اُسکو کہ تھک گئے ہاتھ لکھتے لکھتے
دوات مین بھی نہین سیاہی گھسا ہوا سر بسر قلم ہی
یہ اُٹھ گیا کون بزم عشرت سے ہو گئی یہ جو بزم ماتم
جو تان مطرب کی ہی وہ محفل مین سننے والو کے تئین سم ہی
خفا ہوا مجھسے وہ گلِ تر خیال شداد اُسکو آیا
وہ طعن سمجھا کہا جو مین نے کہ تیرا کوچہ نہین ارم ہی
کیے وہ بدعہد لاکھ وعدے کسی کو کیا اعتبار آئے
نہین ہی قول ایک بھی تو سچا زبان پہ جھوٹی ہی جو قسم ہی
وہ صبر کے لائے ہین آپ قلیان مجھے بلاتے ہین پاس اپنے
یقین اب بھی نہین عنایت کا جانتا ہون کہ یہ بھی دم ہی
رسول اکرم کا ہی جو رتبہ ہی واسطی اُس سے کون واقف
تمام عالم سے ہی زیادہ فقط جو کم ہی خدا سے کم ہی

۱۲۵

یہ نمود عالم خواب ہی یہ وجود نقش بر آب ہی
یہ حیات تین حباب ہی یہ محیط محض سراب ہی
مری چشم تر وہ سحاب ہی کہ زمانہ عالم آب ہی
جو زمین ہی اسمین خراب ہی جو فلک ہی اسمین حباب ہی

قدِ راست کسنے دکھا دیا کہ چمن کو داغ لگا دیا
یہ صنوبر و نکو جلا دیا کہ جو فاختہ ہی کباب ہی

دلِ بیقرار کو کیا کہون اُسے موت آئے کہ مین مرون
بھلا کب تلک آہین کیا کرون مری جان کا یہ عذاب ہی

دمِ واپسین ہی قرین قضا نہین نامہ برکا ابھی پتا
جو اب آیا خط بھی تو فائدا مجھے زندگی سے جواب ہی

کہیے حد سے گو کہ سوا ستم نہین باز اب بھی مگر صنم
مین کہون بہت وہ بتائے کم یہ عجیب طرح کا حساب ہی

ترے غم مین دلمین جو داغ ہی مجھے ہر خوشی سے فراغ ہی
نہ ہواے سبزۂ باغ ہی نہ دماغ بوے شراب ہی

مرے گھر کہان سے وہ آگیا کہ ملی مراد ٹلی بلا
وہ ہوا کہ جسکا یقین نتھا یہ مین جاگتا ہون کہ خواب ہی

یہ سمندِ یار ہی خوش عنان جسے جانتے ہین سب آسمان
جو لجام اُسکی ہی کہکشان تو ہلال اُسکی رکاب ہی

سرِ راہ ایک صنم ملا جو نظر پڑی تو قصور کیا
مرے زعم مین ہی یہ مسئلا نہ عذاب ہی نہ ثواب ہی

تری فکر تازہ ہی **واسطی** تجھے جانتا ہی جہان ذکی
بہت اچھی تو نے غزل کہی یہ زمین اگرچہ خراب ہی

۱۲۶

کبھی زاہدو نہین سجاینگے کہ وہان کا جلسہ خراب ہی
نہ سرود ہی نہ رباب ہی نہ شراب ہی نہ کباب ہی

مرے دلمین رنج سا رنج ہی مرا سینہ غم سے کباب ہی

یہ غضب ہے محفل غیر مین اُنھین شغل شراب ہے
کرن آفتاب کی ہے عیان نہین پردہ دامن آسمان

نہ کرینگے جلوہ کبھی نہان رخ یار پر جو نقاب ہے
عبث آئے گلشن خلد سے کہ بڑی بلا مین ہم پھنسے

جو جبین تو رو رکے مجھسے جو مرین تو خوف عذاب ہے
نہین جرم بوسہ اگر لیا کہ وہ رخ ہے مصحف کبریا

کہو واعظو نسے ہون خفا کہ ہمین امید ثواب ہے
کسی شے کو وقفہ ذرا نہین وہ ہے کون جسکو فنا نہین

کبھی زندگی کو بقا نہین یہ حباب بر سر آب ہے
یہ خیال ہے یہ ہے آرزو نظر آئے جلوۂ ماہ رو

مرے تن پہ ہے جو ہر ایک مو کسی شوق مین رگ خواب ہے
مین ہون ایسا غافل و بیخبر نہین اپنے کامونپہ کچھ نظر

مری بیحیائی جرم پہ مری معصیت کو حجاب ہے
جو مین اس زمانے مین ذوفنون نہ کہین سخن کو مگر کہون

مین ہمیشہ رہ عشق ہون مرا دل ہی میری کتاب ہے
جو خودی کو ہمنے مٹا دیا ہمین کب خرابی کا ڈر رہا

کرے سیل اُسکو خراب کیا کہ جو خانہ آپ خراب ہے
مجھے جوش مستی و بیخودی نہین بیسبب ہے یہ واسطی

۱۲۷

ہے عشق کا ہے جو نشہ ابھی وہی روز عید شباب ہے

لب رنگین پہ جو تیرے ہے یہ باسی مِسّی	جانتا ہون کہ مرے خون کی ہے پیاسی مِسّی
سادگی ہو چکی زینت کا بھی لازم ہے خیال	کیا ہو نقصان لگا لو جو ذرا سی مِسّی

تمنے برسات کی رت ہمکو دکھادی کیا خوب
برق ہی پان کا لاکھا تو گھٹا سی مسّی

رنگ پان اسکا جما تا نہین کس بزم مین رنگ
دور کرتی نہین کس دل کی اُداسی مسّی

زرد رو دہ ہو نہین اس لب کا اگر بوسہ لون
سوسنی سے ابھی ہو جاے کپاسی مسّی

تم شہ حسن ہو لازم ہی تکلف تم کو ہو
کیا منگا دون تمھین بازار سے راسی مسّی

پوچھو دامان نظر سے تو ابھی چھٹ جائے
عکس گیسو سے ہی ہونٹو نپہ لباسی مسّی

سچ کہو رات تمھین گذری ہی کسکے گھر مین
بال کچھ اُلجھے ہین رکھتی ہی اُداسی مسّی

واد کیا فیض ہی کیا زیب ترے ہونٹون کے
بڑھ گئے تازی سے دھو انذھار ہی باسی مسّی

128 واسطی دیکھ تو اس لب پہ کہ از روے حروف
بنگئی کیسی ٹلائی سے حماسی مسّی

جسنے تیری نگہ ناز کی کھائی برچھی
اُسکی آنکھو نمین کوئی پھر نہ سمائی برچھی

جنبش ابرو مژگان کا کہون کیا احوال
کبھی تلوار کبھی اُسنے لگائی برچھی

اے صبا سینہ ہوا بلبل نالان کا فگار
شاخ گل تونے ہلائی کہ ہلائی برچھی

یا خدا دیدہ بد سے تجھے دیکھین جو حسین
اُنکی آنکھو نمین ہو سرمے کی سلائی برچھی

صاف تجلی کا ہوا سینہ فگار و نکو گمان
جب چمکتی ہوئی اُسکی نظر آئی برچھی

129 نظر ناز نہین کی ہی مکرر مری سمت
واسطی اُسنے یہ برچھی پہ لگائی برچھی

کوئی کب یاد کرتا ہی کسی کی
محبت چار دن ہی جیتے جی کی

نہ تھہا عشق مین دلنے بدی کی
جگرنے اور بھی پہلو تہی کی

شب فرقت مین مر کے بچی جان
ہٹی سر سے خدا نے زندگی کی

غم دوری مین رو کر مر گئے ہم
یہ اچھی راہ پیش آئی تری کی

پہنچتی آسمان تک آہ لیکن
دل کم زور نے بیطاقتی کی

کوئی جلاد بھی ایسا نہ کرتا / جو میرے دل نے مجھسے دشمنی کی
اُلٹنی تھی نقاب روے جاناں / ہواے شوق نے کیسی کمی کی
مری تربت پہ روئین آرزوئین / گھٹا گھنگھور چھائی بیکسی کی
نہ آئین گے تو کیا مرنے نہ دین گے / مصیبت اور ہے اک دو گھڑی کی
دکھائین وہ جو اپنی نرگس مست / تو کیفیت کھلے پھر بیخودی کی
بشر کو خاکساری ہے مناسب / حقیقت خاک ہے اس آدمی کی

۱۳۰ چلو دیکھو تو سب احباب ہین جمع / بڑی حالت ہے اسدم واسطی کی

نہین سنتے ہین وہ ہرگز کسی کی / رہے حسرت نہ کیونکر جی ہین جی کی
جو دی تشبیہ غنچے سے دہن کو / کہا ہنسکر کہ اچھی منصفی کی
نظر آیا جو میخانے مین زاہد / تو ہنسنے جھک کے اُسکو بندگی کی
دُرِ مقصد نہ ہاتھ آیا کسی دن / ہمیشہ خاک چھانی اُس گلی کی
پہونچکر اُسکے در پر آگئی موت / عجب میرے مقدر نے کمی کی
سلیمان تک اگر پہونچے کسی دن / شکایت ہم کرینگے اُس پری کی
عدو کرتے ہین اب بڑھ بڑھ کے باتین / خدا دے داد میری خامشی کی
پریشان ہوگئے دفتر کے دفتر / حقیقت جب لکھی آشفتگی کی
مہ و خورشید تجھسے بڑھ چلے ہین / سزا دے کچھ تو اُنکو خودسری کی
ہمارا قتل قاتل کو ہوا کھیل / گئی جان اپنی اُسنے دل لگی کی
تصوف سے کوئی خالی نہین شعر / غزل یا مثنوی ہے مولوی کی
غزالون سے نکیلین تر ہوئین آنکھین / اُن آنکھون نے عجب جادوگری کی
خدا کے فضل سے باتین ہین موزون / ضرورت کیا ہے ہمکو شاعری کی

مرے استاد کے استاد تھے وہ
اسی سے مصحفی کی پیروی کی ہا

۱۳۱
شرفا بہ واسطی کو کم نہیں ہر
گنا جاتا ہو امت میں نبی کی

نہ کسی عیش میں گذری نہ کسی غم میں رہے
عشق جب تک کہ رہا اور ہی عالم میں رہے

رات بھر خواب میں دیکھا ذقن و ابروئے یار
کبھی کعبے میں کبھی چشمۂ زمزم میں رہے

ہیں وہ زخمی کہ مداوا کی نہ نکلی کوئی شکل
زخم اپنے ہوس بخیہ و مرہم میں رہے

ہجر جانا نہیں ملی ہمکو نہ راحت اکدم
دوست موت کے تا صبح شب غم میں رہے

عشرت و عیش و مسرت کی طرف رخ نہ کیا
غربت و بیکسی و یاس کے عالم میں رہے

ہوں وہ مجرم میں اگر شرم گنہ سے رو دوں
ہے یقیں نام کو گرمی نہ جہنم میں رہے

فرقت یار میں ناسور جگر ہیں جاری
بند کیا کوئی عزا خانۂ محرم میں رہے

تیز رو جو تھے گئے تیز رووں کے ہمراہ
راہرو سست قدم جو تھے وہ سب ہم میں رہے

لب جاں بخش سا پایا نہ جلانے والا
ہم تلاش نفس عیسی مریم میں رہے

گریہ خود باعث ایذا مری فرقت میں ہوا
اشک خود بنکے نمک دیدۂ پرنم میں رہے

شکل ہا پیش نظر یار کی ہر دم یا رب
یہی تصور رہے جب تک کہ یہ دم دم میں رہے

زندگی پھر نہ ہوا گر یہ ہمارا موقوف
تھے خلف پیروی حضرت آدم میں رہے

۱۳۲
واسطی دل سے مٹا ہول قیامت کا نہ غم
زیست جب تک کہ رہی ہم اسی ماتم میں رہے

کبھی دھیان چہرۂ یار کا کبھی یاد گیسوئے یار کی

یہی دیکھتی رہیں گردشیں مری آنکھیں لیل و نہار کی

مجھے ایک بوتل اگر ملی تو ہی میفروش کا کیا زیاں

نہ یہ پانچ کی نہ یہ سات کی نہ یہ تین کی نہ یہ چار کی

ہوے گل شگفتہ چمن چمن مین اسیر دام ہون آج تک
کہولائے بوئے گل اسطرف کوئی موج بادِ بہار کی

عجب آسمان ہی عدو جان نہین ملتی اسسے ذرا امان
کہ دم ولادت طفل سے ہی تلاش اسکو مزار کی

خبر عدم ہی کہان خوشی کہ الجھ رہا ہو بدن مین جی
فقط ایک دم کی ہی زندگی یہ نمود ہی تو شرار کی

تری زلف و رخ کی جو یاد ہی تو یہ حال ہو مری قبر کا
کہ کہین ہی سیر بہار کی کہین بو ہو مشک تتار کی

یہ جنون کا جوش و خروش ہی کہ چراغ عقل خموش ہی
رگ و پے مین خون کا جوش ہی خبر آگئی ہی بہار کی

یہ اثر ہی قبر مین ضعف کا جو چلے جو آسے ادھر ہوا
نہ پھرے بچے اگر آسیا کبھی میرے سنگ مزار کی

خط و خال و گیسوے یار کا ہی خیال جاؤ نہین کس طرف
یہ بلائین سب مرے گرد ہین نہین احتیاج حصار کی

سر راہ ہی یہی گھر مرا کہ بلاؤ نہین ہون گھرا ہوا
کسی جا قنائین ہین گرد کی کہین ٹٹیان ہین غبار کی

یہ چمن مین جوش بہار ہی یہ بڑھی ہی قیمت دخت رز
کہ جو بوتل ایک درم کی تھی وہی آج کل ہی ہزار کی

دربار ریہ کہو واسطی مین پیادہ جاکے کرونگا کیا
یہ ہوا کو مین ہین بھرے ہوے نہین سنتے ہین وہ سوار کی

۱۳۲

مسیحا کو وہ شوخ کیا جانتا ہی | جو ٹھوکر سے مردے جلا جانتا ہی

وہ بت درد دل میرا کیا جانتا ہی
جو فرقت مین گذری خدا جانتا ہی

نہ اچھا نہ کوئی برا جانتا ہی
مرا حال میرا خدا جانتا ہی

عبث معرفت کا ہی لوگونکو دعوی
تجھے کون تیرے سوا جانتا ہی

الٰہی ہین تجھسے ہون صحت کا خواہان
مرے درد کی تو دوا جانتا ہی

مرے استخوانونمین جو ذائقہ ہی
سگ یار یا کچھ ہما جانتا ہی

نہین تجکو حال شکستہ کی پروا
بگاڑا ہی جس نے بنا جانتا ہی

جو سمجھا ہوا ہی تمھاری ادا کو
مقرر وہ اپنی قضا جانتا ہی

ترے گول بالونکو ہم جانتے ہین
کوئی ان معمونکو کیا جانتا ہی

دکھایا جو آئینہ ہنسکر وہ بولے
مین ہون صاف تجھسے خدا جانتا ہی

فقیری ترے در کی حاصل ہی جنکو
حقیقت وہ شاہون کی کیا جانتا ہی

ملے گا وہ ہم تیرہ بختون سے کیونکر
جو گیسو کو اپنے بلا جانتا ہی

غنیمت فلک کو ہی نالہ ہمارا
کہ پیری کا اپنی عصا جانتا ہی

۱۳۴
چھپائے ہوای واسطی حال کیا تم
خبر غیب کی وہ بتا جانتا ہی

یاد ابرو مین ہین ہم جی سے گذرنے والے
تیغ کی آنچ سے ڈرتے نہین مرنے والے

در گذر چشم سے نالے نہین کرنے والے
ہفت جوشن سے یہ ناوک ہین گذرنے والے

ناتوانونکو حقارت سے نہ دیکھ ای قاتل
امتحان مین ہین یہی لوگ ٹھہرنے والے

جم کے بیٹھے ہین جو اُس کوچے مین کیا جائینگے خلد
کب ہین واعظ کے اُٹھالیے اُٹھنے والے

ظرف مے جب نہ ہوا خاک جہان سے ہم رند
ہاتھ خالی نہین دن زیست کے بھرنے والے

منزل دہر کسی دن نہین رہتی خالی
آہی جاتے ہین یہان روز اُترنے والے

تیری مقراض کی حاجت نہین کچھ ای صیاد
خود ہین مقراض سے ہم پر کو کترنے والے

آ رہے ہین ترے کوچے مین جو ای غیرتِ حور
باغِ جنت مین نہین پائوُن وہ دھرنے والے

حضرتِ خضر مبارک ہو تمھین عمرِ ابد
آبِ حیوان پہ بھی ہم تشنہ ہین مرنے والے

تیر برسین کہ چلے سر پہ اِ عشق مین تیغ
نہین ٹلنے کے کبھی سر سے گذرنے والے

ذکرِ محشر سے ڈراتا ہی ہمین کیا واعظ
ایسے دھڑکو سے نہین ہم کبھی ڈرنے والے

کیون نہ کھٹکین مری آنکھون مین وہ کانٹے کیطرح
کان ای گل ترے بہرے ہین جو بکھرنے والے

ڈوب کر بحرِ فنا مین جو ہوے ہین ہمدم
اب قیامت مین ہین وہ لوگ اُبھرنے والے

ہیرے آگے ہی حقیقت مہ و خورشید کی کیا
خاک نظرِ و نہ چڑھین دل سے اترنے والے

راستہ ملکِ عدم کا ہی جہان گذران
جو یہان آئے وہ آخر ہین گذرنے والے

١٣٥
واسطی ناصح و واعظ ہین سمجھا ئینگے کیا
ایسے بگڑے کہ نہین ہم تو سنورنے والے

کب ہین نقصان سے عاشق ترے ڈرنے والے
جان کو مال سمجھتے نہین مرنے والے

کب ترے کوچے مین قائل ہین یہ ڈرنے والے
سر پہ آئے ہین کفن باندھ کے مرنے والے

بال کھولے ہوے آئے ہین مری قبر پہ وہ
اور اندھیر ہین اندھیر ہین کرنے والے

یادِ اُن آنکھون کی آئنہ دل کرتی ہی صاف
یہ ہرن سبزہ زنگار ہین چرنے والے

عاشقون سے وہ بتِ تنگ تو جھلا کے کہا
ایک مرتا نہین ہین سیکڑون مرنے والے

کہدی اتنا کہ ادھر بھی کوئی وار ای قاتل
ہم بھی ہین دم تری شمشیر کا بھرنے والے

بھول کر نام محبت کا نہ لیتے ہم تو +
کیا خبر تھی کہ یہ صدمے ہین گذرنے والے

سان پر چڑھنے کو بھیجی ہی جو اُس ترک نے تیغ
کیا سُنا ہی کہ مرے زخم ہین بھرنے والے

برہمن کا جو بدلتے ہین مسلمان بھی جلیس
صدقے اُس بت کے ہین شاید کہ اُترنے والے

بیٹھ جا لاشے پہ ای ترک بہا چار آنسو
موتیون سے دہنِ زخم ہین بھرنے والے

پیش حاکم جو کبھی پیش کیا دعوئی دل
چھپکے لائے وہ گواہی مین مکرنے والے

مہندی میں دیکھکے کہتا تھا وہ دستِ نازک — کہ یہ اک دن ہین مرے خون مین بھرنے والے
محفلِ عیش مین اُسنے ہمین دیکھا تو کہا — ل کے زندہ وہین جسٹ بیٹھے ہین مرنے والے
غصہ تا چند کرو اتنی کدورت موقوف — زندہ درگور ہین تم پر ہین جو مرنے والے
مہر و مہ دیکھکے فرقت مین ہوا مجکو یہ ڈر — کہ یہ گولے ہین مرے گھر مین اُترنے والے

۱۳۶ واسطی اور نہین یہ تو انھین لکھ بھیجو
تم سلامت رہو دل لیکے مکرنے والے

ہوئی جو وصلت کی شب میسر تو دور نفرت سے ہٹ کے بیٹھے
کبھی گلے سے نہ مل کے سوئے کبھی نہ ہمسے لپٹ کے بیٹھے
صفِ نعال اُسکے بیٹھنے کی جگہ جو تجویز کی ہے تمنے
تمھین بتاؤ تمھارا عاشق کسی سے کس طرح گھٹ کے بیٹھے
بلا قضا کو عجب بہانا حیا کے پردے مین موت آئی
نہ دل کا ارمان دل سے نکلا کبھی نہ برقع اُلٹ کے بیٹھے
جو بزمِ عشرت مین میرا سایہ بھی شب کو ترچھی نظر سے دیکھا
وہ ایسے شرمائے اور جھجکے کہ دور ہٹ کر سمٹ کے بیٹھے
جنھین پہونچنا تھا خلد پہونچے کبھی تو ہم بھی پہونچ رہینگے
ہوسے یہ ماندے کہ ہم تہِ خاک چلنے والوں سے ہٹ کے بیٹھے
ہجوم محفل مین رات کو تھا مگر ہوے جب وہ رونق افزا
سب ایسے ویسے گئے نکالے جو لوگ اچھے تھے چھٹ کے بیٹھے
وہ آئے ای واسطی مرے گھر مگر رہے جتنی دیر شب کو
۱۳۷ کبھی وہ مجکو گھرک کے اُٹھے کبھی وہ مجکو ڈپٹ کے بیٹھے

تا دمِ مرگ تو صورت نہ دکھانے آئے — اب کہو قبر پہ کیون خاک اُڑانے آئے

مل کے ہاتھ تو نہین حنا آگ لگانے آئے
جل رہا تھا وہ مجھے اور جلانے آئے

پھر چکے آخر کار آکے لحد مین سوئے
شکر ہے چین ملا اپنے ٹھکانے آئے

خاک ہونے پہ بھی دل سے نہ ہوا دور غبار
وہ نشان بھی مری تربت کا مٹانے آئے

چاند گردون پہ تو کچھ کر کے شب تاب نہین
چٹکیون مین شب مہ تم جو اڑانے آئے

تن بچا نہین مری جان پڑی اٹھو بیٹھا
نزع کے وقت جو وہ میرے سرہانے آئے

کسطرح قبر مین پھولا نہ سماؤن لپس مرگ
کہ مری قبر پہ وہ پھول چڑھانے آئے

کر چکے سمع خراشی تو بہت کل تا صبح
یہ وہی راگ مگر آج بھی گانے آئے

شوق نے خاک بھی غیرت نہین باقی رکھی
ہمین روٹھے تھے ہمین انکو منانے آئے

طرفہ شوخی ہے کہ وہ کہتے ہوئے آئے ہین
آج ہم گھر مین ترے مہندی لگانے آئے

میرے گھر آئے تو ہمراہ مصاحب لائے
میری سننے نہ وہ کچھ اپنی سنانے آئے

آئے تربت پہ پئی فاتحہ جب سیم بدن
مین یہ سمجھا کہ مرے ہاتھ خزانے آئے

داغ کیا کیا دیے احباب کو اٹھ جانے سے
بزم مین شب کو وہ گل تازہ کھلانے آئے

لوگ کہتے ہین کہ خط لیکے کبوتر آیا
جانتا ہون کہ یہ بے پر کی اڑانے آئے

قبر مین شکل نکیرین جو دیکھی مین نے
صاف سمجھا کہ خواص انکے بلانے آئے

۱۳۹ واسطی سارے زمانے مین پھرے ہم آخر
چھاؤنی کوچۂ محبوب مین چھانے آئے

دل اپنا قید زلف سیہ مین تباہ ہے
تاریک شب مین رہرو گم کردہ راہ ہے

چھایا ہوا فلک پہ جو ابر سیاہ ہے
میری شب فراق کا یہ دود آہ ہے

آنکھونکو کس طرح سے نظر آئے وہ کمر
پنہان نگاہ خلق سے مثل نگاہ ہے

انکار میرے قتل سے قاتل کر چکا کیا
اسکی زبان تیغ تک اسپر گواہ ہے

قرطاس پہ لکھا ہے جو اس زلف و رخ کا وصف
جو نقطہ دائرے مین ہے ہالے مین ماہ ہے

دیکھا جو آنے مجکو وہ دوڑے مری طرف
سچ ہی کہ دلکو دلسے زمانے مین راہ ہی

راہ عدم مین ڈر ہی عبث تمکو رہرو
سیدھی سڑک لگی ہی چلو شاہ راہ ہی

زندان ہی تنگ فرقت یوسف سے کچھ نہین
دیکھو پر آب آج تلک چشم چاہ ہی

دم مارتے نہین ہین اُٹھاتے ہین جور یار
ہم کیا کرین اسی مین ہمارا نباہ ہی

تیرے گداے در کو نہین ہی کچھ احتیاج
سچ ہی کہ اپنے وقت کا وہ بادشاہ ہی

۱۳۹ ہونے لگا ہی اُنکو در یار تک گذر
ای واسطی معاملہ کچھ رو براہ ہی

صد شکر مجھے عشق دیا میرے خدا نے
کیا غم ہی وہ بت قدر مری جانے نجانے

اک روز بھی ہڈی نہ لگی میری ٹھکانے
پوچھا نہ سگ یار نے اُسکو نہ ہما نے

کل رات کہان تھے تمھین روکا نہ حیا نے
اب صبح کو آئے ہو یہان باتین بنانے

مرقد پہ مرے کوئی نہین صاحب ماتم
ہان حسرتین بیٹھی ہوئی روتی ہین سرہانے

سو رنگ کے ہین پھول جو گلزار جہان مین
قدرت کے تماشے یہ دکھائے ہین خدا نے

شب بھر تو رقیبو نسے رہی گرمی صحبت
اب صبح تم آئے ہو مرے جی کو جلانے

یہ خون ہی بلوے کا کبھی ہوگا نہ ثابت
مارا ہی مجھے ناز نے غمزے نے ادا نے

سیکھا ہی زمانے مین ادب بے ادبو نسے
تعلیم وفا دی ہی ترے جور و جفا نے

کیونکر مرے آغوش مین آئے وہ شب وصل
دیتا نہین جو یا نو تکو بھی ہاتھ لگانے

ایسا جو سمجھتے تو نہ دیتے تمھین ہم دل
دھوکا سا دیا ہی ہمین امید وفا نے

منصور کے مانند انا الحق نہین سمجھا
کہتا ہو نہین حق بات کوئی مانے نہ مانے

اب مہر کسی مین ہی نہ باقی ہی محبت
اگلی سی نہ باتین ہین نہ اگلے سے زمانے

ٹھنڈی ہی کبھی ملتے ہین کبھی کرتے ہین حجام
آنا نہین منظور تو ہین لاکھ بہانے

۱۳۰ ای واسطی آتا ہی وہ گل تیرے پھر دن

۱۴۰	مژدہ دم صبح دیا پیک صبا نے

اک برق تجلی کے طلبگار ہین ہم بھی	موسیٰ کیطرح طالب دیدار ہین ہم بھی
آئینہ پہ موقوف نہین بزم مین اُسکی	حیرت زدہ عالم دیدار ہین ہم بھی
زہاد کا یہ قول ہی اُس مست کے آگے	عاشق ہین تری چشم کے میخوار ہین ہم بھی
مُرجھائے ہین تن مین جو مرے ضعف نے پہرے	نالے مرے کہتے ہین گرفتار ہین ہم بھی
کچھ تو دل مایوس کی امید بر آسے لیے	جھوٹون ہی یہ کہدو کہ وفادار ہین ہم بھی
گوشے سے کسی وقت نکلتے نہین باہر	گویا کہ تری حسرت دیدار ہین ہم بھی
کامل ہین تواضع ہی ہمین اب ہی مناسب	بے برگ نہین شاخ ثمردار ہین ہم بھی
گڑ گڑ گئے ہین پانون زمین مین صفت میل	اس راہ مین ناواقف رفتار ہین ہم بھی
نیند اُڑ گئی اپنی غم افلاس مین منعم	گویا کہ ترے طالع بیدار ہین ہم بھی
محشر مین جو دیکھا کرم ساقی کوثر	زہاد لگے کہنے کہ میخوار ہین ہم بھی
چاہین گے تو باتو ہمین لگا لائین گے تجکو	لاکھون مین صنم ایک ہی عیار ہین ہم بھی
گذرے رمضان نکلے مہ نو کہین زاہد	خواہان کلید در خمار ہین ہم بھی

۱۴۱	ہی قصد چلین ہند سے اب مصر کی جانب ای واسطی یوسف کے خریدار ہین ہم بھی

قاضی کسی گیسو کے گرفتار ہین ہم بھی	حق یہ ہی کہ دُرّون کے سزاوار ہین ہم بھی
کیون وصل مین دل کھول کے باتین نہین کرتا	ای جان ترے محرم اسرار ہین ہم بھی
رحمت کو تری دیکھکے زاہد بھی کہین گے	مجرم ہین سیہ رو ہین گنہگار ہین ہم بھی
کہتا ہی وہ خورشید دکھائین ابھی جلوہ	آنکھین تو کہین قابل دیدار ہین ہم بھی
آرام نہین گاہ ادھر گاہ اُدھر ہین	کوچے مین ترے سایۂ دیوار ہین ہم بھی
کی جور فلک کی جو کبھی اُسنے شکایت	فرمایا کہ خاموش ستمگار ہین ہم بھی

وہ آ نہیں سکتے ہیں تو ہم جا نہیں سکتے
مجبور اگر وہ ہیں تو ناچار ہیں ہم بھی

پھرتا ہے ترے خال کا ہر دل میں تصور
نقطہ کا یہ دعوی ہے کہ پرکار ہیں ہم بھی

کہتا ہے یہ داغ دل آوارہ ہمارا
ثابت ہے کوئی اختر سیار ہیں ہم بھی

آنکھیں جو کھلی رہ گئیں مردے کی پس مرگ
وہ جان گئے طالب دیدار ہیں ہم بھی

کیا آئیں تجھے دیکھنے کہتی ہیں وہ آنکھیں
پرہیز ہیں شرط ہے بیمار ہیں ہم بھی

ٹھہرو نہیں کچھ دیر کمر باندھ رہے ہیں
ای ہمسفرو چلنے پہ طیار ہیں ہم بھی

جلوہ کبھی دکھلائے وہ خورشید تو جائیں
شبنم کی طرح تشنہ دیدار ہیں ہم بھی

۱۴۲ اپنا بھی شرف بزم وفا میں نہیں کچھ کم
ہم مرتبہ واسطی زار ہیں ہم بھی

جگر کے داغ چمکائے ہماری اشکباری نے
کھلائے گل چمن میں بارش ابر بہاری نے

رلایا ابر کو اس چشم تر کی اشکباری نے
غضب بجلی کو تڑپایا جگر کی بیقراری نے

وہ وعدہ روز کرتے ہیں کہ کل بوسہ تمھیں دینگے
تھکایا ہے لگا کر ہمکو اس امیدواری نے

بدن پر بوند باران کی پڑی جب تم نہائی ہیں
میں یہ سمجھا کیا مجروح بوندی کی کٹاری نے

لگا ہونے ہرن زخمی ہیں طائر قید گیسو ہیں
نچھوڑا ایکسا بھی تجھسے عالم میں شکاری نے

پڑے تھے دور ہم انکے قدم تک لوٹکر پہونچے
کہاں تھے ہمکو پہونچایا کہاں اس بیقراری نے

ہمارے پیاسے جو ہم سر پہ وہ تیغ آبدار آئی
پلایا آب ہمکو دوڑ کر خود نہر جاری نے

ترا تھا چھوڑ کر کیوں فاتحہ عاشق ہوئی انکی
سجا ہے دار پر کھینچا جو سرو جویباری نے

شب فرقت فراق یار میں جاگتے گذری
اڑا لی صبح تک آنکھوں سے نیند اختر شماری نے

سنا ہے محتسب کو موت آئی پیر مغان آئی
بچایا آفتوں سے تجکو تیری خیر جاری نے

۱۴۳ وہ آئے بھی مگر گریاں جو دیکھا پھر گئے الٹے
ڈبویا واسطی ہمکو ہماری اشکباری نے

غائبانہ بشر ایسی نہ کوئی بات کہے　　　روبرو ہو کے نہ جو وقت ملاقات کہے
کس کا منھ ہی کہ خلاف اُسکے کوئی بات کہے　　　سب کہین حق ہی یہی دن کو جو وہ رات کہے
عرض حال اُس بت مغرور سے کیونکر مین کرون　　　جو سنے میری نہ اپنی ہی کوئی بات کہے
دیکھکر خلق مرے اشکون کی طغیانی کو　　　کیا تعجب ہی اگر موسم برسات کہے
غیر کی بات کو سچی نہ سمجھیے گا کبھی　　　جھوٹ ہی جھوٹ ہی جو کچھ کہ وہ بدذات کہے
جسقدر شوق سے سنتے ہین وہ کہتا ہو نہین　　　کبھی دو تین کبھی پانچ کبھی سات کہے
کوئے جانا نہین عجب طرح کا ہنگامہ ہی　　　کون سنتا ہی بیان کس سے کوئی بات کہے
اقتضا رحم کا یہ ہی کہ ترے دل سے سنو　　　درد اپنا جو کوئی مورد آفات کہے
بتکدے سے مجھے ہر طرح ہی جانا منظور　　　کوئی سنتا ہو نہین غزنی کے حالات کہے
لب سے نکلے بھی نہ پوری کہ دعا ہو مقبول　　　گھر سے آئین وہ اگر وقت مناجات کہے
خلق کر خلق سے اتنا کہ مری مرگ کے بعد　　　کوئی افسوس کہے اور کوئی ہیہات کہے

۱۴۴
واسطی چاہیئے دشمن سے بھی کر عفو قصور
صبر کر لاکھ کوئی بہر مکافات کہے

آج ذرّے ہین تو کل مہر سا ہو جائین گے　　　خاکساران محبت کیا سے کیا ہو جائین گے
گو کہ بیگانے ہین وہ پر آشنا ہو جائین گے　　　ایکدن یہ نارسا طالع رسا ہو جائین گے
گر یہی ہین گردش افلاک سے نیرنگیان　　　ہم تو کیا ہین سیکڑون سلطان گدا ہو جائین گے
وہ نہ آئین گے جو بہر سیر دو روز اور بھی　　　پھول بلبل کے چمن مین اے صبا ہو جائین گے
ناتوان ہین اے فلک سر پہ کوہ غم گرا　　　استخوان پسکر ہمارے سرمہ سا ہو جائین گے
جن کے افشان کو جبین پہ تم جو دکھلاؤ گے آنکھ　　　کانپ اُٹھے گا آسمان تارے جدا ہو جائین گے
غیر ممکن ہی دعا سے وصل جانان ہو قبول　　　اُٹھتے اُٹھتے شل مرے دست دعا ہو جائین گے
دشت پیمائی مین یاد آئی جو وہ زلف دراز　　　نقش پا میرے مجھے زنجیر پا ہو جائین گے

۱۴۵

دل لگے بہلانے کو الفت کی تھی ہمنے واسطی
یہ نہ سمجھے تھے بلا مین مبتلا ہو جائینگے

لاکھون دنیا مین ہین تدبیر بدلنے والے
کم مگر دیکھے ہین تقدیر بدلنے والے

جانتے ہین جو بچھڑ کر تجھسے پھرے ہمسے خدا
ہم نہین ای بت بے پیر بدلنے والے

معتبر قول کہان بات کو کیا اُنکی ثبات
ہین زمانے مین جو تقریر بدلنے والے

ہم اُٹھے مرے ضد سے وہ دیکھے ہین عامل
ہین دعاؤن کی جو تاثیر بدلنے والے

ٹکٹکی یون ہی رہے گی سوے قاتل اپنی
آنکھ کب ہین تہ شمشیر بدلنے والے

کاش پہنائین تری زلف کی بیڑی جلاد
ہین اگر یہ مری زنجیر بدلنے والے

نظر آتے ہین ریا کار نمازی ہمکو
ہین یہ بستا دم تکبیر بدلنے والے

۱۴۶

واسطی لائے ہین یوسف کی شبیہین لیکر
اُسکے نقشے سے ہین تصویر بدلنے والے

ہرگز وہ وفا وصل کا وعدا نہین کرتے
کب دل ہین مرے خون تمنا نہین کرتے

نالے نہین کرتے ہین کہ رویا نہین کرتے
جبسے ہین جدا یار سے کیا کیا نہین کرتے

مشہور نہ ہوجاؤ برے تم بھی جہان مین
اچھے تو برے لوگون مین بیٹھا نہین کرتے

کیا چاہیے غیرون مین اُنھین میری برائی
اچھا نہین کرتے ہین وہ اچھا نہین کرتے

سیراب کرو آب دم تیغ سے مجھکو
کیون آپ کلیجا مرا ٹھنڈا نہین کرتے

یا چرخ کا یا اپنے مقدر کا گلا ہی
جور و ستم یار کا شکوا نہین کرتے

ٹھوکر نہ لگاؤ یہ اگر خواب مین عاشق
سوتے ہوئے فتنون کو جگایا نہین کرتے

تمسے ہین حسین اور یہ سمجھائے انھین کون
افسوس وہ آئینہ بھی دیکھا نہین کرتے

اٹھے یہ مرے چار طرف روتی ہے خلقت
اسپر بھی تو وہ ترک تماشا نہین کرتے

کر دیتے ہین زندہ لب جان بخش سے مردے
کس روز وہ اعجاز مسیحا نہین کرتے

بیمار محبت کو کبھی دیکھ تو جائیں وہ
اتنی بھی وہ تکلیف گوارا نہیں کرتے

فتنہ ہی قیامت ہی نہیں جنبش مژگان
کسدن وہ زمانہ تہ و بالا نہیں کرتے

ہم مر گئے تمنے نہ دیا آب دم تیغ
ہی جنکو مروت کبھی ایسا نہیں کرتے

کرتا ہی کوئی اہل وفا پر یہ جفائیں
سچ کہتے ہیں ہم شکوہ بیجا نہیں کرتے

۱۴۷
سمجھے ہوئے ہیں خوب وہ دل پھیر دیگا
ای واسطی اُس بت سے تقاضا نہیں کرتے

حفظ عزت کے لیے خلقت سے ڈرنا چاہیے
جس سے دشمن دوست ہوں وہ کام کرنا چاہیے

باعث خجلت ہیں ابھی اگر سب اعمال زشت
جو نہیں کرنا مناسب ہی نہ کرنا چاہیے

قول ارباب فنا کو بس عقیدت سے سنو
جیتے جی مرنے سے پہلے تمکو مرنا چاہیے

ہی زبردستوں سے گر بہتر نظر اپنی امان
زیردستوں کے جرائم سے گذرنا چاہیے

کام جو بگڑے وہ بگڑے ہی در توبہ تو باز
آخری ہی وقت ای غافل سنورنا چاہیے

تنگدستی کا نہ کھا غم ہاتھ خالی ہیں تو ہوں
زیست کے دن جس طرح دنیا میں بھرنا چاہیے

حشر میں اعضا سے تک ہیں گناہوں کے گواہ
جس سے سب واقف ہیں اُس سے کیا مکرنا چاہیے

سر پہ ان روزوں چڑھی ہی منزل ملک عدم
سب سے پہلے گور میں ہمکو اُترنا چاہیے

پیرہن بدلو کرو زیور مرصع زیب تن
عید کا دن ہی نہا دھو کر نکھرنا چاہیے

شرم کے دریا میں کیوں ڈوبے ہوئے بیٹھے ہو تم
سر اُٹھاؤ چھاتیاں تانو اُبھرنا چاہیے

۱۴۸
غور کر ای واسطی یہ وقت نازک ہی بہت
پھونک کر اس سرزمین پہ پاؤں دھرنا چاہیے

دیکھکر آئینہ ہمسر کس لیے پیدا کرے
حسن میں جسکو خداوند جہان یکتا کرے

دل کو سمجھایا بہت لیکن نہ سمجھا وہ کبھی
جو نمانے بات اپنی اُسکا کوئی کیا کرے

وہ بت ترسا تو ہرگز راہ پر آتا نہیں
آرزوے وصل میں کب تک کوئی ترسا کرے

چاہتے ہین اشک اپنے دشت طوفان خیز ہو
آہ کو بد نظر ہے بحر کو صحرا کرے

غسل کو آئے ہین ساحل پر وہ ہمراہ رقیب
آنکھ رو رو کر نہ کیون طوفان لب دریا کرے

نقد جان پر بیچتا ہے بوسۂ گیسو وہ بت
ہو جو سودائی وہ ایسی جنس کا سودا کرے

باعث آشوب عالم ہے ابھی بوٹا سا قد
آگے آگے دیکھیے فتنے یہ کیا برپا کرے

ہے یہی در پردہ مطلب اس نگاہ ناز کا
صورت مژگان دو عالم کو تہ و بالا کرے

ہے دو روزہ عمر جھگڑے دین و دنیا کے ہزار
حیف اس تھوڑی سی فرصت مین کوئی کیا کیا کرے

خواب مین بھی وہ جو دکھلایا کرین اپنا جمال
مردمک پلکون کے ہاتھون سے نہ سر پٹکا کرے

اے صنم شاید ہو تیرا حسن مین کوئی جواب
خالق عالم جو عالم دوسرا پیدا کرے

رند ہون یہ دیکھکر مجھکو یہ زاہد کہتے ہین
جیسے تم ہو واسطی ہمکو خدا ویسا کرے

۱۴۹

کیون چلے جاتے وہ اٹھکر جو مروت ہوتی
بیٹھتے پاس اگر کچھ بھی محبت ہوتی

مجمع حشر مین کیون مجھکو خجالت ہوتی
عمل زشت پہ کچھ بھی جو ندامت ہوتی

آپنے مجھسے یہ جھوٹون بھی کسی دن نہ کہا
ہم ضرور آتے ترے پاس جو فرصت ہوتی

پانؤن رکھا تھا سر خاک کہ بھونچال آیا
دو قدم راہ وہ چلتے تو قیامت ہوتی

کچھ نشان ضعف جو مجھ زار کا باقی رکھتا
ملک الموت سے مجھکو نہ خجالت ہوتی

آمد و رفت نفس ہجر مین اژدہا ہے مجھے
اس کشاکش سے کہین جلد فراغت ہوتی

آنے آنے مین کیا وعدۂ فردا مجھسے
کیسی بن آتی اگر آج قیامت ہوتی

تیرے کوچے کی ہوا سر سے نجاتی اے گل
روح اگر بعد فنا داخل جنت ہوتی

بے کلا ہو نہین مین جاتے ہوئے شرماتا ہون
حمل زشت کی اے کاش نہ طاقت ہوتی

شب فرقت کی سیاہی سے تو پائی ہے نجات
ظلمت گور نہ کیون مجھکو غنیمت ہوتی

تجھسے کرتی نہ یہ دعوی کبھی ہمچشمی کا
چشم نرگس مین ذرا بھی جو بصارت ہوتی

پہنچنا باغ میں موقوف نہیں بلبل کا — پھولتے کیسے جو نالون کی سماعت ہوتی
حال کھلتا مری بیتابی دل کا صاحب — کسی بے رحم سے تمکو جو محبت ہوتی
خیر گذری کسی معشوق پہ عاشق نہ ہوے — شکل جو کچھ ہے مری آپ کی صورت ہوتی

۱۵۰
واسطی دلکو ذرا چین نہیں آتا ہے
ہاتھ رکھدیتے وہ سینے پہ تو راحت ہوتی

تری خاک قدم کو کیمیا ای سیمبر سمجھے — پڑیں پتھر سمجھ پہ خاک سمجھے یہ اگر سمجھے
شب وصلت میں کیسے اُسکے دھوکے ہم نے کھائے ہیں — ہٹی جب لٹ اُسکی روے روشن سے سحر سمجھے
بڑے نادان ہیں دعوی ہے جنھیں باریک بینی کا — رگ گل کی حقیقت کیا جسے مو سے کمر سمجھے
دکھائی موت کی صورت ہمیں مقتل میں قاتل نے — کھینچی جب تیغ اُسکی آئینہ پیش نظر سمجھے
شمیم گل پہ دھوکا نامۂ محبوب کا گذرا — صبا جب باغ میں آئی ہم اُسکا نامہ بر سمجھے
فراق یار میں کب دور ساغر کا پسند آیا — کہ ہم محفل میں اُسکو باعث دوران سر سمجھے
دیا ہمکو یقین دیر و حرم میں دل نے وحدت کا — ادھر جو کچھ کہ سمجھے تھے وہی جاکر اُدھر سمجھے
معاذ اللہ اُسکے چہرۂ پر نور سے دعوی — کہو خورشید کھولے آنکھ کچھ دل میں قمر سمجھے

۱۵۱
یہان سے لیکے جانا ہے وہ رہنے کا ٹھکانا ہے
حقیقت دو جہان کی واسطی ہم اسقدر سمجھے

ہوے پیر دور جوانی نہیں ہے — جوانی نہیں زندگانی نہیں ہے
ادا کونسی تجھ میں جانی نہیں ہے — مگر خوب یہ بد زبانی نہیں ہے
کوئی نالہ تو کھینچ فرقت میں اے دل — کچھ ایسی ابھی ناتوانی نہیں ہے
کوئی جان وارے کہ قربان کرے دل — کسی کی وہاں قدردانی نہیں ہے
سنو کان رکھکر مرے حال دلکو — یہ قصہ نہیں ہے کہانی نہیں ہے
کس اُمید پر دل کرے نذر کوئی — عنایت کرم مہربانی نہیں ہے

مرے چہرۂ زرد کا ہے یہ پرتو　　دوپٹہ ترا زعفرانی نہین ہے
فقط آئنہ کیا ترے تاب رخ سے　　وہ ہے کون جسکو حیرانی نہین ہے
تکبر ہے زیبا حقیقت مین تجھکو　　کوئی دوسرا تیرا ثانی نہین ہے
سر دست ہو داغ چھلّے کا تیرے　　کوئی اس سے بہتر نشانی نہین ہے
شب وصل مین بھی نہ لپٹو گلے سے　　کہو پھر یہ ایذا رسانی نہین ہے
تجلی کی ہے تاب دیدار کس کو　　یہ بیوجہ کچھ لن ترانی نہین ہے

کہے واسطی کون احوال میرا
کوئی آج کل درمیانی نہین ہے

۱۸۲ تضمین مصارع آخر غزل قدسی مع مستزاد

مرحبا سید مکی مدنی العربی ہے　　افسر جملہ نبی
دل وجان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی　　من وامی وابی
زہرہ سے ماہ سے خورشید سے روشن ہے سوا　　واہ رے نور ضیا
منشاء اللہ چہ جمال است بدین بوالعجبی ہے　　ای رسول عربی
کر مری سمت کبھی چشم عنایت سے نظر　　لے مری جلد خبر
ای قریشی لقبی ہاشمی و مطلبی　　اصل عالی نسبی
نخل سرسبز مدینے کی گلستان مین ہوا　　چل گئی طرفہ ہوا
زان شدہ شہرۂ آفاق لبشیرین رطبی　　ای خوشا بوالعجبی
آپ کی ذات ہوئی ملک عرب مین پیدا　　ای رسول دوسرا
زان سبب آمدہ قرآن بزبان عربی　　پی ہر شیخ و صبی
تجھسے نسبت نہین ای شاہ بنی آدم کو　　نہین شبہہ ہمکو

بہتر از عالم و آدم تو چہ عالی نسبی		فخر ولا حسبی
پیاسے ہم سب ہین نہین تجھکو کی اب تاب ذرا		ذات پاک آب بقا
لطف فرما کہ ز حد میگذرد تشنہ لبی		ہست جوش تعبی
سگ ترے کوچے کا ہونین یہ کیا پہلے خیال		پھر ہوا تجھکو ملال
زانکہ نسبت بہ سگ کوے تو شد بے ادبی		ای قریشی لقبی
رسے افلاک کے نیچے شب معراج بروج		بڑھ گیا تیرا عروج
بہقاسے کرسی سے عرش سے ہیچ نسبے		ای شہ بو العجبی
واسطی تجھسے مسیحا سے ہے خواہان شفا		تیرے عنایات سے دوا
آمدہ سوے تو قدسی پی درمان طلبی		تا کجا خشک لبی
شاہد حسن کو منظور ہے جلوہ گری	۱۵۳	ہوگئی نامور ہی
مبتلا عشق مین ہر ایک ہے انسان و پری		واہ رہی فتنہ گری
جان ہو تو نہ ہی آنکھو نسے بھی ہین اشک روان		دل مضطر ہے طپان
ہو رہا ہون مین دم نزع چراغ سحری		اسقدر بے خبری
خوبصورت تو کیے لاکھ خدا نے پیدا		پر کوئی تجھسا نہ تھا
روبرو تیرے حسینون کے ہین چہرے نظری		حور ہو خواہ پری
عشق گیسو نہ گیا مرکے بھی ای آئینہ رو		وہی ہمین ہے لہو
آخر کار رکھیلے سبب پریشان نظری		ہوگئی پردہ دری
کیون مرا طرح نکلتا ہے ترے منھ سے دھوان		کس سے الفت ہے نہان
زرد چہرہ ہے ترا کس لیے آنکھین تر ہی		ای چراغ سحری
تیرے بیمار کی ہے رات سے حالت ابتر		کچھ بھی ہے تجھکو خبر
مار ڈالے گی یہ ظالم تری بیدادگری		اور یہ بیخبری

عشق مین تیرے کسی سے مجھے کچھ کام نہین
آسمان ہو کہ زمین
ہو گئی دل کو عجب بیخودی و بیخبری
ہے خیالون سے بری
تھا غلط پہلے کہا مین نے تری زلف کو لام
پھر ہوا اسمین کلام
چاہیئے دیکھ کے حلقون کی کہون جلوہ گری
حلقۂ چشم پری
ہون وہ دیوانہ کہ ظاہر ہے مرا حال زبون
کچھ کہون یا نکہون
تو ہی تبلا کہ کبھی چھپتی ہے اے رشک پری
آنکھ حیرت سے بھری
سینہ محفوظ ہے اور دل مین ہے سوز نہان
کیا کرون حال بیان
کوئی پیکان نہ کوئی تیر نہ ناوک کی سری
ہے یہ جادو نظری
ناگہان پڑ گئی اک پردہ نشین کی جو نگاہ
ہو گیا حال تباہ
واسطی کتنی تجسس مین ہوئی دربدری
کر کے دریوزہ گری

تمت

غزلیات فارسی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

در ہواے آن پری پیکر دلم دیوانہ شد
واے حسرت آشنا دانستم و بیگانہ شد
شکر ایزد سر نثار مقدم جانانہ شد
عشق را نازم کہ از من ہمت مردانہ شد
ہر کہ بیخود از شراب نرگس مستانہ شد
فارغ از فکر سبو و دریوزۂ میخانہ شد
پیشہ و مقصود حاصل قابلیت گر ہست
از پئے زلف مسلسل استخوانم شانہ شد
خاک گشتم در ہواے بوسہ لبہاے یار
کو عجب باشد اگر از خاک من پیمانہ شد
الحذر از دور چشم مست ساقی الحذر
کعبۂ دلہاے صوفی مشربان میخانہ شد

خاک گشتم در ره او یافتم ملک ابد ‌ ‌ ‌ در گروه عشقبازان شوکتم شاهانه شد
سوز عشق شمع رویان دود من ضایع نکرد ‌ ‌ ‌ از هوا برخاست کحل دیدهٔ پروانه شد
گر رسد در گوش آن لیلی ادا نبود عجب ‌ ‌ ‌ مثل مجنون در جهان از وحشتم افسانه شد
شکوهٔ آتش پرستان پیش آذر دور نیست ‌ ‌ ‌ سرد از سیل سرشک من هر آتشخانه شد
وجه صد حسرت بود دعوای عشق از بوالهوس ‌ ‌ ‌ در ره او باختن سربازی طفلانه شد

واسطی از آمد و رفت خیالات جهان
کنج عزلت داشتم از دل مسافرخانه شد

باکمال ضعف در کویش رسیدن آرزوست ‌ ‌ ‌ همچو نقش پا براحت آرمیدن آرزوست
آنقدر زارم که دشوارست تحریک نفس ‌ ‌ ‌ قوت دل المدد آهی کشیدن آرزوست
دست خود بر نبض من مگذار ای نادان طبیب ‌ ‌ ‌ مرگ خواهم از رگ جان هم بریدن آرزوست
کاش چشمم خاک و خاک چشم من گرد و غبار ‌ ‌ ‌ سرمه در چشم رکاب او کشیدن آرزوست
فرصتی ای ضعف کاید اشک سرخی تا بچشم ‌ ‌ ‌ خون حسرت ریختم در دل چکیدن آرزوست
دل بحسرت مرد و درمان نیست غیر از آب خضر ‌ ‌ ‌ حرفی از لعل لب نوشین شنیدن آرزوست
چند باشد در قفس این طائر عرش آشیان ‌ ‌ ‌ مرغ دل را تا لب بامش پریدن آرزوست
گردن ما را که هست از عالم بالا بلند ‌ ‌ ‌ زیر محراب خم تیغش خمیدن آرزوست
صبر و عقل و هوش و دین بادا نصیب دشمنان ‌ ‌ ‌ دوستان را دامن از احباب چیدن آرزوست
عاشقان را جز به بیتابی نباشد راحتی ‌ ‌ ‌ بسملان را بر سر پایت طپیدن آرزوست
دل روان گردید و چشمم آب بر آئینه ریخت ‌ ‌ ‌ یا الهی روی او را باز دیدن آرزوست
بوی عنبر در مشامم باعث دردسرست ‌ ‌ ‌ نکهتی از زلف مشکینش شنیدن آرزوست

واسطی اہل فنا را وجه بیتابی ست مرگ
سرمه در چشم غبار خود کشیدن آرزوست

مرا باید شمیم زلف جانان آرزو کردن
دماغ عاشقان مختل شود از مشک بو کردن

نشاید عاشقان را غیر شیون آرزو کردن
اگر خندد دهان زخم دل باید رفو کردن

چه باشد مسلک آزاد طبعان هیچ میدانی
گذشتن از سر مقصود و ترک آرزو کردن

بدل خویش یادگاری بود زخم تیر مژگانش
چرا گردند بیدردان ملول از رفو کردن

اگر داری سر طاعت ته محراب شمشیرش
ز آب کوثر و تسنیم می باید وضو کردن

نظیر خویش تا بیند غرور او شود زائل
نشیند تا به بزم آئینه باید روبرو کردن

حباب از نیست گردیدن بدریا عین دریا شد
غلط فهمی ست در هستی وصالش آرزو کردن

کجا یک قطرهٔ خون دل کجا دریا تمنایش
ز عالی ظرفی عشق ست دریا در سبو کردن

گہے گریم گہے خندم گہے بر پاے خم افتم
ز جوش دل مرا زیبد بہ مستی ہا و ہو کردن

مرید حضرت پیر مغان گشتم خوشا قسمت
بدست آمد چنان از همت دست سبو کردن

به عشق سرو قدش نیست رنجے از گرفتاری
نمیدانم چو قمری شکوهٔ طوق گلو کردن

اگر حاصل شود خاک تیمم از کف پایش
مرا فرض است زاهد توبه از آب وضو کردن

شبیه بے ثباتی در جهان آرد بچشم من
تماشاے حباب بحر و موج آبجو کردن

چنان در عشق آن گیسو میان گم کرده ام خود را
که شد مشکل نشان خویشتن را جستجو کردن

شدم دیوانه و زنجیر در پایم کجا باشد
که دست آن پریرو خواستم طوق گلو کردن

مباد ابجودی از کف رود از تار موج مو
گریبان چاکی خمیازه را باید رفو کردن

چو شانه تا سر زلفش رسیدن آرزو دارم
کسی باید بهر موے تصرف مو بمو کردن

نیم شمعی که از آتش فروغ خویش سیجه پیدا
برائے سوختن کافی ست عشق شعله رو کردن

کنم از سیر چشمی کی نظر بر نعمت دنیا
منزه از راه دنائی بچشم آرزو کردن

برون از خویش میگردد دوم دیدن تماشائے
نباشد سهل چون موسیٰ نگاهے سوے او کردن

نگرید واسطی چون در غم عصیان بحال خود

تخمیس چون جامه گرد و باید او رشست و شو کردن

ذوق غم تو از دل شیدائی رود — این درد از علاج مسیحائی رود
دل همچو لاله محمل و لیلی ست داغ او — مجنون تو به سیر و تماشائی رود
کے سرو باغ سبز شود در نگاه من — از دل خیال آن قد رعنائی رود
همره نشان ناله جلو ریز فوج اشک — تنها به کوے او دل شیدائی رود
کم همتان به منزل مقصود کے رسند — سیل تنک از دشت بدریائی رود
آه دلم که تیز چو عقل مهندس است — کی از ثری باوج ثریائی رود
خاشاک اهل محفل و سیلاب جلوه است — وقت نظاره کیست که از جائی رود
پاک است منزل عدم از غول و رهزنان — بیخوف و بیم کیست که تنهائی رود
آن وحشیم که زخم دل غم سرشت من — از جا چو نقش جادهٔ صحرائی رود
تیغت چنانکه هست دم قتل تیز تک — کشتی بدین شتاب بدریائی رود

۱۵۸

ای واسطی فریفتهٔ چشم مهوشم
سودائے عشق او و سیر پائی رود

دید رخ تو باعث حیرانی نظر — زلف شکسته و بهر پریشانی نظر
بهر نماز عید روی چون به عیدگاه — گردد هزار دل شده قربانی نظر
از بسکه شد به کعبهٔ روی تو سجده ریز — پیداست داغ سجده به پیشانی نظر
در جلوه گاه حسن تو بر دار میکشند — آئینه را بجرم پریشانی نظر
تلگداشته است در دو جهان هیچ زندگی — تیر نگاه و تیغ صفاهانی نظر
ذوقے ز درد نیست چو شغل نظاره است — دشواری دل ست آسانی نظر

ای واسطی فتاده سراپای چشم
تا حک شده است مصرع لاثانی نظر

چه زیبا نرگس مستانه داری — شراب طرفه در پیمانه داری
شدی تا آشنای دیدهٔ من — مرا از خویشتن بیگانه داری
نهی از لطف پا در بزم اغیار — سرے از سرکشی با ما نه داری
به گیسو بستهٔ دلهای عشاق — بیک زنجیر صد دیوانه داری
بیفشان نقد دل را در رهِ او — دلا گر همت مردانه داری
دلم ای بت ز دستت چون ننالد — حریم کعبه را بتخانه داری
به تیغ غمزه کشتی عالمی را — همانا شیوهٔ ترکانه داری
ز دست این آتش شوقت که در دل — که سوزاے شمع چون پروانه داری
ز صاد چشم و از طغرای ابرو — مزین حسن را پروانه داری
ندارد واز تو عهدے استواری — بجز پیمان که با پیمانه داری

چه دیدی واسطی از چشم مستش
که بر لب نعرهٔ مستانه داری

کے روم پیش شفیق لطف فرمای دگر — جز درت چشم کشائش نیست از جای دگر
میکشد هر دم از خاطر تمنای دگر — دل بجای دیگر است و چشم من جای دگر
انتظارم تا قیامت میکشد آخر که او — میگذارد وعدهٔ فردا بفردای دگر
میدهد آن ماه سیما گر چنین داغ فراق — میکنم من هم تلاش ماه سیمای دگر
بر و خضر شوق دل تا منزل مقصد مرا — سایه آسا قطع این ره کردم از پای دگر
خار در سر منزل و چون برق آتش در قدم — چون من سرگشته نبود دشت پیمای دگر
چشمهٔ چشم تر ما را بچشم کم مبین — شد چو از هر قطرهٔ این بحر دریای دگر
رفتی از میخانه چون از بیقراری ها فتاد — جام بر جام دگر مینا به مینای دگر
نیستم مجنون که در یک دشت ماتم خاک بیز — میروم هر دم ز صحرای بصحرای دگر

حیرت چشم بجا باشد که مشکل آئنه | از تماشاے رخش کردم تماشاے دگر
آنکه اعجاز مسیحا دیدم از لعل لبش | کے شوم قائل بدعواے مسیحاے دگر
گو ہلال از بدر گردیدی مشو مغرور که هست | مثل تو بر آستانش صد جبین ساے دگر
گاه عتاب لبش بوسید و گه سیب ذقن | هر دم از خامی دل من پخت سوداے دگر

چون سپاس رزق بے منت کنسازم واصلی
از کباب و می که دارم من و سلواے دگر

سوے من اگر گذرے کنی سحرے اے شہ پری شہ آفرین
بہ دلی فداے تو جان کنم که بگویدم جگر آفرین
بہ سواد بحر نبا شدم ز نگاه فائده اے فلک
ز بیاض چشم سپید من ز ره کرم سحر آفرین
اگر آفریدنم اے خدا بودت ضرور درین جہان
بہ میان ہستی و نیستی چو وجود آن کمر آفرین
مطلب حلاوت کام جان بہ طفیل نعمت دیگران
تو که سیر چشم توکلی چو شجر ز خود ثمر آفرین
الہی که ہست بخاطرم چو قضا کنم بکجا برم
نگرلے خاراے چمن آن روسہ عالم دگر آفرین
بہواے خاک شدن بود چو کتان دلم لیس مرگ ہم
قدمے بخاک لحد نہ و تو ز نقش پا قمر آفرین
بہ رہ رضا قدمے اگر زدہ چو شمع بصدق دل
سر تو کنند اگر قلم تو ز روش بار سر آفرین
بہ ہزار شیوه ستم کنی بہزار طرز جفا کنی تو

دل من فدائے تو فتنہ گر نہ بہ صد ہزار آفرین
نرسد ز تیغ زبان کس ضرری گہی تو واسطی

۱۶۱ بجہان ز گوش گران اگرچہ شہیدم سپر آفرین

چہ عجب شرب مے ناب کسے روا باشد — باین خیال چو تو بہ کنم بجا باشد
بناے ہستی موہوم بے بقا باشد — چو برق خندۂ گل جلوہ فنا باشد
خطا معاف نصیحت مکن مرا ناصح — چگونہ صبر کند ہر کہ مبتلا باشد
نماز و روزہ و تسبیح و خرقہ و دستار — کسے بکار نیاید چو از ریا باشد
علاج من ز رقیبان مپرس ای ہمدم — دوا چہ سازد اگر درد لا دوا باشد
چگونہ عاشقش از فتنہ با بود ایمن — کسے کہ افعی گیسوئش اژدہا باشد
چہ ہم تلخی مرگ ست در حیات او را — کسے کہ قبل فنا در جہان فنا باشد
بزیر تیغ عطا ساز خونبہا قاتل — نگاہ بر رخ خوب تو خونبہا باشد
بیاد لالۂ رخسار او چو کودک اشک — ز خون دیدہ مرا پائے در حنا باشد
کسے کہ شکوۂ بیداد و بیوفائی کرد — یقین کہ از نظرا فگندۂ وفا باشد
خدا کہ نیک ترا کرد بد مرا انشہر — چرا کہ این ہمہ الزام بر قضا باشد

خوش آنزمان کہ برید تو آید و پرسد
مکان واسطی خستہ جان کجا باشد

رباعیات

جب بعد فراق اپنے وصلت ہوگی — البتہ مجھے خوشی نہایت ہوگی
پر دل میں بھرا ہوا ہے اگلا جو غبار — کچھ شکر کرونگا کچھ شکایت ہوگی

دیگر

مستون مین اگر کچھ بھی سمائی ہوتی
پھر بادہ کشی مین کیون برائی ہوتی
یہ راز جو نشہ مین نہ کرتے افشا
قاضی نے شراب خود پلائی ہوتی

دیگر

جنکا کہ شکوہ عالم آرا دیکھا
تابوت پہ اُسکے شور برپا دیکھا
جو محفل شادی تھی ہوئی بزم عزا
دنیا کا غرض عجب تماشا دیکھا

دیگر

دل اُنکو دیا جان پہ آفت آئی
ہر وقت مین مصیبت سی مصیبت آئی
ہر شام کو آئی شب عاشور نظر
ہر صبح نئی سر پہ قیامت آئی

دیگر

الفت مین تری ہمنے زمانا چھوڑا
تو نے نہ مگر دل کا جلانا چھوڑا
اب جان پہ بن گئی تو جانا تجکو
لے ہمنے ترے کوچے کا آنا چھوڑا

دیگر

موقوف کسی وقت ہو رونا معلوم
ہین داغ جو دل مین اُنکا دھونا معلوم
غنچہ ہی مگر غنچۂ تصویر ہو دل
خندان ہوتا شگفتہ ہونا معلوم

دیگر

اپنو کسی پہلو نہین آرام نہین
ہے آفت جان ہجر دلارام نہین
تھمتے نہین شام سے سحر تک آنسو
ہو شغل فغان سحر سے تا شام نہین

دیگر

آئینے مین منھ دیکھکے شرماتے ہین
ایک اور وہان آپ سا وہ پاتے ہین
کہتے ہین غلط دعویٰ یکتائی تھا
ہمسے ہین ہزارون یہ خیال آتے ہین

دیگر

دل شمع رخ یار کا پروانہ ہوا
کس دن نہ پری دیکھکے دیوانہ ہوا
کس شب نہ بندھا ماہ جبینون کا خیال
گھر فیض تصور سے پرستانہ ہوا

دیگر

فرقت مین ہمین نیند نہ آئی برسون
تارے ہی گنے شب جدائی برسون
بیداری بخت ہو گئی خواب و خیال
صورت نہ ہمین کسنے دکھائی برسون

دیگر

چندے چمن عیش مین دل شاد رہا
گرم صحبت خوبان پریزاد رہا
حق یہ ہے کہ بھولنے کی باتین وہ نہ تھین
گذرا جو نظر سے اپنی سب یاد رہا

دیگر

فرقت مین پیام کامرانی تو ہے
درمان تپ درد تنہائی تو ہے
مردے سے پڑے ہین جی اٹھین آئے جو تو
اے مرگ ہماری زندگانی تو ہے

دیگر

غم سے مرے حق مین زہر بویا تو کیا
راحت سے جو سیج پر بھی سویا تو کیا
گلزار جہان مین گل و شبنم کی طرح
چندے مین ہنسا تو کیا جو رویا تو کیا

دیگر

آمادہ ہین سب عدم کے چلنے والے
خیمے ہین پڑے سفر کے نکلنے والے
کہدو جنہین چلنا ہو وہ ہمراہ چلین
چلتے ہین سنبھل چکے سنبھلنے والے

دیگر

مضمون روانی طبیعت ہون مین
دریا دم فکر فی الحقیقت ہون مین
ہر ملک مین شعر تر لکھے ہین لاکھون
سمجھین مجھے آشنا غنیمت ہون مین

دیگر

شیشے سے ہے رنگ مے پرستی پیدا	بوتل سے ہے خود سیاہ مستی پیدا
دیکھا جو سبو سے مے کو صاف ایسی تھی	ہے مرتبۂ بلند و پستی پیدا

دیگر

پیری مین دلا ہوس سے یاری کب تک	توبہ توبہ گناہ گاری کب تک
شب گذری سحر ہوئی ہوئے بال سپید	اے نامہ سیہ سیاہ کاری کب تک

دیگر

ہر چند کہ ضعف سے ہین ہم غفلت مین	پر ہوش بھی کچھ کچھ ہین اسی حالت مین
بستر پہ پڑے ہین آنا جانا موقوف	طاقت کی کمی سے ہین پڑے رہتے مین

دیگر

دیکھی نظر لطف تو شکوا نہ رہا	قاتل سے مجھے ملال اصلا نہ رہا
پامال کیا اُسنے جو لاشہ میرا	ہاتھ آئی دیت خون کا دعوی نہ رہا

دیگر

ہستی سے گئے عدم کے جانے والے	غافل بیٹھے ہین رنج اُٹھانے والے
جو اب ہین تلاشہ وہ بسین گے کیونکر	ہین آج کہان اگلے زمانے والے

دیگر

کیا ہوگا اگر زمانہ دشمن ہوگا	کانٹون سے نہ چاک اپنا دامن ہوگا
خاکستر کلفت سے نہین کچھ نقصان	آئینۂ دل اور بھی روشن ہوگا

دیگر

جس جا ہے فکر خود پرستی مین رہے	کوتاہ خرد و دراز دستی مین رہے
سمجھے نہ کہ پھر عدم کو جانا ہوگا	نا فہم عدم سے آکے ہستی مین رہے

دیگر

کیا جانے کہ مجکو ہو وہ کیسا سمجھا | معقول سخن کبھی نہ میرا سمجھا
سمجھا سمجھا کے جب کہا اُس سے بہت | بولا کہ کرو نہ تنگ سمجھا سمجھا

دیگر

دنیا مین کبھی نہ آشنائی دیکھی | ہر بزم مین رسم کج ادائی دیکھی
بدخواہ خلائق ہین امیرونکے ندیم | ہمنے تو بُرائی مین بھلائی دیکھی

دیگر

دل کو نہ خیال رخِ جانان ہوتا | زلفونکی نہ یاد مین پریشان ہوتا
سودا سے پری رخان مین دیوانہ ہون | یہ جن جو اُترتا تو مین انسان ہوتا

دیگر

کہتے ہین وہ اتنی بیقراری نکرو | کہتا نہین مین کہ اشکباری نکرو
رسوا مجھے کرنے سے ملیگا تمھین کیا | چلّا کے فغان و آہ و زاری نکرو

دیگر

ہستی مین کیا قطرے سے دریا ہمکو | ذرے سے دیا مہر کا رتبا ہمکو
شاید کہ جوانی تھی کوئی بجان ہستی | روز ایک دکھا گئی تماشا ہمکو

دیگر

فرزند کو اب پدر سے الفت نرہی | دختر کو بھی مادر سے مروت نرہی
مین ایک کو ایک کا عدو پاتا ہون | آفاق مین نام کو محبت نرہی

دیگر

کبھو کو نکو تمام رات روتے گذری | آنکھونکو نہ خبر بھی صبح ہوتے گذری
طالع تجھے عزیزون کے مقرر نعم | غفلت سے تمام عمر سوتے گذری

دیگر

ہر کام خرابی و تباہی میرا	پیشہ ہو فقط نامہ سیاہی میرا
آغاز میں ہو اگر یہ بد نفس تو ہو	انجام بخیر ہوا الٰہی میرا

دیگر

ہین صرف تلاش یار مرداہوکر	کب بیٹھتے ہین نقش کف پا ہوکر
گنبد بھی لحد کا کیا تعجب ہو اگر	صحرا صحرا پھرے بگولا ہوکر

دیگر

مجھسا ہو کہان عاشق روئے احمدؐ	وابستہ از لف مشکبوئے احمدؐ
کیونکر نہ ملک خصال ہو میرا لقب	ہون روز ازل سے سگ کوئے احمدؐ

دیگر

سو جان سے ہون تابع ارشاد علیؑ	ہر کام مین چاہتا ہون امداد علیؑ
حاجت نہین کچھ مہر سلیمان کی مجھے	یان نقش نگین دل پہ ہے نادعلیؑ

دیگر

جو سرور مظلوم کے ماتم مین رہا	وہ سایۂ فضل رب اکرم مین رہا
دنیا مین ملا وقار عقبے مین نجات	اچھا دیندار دونون عالم مین رہا

قطعات تاریخ طبع سابق کلیات حضرت واسطی از نتائج فکر جناب منشی سید التفات رسول صاحب ہاشمی تعلقدار جلالپور

قطعہ

کلیات جناب فضل رسول	ہے چھپا کیا کھلا ہے باغ سخن

خار اُسکے گلون سے بہتر ہین
شعر ہین نخل رکن گل بوٹے
ایسا باغ و بہار ہے یہ کلام
شعرا علی بلند مضمون ہین
صاف بندش کلام روشن ہے
واسطی کا کلام آکے پڑھے
ہاشمی کہہ وہ طبع کی تاریخ
ہوکے مسرور لکھ بروے طرب

رشکِ باغِ جنان ہے باغِ سخن
ہر ورق پہ کھلا ہے باغِ سخن
بلبلِ خوش نوا ہے زاغِ سخن
کیون نہو عرش پہ دماغِ سخن
اسکی ہر لفظ ہے چراغِ سخن
جس زبان دانکو ہو سراغِ سخن
پڑھے حاسد کے دل مین داغِ سخن
کیا ہی باکیف ہے ایاغِ سخن ۱۹۰۵ع

ولہ

سیدِ ملک شیم
کیا ہی خوش خصال تھے
سب کلام آپکا
فکرِ سالِ طبع کی

سرورِ ملک حشم
کیا نکو مآل تھے
فضلِ حق سے چھپ گیا
ہاشمی صدا سنی

منشی صفا رقم
مجمع کمال سے
باقی تا رہو سدا
شیشۂ جہان نما

ہے صفاتِ واسطی
پاک ذاتِ واسطی
صباحتِ واسطی
کلیاتِ واسطی
۱۳۱۴ فصلی

ایضاً

از نتیجۂ فکر شاعر بے مثال صاحب بلاغت جناب میر عباس حسین صاحب متخلص بہ فصاحت

تھے جناب واسطی مشہور دہر
انکا دیوان ای فصاحت چھپ چکا
سال ہجری اسکا مصرع مین لکھو

شاعری کے فن مین یکتا و وحید
اہل ذوق و شوق ہین مشتاق دید
ہے گلستان مضامین جدید
۱۳۲۳ھ

تاریخ طبع سابق از نتائج افکار جناب باچہ درگا پرشاد صاحب بہادر تعلقدار و آنریری مجسٹریٹ سنڈیلہ

مولوی فضل رسول آن نامدار و نامور
گوہر بحر معانی جوہر تیغ زبان
یادگار خویش بس بگذاشتہ اندر جہان
پور پورا و بہ طبع این کلامش ساختہ
بہر سال طبع این دیوان نغز ولاجواب

نیک طبع و نیکخو روشن دل و روشن ضمیر
نکتہ دان بیدیل و نکتہ سنج بے نظیر
ہم ز جاہ و دولت و نیز از کلام دلپذیر
از سعادت ہا کہ در آب و گلش بودہ خمیر
مہر می گوید کتابے نادر آمد بے نظیر
۱۹۰۵ء

قطعات تاریخ طبع سابق کلیات واسطی از نتائج افکار شاعر خوش فکر مورخ نامور مولوی قمر الدین احمد صاحب فوق ہڈ ماسٹر ڈل اسکول گوپامؤ خلف اوسط مولوی قاضی شرف الدین احمد صاحب سندیلوی مرحوم و مغفور من احفاد حضرت خواجہ فرید شکر گنج علیہ الرحمۃ شاگرد حضرت واسطی مغفور

(۱)

کلام واسطی کو حق نے بخشی وہ قبولیت
جھکایا فوق نے جب سر گریبان تفکر میں

نہیں جسکا نظیر اب عالم امکان میں پیدا ہی
کہی تاریخ ہاتف نے یہ نظم روح افزا ہی
۱۲۲۳ھ

(۲)

جناب واسطی علامۂ دہر

ہر یک علم و فن آن بود یکتا

نظیرش بود در آفاق معدوم — بہ علم و فضل شد بی مثل و ہمتا
مرتب کلیاتش گشت فی الحال — ہزاران شکر خلاق جہان را
بدیہہ فوق تاریخش بہ ہجری — رقم کردم کہ مرغوب دل ما
۱۳۲۳ھ

(۳)

عجب واسطی کا ہے دلکش کلام — جسے سن کے ہر طبع خوشنود ہے
کہا بلبل طبع نے فوق سال — لکھو یہ گل باغ مقصود ہے
۱۳۲۳ھ

(۴)

نہیں دنیا میں ہے جسکا نظیر اب — چھپا وہ کلیات واسطی ہے
پسند طبع عالم کیوں نہ ہووے — کہ ہر ہر شعر موتی کی لڑی ہے
مضامین تازہ و دلچسپ بندش — ہر اک مصرع میں کیا شوخی بھری ہے
طبیعت میں وہ جدت حق نے بخشی — کہ صائب جیسے روح عنصری ہے
لئے تاریخ طبع اے فوق فی الفور — لکھو دفتر فصاحت کا یہی ہے
۱۳۲۳ھ

(۵)

کلیات حضرت فضل رسول — چھپ گیا مطبع میں با صد آب و تاب
فوق از روئے بشارت لکھ دو سال — یہ چھپی لاریب نظم لاجواب
۱۳۲۳ھ

(۶)

دیدے جسکی چشم ہو پُر نور — کلیات ان دنوں چھپا ایسا
لکھ دے اے فوق یوں مسیحی سال — دل کشا غم ربا و روح افزا
۱۹۰۶ء

(۷)

کلیات واسطی جس دم چھپا — از عنایات خداوند قدیر
دل میں اپنی تھی یہ فکر ہر دم ہر گھڑی — تا وہ ہاتھ آئے کوئی دلپذیر

فوق نے لکھا زرُوئے انبساط
ہے چھپا بی مثل و عمدہ بے نظیر
۱۹۰۶ء

(۸)

وہ ہے واسطی کا کلام شگرف
جسے سن کے کہتے ہیں سب واہ وا
سنے اسکو سعدی کی گر روح پاک
کہے کنج مرقد میں صل علیٰ
پڑھ سال بولے مسیحا کہ واہ
نیا پھول باغ سخن کا کھلا
۱۹۰۶ء

(۹)

مطبع میں واسطی کا چھپا اب وہ کلیات
مطبوع طبع جو کہ ہے برنا و پیر کا
آنکھوں کو نور دل کو سرور اسکو پڑھ کے ہے
حقا یہ ہے اثر سخن دلپذیر کا
سمبت میں آشکار دل فوق سے ہے سال
واقع میں ہے نتیجہ یہ فیض اسیر کا
۱۹۶۳ سمبت بکرم

(۱۰)

واسطی کا کیا چھپا یہ کلیات
ہے دل حساد غم سے چاک چاک
سال سمبت کی اگر ہے جستجو
فوق لکھدو ہے فدائے روح پاک
۱۹۶۳ سمبت بکرم

(۱۱)

روح سعدی کی ہے فدا جس پہ
واسطی کا سخن ہے کیا مقبول
سال تاریخ فوق لکھ نادر
چھپ گیا کلیات فضل رسول
۱۹۶۳ سمبت بکرم

دیگر

قطعۂ تاریخ طبع ازمولوی محمد مجید حسین صاحب حنفی فاروقی رئیس گوپامئو خلف جناب مولوی محمد سخاوت حسین صاحب رئیس گوپامئو من احفاد نواب مصباح اسد خان بہادر مرحوم از تلامذۂ حضرت فوق سندیلوی

ہے وہ مقبول واسطی کا کلام
سُن کے کہتے ہیں لوگ صل علیٰ

سال تاریخ محمد لکھدو کہ واہ	بوستان سخن پھلا پھولا ۱۳۲۴ھ

قطعۂ تاریخ من تصنیف سید امراؤ محمد صاحب خلف اصغر جناب میر نواب علی صاحب رئیس اعظم قصبہ بہانی شاگرد فوق سندیلوی

وہ چھپا مطبع مین نادر کلیات	دیکھنے سے جسکے دل خوش ہو گیا
فرق بد کو کاٹ کر یون سال لکھ	یہ گلستان مسرت ہی ولا ۱۳۲۴ھ

از منشی لعل محمد صاحب گوپاموی پاس شدہ درجۂ اعلی نارمل اسکول لکھنؤ مدرس چہارم مڈل اسکول گوپامؤ شاگرد جناب فوق سندیلوی

مرتب ہوا ہی وہ اب کلیات	زمانہ مین جسکا نہین ہی نظیر
لکھی دل نے تاریخ از رہے ہوش	یہ دیوان ہی نادر و دلپذیر ۱۳۲۴ھ

ایضاً

چھپا واسطی کا جو نادر کلام	ہوے دیکھکر دنگ سب اہل فن
لکھا از رہے از بار سمت مین سال	ہری ہوے بہار ریاض سخن ۱۹۶۳ سمت

از نتیجۂ طبع سید نذیر محمد صاحب خلف اکبر جناب سید محمد صاحب رئیس اعظم بہانی تلمیذ حضرت فوق

واسطی کا کلیات ایسا چھپا	قدردان ہین جسکے سب اہل ہنر
از پی تاریخ ہجری ای نذیر	بولا ہاتف کہہ کلام خوب تر ۱۳۲۴ھ

از سید محمد عباس صاحب خلف جناب میر محسن علی صاحب تعلقدار
و رئیس پہانی تلمیذ حضرت فوق سندیلوی

ہوا ایام سعید و وقت احسن	مرتب جب ہوا یہ دفتر عشق
زروئے برق ای عباس تاریخ	لکھو تم یون کہ یہ ہی اخگر عشق ۱۳۲۲ھ

از سید علی رضا صاحب علاقہ دار ضلع کھیری نواسۂ جناب سید عاشق علی صاحب اورنگ آبادی مرحوم خلف جناب سید محمد رضا صاحب رئیس پہانی من تلامذۂ حضرت فوق سندیلوی

چھپا وہ کلیات واسطی اب فضل ایزد سے	کہ جسکی خوبیون کا معترف ہر شخص کو پایا
ہوئی تاریخ ہجری کی جو خواہش بول اٹھا ہاتف	لکھو تم اے رضا مجموعۂ نو منتخب چھاپا ۱۳۲۴ھ

از سید ارتضیٰ حسین صاحب رئیس پہانی شاگرد حضرت فوق

چھپا واسطی کا ہے وہ کلیات	ثناخوان ہین جس کے صغار و کبار
پئے سال از رہ ہوش ارتضیٰ	لکھو تم یہ دیوان ہے باغ و بہار ۱۳۲۴ھ

از شیخ محمد انور علی صاحب طالب علم ایف اے کلاس نبیرۂ
منشی شیخ اصغر علی صاحب رئیس گوپامؤ

چو شد طبع این کلیات نفیس	تو گوئی گل خوش بنائی شگفت
چو انور بہ تاریخ او فکر کرد	در آمد سروش این سخن را بگفت

سر بد سگالان شکستہ بگو — دُر بے مثال فصاحت بسفت
۱۹۰۶ء

الیضاً

کلام واسطی بے مثل و نادر — فصاحت مین جو ہی مشہور دوران
مرتب ہو کے حسن سعی سے اب — چھپا صحت سے ہی با زینت و شان
لکھو تاریخ انور بے سر آز — گل باغ معانی ہی یہ دیوان
۱۳۲۴ھ

الیضاً

واسطی کا کلام لاثانی ہے — کیا ہی مرغوب و دلپذیر ہوا
سال تاریخ کی جو فکر ہوئی — وہین ہاتف نے دی ابھی یہ ندا
از سر جہد لکھدو ای انور — بے عدیل و نظیر اب یہ چھپا
۱۳۲۴ھ

الیضاً

واسطی کا چھپا کلام شگرف — خوش بیانی کا جو ہی گویا پھول
سال انور لکھو زروے بیان — چمن نظم مین کھلے کیا پھول
۱۳۲۴ھ

از شیخ ممتاز حسین صاحب خلف شیخ قربان حسین صاحب رئیس گوپامؤ ضلع ہردوئی

واسطی کا کیا چھپا ہی کلیات — ہر غزل جسکی دُرِ شہوار ہی
ہی عجب باغ معانی کی بہار — واہ کیا رنگینی اشعار ہی
بے سر انا لشہ ای ممتاز سال — لکھ کہ یہ غیرت دہ گلزار ہی
۱۳۲۴ھ

از منشی سکھولال صاحب عشرت وہپی لکھنوی کائستھ سری واستوے شاگرد جناب عزیز و جلال

سنہ جو سندیلہ مین تھا قدرا — میر فضل رسول آل بتول

شعر میں واسطی تخلص تھا — رحمت رب دوجہان ہو نزول
جانشین انکے اب جو چھپتے ہیں — التفات رسول اہل عقول
طبع فرمایا کلیات انکا — تا خوشی انکی روح کو ہو حصول
جانتے ہیں نیاز مند اپنا — مستمندوں میں ہے مرا بھی شمول
پھر تاریخ مجھسے فرمایا — میں نے انسے کہا مجھے ہے قبول
لکھی تاریخ مجھ ای عشرت — چیدہ ہے کلیات فضل رسول ۱۳۱۳ھ

از حکیم بندہ رضا صاحب آرزو رئیس بلگرام

دیوان ہے لطیف واسطی کا — کرتے ہیں نکتہ فہم عش عش
تاریخ یہ اسکی عیسوی ہے — آرائش بزم نظم دلکش ۱۹۰۵ء

از مولوی سید مظہر علی صاحب بلگرامی

بکر گشت دیوان عمدہ تر طبع — معرف باشارہ ہست اکبم
نظر مظہر علی چون برفگندم — پئے تاریخ بہجت بخش گفتم ۱۳۱۲ھ

از سید خورشید علی صاحب میر رئیس بلگرام

بہار باغ خوبی ہست دیوان — کہ ہر شعرش بود محبوب دلبر
بوقت فکر ہاتف گفت ای میر — بتاریخش بگو شعر فسونگر ۱۳۲۴ھ

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر شاعر خوش خیال قاضی نہال الدین صاحب سندیلوی متخلص بہ نہال خلف جناب قاضی کمال الدین

صاحب مرحوم متخلص بہ کمال تلمیذ جناب منشی ظہور الحسن صاحب مرحوم لکھنوی متخلص بہ ظہور

یہ دیوانِ ثانیِ فضل رسول ۔ بفضل خدا سے جہان خوب ہی
فلک جاہ میر التفات رسول ۔ جو ہر اہل جوہر کا محبوب ہی
کہا ہاشمی نے یہ مجھ سے نہال ۔ کہ تاریخ دیوان کی مطلوب ہی
ہوئی فکر تاریخ دیوان کی جب ۔ کہا دل نے یہ ۔ دل کو مرغوب ہی
۱۳۲۲ھ

ایضاً

منشی بے عدیل فضل رسول ۔ نثر مین رکھتے تھے ید طولے
نظم مین بھی عجب طبیعت تھی ۔ واسطی آپ کا تخلص تھا
پہلا دیوان چھپ چکا پہلے ۔ جسکو ہر اک نے آنکھون پر رکھا
اُسکی تعریف جو کرون کم ہی ۔ گلِ صد برگ کا نمونہ تھا
کہنہ مشقی کا یہ نتیجہ ہی ۔ وہ جو گل تھا تو یہ ہی گلدستا
ہی مظفر علی اسیر کا فیض ۔ نام اُستاد کا کیا اعلے
بس نہال اب ادب سے ہو خاموش ۔ ہی بڑی بات اور منھ چھوٹا
سال تاریخ طبع اب لکھ دو ۔ سخن بے نظیر واہ چھپا
۱۹۰۵ع

قطعۂ تاریخ

از نتیجۂ فکر سید حسن صاحب عاشق خلف جناب منشی سید فضل رسول صاحب واسطی

واسطی میرے قبلہ و کعبہ ۔ خلد مین اب ہی جنکی سمائی

اُن کا دیوان دوسرا ہی چھپا — بے بدل بے عدیل لاثانی
ناظم بے عدیل تھے بے شک — تھی قلم مین عجیب جولانی
کیا عجب اس کلام کو سُنکر — چھوڑ دین بلبلین غزل خوانی
دیکھ کر مصرعہاے موزونکو — گڑ کے رہ جائے سرو بستانی
ہی غزل مین فصاحت سحبان — ہی قصیدہ مین طرز خاقانی
اِس کی ہر بیت کا یہ نقشہ ہی — دنگ رہجاے دیکھکر مانی
ہی یقین جس جگہ اسے پڑھیے — جمع ہون بلبلان بستانی
بزم احباب مین جو ذکر آئے — دور ہو مجمع پریشانی

لکھی تاریخ طبع عاشق نے
واہ کی خوب گوہر افشانی
١٣٢٣ھ

خاتمۃ الطبع

کلیات نظم واسطی از کارپردازان مطبع

شکوہ جلوۂ دلکش اداہاے دلربایان سخن کے ازلی والہ اور دل دادہ سخن پرستون کو مژدۂ تازہ کہ انوکھی اداؤن سے دل کو بیچین کردینے والا آفت جان لعبتان بیجان سخن کے ایک نئے بازار کا ہنگامہ پھر اُسی طرح کے غارتگر صبر و شکیب نظر فریب منظرون سے سراسر آراستہ گرم ہوا جیسا ۱۲۸۷ھ ہجری اور ۱۲۹۱ھ ہجری مین گرم ہوا تھا۔ یعنی سحر بیان شیوا زبان جناب سید فضل رسول خان بہادر تعلقدار جلال پور واسطی تخلص خیر خواہ دولت انگلشیہ کا کلیات نظم جنکا پہلا دیوان مذکورہ بالا سنون مین

بار اول و دوم اسی مطبع سے طبع ہوکر لذت بخش کام و زبان شائقان سخن پژوہ
ہندوستان ہوچکا ہی حسب الامر مرجع ارباب علم و سخن ہمت اور حوصلہ اور مروت
کے مخزن اور معدن بابو پراگ نارائن زیدت حشمتہم دیوان مطبوعہ پیشیر سے
بہمہ وجوہ بمرتبہا خوشتر اور خوب تر ماہ مارچ سنہ ۱۹۰۸ عیسوی مطابق
ماہ صفر المظفر سنہ ۱۳۲۶ ہجری مین بار دوم آب و تاب صیقل طبع تازہ سے
مرآت صفا بار ہوکر نور بخش دیدۂ چشم براہان جلوۂ جمال شاہدان سخن ہوا۔

قیمت	نام کتاب
[illegible]	کلیات نساخ۔ مجموعہ کلیات مولفہ و مصنفہ مولوی عبد الغفور خان بہادر۔
	یہ کلیات شامل دس رسالہ ہے اور انکا بعض حسب ذیل علیحدہ بھی فروخت ہوتے ہیں۔
۲ پائی	(۱) شاہد عشرت۔
۵/	(۲) سخن شعر۔
۲ پائی	(۳) زبان ریختہ۔
[illegible]	(۴) قطعہ منتخب۔
[illegible]	کلیات نظیر اکبر آبادی
[illegible] روپیہ	زندگانی بےنظیر یعنی سوانح عمری میاں نظیر جس میں نظیر اکبر آبادی کے حالات و خیالات سے انگریزی اصول تذکرہ نویسی پر تفصیلاً بحث کی گئی ہے مولفہ جناب مولوی سید محمد عبد الغفور صاحب شہباز پروفیسر اورنگ آباد کالج۔
۱۰/ روپیہ	دیوان وقار۔ مصنفہ راجہ کشن کمار صاحب متخلص بہ وقار رئیس مشہور بلاری ضلع مراد آباد۔
[illegible]	بہارستان اشعار۔ مصنفہ راجہ کشن کمار صاحب متخلص بہ وقار
[illegible] روپیہ	کلیات نظیر اکبر آبادی۔ مصنفہ و مرتبہ منشی عبد الغفور صاحب شہبازی۔
[illegible]	کلیات صفدر۔ مولفہ نواب محمد صفدر علیخان صاحب۔
	کلیات وہبی۔ کلام سخنور کامل منشی شیو پرشاد صاحب وہبی دو قسم کا غذ۔
۹/	(۱) کاغذ سفید چکنا۔
۷/	(۲) کاغذ سفید رسمی۔
۴/	دیوان غافل۔ از منور خان غافل
[illegible]	دیوان ذوق۔ دہلوی استاد شہ دہلی۔

نام کتاب	قیمت
دیوان فدا - جلد ثانی -	۱۲ر
دیوان داغ - مولفہ جناب داغ دہلوی -	عہ
گلزار داغ - ؍؍	عہ
آفتاب داغ - ؍؍	۱۲ر
فریاد داغ - ؍؍	۱۴ر ب
دیوان رند - مشہور از نواب سید محمد خان رند -	۱ر۹
دیوان غالب - از مرزا اسد اللہ خان غالب دہلوی	۳ر۹
دیوان مرغوب جہان - کلام سید تجمل حسین خان -	۸ر ب
دیوان خواجہ میر درد دہلوی عارف ولی -	۲ر
دیوان بہار عرب - کلام مولوی محمد نذیر متخلص بہ جادو [illegible]	۱ر۹
بہارستان سخن تین استاد کا کلام [illegible] و [illegible] و آتش و آباد - از مہدی حسین خان -	۴ر

نام کتاب	قیمت
دیوان لطف - از حافظ لطف علیخان بریلوی -	۲ر
دیوان نثار - کلام حضرت شاہ نثار احمد بریلوی -	۲ر
شرح یوسفی دیوان حافظ - از مولوی محمد یوسف علی شاہ چشتی نظامی -	۴ر
دیوان نعت سرور - از مفتی غلام سرور لاہوری -	۳ر۹
دیوان [illegible] - از مرزا حسین [illegible]	۳ر۹
دیوان عاشق - از پنڈت کنھیا لال -	۲ر
دیوان ضامن - از سید ضامن علی شاہ -	۲ر۹
مظہر عشق معروف بہ دیوان قلق مصنفہ خواجہ محمد وزیر صاحب لکھنوی -	۶ر۹
دیوان حمد ایزدی - کلام مفتی غلام سرور لاہوری -	۳ر